ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمتہ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد چہاردہم

جسمین

...مین سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کے انساب، حالات، خانہ جنگیوں، عیسائیوں کا مقابلہ، کفار کرج اور ...ق کی جدوجہد، ترکوں کی یورش، تاجداران سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کی مدافعانہ کوششین، چنگیز خان ...ج، تاتاریوں کا عالمگیر طوفان، ممالک اسلامیہ کی بربادی و تباہی کے حالات نہایت تحقیق سے درج کیے گئے ہین۔

مترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

جو

سنہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء مین

...تمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد مین چھپکر دفتر...

ایکہزار جلد

...ع اول

...خراسان پر قبضہ
...سنجر کی حکومت
...ن میں مخالفون کا ظہور
...حکومت بنو خوارزم شاہ
...ائیوں کا انطاکیہ وغیرہ سواحل ...
...پر قبضہ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون کی مکمل چودہ جلدین

فہرست مضامین حسب ذیل ہے

جلد اوّل اس جلد میں اوّلاً خود مؤلف کتاب علامہ ابن خلدونؒ کی سوانح عمری ہے بعد ازاں حضرت نوح، ہود صالح شعیب، ابراہیم، لوط، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ ہارون، یوشع، داؤد، سلیمان، یونس اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے انساب اور انکے بعد چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین، تعمیر کعبہ اور واقعہ اصحاب فیل کے حالات تحریر ہیں۔ عہ

جلد دوم - اسمیں ملوک فارس، یونان، روم اور سلاطین قسطنطنیہ کے حالات تا زمان فتح اسلامی قبیلہ اوس و خزرج کے حالات حکومت قریش اور انکے شجرہ انساب صحیح طور سے مندرج ہیں قیمت عہ

جلد سیوم - اس میں حضرت خاتم المرسلین محمد ا[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت، تربیت، نبوت، [illegible] غزوات حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت اور انکے [illegible] کے صحیح واقعات درج ہیں قمت عہ

[illegible] فتوحات - فاروق اعظم عثمان [illegible] امام ہمام حسن بن علی [illegible] امارت تک کے مفصل [illegible] قیمت عہ

جلد پنجم اسمین خلفائے بنو امیہ کے پہلے تاجدارو، ا[illegible] یزید، معاویہ، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبد[illegible] اور یزید دوم کے عہد حکومت کے حالات اور معرکہ کربلا [illegible] واقعات درج ہیں، قیمت سے ر

جلد ششم اس جلد مین خلفائے بنو امیہ کے آخر[illegible] تاجدارون ولید، یزید اور ابراہیم اور مروان [illegible] حالات، دولت عباسیہ اور شیعیہ کے قائم ہونے ا[illegible] خلافت عباسیہ کے چار حکمرانوں، سفاح، منصور، مہد[illegible] اور ہادی کے عہد حکومت کے صحیح واقعات درج ہیں

جلد ہفتم اس جلد میں نامور حکمرانان اسلام خلفائے [illegible] عباسیہ ہارون، امین، مامون معتصم، واثق وغیرہ کے زمانہ حکمرانی کے واقعات تحریر ہیں قیمت سے

جلد ہشتم - اس جلد مین خلافت عباسیہ کے زمانہ انحط[illegible] کے دس تاجدارون، معتضد، مکتفی، مقتدر، قاہر، را[illegible] متقی، مستکفی، مطیع، طایع اور القائم بامر اللہ کے زما[illegible] حکومت کے حالات، قرامطہ، دولت عبیدیہ شیعیہ افریقہ، بنی بویہ، بنی حمدان ہو سلاطین سلجوقیہ کی چیرہ دستی کے واقعات درج ہیں - قیمت سے -

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رح

کتاب ثانی - جلد چہار دہم

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۳۰ھ میں نبوت کے سچے جانشینوں کا زمانہ منقضی ہوگیا۔ عنان حکومت پر بنوامیہ نے قبضہ کیا۔ خلافت اسلامیہ برائے نام باقی رہی، حقیقت میں استبدادیت، بادشاہی اور سلطنت ہوگئی۔ بایں ہمہ مرکزی قوت کا تجزیہ نہیں ہوا۔ ایک ہی ذات جسکو خلیفہ کے نام سے موسوم کرتے تھے دنیائے اسلام کے چپہ چپہ زمین کا واحد حکمراں تھا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ اسی تیزی اور عالمگیری سے بڑھتا رہا۔ ایشیا، یورپ اور المغرب الاقصیٰ تک پہونچ گیا۔ خود غرضی کا بُرا ہو کہ پہلی صدی کے خاتمہ پر بنوامیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا، عنان حکومت اسلامیہ پر بنوعباس قابض ہوئے۔ انکا ابتدائی دور حکومت بلحاظ فتوحات اور انتظامات اگر ستایش کا مستحق نہیں ہے تو الزام کا بھی مستوجب نہیں ہے زمانہ وسطیٰ میں تمدنی حالت کی ترقی اور اصلی مادی قوت کی تنزلی ہوئی۔ عربوں کے جگہ عجموں کا دور دورہ ہوا۔ مرکزی حکومت کا اقتدار باقی نہ رہا چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ ہر شخص نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی، ایک حکومت کی کئی حکومتیں ایک سلطنت کی متعدد سلطنتیں، ایک حکمران کے عوض سیکڑوں حکمران اپنے اپنے جگہ پر بن گئے۔ صرف سند حکومت دینے کا اختیار خلافت مآب کے ہاتھ میں رہا، خلیفہ وقت ان حکمرانوں کی خود غرضیوں کا نشانہ اور انکے ہاتھ کا کٹ پتلی بنا تھا جس کو چاہتے تھے سریر خلافت پر متمکن کرتے تھے اور جو انکی خود غرضیوں کا سد راہ ہوتا تھا اسکو معزول کرتے تھے۔ برامکہ سے زیادہ بنوبویہ دیلمی نے زور پکڑا۔ آپس کے جھگڑے، باہمی نفاق، شیعہ اور سنی کے نزاعات انہیں بنوبویہ کے عہد میں رونما ہوئے۔

رفتہ رفتہ سلاطین سلجوقیہ کا دور آیا۔ انہوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ خلافت کو دبا لیا ممالک اسلامیہ پر قابض و متصرف ہوئے۔ انکی حکومت کا سکہ تمام ممالک شرقیہ میں چلنے لگا

سلاطین سلجوقیہ مین الپ ارسلان بانی دولت سلجوقیہ، قزل ارسلان، ملک شاہ سلجوقی، سلطان سنجر، قطلمش والی قونیہ و بلاد روم، توران شاہ تاجدار فارس بڑے بڑے اولوالعزم حکمران گزرے ہیں، ملوک خوارزم کی سلطنت انہیں سلجوقیوں کی سلطنت کی ایک شاخ ہے انہیں کے زمانہ میں چنگیز خان تاتاری لوٹیروں کو لیکر نکلا اور اسلامی حکومت کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ علامہ امام عبد الرحمٰن ابن خلدون (رحمۃ اللہ علیہ) نے انکے حالات، انساب، خانہ جنگیوں، تاتاریوں اور سلجوقیوں کی لڑائیوں کو کمال تحقیق اور تدبر سے اپنی تالیف کردہ کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر میں تحریر کیا ہے۔

ترجمہ تاریخ کی چودھویں جلد کتاب مذکور کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے جسمیں انہیں خونی داستانوں کا تذکرہ ہے۔ قدر دانان فن تاریخ کی خدمت میں کمال دیدہ ریزی جانسوزی اور محنت شاقہ کے بعد پیش کی جاتی ہے۔ توقع یہ ہے کہ اللہ جل شانہ قبولیت عامہ کے زیور سے اسکو مزین و آراستہ فرمائے گا، قوم کی گری ہوئی حالت کا سنوارنے والا وہی ہے۔ شاید اسکے مطالعہ سے قوم کو عبرت کا سبق حاصل ہو، نفاق، حسد، خود غرضی اور قوم فروشی کی صفات مذمومہ ترک ہوجائے وما ذلك على الله بعزيز۔

الہ آباد
۱۱۔ رمضان المبارک ۱۳۴۸ھ } احمد حسین الہ آبادی غفر اللہ ذنوبہ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد چہاردہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار سلاطین سلجوقیہ ترکیہ

سلاطین سلجوقیہ نے ممالک اسلامیہ پر استیلار حاصل کرلیا تھا۔ انکی حکومت کا سکہ تمام ممالک مشرقیہ میں حدود مصر تک چل رہا تھا۔ انہوں نے خلافت بغداد پر استبدادی قوت حاصل کرلی تھی، عہد خلافت خلیفہ قائم بامراللہ سے اس زمانہ تک کے حالات اور جو کچھ اور جیسی انکی حکومت وسلطنت اقطار عالم میں تھی اس کے واقعات ہم حوالہ قلم کرتے ہیں۔ اور یہ بھی تم کو ہم بتلائیں گے کہ انہوں نے علمار کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور کس طرح انکو ادائے فرائض منصبی سے باز رکھا۔ اسی سلسلہ میں ان حکومتوں کا ذکر بھی ہم احاطہ تحریر میں لائیں گے جو انکی حکومت و دولت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

ہم اوپر سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ آئے ہیں کہ یہ کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جو کہ یافث کا ایک لڑکا منجملہ اُن سات لڑکوں کے ہے جن کا ذکر توریت میں آگیا ہے اور وہ ساتؔ یہ ہیں " ماواق، ماذاے۔ ماغوغ، قطوبال،

ؔ نوٹ۔ مصحح لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن یہ اسکے خلاف ہے جو جلد اول کتاب ثانی میں لکھا ہے۔

ماشخ، طیراش، کومر۔ ابن اسحٰق نے ان میں سے چھ لڑکوں کا ذکر کیا ہے، ماذا ئے کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین لڑکے تھے۔ "توغرما، اشکان اور ریعاث"، اسرائیلیات میں لکھا ہے کہ افرنج (فرانس) ریعاث کی اولاد سے ہے صقالبہ اشکان کی اور خزر توغرما کی، لیکن علماء نسب اسرائیلیں کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خزر اور ترکماں ایک ہیں اور ترکوں کی کل شاخیں کومر کی اولاد سے نکلی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کی تین اولاد میں سے کس لڑکے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توغرما کی اولاد سے ہیں۔ بعض علماء نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طیراش بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن غامور بن سویل کی طرف نسبًا منسوب کیا ہے۔ لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے! ورغامور کتابت کی غلطی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ باقی رہا سویل، اسکو کسی نے یہ نہیں لکھا کہ یہ یافث کی اولاد سے ہے ان سب باتوں کو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں از آنجملہ روس اور اعلان ہے اعلان کو ابلان بھی کہتے ہیں، خفشاخ (جو قفچاق کے نام سے مشہور ہیں) ہیاطلہ، خلج اور غز جن میں سے سلجوقیہ اور خطا ہیں جنکی سکونت سرزمین طمغاج میں تھی، یمک، قور، ترکس، ارکس اور ططر (جنکو طغزغز بھی کہتے ہیں) انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں۔ لیکن روم کے ہمسایہ قوموں نے اس سے انکار کیا ہے۔

سمجھ لو کہ ترکوں کی قوم دنیا کی بڑی قوموں میں سے ہے۔ کوئی قوم ان سے زیادہ نہیں ہے عرب، معمورہ عالم میں جانب جنوب اور ترک اسکے شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے اقالیم ثلاثہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں اقلیم کے نصف طول پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور مالک و حکمراں بنے ہوئے تھے ابتدًا انکا مسکن شرقی میں لب دریا، بلاد چین اور اسکے بالائی ممالک میں جنوبًا ہند تک اور اسکے نیچے شمالًا

سدِ یاجوج اور ماجوج تک تھا (بعض مورخوں کا خیال ہے کہ یاجوج و ماجوج، ترکوں میں سے ہیں) اور آخر میں انہوں نے اپنے قیام کے لئے جانب مغرب بلاد صقالبہ کو تا خلیج قسطنطنیہ پسند کیا۔ بلاد صقالبہ افرنج کے مجاور اور رومہ سے ملا ہوا ہے جانب جنوب انکا مسکن۔ بلاد تور قریب نہر بعد ازاں خراسان، آذر بائیجان اور خلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں بلاد فرغانہ، شاش اور علاوہ ان کے بلاد شمالیہ کو جنکے نام بوجہ بُعد مسافت معلوم نہیں ہو سکے اپنے قیام و مسکن کے لئے منتخب کیا۔ اور مابین ان حدود کے بلاد غزنی، نہر جیحون، بلاد خوارزم، سرحد چین، بلاد قفچاق، روس اور خلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد و سکونت پذیر تھے۔ انہیں ترکوں کا ایک گروہ کثیر جنکی تعداد انکے خالق کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا بطور خانہ بدوشوں کے ممالک مذکورہ کے اطراف و جوانب میں بوجہ شدت سرما اونی خیموں میں رہتا تھا۔ + اور اسکا گزر دیار بکر کی طرف ہوا والی دیار بکر نصر بن مروان شہر سے باہر آیا اور ایک لاکھ دینار شاہی دربار میں پیش کیا۔ جب سلطان کے کانوں تک یہ خبر پہونچی کہ والی شہر نے یہ رقم کثیر رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے اس کو واپس دیدیا بعد اسکے آمد پہونچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امن دی۔ شہر پناہ کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے شہر پناہ کی دیوار کو مس کرتا تھا اور اسکو اپنے چہرہ پر مسلمانوں کے مقصد کا تبرک سمجھکر پھیرتا تھا بعد

+ اس مضمون کو مضامین سابق سے کچھ ربط و تعلق نہیں ہے شاید مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر خالی جگہ چھوڑ دی تھی۔ کاتب نے کچھ خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ امر ظاہر ہوگا۔ یہ خلاصہ اس کا ہے جسکو شیخ عطار نے لکھا ہے۔ کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان الپ ارسلان کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۳ مطبوعہ لیدن

ازاں الرہا کی طرف روانہ ہوا اور اسکا بھی محاصرہ کیا۔ اہل الرہا نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے بعد ازاں حلب کی جانب قدم بڑھایا والی حلب "محمود" نے اپنے سپہ سالار ریعولی کو اسکے پاس بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ اسکے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری کی معذرت کی سلطان نے اس معذرت کو منظور نہ کیا اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح داخل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہتا ہے اُس سے کہدو کہ تمکو بادل ناخواستہ حاضر ہونا پڑے گا" محمود نے حاضری سے انکار کیا سلطان نے حصار میں سختی شروع کی۔ والی حلب (محمود) تنگ ہو کر رات کے وقت معہ اپنی ماں منیعہ بنت وثاب نمیری سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اسکی بڑی عزت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اسکو اسکے شہر کی طرف واپس کر دیا۔

سلطان الپ ارسلان کا خلاط پر جہاد اور رومی بادشاہ کی گرفتاری

ارمانوس نامی رومیوں کا بادشاہ ان دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کر رہا تھا۔ طبیعت میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بلاد اسلامیہ کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرہ میں رہتے تھے۔ ۴۶۲ھ میں فوج مہیا کر کے ملک شام پر چڑھائی کر دی۔ شہر منبج کو جا کر گھیر لیا۔ قتل و خونریزی، لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ محمود بن صالح بن مرداس کلابی اور ابن حسان طائی نے اپنی اپنی قوموں اور نیز ان عربوں کو جو اُن کے قرب وجوار میں تھے جمع کر کے مقابلہ کیا۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے رومی لشکر نے نہایت بُری طور سے انکو ہزیمت دی۔ اور ارمانوس، قسطنطنیہ واپس آیا۔ بعد اسکے (۴۶۳ھ میں) پھر ارمانوس نے دو لاکھ فوج لیکر بلاد اسلامیہ پر یلغار کیا۔ اس فوج میں رومی، فرانس، روس، کرخ اور دو عرب بھی شامل تھے جو اُن کے ممالک میں یا انکے ممالک کے قرب وجوار میں رہتے تھے۔ چنانچہ ملازکرد (صوبہ خلاط کے شہر) پر پہونچکر لڑائی کا

نیزہ گاڑا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس ہو کر مقیم تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کے غصہ سے کانپ اٹھا۔ اپنے حرم اور اسباب کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ہمراہ ہمدان بھیجدیا اور بذاتہ پندرہ ہزار جنگ آوروں کو لئے ہوئے ارمانوس سے جنگ کرنے کو بڑھا۔ سلطانی مقدمۃ الجیش سے ارمانوس کا رومی مقدمہ مقابل ہوگیا پہلے ہی حملے میں لشکر اسلام نے رومیوں کو شکست دی، اسکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر بارگاہ سلطانی میں بھیجدیا۔ سلطان نے اسکی ناک کٹوائی اور اسکے مال و اسباب اور آلات حرب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کر دیا (اور یہ ہدایت کردی کہ دارالخلافت بغداد بھیجدینا) +

+ اسلامی مقدمۃ الجیش کی کامیابی کے بعد جب کہ سلطانی کا لشکر ارمانوس سے مڈبھیڑ ہوا سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس پیام صلح بھیجا، رومی بادشاہ نے جواب دیا "رے دیدو مصالحت ہو جائے" سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا، فقیہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری نے عرض کی "آپ تو دینی لڑائی لڑتے ہیں جسمیں اللہ تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کا سہرہ آپ کے سر رہے گا جمعہ کے جسوقت خطباء منبروں پر خطبہ پڑھنے کو جاتے ہیں اسوقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اسوقت وہ لوگ مجاہدوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے ہیں" چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی فوج کو مجتمع کر کے ایک پرجوش تقریر کی، تقریر نہایت پرجوش تھی خود بھی رو اٹھا لشکری بھی ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگے سبھوں نے خشوع خضوع سے دعائیں کیں، سلطان نے دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں کو مخاطب کر کہا "جس شخص کا جی واپس جانے کو چاہتا ہو وہ بے تامل چلا جائے میں اسوقت بادشاہ نہیں ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے جنگ کی ٹھان لی ہے" لشکریوں نے سینہ سپر ہو کر کہا "ہم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کو تیار ہیں" المختصر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کھیت لشکر اسلام کے ہاتھ رہا بیشمار عیسائی مارے گئے، مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی بادشاہ گرفتار ہو کر بارگاہ سلطانی میں پیش ہوا دس لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ لیکر سلطان نے اس کو رہا کیا اور یہ شرط کر لی کہ جس قدر [بقیہ نوٹ صفحہ ۶

بعد اسکے سلطان سمرقند کی جانب بڑھا۔ تکین والی سمرقند شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ صلح کا پیام دیا چنانچہ ملک شاہ نے اس سے مصالحت کر لی۔ بلخ اور طخارستان کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین کو عنایت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی طرف روانہ ہوا۔

قاروت بک والی کرمان کا ہنگامہ اور قتل

قاروت بک برادر الپ ارسلان، کرمان کا حاکم تھا جب اپنے بھائی سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھایا۔ اتفاق یہ کہ اس کے پہونچنے سے پہلے سلطان ملک شاہ اور نظام الملک وزیر السلطنت رے پہونچ گیا تھا مسلم بن قریش، منصور بن دبیس اور بہت سے امرا اکراد موکب سلطانی کے ساتھ تھے (۴ شعبان ۴۶۵ھ میں) قاروت بک اور سلطان ملک شاہ سے مقام ہمدان میں مقابلہ ہوا۔ قاروت بک کو ہزیمت ہوئی گرفتار ہو کر امام سعد الدولہ گوہرائیں کے روبرو پیش کیا گیا۔ امام سعد الدولہ نے اس کا گلا گھونٹ دیا مر گیا، لیکن کرمان کی حکومت اسی کے لڑکے کو دی۔ جائزے اور خلعت ان لوگوں کو مرحمت کی، عربوں اور کردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیا اسوجہ سے کہ انھوں نے موقع جنگ پر نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔

چونکہ سلطان الپ ارسلان، شرف الدولہ سے ناراض تھا اسوجہ سے خلافت مآب نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اسکو اپنے ہمراہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں لیجا کر میری طرف سے سفارش کر کے باہم صفائی کرا دو چنانچہ نقیب النقباء شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر لگی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضر

بقیہ نوٹ صفحہ ۵] مسلمان بلاد روم میں قید ہیں سب کے سب رہا کر دیئے جاویں اور پچاس برس کے لئے صلح کیجاسے۔ رومی بادشاہ نے اسکو نہایت خوشی سے قبول و منظور کیا سلطان نے دس ہزار دینار اسکو سفر خرچ کے لئے مرحمت کئے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴ و ۴۵۔ مطبوعہ لیدن

ہو کر باریابی حاصل کی اور شریک جنگ قاروت بک ہوئے۔ مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اسکے پہلے ہی قبول کرلی تھی۔ باقی رہا بہار الدولہ منصور بن دبیس، یہ اس وجہ سے سلطانی موکب میں تھا کہ اسکے باپ نے کچھ مال، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اسکی معرفت بھیجا تھا پس جسوقت بارگاہ سلطان میں حاضر ہوا اسوقت سلطان جنگ قاروت بک پر جارہا تھا پس یہ بھی اسکے رکاب میں روانہ ہوا اور جنگ قاروت بک میں حصہ لیا۔

✤ بعد اسکے ایاز برادر سلطان ملک شاہ نے بمقام بلخ ۴۶۵ھ میں وفات پائی سلطان ملک شاہ نے اسکے بیٹے کو اپنی کفالت میں ۴۶۶ھ تک رکھا اسی سنہ کے پندرہویں شعبان میں خلیفہ قائم بامراللہ نے اپنی خلافت کے پینتالیس برس بعد وفات پائی بوقت وفات اسکا کوئی لڑکا موجود نہ تھا صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامراللہ عبداللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسکا باپ محمد بن قائم بامراللہ جسکو خلیفہ قائم بامراللہ نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا جسکا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابوالعباس تھی سنہ . . . . . . میں وفات پاچکا تھا اسوجہ سے خلافت مآب نے بوقت وفات اپنے پوتے عبداللہ محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ چنانچہ بعد وفات خلافت مآب، اراکین دولت، مویدالملک بن نظام الملک، وزیر السلطنت فخر الدولہ بن جہیر اور اس کا بیٹا عمید الدولہ، شیخ ابو اسحٰق شیرازی، نقیب النقباء طراد اور قاضی القضاۃ دامغانی نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر حسب ولیعہدی خلیفہ قائم بامراللہ، مقتدی بامراللہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی خلیفہ مقتدی نے سریر خلافت پر متمکن ہو کر فخر الدولہ بن جہیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اسکے بیٹے عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے کو روانہ کیا واللہ الموفق للصواب۔

✤ ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۶۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۴

دمشق پر سلجوقیہ کا استیلا اور محاصرہ مصر

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ انسنر نے رملہ اور بیت المقدس پر ۴۶۳ھ میں متصرف ہو کر دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ بعد محاصرہ کچھ سوچ سمجھ کر واپس آیا لیکن اطراف دمشق میں غارتگری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جسمیں اس نے اطراف دمشق کو تاخت و تاراج نہ کیا ہو تا آنکہ ۴۶۷ھ کا دور آ گیا۔ ماہ رمضان میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا اور بعد چند روز کے محاصرہ اٹھا کر واپس آیا۔

والی دمشق معلی بن وحید جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی طرف سے دمشق پر مامور تھا دمشق چھوڑ کر بھاگ نکلا فوج اور رعایا نے اسکے ظلم و تعدی سے تنگ آ کر اس کے خلاف بلوہ کر دیا۔ معلی، دمشق سے نکل کر بانیاس پہونچا پھر بانیاس سے نکل کر صور میں جا کر دم لیا۔ صور سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا چنانچہ بحالت قید مر گیا۔ اہل دمشق نے معلی کے بھاگ جانے کے بعد انتصار بن یحییٰ مصمودی ملقب بہ نصیر الدولہ کو اپنا والی مقرر کیا۔ رسد و غلہ کی کمی نے حالت بہ تنگ کر دی۔ پریشانی کی کوئی حد نہ رہ گئی۔ انسنر کو موقع مل گیا۔ ماہ شعبان ۴۶۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ امن کی درخواست کی۔ انتصار کو بجائے دمشق، قلعہ بانیاس اور شہر یافہ جو ساحل پر ہے دیدیا اور ماہ ذی القعدہ میں داخل دمشق ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنے کی ممانعت کر دی۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا ۴۶۹ھ میں انسنر نے مصر پر فوج کشی کی اور پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی روزانہ جنگ سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر علوی نے بادیہ نشینان عرب سے امداد کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ ادھر سے بدر جمالی عساکر قاہرہ کو لیکر مقابلہ پر آیا اُدھر سے بادیہ نشینان عرب حسب وعدہ کمک

پر آ گئے۔ اتسز کو ہزیمت ہوئی بہزار خرابی جان بچا کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ اہل بیت المقدس اسکے زمانہ عدم موجودگی میں خوب کھل کھیلے تھے جن لوگوں کو اتسز، بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں میں ان کو مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس، اتسز کی آمد کی خبر سنکر محفوظ مقامات میں قلعہ نشین ہو گئے۔ اتسز نے بزور تیغ انکو زیر کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہزاروں تیغ اجل کے نذر ہو گئے جو لوگ مسجد اقصےٰ میں جا چھپے تھے وہ بھی اس قتل و خون ریزی سے جاں بر نہوئے۔

اتسز کے نام کی صحت ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اہل شام اسکو اقسیس (یا انسیس) کہتے تھے لیکن صحیح اتسز ہے یہ ترکی نام ہے۔

القصہ سلطان ملک شاہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تتش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت عنایت کی علاوہ اسکے ان شہروں کی حکومت بھی دیدی جنکو وہ اس اطراف میں اپنے زور بازو سے مفتوح کرے۔ چنانچہ تتش نے اولاً حلب کا قصد کیا اور حلب پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ اسکے رکاب میں ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا انہیں دنوں بدر جمالی نے جو کہ مصر پر متغلب و مستولی ہو رہا تھا ایک عظیم فوج محاصرہ دمشق کو روانہ کی تھی۔ اتسز نے اس خبر سے مطلع ہو کر تتش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کئے تھا امداد کی درخواست کی تتش محاصرہ حلب سے دست کش ہو کر اتسز کی مدد کو آپہونچا۔ مصری لشکر مقابلہ نہ کر سکا دمشق سے بھاگ آیا۔ جسوقت تتش قریب دمشق پہونچا اتسز نے استقبال نہ کیا دمشق میں تتش کے ورود کا منتظر رہا تا آنکہ قریب شہر پناہ تتش سے ملاقات کی تتش کو اتسز یہ بے تمیزی ناگوار گزری۔ غصہ کا اظہار کیا۔ اتسز نے بادل ناخواستہ معذرت کی۔ تتش نے اسی وقت اسکو قتل کر ڈالا۔ دمشق اور کل ممالک شام پر قابض ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا تتش کا لقب تاج الدولہ تھا

بعد اسکے تتش نے سنہ ۴۷۲ھ میں حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا بعد چند دنوں کے محاصرہ اٹھا کر مراغہ اور بیرہ کی طرف بڑھا اور اسپر قبضہ حاصل کرکے دمشق کی جانب واپس ہوا۔ تتش کے محاصرہ اُٹھا لینے کے بعد مسلم بن قریش، حلب آیا اور مالک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔ اس کامیابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اسکی خبر دی۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی طرف سے اسکو حلب کی سند حکومت عطا کی۔

آخری سنہ ۴۷۵ھ میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا لیکن چند دنوں بعد محاصرہ اُٹھا لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تتش نے دمشق سے خروج کیا۔ ساحل شامی کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ طرسوس کو فتح کرکے دمشق واپس آیا۔ پھر سنہ ۴۷۶ھ میں تاج الدولہ تتش نے رومی شہروں پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔ مسلم بن قریش کو اسکی خبر لگ گئی۔ خالی میدان دیکھ کر دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور کردوں کی بہت بڑی جماعت تھی۔ خلیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا مگر یہ امدادی فوج، مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہونچی۔ تتش کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے رومی شہروں کے قصد سے ہاتھ کھینچ لیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرتا ہوا مسلم کے پہلے دمشق پہونچ گیا۔ مسلم نے دمشق پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ تتش اپنی فوجوں کو مرتب کرکے محاصرہ اُٹھا دینے کی غرض سے شہر سے باہر نکلا اور خم ٹھونک کر میدان میں آگیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں ہزیمت ہوئی۔ اسی اثنا میں مسلم کو یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اسکے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ بحال پریشان مرج الصفر سے اپنے دارالحکومت کی جانب مراجعت کی بعد اسکے امیر الجیوش نے مصر سے فوجیں مرتب کرکے سنہ ۴۷۸ھ میں دمشق پر یلغار کیا اور محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیر الجیوش اپنا سا منہ لیکر واپس ہو کر سلطان کے بھائی تکش سے جا ملا[1] . . . . .

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اس سے اسکی قوت بڑھگئی علم بغاوت بلند کر دیا۔ مروالرود اور مروالشاہجان وغیرہما پر قبضہ کر کے بقصد قبضۂ خراسان، نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان کو اسکی خبر لگ گئی تکش کے پہونچنے سے پہلے سلطان نیشاپور پہونچ گیا تکش بے نیل مرام واپس ہوا اور ترمذ میں پہونچکر قلعہ نشین ہوگیا سلطان نے اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ تکش نے مجبور ہوکر مصالحت کی درخواست کی اور کل لشکریوں کو جو شاہی فوج کے اسکے یہاں قید تھے ازاد کر دیا اور ترمذ سے نکل کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اسکی عزت کی، گلے لگایا۔ اس کے چند دنوں بعد ۴۸۵ھ میں تکش کے دماغ میں ہوائے بغاوت پھر سما گئی مروالرود پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑھتے بڑھتے سرخس کے قریب پہونچ گیا اور قریب سرخس اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن امیر فاخر کے قبضہ میں تھا۔ مسعود میں تاب مقاومت نہ تھی قریب تھا کہ قلعہ کو تکش کے حوالہ کر دیتا۔ اتفاق سے ابوالفتوح طوسی (یہ نظام الملک وزیر السلطنت کا مصاحب تھا) کو سوجھ گئی اور غضب کی سوجھی۔ یہ ان دنوں نیشاپور میں تھا اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی طرف سے مسعود والی قلعہ کو اس مضمون کا لکھا کہ "تم گھبراؤ نہیں، پورے دم وخم سے مقابلہ پر اڑے رہو میں بہت جلد سلطانی موکب کے ہمراہ تمہاری مدد کو پہونچا جاتا ہوں اور دشمنوں کو مار کر بھگا دونگا"۔ یہ خط ایک سانڈنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم تکش کی فوج سے ہو کر گزرنا۔ اجنبی سمجھکر تمکو گرفتار کر لیں گے جب تم پر تشدد زیادہ ہو اور قتل کی دھمکی دی جائے تب تم اس خط کو دینا اور عندالاستفسار کہدینا کہ "سلطان ملک شاہ، فوج عظیم لیکر رے سے مسعود کی امداد کو روانہ ہو گیا ہے" چنانچہ سانڈنی سوار نے ایسا ہی کیا۔ چونکہ ابوالفتوح کا خط نظام الملک وزیر السلطنت کے خط سے بیحد مشابہ تھا اسوجہ سے تکش کو یقین ہو گیا کہ یہ خط ضرور نظام الملک کا ہے۔ اب خیر نہیں ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر کمال بے سروسامانی سے قلعہ ریخ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنا بھی ہوش وحواس بجا

نہ رہے کہ خیموں اور سامان کو لیتا۔ چولہے پر ہانڈیاں چڑھی ہوئیں چھوڑ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے دن قلعہ سے نکل کر جو کچھ اسکے لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے تین مہینہ کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تکش کا محاصرہ کیا اور بزور تیغ مفتوح کر کے تکش کو اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کر دیا۔ احمد نے اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈالدیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے اقرار[1] اور قسم کو نہ توڑا۔

شیخ ابو اسحاق شیرازی کی سفارت

چونکہ عمید العراق ابو الفتح بن ابو اللیث والی عراق خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے ساتھ بدمعاملگی اور کج ادائی سے پیش آتا تھا اسوجہ سے خلافت مآب نے (ماہ ذی الحجہ ۴۶۵ھ میں) شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کا خط دیکر اصفہان روانہ کیا۔ شیخ کے ہمراہ اس سفارت میں امام ابو بکر شاشی وغیرہ نامی نامی علماء تھے جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گذر ہوتا تھا اس جوش و مسرت سے وہاں کے رہنے والے استقبال کرتے تھے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا لوگوں کے اژدحام کی یہ حالت تھی کہ تل رکھنے کی جگہہ نہ ملتی تھی۔ شیخ کے رکاب کو مس کرتے تھے اسکے گھوڑے کے قدم کی مٹی تبرکاً لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس (دراہم، دنانیر چاندی سونے کے سکے) موجود تھے شیخ پر نثار کرتے تھے، صنعت و حرفت اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی اسباب نہایت کشادہ پیشانی سے بیدریغ لٹا رہے تھے۔ شیخ اس

[1] ملک شاہ نے تکش سے اقرار کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تکو کسی قسم کی ایذا نہ دونگا۔ چنانچہ تکش نے اسی عہد و اقرار کے بناء پر اپنے کو سلطان کے حوالہ کیا تھا۔ اسکے بعد سلطان کو تکش کی ایذا دہی اور قید کرنے کی فکر ہوئی۔ فقہاء نے فتویٰ دیا کہ آپ اسکو اپنے بیٹے احمد کو دیدیجئے وہ اسکے ساتھ سب کچھ کر سکے گا آپ بری الذمہ رہیں گے چنانچہ سلطان نے ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹

خوشی و مسرت کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل اللہ تعالیٰ کا شکر و حمد کر رہا تھا۔ الغرض کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلافت مآب کا پیام پہونچایا، سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے سبھوں کو قبول و منظور کیا اور عمید العراق کا تعلق جس قدر خلافت مآب سے تھا ان سب کو منقطع کر دیا بعد اسکے شیخ، وزارت مآب نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوا۔ امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات معروف اور مشہور ہیں

فخر الدولہ کی معزولی عمید الدولہ کی وزارت

سنہ ۴۶۱ھ میں نظام الملک نے فخر الدولہ ابو نصر بن جہیر کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وزارت سے معزول کر دیا تھا۔ عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلافت مآب سے اسکی عفو تقصیر اور دوبارہ عہدۂ وزارت پر مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ پس خلافت مآب نے عمید الدولہ کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اور اسکے باپ کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اوپر خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کا سلطان ملک کی لڑکی سے عقد

سنہ ۴۶۴ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ (وزیر) کو سلطان ملک شاہ کے پاس اسکی بیٹی سے اپنی منگنی کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ فخر الدولہ، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہونچا اور خلیفہ مقتدی کا پیام سلطان کو دیا۔ سلطان نے اپنی بیٹی کا عقد خلافت مآب کے ساتھ پچاس ہزار دینار مہر معجل پر کر دیا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف مراجعت کر دی۔

عمید الدولہ کی معزولی

پھر سنہ ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ کے بیٹے عمید الدولہ کو وزارت کے عہدہ سے معزول کر دیا اتفاق یہ کہ جس دن عمید الدولہ معزول کیا گیا

[1] فخر الدولہ کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابو الفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء کو مرحمت ہوئی۔ یہ مسکمہ تعمیرات کا وزیر تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸

اسی دن سلطان اور نظام الملک کا خط مشعر طلبی بنو جہیر (عمید الدولہ وغیرہ) صادر ہوا۔ چنانچہ بنو جہیر معہ اپنے اہل وعیال کے سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ فخر الدولہ کو دیار بکر کی حکومت عطا کی۔ اور ایک فوج فخر الدولہ کے ہمراہ دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے روانہ کی اور اس امر کی اجازت دی کہ "تم اسکے محاصل کو اپنے صرف میں لاؤ، خطبہ میں اپنا نام داخل کرلو اور سکہ بھی اپنے ہی نام کا مسکوک کراؤ"۔ چنانچہ فخر الدولہ اس کروفر کے ساتھ شاہی لشکر لئے ہوئے دیار بکر کی طرف بڑھا۔

فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ

ابن مروان والی دیار بکر کو اسکی خبر لگ گئی۔ گھبرا گیا مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی اور اس صلہ میں ایک خاص امر (آمد[1] کے دینے) کا اقرار کیا دونوں نے قسمیں کھائیں اور ابن جہیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے ہنوز جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ سلطان نے ابن جہیر کی کمک پر بسرکردگی امیر ارتق بن اکسک ایک فوج اور بھیجدی۔ لیکن بایں ہمہ ابن جہیر ابن مروان سے مصالحت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ارتق کو یہ امر خلاف دشاق گزرا فوراً حملہ کر دیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ عربوں اور کردوں کو ہزیمت ہوئی۔ انکا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ مسلم بن قریش کسی طرح جان بچا کر آمد پہونچا فتحمند گروہ نے تعاقب کیا اور ہر چہار طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن قریش نے اس امر کو محسوس کرکے کہ اب میں گرفتار ہوا چاہتا ہوں امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ سے جسقدر مال چاہو لے لو اور مجھے راستہ دیدو میں نکل جاؤں۔ امیر ارتق اس امر پر راضی ہو گیا۔ مسلم بن قریش آمد کو خیر آباد کہکر رقہ کی طرف چلا گیا۔ اور ابن جہیر نے میافارقین کا راستہ لیا۔ منصور بن مزید اور اسکا بیٹا صدقہ، ابن جہیر سے علیحدہ ہو کر خلاط کی جانب واپس ہوا۔

سلطان کو جب اس امر کی اطلاع پہونچی کہ مسلم بن قریش کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمید الدولہ کو فوج کثیر کے ساتھ موصل کے سر کرنے کی غرض سے

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۸

روانہ کیا۔ اسی مہم میں عمید الدولہ کے ہمراہ اقسنقر قسیم الدولہ بھی تھا جسکو سلطان نے اسکے بعد حلب کی حکومت عنایت کی تھی۔ قصہ مختصر عمید الدولہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں امیرارتق مل گیا۔ وہ بھی عمید الدولہ کے ہمراہ موصل کی مہم پر واپس ہو گیا جس وقت شاہی لشکر موصل پر پہونچا۔ عمید الدولہ نے اہل موصل کے پاس ترغیب اور ترہیب کا پیام بھیجا اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔

سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لیئے ہوئے مسلم بن قریش کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو محاصرہ سے نجات مل گئی تھی بجہ کے متصل مقیم تھا۔ سلطان نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھا۔ موید الملک بن نظام الملک کو خط دیکر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے لگایا۔ اور بعد ازیں مقام بوازیج میں حاضر دربار شاہی ہوا۔ سلطان نے اس کو خلعت خوشنودی سے سرفراز فرمایا اور اسکو اسکے مقبوضات پر بحال رکھا اور خود بدولت واقبال اپنے بھائی تکش سے جنگ کرنے کو (خراسان کی طرف) روانہ ہوا جسکا ذکر ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

فتح انطاکیہ: سلیمان بن قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق والی قونیہ واقصرائے بلاد روم سے ملک شام کی طرف زیر وزبر کرنے کی غرض سے قدم بڑھایا۔ اسوقت انطاکیہ، رومی بادشاہ کے قبضہ میں ۳۵۸ھ سے تھا، فردوس نامی عیسائی بادشاہ اسکا حکمران تھا۔ فردوس کا اخلاق اچھا نہ تھا۔ نہایت درجہ کا ظالم اور بداطوار تھا۔ عایا اور لشکری اس سے نالان تھے اپنے لڑکے کو بھی قید کر دیا تھا۔ اسنے افسر اعلیٰ پولیس سے جو فردوس کی طرف سے حفاظت انطاکیہ پر مامور تھا سازباز پیدا کیا۔ چنانچہ دونوں نے متفق ہو کر ۴۷۷ھ میں سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ سلیمان تین ہزار سوار اور بہت سے پیادوں کے ساتھ براہ دریا قریب تر ساحل سے انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دریا

کا سفر طے کر کے خشکی پر اترا۔ دشوار گذار راستوں اور پہاڑی دروں سے گزرتا ہوا شہر پناہ انطاکیہ تک پہنچ گیا۔ افسر اعلیٰ پولیس انطاکیہ نے موقع دے دیا۔ سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور شہر میں داخل ہو کر قتل و خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا بالآخر انکو ہزیمت ہوئی۔ ایک گروہ کثیر کام آگیا باقی ماندگان کی تقصیر سلیمان نے معاف کر دی۔ قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا خاتمہ جنگ کے بعد اہل انطاکیہ کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا اور بوقت جنگ جسقدر حصہ قلعہ اور شہر کا خراب و مسمار ہو گیا تھا اسکی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا عریضہ روانہ کیا۔

قتل مسلم بن قریش انطاکیہ کے مفتوح ہونے کے بعد مسلم بن قریش والی حلب نے سلیمان بن قطلمش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو فردوروس عیسائی بادشاہ انطاکیہ، مسلم بن قریش کو سالانہ ادا کیا کرتا تھا اور بصورت عدم ادائیگی سلطان کی شاہی سطوت و جبروت کی دھمکی دی۔ سلیمان نے جواب دیا۔ "سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے، خطبہ میں اسی کا نام ہے، سکہ پر بھی اسی کا نام مسکوک ہے، باقی رہا سالانہ خراج جو فردوروس دیتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلم ہوں اور مسلم جزیہ اور خراج نہیں دیتا۔" مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضی پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے اطراف انطاکیہ کی طرف بڑھا اور غارتگری شروع کر دی۔ سلیمان نے بھی یہ رنگ دیکھکر حلب پر یلغار کر دیا اور اسکے قرب و جوار کو لوٹ لیا۔

بعد اسکے مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو مجتمع کر کے انطاکیہ کے سر کرنے کو روانہ ہوا اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ نامی نامی سرداران ترکمان تھے از انجملہ جبق امیر ترکمان تھا۔ سلیمان بن قطلمش نے بھی فوجیں فراہم کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آگیا۔ آخر ماہ صفر ۴۷۸ھ میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں فریقین

نے صف آرائی کی۔ اثنار جنگ میں جبق امیر ترکمان، سلیمان بن قطلمش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ عرب ہزیمت اُٹھا کر بھاگ نکلا اسی دار و گیر میں مسلم بن قریش مارا گیا۔

مسلم بن قریش کی ہزیمت اور قتل کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی ابن حیثثی عباسی سردار حلب نے سلیمان بن قطلمش کی خدمت میں تحایف اور ہدایا بھیجے اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند دنوں کی مہلت دیجئے تاکہ میں سلطان ملکشاہ سے خط و کتابت کروں اگر وہ اجازت دیدینگے تو میں حلب کو آپ کے حوالہ کر دونگا سلیمان اس دم پٹی میں آگیا اور ابن حثیثی نے تاج الدولہ تتش سے سازش کر لی اور اسکو حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ تتش، حلب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا۔ امیر ارسوس[1] اسکے بھی اسکے ہمراہ تھا۔ امیر ارسوس سے کوئی امر خلاف مزاج سلطان ملک شاہ سرزد ہو گیا تھا جس سے اسکو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے تاج الدولہ تتش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہوا تھا۔ تتش نے اسکو بیت المقدس کی حکومت پر مامور کیا۔ پس اس تعلق سے امیر ارتق اس مہم میں تاج الدولہ کے ساتھ آیا تھا۔ سلیمان کو اسکی خبر لگی تو اُس نے تتش کی روک تھام کی غرض سے لشکر کو مرتب کیا اور خم ٹھونک کر میدان میں آگیا۔ امیر ارتق نے اس لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کئے کئی بار نرغہ میں پڑ گیا۔ آخر کار سلیمان کو ہزیمت ہوئی۔ خنجر سے اپنا آپ گلا کاٹ لیا مر گیا تتش نے اسکے خرگاہ اور کیمپ کو لوٹ لیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر ابن حثیثی سے حلب سپرد کرنے کا مطالبہ کیا ابن حثیثی نے جواب دیا "ذرا صبر کیجئے میں سلطان ملک شاہ سے مشور [redacted]

[1] کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارتق نام تھا۔ یہ [redacted] ہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف الدولہ مسلم بن قریش کو کچھ لیکر نکل جانے دیا تھا۔ یہی امر سلطان ملک شاہ کے مزاج کے خلاف ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۱

کروں اگر اجازت دیدینگے تو میں بلا کسی عذر کے شہر آپکو قبضہ دیدونگا" تتش نے جواب صاف پاکر شہر پر محاصرہ ڈالدیا، ابن حشیشی نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کر لی۔ اتفاق یہ کہ اہل شہر میں سے بعض لوگوں نے تتش سے سازش کرلی اور تتش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دیدیا۔ چنانچہ تتش نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ ابن حشیشی نے امیر ارتق کے پاس جاکر پناہ لی۔ امیر ارتق نے اسکو امن دی اور بحفاظت تمام اپنے پاس رکھا۔

ابن جہیر کا دیار بکر پر قبضہ

۴۷۶ھ میں ابن جہیر (فخر الدولہ) نے اپنے بیٹے زعیم الرؤسا ابوالقاسم کو آمد کے محاصرہ کرنے کو بھیجا۔ جناح الدولہ سالار بھی اس مہم میں تھا۔ زعیم الروسار نے آمد پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ اسکے گرد ونواح کے بار آور درختوں کو کاٹ ڈالا کھیتوں کو برباد کردیا۔ اہل آمد بھوکوں مرنے لگے۔ مگر اسپر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آیا۔ مقابلہ پر اڑے رہے۔ اس اثناء میں عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شعار کی ندا کردی چونکہ عوام الناس، عیسائیوں کے عمال سے بہ تنگ آگئے تھے اسکے پاس مجتمع ہوگئے۔ ہلڑ مچ گیا، زعیم الرؤسا کو موقع مل گیا شہر میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۷۸ھ کا ہے۔

انہیں دنوں زعیم الدولہ کا باپ فخر الدولہ، میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ گوہرائین، شحنہ بغداد ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے اسکی کمک پر آگیا جس سے فخر الدولہ کی قوت بڑھ گئی حصار میں سختی شروع کردی۔ چھٹی جمادی الآخر کو شہر پناہ کا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر پڑا۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا۔ فخر الدولہ نے شہر اور نیز ابن مروان کے کل مال واسباب پر قبضہ کرلیا۔ مال واسباب کو اپنے بیٹے زعیم الرؤسار کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیجدیا، زعیم الرؤسار گوہرائین کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہونچے۔ گوہرآئین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الرؤسار، بغداد سے روانہ ہوکر سلطان کی خدمت میں اصفہان پہونچا۔

مہم میا فارقین کے ختم ہونے پر فخر الدولہ نے ایک عظیم فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو بھیجا۔ جزیرہ ابن عمر اسوقت تک بھی مروان کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ فخر الدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پر پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ اہل شہر میں سے بعضوں نے سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پناہ کے اُس دروازہ کو جو ان کے قریب تھا کھولدیا۔ فخر الدولہ کا لشکر گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ ابن عمر کے مفتوح ہو جانے سے بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے منقطع ہو گئی۔ والبقاء للہ وحدہ۔

بعد اسکے سلطان ملک شاہ نے دیار بکر کو فخر الدولہ بن جہیر سے لے لیا۔ فخر الدولہ موصل چلا گیا اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ ۴۸۳ھ میں دنیار فانی سے کوچ کر گیا۔

حلب پر سلطان کا قبضہ اور آقسنقر کی گورنری

جسوقت تاج الدولہ تتش نے شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان برادر عم زاد مسلم بن قریش، حلب میں تھا۔ شہر مفتوح ہو گیا تھا لیکن قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا۔ تتش قلعہ کا بھی سترہ دن تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ سلطان ملک شاہ کے بھائی کے آنے کی خبر مشہور ہوئی۔

ابن حتیتی نے جسوقت کہ اسکو تتش کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تھا سلطان ملک شاہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ تشریف لائیں میں حلب پر قبضہ دیدوں گا۔ اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے ماہ جمادی الاخرہ ۴۷۹ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف کوچ کیا۔ مقدمۃ الجیش پر برسق اور بدران دغیرہما نامی سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہونچا۔ موصل سے روانہ ہو کر حران میں وارد ہوا۔ ابن شاطی والی حران نے شہر ملازمان سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو مرحمت فرمایا ساتھی اسکے رحبہ معہ اسکے مضافات کے، سروج، رقہ اور خابور کی بھی حکومت دیدی اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اسکا عقد کر دیا۔ بعد اسکے الرہا کی طرف بڑھا اور رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ رومیوں نے اسکو

ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر آئے ہیں۔ الرہا کو سر کر کے قلعہ جعبر پر پہونچا اور اسکو بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ جسقدر بنو قشیر وہاں تھے سبھوں کو موت کا ذائقہ چکھایا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک نابینا شخص جعفر نامی والی تھا، اسکے دو بیٹے تھے۔ دن دہاڑے یہ لوگ مسافروں کو لوٹ لیتے تھے آیند و روند کو ان سے خطرہ تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو مفتوح کر کے انکی تکلیف دہی اور ضرر رسانی سے عوام الناس کو بچا لیا۔ جعبر کے بعد منبج کو مفتوح کیا اور دریائے فرات کو حلب کی طرف عبور کیا۔ تتش نے معہ امیر ارتق سلطان کی آمد کی خبر پا کر شہر حلب سے کوچ کر دیا۔ اور نشیب و فراز میدانوں کو طے کرتا ہوا دمشق پہونچا۔

سلطان نے پہلے شہر حلب پر قبضہ کیا بعد اسکے قلعہ حلب کو سالم بن ملک سے لے لیا اور بجائے اسکے قلعہ جعبر عنایت کیا۔ اسوقت سے قلعہ جعبر، سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے قلعہ جعبر کو سالم کی اولاد سے لے لیا۔

بعد اسکے نصر بن منقذ کنانی والی شیرز کا عریضہ مشعر اطاعت علم شاہی سلطان کی خدمت میں آیا اور اس نے لاذقیہ، کفر طاب اور فامیہ کو سلطان کو حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیرز کے قصد سے باز آیا۔

حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد قسیم الدولہ آقسنقر کو حکومت حلب پر مامور کیا۔ اہل حلب نے اقسنقر سے ابن حیثی کو نکالدینے کی درخواست کی چنانچہ اقسنقر نے اس کو حلب سے دیار بکر بھیجدیا اور وہیں اس نے وفات پائی۔

ان مہمات سے سلطان ملک شاہ نے فراغت حاصل کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی سنہ مذکور کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد پہونچا۔ دارالمملکت میں فروکش ہوا خلافت مآب کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ شب میں خلافت مآب کے دربار خاص میں باریاب ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا۔ خلافت مآب نے سلطان کو خلعت

عنایت کی بعدازاں امرار سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت، خلافت مآب کی دست بوسی کو پیش کیے گئے۔ ایک ایک خلافت مآب کے حضور میں پیش ہوتا تھا۔ اور نظام الملک ان کو خلافت مآب سے متعارف کراتا جاتا تھا۔ بعدازاں خلافت مآب نے سلطان کو عنان حکومت تفویض کی، عدل و انصاف کرنے کی ہدایت کی۔ سلطان نے خلافت مآب کے ہاتھوں کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگایا اور بسروچشم انکی ہدایتوں کو منظور و قبول کیا۔ اسی سلسلہ میں خلافت مآب نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے سرفراز کیا۔ دربار عام برخاست ہوا۔ نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا۔ حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث لکھیں۔

سلطان کی لڑکی کی رخصتی

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی دختر نیک اختر کے ساتھ سنہ ۴۷۴ھ میں وزیر السلطنت فخر الدولہ کے ذریعہ سے عقد ہو گیا تھا۔ محرم سنہ ۴۸۰ھ میں رخصتی ہوئی، سامان جہیز ایک سو تیس اونٹ، چوہتر خچر پر بار کرکے دار الخلافت کی طرف روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیبائے رومی کی جھولیں تھیں جن پر طلائی اور نقرئی (سنہرا اور روپہلا) کام کیا ہوا تھا۔ خچروں پر دیبائے ملکی کی جھولیں پڑی تھیں۔ سبھوں کے گردنوں میں طلائی اور نقرئی حمیلیں اور گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ لگام بھی سونے اور چاندی کی تھی۔ تین عماریاں تھیں چھ اونٹوں پر بارہ صندوقیں چاندی کی لدی تھیں جنمیں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے ایک بہت بڑا فرش سنہرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوہرائین اور امیر ارتق وغیرہما نامی نامی امرا تھے۔ مبلک اشرفیاں اور روپیہ ان پر نثار کر رہی تھی۔

خلافت مآب نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کو اپنے وزیر ابوشجاع کو سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محافہ لئے ہوئے ہمراہ تھی۔ جسکو زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا۔ تین سو شمع موکبیہ

اور اسی قدر مشعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمرہ نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئیں ہوں۔

وزیر السلطنت ابو شجاع نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سیدنا امیر المومنین خلافت مآب ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا (ترجمہ، بیشک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ جنکی امانتیں ہیں ان کو سپرد کردو) اب وہ وقت آگیا ہے کہ خلافت مآب کی ودیعت دارالخلافت میں بھیجدی جائے (یعنی رخصتی کردی جائے) ترکمان خاتون نے کہا میں بسروچشم اسکو منظور کرتی ہوں۔ چنانچہ سلطان کی لڑکی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سرداران دولت تھے۔ ہر سردار کے ساتھ بکثرت شمعیں اور مشعلیں تھیں جنکو سواران مرکب لئے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پالکی میں تھیں جسکا محافہ مذہب تھا۔ جواہرات کی جھالریں لگی تھیں پالکی کے ارد گرد دو سو ترکی لونڈیاں زرق برق پوشاکیں زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

رخصتی کے دوسرے دن خلافت مآب نے دعوت ولیمہ کی۔ کل سرداران لشکر امراء دولت اور شہر کے رؤسا دسترخوان پر حاضر تھے۔ چالیس ہزار من صرف چینی خرچ ہوئی اس سے اور مصارف کا اندازہ کرنا چاہئے۔ بعد دعوت ولیمہ خلافت مآب نے سرداران لشکر اور کل حاشیہ نشینوں کو خلعتیں عنایت کیں۔

سلطان ملک شاہ کا ماوراءالنہر پر قبضہ

ان دنوں سمرقند کا والی خاندان خانیہ سے احمد خاں بن خضر خاں تھا جو شمس الملک کا بھائی ہوتا تھا۔ یہ شمس الملک وہی ہے جو اس سے پہلے سمرقند کا حکمراں تھا۔ اسکی پھوپھی، سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خاں نہایت ظالم اور بداخلاق تھا۔ اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیجئے۔ وفد، احمد خاں سے چھپکر آیا تھا۔ اس وفد کا سردار فقیہ ابو طاہر شافعی تھا۔ باظہار حج، سمرقند سے یہ وفد روانہ ہوا تھا۔

چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل سمرقند کا پیام پہونچایا۔ سلطان نے ۴۸۲ھ میں بقصد سمرقند اصفہان سے کوچ کیا۔ اتفاق سے اس مہم میں رومی بادشاہ کا ایلچی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لیکر حاضر ہوا تھا نظام الملک وزیر السلطنت نے اسکو بھی اپنے رکاب میں لے لیا اور اس کامیابی میں یہ ایلچی شریک ہوا۔ خراسان میں پہونچکر شاہی لشکر مجتمع و مرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ اثنار راہ میں جتنے شہر ملے سب کو مفتوح کرتا گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا بخارا پہونچا۔ اس پر اور اس کے گرد و نواح کے کل شہروں پر قبضہ کر کے سمرقند پہونچ گیا۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ شہر پناہ کے برجوں کو توڑنے کی غرض سے کوہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں۔ لڑائی چھڑ گئی، رات دن شہر پناہ کی دیواروں اور برجوں پر سنگ باری ہونے لگی۔ آخر کار ایک طرف کی شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی شاہی لشکر نے اسی طرف سے شہر میں گھس کر قبضہ کر لیا۔ احمد خان روپوش ہو گیا۔ لیکن ایک ترکی سپاہی گرفتار کر لایا۔ سلطان ملک شاہ نے اسکو رہا کر کے اصفہان بھیجدیا اور سمرقند کی حکومت پر سرداران خوارزم میں سے ابو طاہر کو مامور کر کے کاشغر کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر یوزکند پہونچا اور والی کاشغر کے پاس یہ پیام بھیجا "کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ اور سکہ اپنے مقبوضات میں جاری کر دو اور میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو تو میں تمہارے ملک سے متعرض نہ ہونگا،، والی کاشغر نے یہ سن کر اطاعت کی گردن جھکا دی۔ دربار شاہی میں حاضر ہوا سلطان نے اسکی عزت کی، خلعت دی اور اسکو اسکے مقبوضات پر بدستور بحال رکھا۔ بعد اس کے سلطان نے خراسان کی جانب مراجعت کی۔

سمرقند میں ایک گروہ فوجیوں کا چکلیہ نامی رہتا تھا۔ نہایت سرکش اور متمرد تھا۔ اس نے ابو طاہر پر جو کہ سلطان کی طرف سے سمرقند کا حاکم تھا یورش کی۔ ابو طاہر نے بہ نرمی و ملاطفت ان کو روکنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوا ابو طاہر نے انکا رنگ اچھا نہ دیکھا۔ سمرقند

کو خیر آباد کہکر خوارزم چلا گیا۔

سمرقند کی بغاوت اور دوبارہ فتح

سمرقند میں افواج حکلیہ کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسکو سلطانی سطوت سے خوف وخطر پیدا ہوا۔ یعقوب تکیں برادر والی کاشغر سے خط وکتابت کی اور اسکو سمرقند میں بلا کر قبضہ دیدیا۔ یعقوب نے شکر گزاری کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کر لیا اور اسکے چند دنوں بعد لوگوں کو عین الدولہ کے خلاف ابھار دیا جنکو اس سے خصومت وعداوت تھی۔ ان لوگوں نے اپنے اعزہ واقارب کے خون کا دعویٰ کیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفتار کیا۔ فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔ یعقوب، عین الدولہ کو قتل کرکے سمرقند کا خود مسر حاکم بن گیا۔ ان واقعات کی اطلاع بارگاہ سلطان میں ہوئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا۔ ۴۸۲ھ میں فوجیں آراستہ کرکے سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ پس جب موکب ہمایوں، بخارا پہنچا۔ یعقوب، سمرقند چھوڑ کر فرغانہ کی طرف بھاگا اور وہاں سے کاشغر کا راستہ لیا اسکی فوج کی ایک جماعت علم شاہی کی مطیع ہوکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی چنانچہ مقام طواویس (بخارا کے ایک گانوں) میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ سلطان ملک شاہ نے سمرقند پر قبضہ کرکے امیر انز کو اسکا والی مقرر کیا۔ یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب پر فوجیں بھیجیں بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی جستجو کرنے کو لکھا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی لشکر نے اسکے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب بحال پریشان اپنی جان بچاکر بھاگا۔ اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جاکر پناہ لی۔ اسکی خبر سلطان ملک شاہ کو ہوگئی۔ بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجا کہ "یعقوب باغی کو فوراً بھیجدو" بادشاہ کاشغر کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔ سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈراونی صورت دکھا رہا تھا بھائی کی محبت بھی دل میں جوش کر رہی تھی۔ آخر کا خوف غالب آگیا۔ اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کرکے اپنے لڑکے اور چند مصاحبوں کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کردی کہ اثنار راہ میں یعقوب کی آنکھوں

میں نیل کی سلائیاں پھروا دینا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے فرو ہو جائے تو بہتر ورنہ اسکو سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دینا۔ پس جب یہ لوگ سلطانی خرگاہ کے قریب پہونچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنا چاہا تو ان کو یہ خبر لگی کہ طغرل بن ینال نے غیر محدود فوج سے کاشغر پر حملہ کیا اور بادشاہ کاشغر کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس خبر کو سن کے وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

اس واقعہ کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ہوئی۔ سلطان کو بھی طغرل بن ینال کی کثرت فوج سے خطرہ پیدا ہوا۔ اپنے مقبوضات کو بچانے کی غرض سے مراجعت کی تاج الملک کو یعقوب سے مراسم دوستانہ پیدا کرنے پر مامور کیا۔ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کہ چاہئے انجام دیا۔ سلطان ملک شاہ اور یعقوب سے دوستانہ مراسم ہو گئے۔ فوجیں دیگر طغرل بن ینال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کیا۔ طغرل نے یہ سنکر کاشغر سے کوچ کر دیا۔ اور سلطان ملک شاہ نے خراسان کی جانب مراجعت کی۔ دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافت بغداد میں وارد ہوا۔ اسکی آمد کی خبر پاکر اسکا بھائی تاج الدولہ تتش والی شام، قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب، بوزان والی الرہا اور مختلف صوبجات کے بہت سے حکمران دارالخلافت بغداد میں حاضر آئے سلطان ملک شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منعقد کی جسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین دولت کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سکونت کے لئے دارالخلافت بغداد میں مکانات بنوالو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی۔ چند روز قیام کر کے اصفہان کی طرف مراجعت کی۔

حمص وغیرہ سواحل شام پر تتش کا قبضہ

جب سلطان، دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافت بغداد میں آیا اور امرا شام وفد ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں پس جب ان لوگوں نے اپنے اپنے ممالک مقبوضہ کی جانب

مراجعت کی تو سلطان نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر یلغار کر کے دولت علویہ کے قبضہ سے اسکو نکال لو۔ آقسنقر اور بوزان کو تتش کی امداد کی ہدایت کی۔ پس جب تتش، دمشق میں واپس آیا، فوجوں کو آراستہ و مرتب کر کے حمص پر چڑھائی کر دی ان دنوں حمص میں، ابن ملاعب حکومت کر رہا تھا۔ یہ نہایت ظالم اور بد اخلاق تھا۔ جیسا یہ تھا ویسا ہی اسکے لڑکے ظلم اور ایذا رسانی میں طاق و مشاق تھے۔ رعایا کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ تتش نے حمص پر پہونچکر محاصرہ ڈالا، اور بزور تیغ فتح کر کے قلعہ عرقہ کی جانب بڑھا وہ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد مفتوح ہوا۔ بعد اسکے قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا حاکم قلعہ، خلیفہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خداداد قوت سے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں، تتش کے حوالہ کر دیں۔ تتش نے اسکو بھی مسخر کر کے طرابلس پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑا۔ والی طرابلس، میں مقاومت کی طاقت نہ تھی سیاز بازسے کام نکالنے کی کوشش کی تتش کے ہمراہی امراء کے پاس مصالحت کرا دینے کا پیام دیا اور اس معاوضہ میں زر کثیر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے سختی سے انکاری جواب دیا۔ تب والی طرابلس نے آقسنقر کے وزیر کو ملایا تیس ہزار دینار نقد کی تھیلیاں پیش کیں اور اسی قدر یا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف اور ہدایا دیئے۔ اس نے اپنے آقا آقسنقر کو والی طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ اقسنقر اور تتش سے والی طرابلس سے مصالحت کرنے پر بحث و تکرار ہو گئی، سخت کلامی کی نوبت پہونچ گئی۔ اقسنقر مع اپنی فوجوں کے کوچ کر گیا۔ باقی ماندہ امراء بھی بہ مجبوری واپس ہوئے۔ غرضکہ والی طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی مجوزہ اسکیم پوری نہ ہوئی

یمن پر سلطان کا قبضہ دار الخلافت بغداد میں منجملہ اُن امراء کے جو دربار شاہی میں وفد ہو کر آئے تھے عثمان جق امیر ترکمان والی قرمیسین بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس کو حجاز اور یمن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ سعد الدولہ گوہرائین افسر پولیس بغداد کو اس مہم کا افسر

اعلیٰ مقرر کیا۔ سعد الدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر یلغار کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے بد افعالی شروع کر دی۔ فوجی بھی اسکے دیکھا دیکھی افعال قبیحہ کرنے لگے۔ امیر حجاز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لیکر دربار شاہی میں حاضر ہوا بعد اسکے ترشک نے ۴۸۵ھ میں یمن پر دھاوا کیا اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے عدن پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے یہی حرکات کیئے۔ عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں دن ترشک مر گیا۔ اسکے ہمراہی اسکو دارالخلافت بغداد اٹھا لائے اور دفن کر دیا۔

نظام الملک وزیر السلطنت کا قتل ہونا

۴۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ، دارالخلافت بغداد کی جانب معاودت کیئے ہوئے آ رہا تھا۔ ماہ رمضان میں اصفہان پہونچا۔ وزیر السلطنت نظام الملک بعد افطار اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جا رہا تھا۔ ایک باطنی فریادی صورت بنائے سامنے آگیا۔ وزیر السلطنت جوں ہی اسکی فریاد سننے کو اسکے قریب گیا۔ باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ اور بھاگا۔ خیمہ کی طناب میں الجھ کر گر پڑا گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت مار ڈالا گیا۔

نظام الملک کو اسکے خیمہ میں اٹھا لائے۔ زخم کاری لگا تھا جانبر نہوا۔ جان بحق تسلیم کر دی۔ تیس سال سلطان ملک شاہ کی وزارت کی۔ اس واقعہ سے فوج میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوئی۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی طرف آیا۔ اس کو دیکھکر لوگوں کا جوش فرو ہو گیا۔

چونکہ عنان حکومت نظام الملک کے قبضہ اقتدار میں تھی، سارے احکام اسکے اور اسکے لڑکوں کے جاری و نافذ ہوتے تھے۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملکشاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

سلطان ملک شاہ کے اشارہ و حکم سے جمال الملک بن نظام الملک ۴۷۵ھ میں مارا گیا تھا۔ سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا سلطان ملک شاہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ عمید خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھکو اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا سر کسی حیلہ سے اتار لے، عمید خراسان اس حکم کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ لیکن چارہ کا کچھ نہ تھا۔ ترساں اور خائف باہر آیا۔ تدبیریں کرنے لگا۔ آخر کار جمال الملک کے خادم کو بلایا اور اس نے جمال الملک کو زہر دیکر مار ڈالا۔ عمید خراسان نے سلطان ملکشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ، نظام الملک کے پاس گیا۔ جمال الملک کے مرنے کی خبر دی اور تعزیت کی۔

قصہ مختصر سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اسکی اولاد کی طرف سے میلا ہوتا گیا اور لگانے بجھانے والے لگانے بجھاتے گئے تا آنکہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک، مرو کا والی مقرر کیا گیا، سلطان ملک شاہ نے کسی ضرورت سے کردن قسیم پولیس کو عثمان کے پاس بھیجا۔ کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اسکے خادموں اور امراء میں ایک سربرآوردہ شخص تھا۔ اتفاق یہ کہ اس سے اور عثمان سے چل گئی۔ عثمان کو اپنے دادا نظام پر غرہ تھا۔ سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا کردن کو ذلیل کر کے جیل میں ڈالدیا۔ بعد چندے رہا کر دیا۔ کردن بحال پریشان سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہونچا۔ عثمان کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ سلطان ملکشاہ کا غصہ اس سے بھڑک اٹھا۔ فخر الملک، البارسلان اور تاج الدولہ وغیرہما امراء دولت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا "اگر تم میرے مطیع اور میرے وزیر ہو تو اپنے حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت میں شریک و سہیم ہو تو جو تمہارے سمجھ میں آئے اسپر عمل کرو۔ تمہارا پوتا عثمان کسقدر سرچڑھ گیا ہے، شاہی سطوت و جلال کا ذرا بھی خیال

نہ کیا، میرے افسر پولیس (کردن) کے ساتھ کیسا بُرا برتاؤ کیا۔ اسی طرح تمہارے کل لڑکے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پاس و لحاظ کرتے تھے اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک معتمد خواص نکبرد (یلبرد) کو بھی انکے ہمراہ نظام الملک کے پاس بھیجا۔ کہ کوئی بات یہ لوگ نہ چھپا سکیں اور شاہی پیام بھی لفظ بلفظ پہونچائیں۔ نظام الملک اس پیام کو سن کے بھڑ اُٹھا۔ زبان کھل گئی اپنے احسانات ایک ایک بتلائے، دشمنان دولت کی مدافعت اور اس دولت کو متفق الکلمہ کرنے اور فتوحات ملکی کو بہت بڑی تقریر سے ظاہر و ثابت کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میرے ہی وجہ سے ہوا۔ جسوقت سلطان کے پدر بزرگ کا انتقال ہوا تھا اسوقت سلطان کو کون جانتا تھا۔ میں ہی نے فلاں فلاں مخالفوں کو زیر و زبر کیا تھا اور وہ اسوقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ جب بلاد قریبہ اور بعید مفتوح ہو گئے اور چھوٹے بڑے سبھوں نے اطاعت قبول کر لی تو لوگوں کے لگانے بجھانے پر خیال کرنے لگے، جاؤ یہ کہدو کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قلمدان کی بدولت ہے۔ جس روز یہ نہو گا تو تاج و حکومت کی بھی خیر نہو گی۔ جب تک یہ دونوں متفق ہیں اسی وقت تک حکومت، فتوحات اور سطوت کا دور دورہ ہے۔ اگر آپ کا کچھ اور قصد ہو تو مجھے مطلع کیجئے اور آیندہ کی اپنی تدبیر کیجئے۔ مختصر یہ کہ اسی قسم کی تقریر نہایت بسیط کی اور یہ کہا جاؤ اس میں سے جو جو چاہو سلطان سے کہدو نکبرد نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ نظام الملک نے کہا تھا لفظ بلفظ سلطان کے کانوں تک پہونچا دیا بعد اسکے فخر الملک وغیرہ باریاب ہوئے اور ان لوگوں نے اصل جواب کو چھپانے کی کوشش کی لیکن چونکہ نکبرد نے نظام الملک کا جواب بمن وعن گوش گزار کر دیا تھا۔ مجبوراً ان لوگوں کو اسکے قول کی تصدیق کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد نظام الملک کا واقعہ قتل پیش آیا تقریباً ایک مہینہ کے بعد سلطان ملک شاہ بھی اس دنیا

سے کوچ کر گیا۔

نظام الملک، طوس کا رہنے والا تھا۔ اسکا باپ ابو علی حسن بن علی بن اسحٰق، طوس کا ایک زمیندار تھا۔ مال، دولت اور ملکیت جو کچھ تھی وہ سب اسکے باپ کے زمانہ میں ختم ہو گئی تھی اور وہ بھی مر گیا تھا۔ یتیمی کی حالت میں اس نے نشوونما پائی۔ پڑھا، لکھا، علوم اور صنائع میں دستگاہ کامل حاصل کی۔ خراسان، غزنین اور بلخ کے حکاموں سے تعلقات بڑھائے۔ مراسم پیدا کئے۔ بعد اسکے ابو علی بن شاذان (سلطان الپ ارسلان کا وزیر تھا) کے یہاں ملازم ہو گیا۔ آدمی کفایت شعار، مستعد اور ہوشیار تھا۔ تھوڑے ہی زمانہ میں ابو علی کا معتمد علیہ بن گیا۔ پس جب ابو علی کا زمانہ وفات قریب آگیا تو ابو علی نے سلطان الپ ارسلان سے اسکی کفایت شعاری، دانائی، سیاسیات کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ اسکو اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابو علی کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چونکہ منتظم، کفایت شعار اور سیاسات سے واقفیت رکھتا تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ پھر جب سلطان الپ ارسلان نے وفات پائی اور یہ اسکی وزارت پر تھا تو سلطان ملک شاہ نے بھی اسکو عہدہ وزارت پر قائم رکھا۔

نظام الملک، بہت بڑا عالم تھا، سخی تھا، عادل تھا، حلیم تھا، لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرتا تھا۔ علماء دین اور اہل اللہ کی بیحد عزت اور توقیر کرتا تھا، انکی خدمت میں رہنے کا گویا عادی تھا۔ اسکے دربار میں یہی لوگ رہتے اور انہیں کی عزت اور آؤ بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں کثرت سے مدرسے قائم کئے اور انکے مصارف کے لئے رقم کثیر مقرر کی۔ بغداد، خراسان وغیرہا بڑے بڑے شہروں میں حدیث پڑھانے کی درسگاہیں کھولیں، صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ اوقات صلوٰۃ کا بہت لحاظ رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد وزارت میں بہت سے ٹکس اور محصول معاف کر دیئے

تھے۔ فرقہ اشعریہ پر برسرِ منبر لعن کرنے کی ممانعت کردی تھی۔

ایک مدت سے یہ رسم قبیح چلی آرہی تھی کہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے ہوئے منبروں پر علانیہ اشعریوں اور رافضیوں پر لعن کیا جاتا تھا۔ اصل محرک اس کا وزیر السلطنت عمید الملک کندری تھا۔ اس نے سلطان طغرلبک سے روافض پر لعن کرنے کی تحریک کی تھی چنانچہ سلطان طغرلبک نے روافض پر لعن کرنے کا حکم صادر کردیا۔ یار لوگوں نے روافض کے ساتھ اشعریوں کو بھی شامل کردیا۔ اس وجہ سے اکثر علماء عظام، ائمہ دین امام حرمین اور ابوالقاسم قشیری وغیرہما نے جلاوطنی اختیار کرلی تھی پس جب سلطان الپ ارسلان سریر آرائے حکومت ہوا اور قلمدان وزارت کا نظام الملک طوسی مالک ہوا تو اس نے سلطان الپ ارسلان سے کہکر لعن کرنے کی قطعی ممانعت کرادی علماء اور فضلاء جو ترک وطن کرکے دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے۔ اس خبر کو سن سن کے اپنے اپنے وطن مالوف میں واپس آگئے۔

قصہ مختصر اس مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اسکے مناقب کثرت سے ہیں۔ تم اسی سے اندازہ کرلو کہ اسکی مجلس علماء، فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی۔ امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلاء اپنی تصانیف کو اسکے نام نامی سے معنون کرتے تھے۔

دارالخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابواسحاق شیرازی اس کا مدرس اعلیٰ تھا۔ ۴۷۶ھ میں اس نے وفات پائی تب موید الملک ابن نظام الملک نے بجائے شیخ ابواسحاق شیرازی کے ابوسعید کو مامور کیا لیکن یہ تقرری نظام الملک کو نہ بھائی، امام ابونصر صباغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سنہ کی ماہ شعبان میں امام ابونصر نے بھی اس دنیار فانی کو چھوڑ دیا۔ تب نظام الملک نے ابوسعید کو ۴۷۷ھ میں اس خدمت پر متعین کیا بعد اسکے شریف علوی ابوالقاسم دبوسی نظامیہ کا پرنسپل مقرر ہوا ۴۸۲ھ میں اسکا بھی انتقال ہو گیا ابو عبداللہ طبری

اور قاضی عبدالوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔ ۴۸۴ھ سے امام ابو حامد غزالی مسند درس و تدریس پر متمکن ہوا جو ایک مدت تک اس خدمت پر رہا۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بیحد چرچا ہوا چونکہ اسکا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اسوجہ سے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم

سلطان ملک شاہ کی وفات محمود کی حکومت

نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ نے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی آخری ماہ رمضان (۴۸۵ھ) میں وارد بغداد ہوا۔

ابوالفضل ہروستانی سلطان ملک شاہ کی زوجہ ترکمان خاتون جلالیہ کا وزیر تھا یہ اس وقت ماوراءالنہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چغلی سب سے زیادہ کرتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے دارالخلافت بغداد میں وارد ہوتے ہی ارادہ کرلیا تھا کہ قلمدان وزارت اسی کو سپرد کیا جائے لیکن ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور وہ یہ تھا کہ عید الفطر کے تیسرے دن سلطان ملک شاہ علیل ہوا اور پندرہویں شوال ۴۸۵ھ کو انتقال کر گیا

ترکمان خاتون جلالیہ، سلطان کے ساتھ بغداد میں موجود تھی۔ اور اسکا لڑکا محمود اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصلحتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اسکی نعش لئے ہوئے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی۔ تاج الملک وغیرہ امراء اسکے رکاب میں تھے۔ قوام الدولہ امیر کربوقا (جو آئندہ والی موصل ہوگیا) بھی آگیا۔ پھر کیا تھا سونے میں سہاگہ مل گیا۔ اسکو سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی لیکر والی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجا۔ والی قلعہ نے سلطان کی انگوٹھی دیکھ کر قلعہ کی کنجیاں امیر کربوقا کو دیدیں۔ امیر کربوقا نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد ہی ترکمان خاتون آپہونچیں۔ امرا لشکر اور نیز کل فوج کو جائزے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کی تحریک کی، محمود کی عمر

اسوقت چار برس کی تھی۔ امراء لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کرلی۔
محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ "محمود کی باضابطہ تخت نشینی ہوگئی ہے اور ارکین سلطنت نے بیعت کرلی ہے خطبوں میں اسکے نام کے داخل ہونے کی اجازت دیجائے"۔ خلافت مآب نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ "تا زمانہ نابالغی، امیر انز، امور سلطنت کا نگراں و منتظم رہے گا اور مجد الملک صیغہ مال، اور عزل و نصب عُمّال کا مختار ہو گا"۔ ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اس کو منظور نہ کیا۔ امام ابو حامد غزالی نے، جو خلافت مآب کا پیام لے گئے تھے ترکمان خاتون کو سمجھایا کہ شرعاً تمہارا لڑکا بوجہ نابالغی حکومت و سلطنت کی عنان نہیں لے سکتا اگر تم ان شرائط کو قبول و منظور نہ کروگی تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا لڑکا تخت نشین کردیا جائے گا۔ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ بالا کو منظور کرلیا۔ اور محمود کے نام کا خطبہ آخری ماہ شوال ۴۸۵ھ میں پڑھا گیا۔
جب ترکمان خاتون کو اس سے فراغت ہوئی تو اس نے چند امراء کو برکیا روق (یہ سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا) کے گرفتار کرنے کو اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیاروق گرفتار ہوکر جیل میں ڈال دیا گیا۔
سلطان ملک شاہ، سلاطین سلجوقیہ میں بہت بڑے پایہ کا بادشاہ تھا۔ اسکی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصائے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اسکو جزیہ دیا، اسکے مناقب کثرت سے ہیں اور مشہور ہیں۔

جنگ برکیاروق و محمود

برکیاروق، سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا۔ اسکی ماں کا نام زبیدہ تھا۔ یاقوتی بن داؤد، سلطان ملک شاہ کا چچا تھا۔ زبیدہ اسکی لڑکی تھی۔ برکیاروق کی گرفتاری پر اسکی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے سازش کرلی۔ اُن سبھوں کو اس سے برافروختگی پیدا ہوئی۔ نظام الملک کے سلاح خانہ

پر جو کہ اصفہان میں تھا قبضہ کر لیا۔ جیل سے برکیا روق کو نکال لائے۔ سریر سلطنت پر بٹھایا اور اسکے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا۔

ان دنوں ترکمان خاتون معہ اپنے بیٹے محمود کے دارالخلافت بغداد میں تھی۔ اس خبر کو سن کر بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزینہ کا مطالبہ کیا تاج الملک نے کہا "ذرا صبر کرو میں قلعہ برجین جاکر روپیہ لاتا ہوں تو تمکو تمہاری تنخواہ اور روزینہ دوں" فوج یہ سن کر خاموش ہو گئی اور تاج الملک قلعہ میں جاکر بیٹھ رہا فوج نے اسکے خزانہ کو لوٹ لیا اور اصفہان کی طرف بڑھی۔

برکیا روق اور نظامیہ خدام نے رے پر دھاوا کیا تھا۔ ارغش نظامی نے معہ اپنی فوج کے حاضر ہوکر اطاعت کی گردن جھکادی۔ برغش کے ملجانے سے برکیا روق کی قوت بڑھ گئی۔ قلعہ طبرک کی طرف قدم بڑھایا اور بزور اسکو فتح کیا۔ ترکمان خاتون کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ آگ بگولا ہو گئی۔ برکیا روق سے جنگ کرنے کو فوجیں روانہ کیں۔ (یزدجرد کے قریب) دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ترکمان خاتون کے بعض امراء جنہیں سکبرو (یا یلبرو) اور کمشتکین جاندار کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے برکیا روق سے مل گئے۔ اس سے ترکمان خاتوں کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ اصفہان میں جاکر دم لیا۔ برکیا روق نے تعاقب کیا اور اصفہان میں پہونچکر محاصرہ کر لیا۔

| عزّ الملک کی وزارت | عز الملک (ابو عبداللہ حسین) بن نظام الملک، خوارزم کا

والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے بیشتر کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان چلا آیا تھا۔ یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اسکے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آگیا اور اسکے بعد سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی۔ سلطان کی وفات کے بعد بھی

عز الملک، اصفہان میں ٹھہرا رہا۔ جب برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عز الملک معہ اپنے بھائیوں، عزیزوں اور فوج کے جو زیادہ تر نظامی ملوک تھے برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ برکیاروق بڑی آؤ بھگت سے ملا اور کل امور سلطنت کو سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دیدیا جیسا کہ اسکا باپ زمانہ سلطان ملک شاہ میں تھا۔

قتل تاج الملک

ابو الغنائم مرزبان بن خسرو فیروز الملقب بہ تاج الملک، ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجین چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اسکے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا تاج الملک کو اسکی خبر لگ گئی۔ ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی "مجھے والی قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ اسوجہ سے واپس نہیں ہو سکا" ترکمان خاتون نے اس معذرت کو منظور و قبول کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ برکیاروق پر روانہ کیا۔ پس جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسکو قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ برکیاروق، تاج الملک کی کفایت شعاری اور اسکی سیاسیات سے واقف تھا۔ اسوجہ سے اسکو اپنی وزارت دینے کا تہیہ کر لیا۔ مگر نظامیہ فوج کو تاج الملک سے منافرت اور کشیدگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ برکیاروق نے نظامیہ فوج کو نقد و جنس دیکر راضی کرنا چاہا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی اور اسکو ماہ محرم ۴۸۶ھ میں مار ہی ڈالا۔

تاج الملک کے محاسن اخلاق اور مکارم عادات کم نہ تھے لیکن اسکی ساری خوبیاں نظام الملک کے قتل سے ملیا میٹ ہو گئیں۔ اسی نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی تربت بنوائی تھی اور اسکے احاطہ میں ایک مدرسہ جاری کیا تھا۔ جس کا مدرس اعلیٰ ابو بکر شاسی تھا۔

تتش بن الپ ارسلان کے واقعات

تاج الدولہ تتش (سلطان ملک شاہ کا بھائی) والی شام اپنے بھائی سے ملنے کو دارالخلافت بغداد آرہا تھا۔ ہیت میں پہونچا تو اسکو سلطان ملک شاہ کی موت کی اطلاع ہوئی ہیت پر قبضہ کرکے دمشق واپس آیا۔ فوجیں فراہم کیں۔ فوجیوں کو دریا دلی سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ حلب پہونچا۔ قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب نے اس امر کو محسوس کرکے کہ اسکے آقا نامدار سلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پڑا ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ وہ لوگ ابھی چھوٹے ہیں تاج الدولہ تتش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی اور اسکے رکاب میں مع اپنی فوج کے روانہ ہوا۔ باغی یسار (باغی سیان) والی انطاکیہ اور بوزان والی الرہا و حران کے پاس ایلچی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی امر کا مشورہ دیا جس پر خود کاربند ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت کی گردنیں جھکادیں، اپنے اپنے مقبوضات میں تاج الدولہ تتش کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اسکے ہمراہ روانہ ہوئے تتش ان سبھوں کو اپنے رکاب میں لئے ہوئے رحبہ پہونچا اور اس پر بھی قبضہ کرکے نصیبین کی طرف بڑھا۔ والی نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ آخر کار بزور تیغ مفتوح ہوا تتش نے مار دھاڑ شروع کردی۔ جی کھول کر پامال کیا۔ محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مامور کرکے موصل پر یلغار کیا۔

اسی اثناء میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر جزیرہ ابن عمر سے تتش کے پاس آگیا تتش نے اسکو اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔

موصل پر علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا قبضہ تھا۔ اسکی ماں کا نام صفیہ تھا۔ یہ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی تھی ترکمان خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم[1] کو قید

[1] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے ۴۸۲ھ میں حساب فہمی کی غرض سے دربار شاہی میں طلب کیا تھا۔ جب ابراہیم نے باریابی حاصل [بقیہ صفحہ ۴۷]

سے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم قید سے رہا ہو کر موصل پہونچا اور علی کے قبضہ سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ بنو مقلد کے حالات میں ہم تحریر کر آئے ہیں۔ تتش نے ابراہیم کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور یہ پیام دیا کہ "تم اپنے مقبوضہ بلاد میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو" ابراہیم نے انکاری جواب دیا۔ تتش نے حملہ کر دیا۔ عرب کو ہزیمت ہوئی ابراہیم معہ چند سرداران عرب گرفتار ہو گیا۔ تتش نے ان سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ انکا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ تتش نے موصل

بقیہ صفحہ [۳۶] کی تو سلطان نے اسکو نظر بند کر لیا اور بجائے اسکے فخر الدولہ بن جہیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیجدیا ابراہیم اسوقت سے سلطان کی خدمت میں رہا اسکے ساتھ ساتھ سمرقند گیا وہاں سے بغداد واپس آیا پس جب سلطان نے سفر آخرت اختیار کیا تو ترکمان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ ابراہیم، موصل کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ خاتون کو موصل بطور جاگیر عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کو بیاہی تھی۔ اس سے ایک لڑکا علی نامی پیدا ہوا بعد وفات شرف الدولہ، صفیہ خاتون نے اسکے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد ادھر صفیہ خاتون نے موصل کا قصد کیا اسکے ساتھ اسکا لڑکا علی بھی تھا۔ اُدھر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پا کر موصل پر چڑھ آیا۔ چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو ہزیمت ہوئی، علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ پس جب ابراہیم موصل کے قریب پہونچا۔ یہ سنکر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی قابض ہے اور اسکے ساتھ اسکی ماں صفیہ خاتون بھی ہے پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم موصل میرے حوالہ کر دو۔ بعد خط و کتابت اور نامہ و پیام کے صفیہ خاتون اور اسکے بیٹے علی نے موصل کو ابراہیم کے حوالہ کر دیا بعد اسکے بحکم "ہر فرعونے راموسیٰ" تتش کا واقعہ پیش آیا، اس واقعہ میں ابراہیم کے ہمراہ تیس ہزار فوج تھی اور تتش کے رکاب میں دس ہزار۔

دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰

اور اسکے علاوہ اور دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ان شہروں کی حکومت پر مامور کیا۔

اس کامیابی کے بعد تتش نے دارالخلافت بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ گوہرائین افسر پولیس بغداد نے اس سے موافقت کی اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے شاہی فوج کو لکھدیا ہے جواب آجائے تو تعمیل کیجائے

بعد اسکے تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ کر آذر بائیجاں پر حملہ آور ہوا برکیا روق کو ان واقعات کی خبر ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کے روک تھام کو نکلا (جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا قسیم الدولہ آقسنقر نے بوزان والی الرہا و حران سے کہا "تم لوگوں نے اسکی (یعنی تتش کی) اطاعت اسوجہ سے کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار سلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پڑا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ابھی بچہ ہیں سلطنت کا کام انجام نہ دیسکیں گے اب بفضلہ تعالےٰ سلطان برکیا روق نے ہاتھ پاؤں سنبھالے ہیں اور حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا ہے لہٰذا ہم لوگوں کو لازم یہ ہے کہ سلطان برکیا روق کے قدموں سے جا ملیں"، بوزان نے آقسنقر کی رائے سے موافقت کی چنانچہ یہ دونوں سردار، تتش کی اعانت سے علیحدہ ہو کر مع اپنی فوجوں کے سلطان برکیا روق کے لشکرگاہ میں چلے گئے۔ تاج الدولہ تتش نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی سپر ڈال دی اور بلا جنگ و جدال شام کی جانب مراجعت کر دی۔ تاج الدولہ تتش کی معاودت سے برکیا روق کے قدم حکومت و سلطنت پر استحکام کے ساتھ جم گئے۔ گوہرائین افسر پولیس بغداد اسکو محسوس کر کے کہ عنان حکومت سلطان برکیا روق کے قبضہ اقتدار میں آگئی ہے برکیا روق کے لشکرگاہ میں آیا۔ تتش سے موافقت کرنے کی

۱؎ مضمون عبارت مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھا ہے تاکہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب خبط نہونے پائے۔ مترجم

معذرت کی۔ امیر برسق نے ہاں میں ہاں ملایا) کشتکین جاندار نے باشارہ قسیم الدولہ برکیا روق سے گوہرائین افسر پولیس بغداد کی شکایت کر دی۔ اسی شکایت کی بنا پر برکیا روق نے گوہرائین کو شحنگی بغداد سے معزول کر کے امیر منکبرو کو افسر پولیس بنایا اور گوہرائین کی کل جایداد کو ضبط کر کے امیر منکبرو کو دیدیا۔ امیر منکبرو، بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ دقوقا تک پہونچ گیا تھا کہ سلطان برکیا روق کو امیر منکبرو کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں پس برکیا روق نے اسکو دقوقا سے واپس بلا کے قتل کر ڈالا۔ اور بجائے اسکے فتکین کو پولیس بغداد کا افسر مقرر کیا۔

قتل اسمٰعیل بن یاقوتی اسمٰعیل بن داؤد (ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیا روق کا ماموں) آذربائیجان کا والی تھا۔ ترکمان خاتون نے اسکے پاس پیام بھیجا کہ "تم برکیا روق سے لڑ کر ملک پر قبضہ کر لو اور یہ تمکو کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر تم اس پر عمل پیرا ہو گئے تو میں تم سے عقد کر لوں گی" اسمٰعیل اس دم پٹی میں آگیا۔ ترکمانوں کو مجتمع کر کے فوج آراستہ کی اور برکیا روق سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مقام کرج میں صف آرائی ہوئی۔ اثنار جنگ میں اسمٰعیل کے بعض سرداران لشکر برکیا روق سے مل گئے جس سے اسمٰعیل کو ہزیمت ہوئی اصفہان میں جا کر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اپنے بیٹے محمود کے نام کے بعد اسکا نام سکہ پر مسکوک کرایا۔ عقد بھی کرنے کا قصد کیا۔ امیر انز نے جو وزیر اعظم اور سپہ سالار لشکر بھی تھا اس سے مخالفت کی۔ لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی ہٹ نہ چھوڑی تو اس سے علحدہ ہو گیا۔

بعد اسکے اسمٰعیل کی بہن زبیدہ خاتون مادر برکیا روق نے اسمٰعیل سے خط و کتابت شروع کی اور اسکو برکیا روق سے مصالحت کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ اسمٰعیل برکیا روق کے پاس آیا۔ برکیا روق نے عزت و احترام سے اسکا استقبال کیا۔ سرداران لشکر

گمشتکین جاندار، آقسنقر اور بوزان وغیرہم نے متفق ہوکر اسمٰعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت وسلطنت کا خواہاں ہے افشا کر دیا اور اسکو قتل کرکے برکیاروق کو مطلع کر دیا۔ برکیاروق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

توران شاہ بن قاروت بک کی وفات
توران شاہ بن قاروت بک، فارس کا حکمراں تھا۔ ۴۸۶ھ میں خاتون جلالیہ (ترکمان خاتون) نے امیرانز کو فارس کے سر کرنے پر مامور کیا۔ امیرانز نے ابتداً توران شاہ کو ہزیمت دیدی۔ لیکن فتحیابی کے بعد لشکریوں کے ساتھ کج ادائی اور بداخلاقی سے پیش آیا جس سے اسکے لشکر والے اس سے بددل ہوکر بوزان شاہ کے پاس چلے گئے۔ توران شاہ نے امیرانز پر حملہ کر دیا۔ امیرانز کو اس واقعہ میں شکست ہوئی۔ توران شاہ نے اپنا ملک، امیرانز سے واپس لے لیا۔ اثنائے جنگ میں توران شاہ کو ایک تیر آ لگا تھا۔ جسکی وجہ سے اسکے دو مہینہ بعد مرگیا۔

مقتدی کی وفات مستظہر کی خلافت برکیاروق کا خطبہ
ماہ محرم ۴۸۷ھ میں خلیفہ مقتدی بامراللہ نے سلطان برکیاروق کو بعد ہزیمت اسکے چچا تتش کے دارالخلافت بغداد میں طلب فرمایا۔ خلعت دی۔ اسکے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔ امور سلطنت کو سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دیا سلطان برکیاروق نے نہایت مسرت سے اس کو زیب تن کیا بعد اسکے پندرہویں محرم سنہ مذکور میں خلافت مآب نے دفعۃً وفات پائی۔

بعد وفات خلیفہ مقتدی بامراللہ اسکا بیٹا مستظہر باللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا امراء دولت اراکین سلطنت نے بیعت کی، خلیفہ مستظہر نے سلطان برکیاروق کو خلعت دی اور جو جو اختیارات مرحوم خلیفہ نے دیئے تھے وہ سب اس نے بھی سلطان کو دیئے۔ اور سلطان سے خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

استیلاء تتش قتل آقسنقر
تتش بعد ہزیمت آذربایجان، دمشق پہونچا، فوجوں کی فراہمی

ہزیمت برکیاروق | اور اسباب جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوا چند دنوں میں کثیر فوج مجتمع ہو گئی۔ ۴۸۷ھ میں دمشق سے حلب پر یلغار کیا قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان متفق و مجتمع ہو کر مقابلہ پر آیا امیر کربوقا بھی سلطان برکیاروق سے امدادی فوج لیکر حلب کے بچانے کو آیا ہوا تھا۔ حلب سے نو کوس کے فاصلہ پر دونوں فریق کا مڈبھیڑ ہوا تتش نے ان لوگوں کو ہزیمت دی، آقسنقر گرفتار ہو گیا۔ تتش نے قتل کر ڈالا۔ امیر کربوقا اور بوزان نے حلب میں جاکر دم لیا۔ تتش نے تعاقب کیا اور حلب پر پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ آخر کار حلب بھی بزور تیغ مفتوح ہوا۔ امیر کربوقا اور بوزان بھی گرفتار ہو گیا۔ تتش نے بوزان کو پا بزنجیر حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا (حران اور الرہا، بوزان کے قبضہ میں تھا) باشندگان حران اور الرہا نے اطاعت سے انکار کیا۔ تتش نے بوزان کا سر اتار کر اہل حران اور الرہا کے پاس بھیجا۔ حران اور الرہا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر تھرا گئے۔ اطاعت کی گردنیں جھکا دیں تتش نے قبضہ کر لیا۔ باقی رہ گیا امیر کربوقا اسکو حمص کے جیل میں ڈالدیا۔

اس کامیابی کے بعد تتش جزیرہ، دیار بکر، خلاط اور آذربائیجان پر یکے بعد دیگر قبضہ حاصل کر کے ہمدان کی جانب چلا۔ اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخر الدولہ ابن نظام الملک موجود تھا۔ فخر الدولہ، خراسان سے سلطان برکیاروق سے ملنے آرہا تھا۔ امیر قماج سپہ سالار محمود سے اصفہان میں ملاقات ہو گئی امیر قماج نے فخر الدولہ پر شبخون مارا اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ کسی طرح سے بچ بچا کر ہمدان پہونچا یہاں تتش سے مڈبھیڑ ہو گئی تتش نے اسکو گرفتار کر کے قتل کرنے کا قصد کیا۔ امیر باغی یسار نے سفارش کی اور یہ رائے دی کہ پبلک کا میلان خاطر فخر الدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے اسکو اپنا وزیر بنا لیجئے۔ چنانچہ تتش نے فخر الدولہ کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔

برکیاروق اسوقت نصیبین ہی میں تھا۔ یہ سن کر کہ اسکا چچا تتش آذربائیجان کی طرف بڑھ رہا ہے نصیبین سے کوچ کر دیا۔ دریاے دجلہ کو بالاے موصل سے عبور کر کے اربل پہونچا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تتش کی فوج سے امیر یعقوب بن ابق نے برکیاروق پر شبخون مارا برکیاروق کو ہزیمت ہوئی۔ امیر یعقوب نے برکیاروق کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ برکیاروق کے کل ہمراہی تتر بتر ہو گئے۔ صرف امیر برسق کمشتکین جاندار او ایلیاز رکاب میں رہ گیا۔ بہزار خرابی جان بچا کر اصفہان پہونچا۔ اصفہان میں ترکمان خاتون، مادر محمود بن سلطان ملک شاہ کی حکومت تھی۔ لیکن اسوقت اسکا انتقال ہو چکا تھا۔ پہلے محمود اور اسکے ہواخواہوں نے برکیاروق کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر خود محمود براہ فریب آکر برکیاروق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے ہواخواہوں نے برکیاروق کو قتل کر ڈالنے کا قصد کیا اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا۔ اسوجہ سے برکیاروق کو قتل نہ کیا۔

محمود کی وفات تتش کا قتل، برکیاروق کی سلطنت

محمود بن سلطان ملک شاہ نے ۲۹ شوال ۴۸۷ھ میں ایک برس حکومت کر کے وفات پائی اسکے مرنے سے برکیاروق، اصفہان پر قابض ہو گیا۔ اور اسکے قدم، استقلال کے ساتھ حکومت وسلطنت پر جم گئے۔ موید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیاروق کی خدمت میں باریابی حاصل کی سلطان برکیاروق نے بجاے عز الملک ابن نظام الملک اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ (عز الملک کا اس سے پیشتر مقام نصیبین میں انتقال ہو چکا تھا)۔

موید الملک نے امراے سلجوقیہ اور ہواخواہان سلطنت کو نامہ و پیام بھیجکر سلطان برکیاروق کی طرف مایل اور ہواخواہ بنا لیا۔ جس سے برکیاروق کی شان وشوکت بڑھگئی اور اسکی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

تتش نے بعد ہزیمت برکیاروق، یوسف بن ارتق ترکمانی افسر پولیس کو ترکوں کو مجتمع اور متفق کرنے کی غرض سے دار الخلافت بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں

داخل ہونے سے روکا اس عرصہ میں صدقہ بن مزید والی حلہ اہل بغداد کی امداد پر آپہونچا۔ مقام یعقوب میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ صدقہ، ہزیمت اٹھا کر حلہ چلا گیا اور یوسف بن ارتق دار الخلافت بغداد میں داخل ہو گیا اور قیام کر دیا

تتش نے برکیاروق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کر کے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل ہمدان نے قلعہ بندی کر لی۔ لیکن اس امر کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے محسوس کر کے امن کی درخواست کی تتش نے ان کو امن دیدی اور ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان اور مرو کا رخ کیا۔ امرار اصفہان کے پاس ایلچی بھیجے اور انکو ملانے کی کوشش کی چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کیا۔ برکیاروق ان دنوں بستر علالت پر پڑا ہوا ان سب واقعات کو دیکھ رہا تھا۔ جب اسکو مرض سے افاقہ ہوا تو اس نے جہاذقان کی جانب خروج کیا۔ ہوا خواہان دولت سلجوقیہ اس خبر کو سن کے جوق جوق برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بات کی بات میں تیس[۲] ہزار فوج مجتمع ہو گئی۔ اپنے چچا تتش سے صف آرا ہوا۔ اور اسکو ہزیمت فاش دی۔ اثنار دار وگیر میں آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تتش کو مار ڈالا۔

تتش[۱] کی ہزیمت اور قتل سے سلطان برکیاروق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہو گیا۔ بظاہر کوئی مزاحم اور مخالف نہ رہا۔ اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ہوئی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک مدت سے تتش کے یہاں قید تھا آزاد کر دیا گیا۔

---

[۱] اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ برکیاروق اپنے چچا تتش سے شکست کھا کر معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے۔ کوئی شخص اسکا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر بیس[۲] سوار بھی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہو جاتا کیونکہ چند دنوں تک اصفہان کے باہر پڑا رہا تھا پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امرار اصفہان نے مار ڈالنے کی فکر کی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اتفاق سے اسکا بھائی محمود بیمار ہو گیا۔ امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب [بقیہ صفحہ ۴۴

کربوقا کا موصل پر قبضہ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ تتش نے قوام الدولہ ابوسعید کربوقا کو بعد قتل آقسنقر اور بوزان، حلب کے جیل میں ڈال دیا چنانچہ اسوقت سے کربوقا حلب کے جیل میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا تاآنکہ رضوان ابن تتش، حلب کا حکمراں ہوا۔

سلطان برکیاروق نے رضوان کے پاس امیر کربوقا کے رہا کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ رضوان نے امیر کربوقا اور اسکے بھائی امیر التونتاش کو قید سے رہا کردیا۔ کربوقا اور التونتاش کا رہا ہونا تھا کہ ہر طرف سے ٹڈی دل فوج آکر مجتمع ہوگئی۔ اس وقت موصل کی عنان حکومت، علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی (اس کو تتش نے بعد جنگ وقبضہ موصل، موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا) اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم نصیبین کی حکومت پر تھا، مروان ابن وہب اور ابوالہیجا کردی اسکے دائیں اور بائیں بازو تھے۔ محمد کا موصل پر فوج کشی کا قصد تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ امیر کربوقا کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اسکو اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کربوقا علی کی امداد پر آیا نصیبین سے دو منزل کے فاصلہ پر محمد سے مڈبھیڑ ہوئی کربوقا اس کو گرفتار کرکے نصیبین کی طرف بڑھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا۔ آخر کار بزور تیغ مفتوح ہوگیا اس کامیابی کے بعد کربوقا نے موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل قلعہ بند ہوگئے۔

بقیہ صفحہ ۴۳ امرائے اصفہان کو برکیاروق کے قتل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ محمود کی حالت اچھی نہیں ہے اگر مرگیا تو کیا تم لوگ تتش کی حکومت پسند کروگے برکیاروق کو بالفعل قتل نہ کرو، اگر محمود کو صحت ہوگئی تو برکیاروق کے قتل کا تم کو اختیار باقی رہ جائے گا قتل کروا ڈالنا اور اگر حالت دگرگوں ہوئی تو اسی کو سریر حکومت پر تمکن کردینا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۹ ہو شوال کو انتقال کرگیا اور برکیاروق حکمراں ہوگیا پھر یہ بھی بیمار ہوا۔ سرسام میں مبتلا ہوا۔ چار ماہ تک علیل رہا۔ اس اثناء میں اسکے چچا تتش نے ذرا بھی حرکت نہ کی یہ موقع اسکی کامیابی کا اچھا تھا مگر نہ سوجھی۔ یہ سب قدرت کے کرشمہ ہیں اگر محمود یا برکیاروق کے زمانہ علالت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تتش کو یہ روز بد دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم۔ مترجم

کربوقا نے اس سے اعراض کر کےا . . . . اور محمد کو قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اور موصل کے محاصرہ کی غرض سے واپس ہوا۔ ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ علی نے امیر چکرمش والی جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی، امیر چکرمش لشکر آراستہ کر کے علی کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر التونتاش نے آگے بڑھ کر تیغ وسنان سے استقبال کیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر امیر چکرمش نے ہزیمت کے بعد کربوقا کی اطاعت قبول کرلی اور اسکے ساتھ موصل کے محاصرہ کو آیا اور جیسا کہ چاہئے مدد کی۔ جب محاصرہ کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کی تکلیف محاصرہ برداشت کر کے علی والی موصل بھاگ کھڑا ہوا صدقہ بن مزید کے پاس حلہ میں جاکر پناہ لی۔ کربوقا مظفر ومنصور موصل میں داخل ہوا اور التونتاش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ امراء و رؤسائے شہر سے تاوان اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کربوقا کو التونتاش کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ موصل میں داخل ہونے کے تیسرے دن التونتاش کے قتل کا حکم دیدیا۔ یہ واقعات ۴۸۹ھ کے ہیں۔

قبضہ موصل کے بعد، کربوقا نے رحبہ پر یلغار کیا۔ اہل رحبہ مقابلہ پر آئے لڑے لیکن کامیاب نہوئے کربوقا نے اسپر قبضہ حاصل کر کے موصل کی جانب مراجعت کی۔ اہل موصل کے ساتھ بہ نرمی و ملاطفت پیش آیا۔ عدل و انصاف سے کام لیا۔ جسکی وجہ سے اہل موصل راضی وخوش ہوگئے اور اسکی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔

ارسلان ارغو کا خراسان پر قبضہ و قتل

ارسلان ارغو اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ پس جب سلطان ملک شاہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اسکے بیٹے محمود کی حکومت وسلطنت کی بیعت لی گئی اسوقت ارسلان ارغو

ا اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

اپنے سات غلاموں کے خراسان چلا گیا۔ خراسان پہونچکر ہاتھ پاؤں نکالنے۔ ایک گروہ مجتمع ہو گیا۔ نیشاپور پر دھاوا کیا۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر آئے۔ مرو کی طرف لوٹا مرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر قودر (قودن[1]) شحنہ نامی حکومت کر رہا تھا۔ یہ منجملہ اون لوگوں کے تھا جنہوں نے نظام الملک کے قتل میں سازش کی تھی۔ امیر قودر نے ارسلان ارغو کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دیدیا۔ ارسلان ارغو کی قوت، ہمت اور جرأت اس سے بڑھ گئی۔ بلخ کی طرف بڑھا۔ فخر الملک بن نظام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا۔ بلخ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ہمدان میں جا کر پناہ لی اور تاج الدولہ تتش کا وزیر مرگیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے بلخ، ترمذ، نیشاپور اور کل بلاد خراسان پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق اور اسکے وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی سند حکومت عطا کی جاسے اور میں اسکا واحد حکمران تسلیم کیا جاؤں جیسا کہ میرا دادا داؤد تھا۔ چونکہ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تتش کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیاروق نے موید الملک کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے اسکے بھائی فخر الملک کو قلمدان وزارت عطا کیا اور مجد الملک بارسلان، امور سلطنت پر مستولی ہوا تو ارسلان ارغو نے سلطان برکیاروق سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ برکیاروق کو یہ امر ناگوار گزرا، اپنے چچا بورسوس (بوربرس[2]) کو بسرکردگی افواج شاہی، ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ ارسلان ارغو ہزیمت اُٹھا کر بلخ پہونچا۔ بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ کر دیا۔ بعد اسکے ارسلان ارغو نے فوجیں مرتب کر کے مرو کی جانب قدم بڑھایا۔ اور بزور تیغ مفتوح کر کے ویران کر دیا۔

---

[1] تاریخ کامل میں بجاے قودر کے قودن لکھا ہے۔ تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۹

[2] دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۹

مرو جیسے شہر کشت وخوں کا میدان بنا دیا بورسوس کو اسکی اطلاع ہوئی، ہرات سے ۴۸۹ھ میں ارسلان ارغو کے طوفان بے امتیازی کے روک تھام کو روانہ ہوا۔ اس لشکر میں امیر مسعود بن تاجر (اسکے باپ داؤد کا سپہ سالار تھا) اور امیر ملک شاہ وغیرہما نامی نامی امراء و سردار بھی تھے۔ ارسلان ارغو نے امیر ملک شاہ کو نامہ و پیام کرکے ملا لیا۔ اور امیر مسعود بن تاجر کو معہ اسکے بیٹے کے ارسلان ارغو کی سازش سے کسی نے اسی کے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورسوس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی لشکر میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ کثرت سے مخالف پیدا ہو گئے تاہم مقابلہ پر اڑا رہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی ارسلان ارغو کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے ترمذ کے جیل میں بھیج دیا اور بعد ایک سال کے بحالت قید قتل کر ڈالا۔

ارسلان ارغو کا اب کوئی مزاحم اور رقیب باقی نہ رہ گیا تھا۔ برکیا روق نے اسکے سر کرنے کو جو مہم بھیجی تھی وہ تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اس نے امراء و رؤسا خراسان کے قتل و خون ریزی پر کمر باندھ لی۔ خراسان کے شہروں کی شہر پناہ کو مسمار کر دیا، سبزوار، مرو شاہجہاں، سرخس، شاہ دز اور نیشاپور کے قلعات کو منہدم کر کے زمیں دوز بنا دیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک بن نظام الملک سے تین لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اسکے دل کو تسکین نہ ہوئی تو قتل کر ڈالا۔ قصہ مختصر جس سے اسکو ذرا بھی خطرۂ مخالفت کا خیال پیدا ہوا اسکے سر کو کچل دیا۔ خراسان پر استبدادی حکومت کرنے لگا۔ نہایت بیرحم اور بیحد غصہ ور تھا۔ اپنے غلاموں سے بھی درگزر نہ کرتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر بھی سخت سے سخت عقوبت کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز خلوت میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ سخت و سست کہا اور مارا۔ غلام کو اشتعال پیدا ہو گیا۔ کمر سے خنجر نکال کر اسکے پیٹ میں بھونک دیا۔ مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۰ھ کا ہے۔

کو روانہ کیا اور خود بدولت واقبال عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

داؤد حبشی، عراق سے ہرات کی طرف چلا اور بانتظار اجتماع عساکر شاہی قریب ہرات پہونچکر قیام کر دیا۔ امیر قودن اور امیر بارقطاش نے داؤد حبشی کی آمد کی خبر پاکر حملہ کی تیاری کی داؤد حبشی کی فوج کم تھی بھاگ کھڑا ہوا جیحون کو عبور کر کے دم لیا۔ امیر قودن نہیں آنے پایا تھا کہ امیر بارقطاش نے داؤد حبشی پر حملہ کر دیا۔ برابر کا مقابلہ تھا داؤد حبشی بھی خم ٹھونک کر میدان میں آگیا اور امیر بارقطاش کو مار بھگایا۔ اثناء دار وگیر میں امیر بارقطاش گرفتار کر لیا گیا جوں ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہونچی کل فوج باغی ہو گئی۔ امیر قودن کے مال واسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ امیر قودن بہزار خرابی جان بچا کر بھاگا۔ سنجار پہونچا۔ والی سنجار نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بعد چندے رہا کر دیا۔ افتاں وخیزاں ملک سنجر کی خدمت میں بلخ پہونچا ملک سنجر نے بڑی آؤ بھگت سے لیا امیر قودن بھی اطاعت و فرمانبرداری سے خدمات مفوضہ انجام دینے لگا۔ اندرونی اور بیرونی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ مرتب کیں۔ زمانہ قریب آگیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد مرگیا باقی رہا امیر بارقطاش، وہ داؤد حبشی کے یہاں مقید رہا تاآنکہ داؤد حبشی نے اسکو قتل کر ڈالا۔

آغاز حکومت بنو خوارزم شاہ ابو شکین امراء سلجوقیہ میں سے ایک امیر (بلکباک) زرخرید غلام تھا۔ اس نے ابو شکین کو غرشتان کے ایک شخص سے خرید کیا تھا۔ اسی مناسبت سے ابو شکین غرشی کے نام سے موسوم ہوا۔ ابو شکین نے اسی امیر کے یہاں نشو ونما پائی۔ بڑا ہوا، ہوشیار اور بیدار مغز تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جوانمرد اور دلیر بھی تھا۔ اللہ تعالی کے فضل سے ابو شکین کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ محمد نام رکھا ابو شکین نے نہایت خوبی سے تعلیم و تربیت دی۔ فنون جنگ بھی سکھلایا سیاسیات کی بھی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ عنایت الٰہی سے محمد ایک قابل قدر انسان ہو گیا۔ پس

جب امیر داؤد حبشی، خراسان کی طرف روانہ ہوا تو محمد بھی منجملہ اور لوگوں کے اسکے ہمراہ تھا۔ بغاوت خراسان فرو ہونے کے بعد امیر داؤد حبشی کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ خوارزم کی گورنری پر کسکو مقرر کروں اکنجی نائب خوارزم کو امیر قودن وغیرہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ کمال غور و فکر کے بعد محمد بن ابوشکین کو منتخب کیا اور یہی اسکی نظروں میں حکومت خوارزم کے لئے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ امیر داؤد حبشی خوارزم کی عنان حکومت محمد کو مرحمت کی اور خوارزم شاہ کے لقب سے ملقب کیا۔ محمد نہایت کفایت شعار، منتظم، مدبر، عادل اور خلیق تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اسکا ذکر خیر پھیل گیا۔ ملک سنجر نے بھی اس تقرری کو مستحسن سمجھا اور محمد کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور اسکی لیاقت و کارکردگی کے مطابق عزت افزائی کی

محمد نے کسی ضرورت سے کچھ دنوں کے لئے خوارزم کو چھوڑ دیا تھا۔ ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ، خوارزم پر چڑھ آیا۔ طغرل تکین محمد بن اکنجی سابق گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا۔ اسکی خبر محمد بن ابوشکین کو ہو گئی۔ سب کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کے بچانے کو بڑھا اور ملک سنجر سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ملک سنجر ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ ملک سنجر اپنی فوجوں کو لیکر روانہ ہوا۔ محمد بن ابوشکین بلا انتظار ملک سنجر، ترکوں کے مقابلہ پر آگیا۔ ترکوں کو جان کے لالے پڑ گئے کمال بدحواسی سے منقشلاغ کی طرف بھاگے۔ طغرل تکین نے بھی جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ اس واقعہ سے ملک سنجر کی انکھوں میں محمد اور زیادہ عزیز ہو گیا۔

پھر جب محمد خوارزم شاہ نے وفات پائی تو اسکا بیٹا اتسز سریر آرائے حکومت ہوا۔ یہ بھی نہایت نیک مزاج، مدبر اور عادل تھا۔ اس نے اپنے باپ کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں سپہ سالاری کی تھی۔ فنون جنگ سے پوری واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے شہر منقشلاغ کو ترکوں سے چھین لیا ملک سنجر اسکو بیحد عزیز رکھتا تھا۔ سفر و حضر میں

اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ بناتا تھا۔ اسی زمانہ سے حکومت و ریاست محمد بن ابوشکین کے خاندان میں آئی۔ یہی انکی حکومت کی ابتداء ہے پھران پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں یورش کی اور انکی حکومت و سلطنت کا خاتمہ کردیا۔ انہیں سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا ہے جیساکہ ان کے حالات کے سلسلہ میں بیان کیا جائے گا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ وغیرہ سواحل شام پر قبضہ

اسی زمانہ سے عیسائیوں میں ممالک اسلامیہ پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی ہے (۴۸۴ھ) میں صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انھوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے قصد سے

ؔ کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کی ابتداء، عیسائیوں کا خروج وظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر استیلا ۴۷۸ھ سے شروع ہوتا ہے پہلے انہوں نے بلاد اندلس میں طلیطلہ کو لے لیا جب اس سے مسلمانوں کے کان پر جوں نہ رینگی تو ۴۸۴ھ میں جزیرہ صقلیہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی بزور تیغ قابض ہوگئے۔ بعد اسکے انکا دندان طمع تیز ہوگیا۔ افریقہ پر ہاتھ مارا۔ اور اس کے بعض شہروں پر قابض ہوگئے۔ سلاطین اسلام آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، اخوت اسلامی، ہمدردی اور خیر خواہی ملت کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ عیش و عشرت میں مبتلا ہوگئے تھے اسوجہ سے عیسائیوں کا شوق ملک گیری مذہبی پردہ میں بڑھا پھر کیا تھا قتل اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ سنہ ۴۹۱ھ میں ملک شام پر چڑھائی کی۔ بیت المقدس کے لینے کی بنیاد ڈالی بردویل عیسائی بادشاہ نے فوج کثیر مجتمع کرکے رجار فرانسیسی کو اطلاع دی (جس نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا تھا) کہ میں ایک فوج عظیم لیکر افریقہ پر چڑھائی کرتا ہوں اور اس کو عنقریب مفتوح کرکے تمہارا ہمسایہ ہوجاتا ہوں۔ رجار نے اپنے اراکین سلطنت کو ایک جا میں جمع کرکے ان سے اس معاملہ میں مشورت کیا۔ سبھوں نے بردویل کی عزیمت کی ثناء صفت کی۔ رجار نے کہا تم لوگ عقل سے خالی ہو اگر اُس نے افریقہ کو لے لیا [بقیہ صفحہ ۵۳

حرکت کی خلیج قسطنطنیہ عبور کرکے براہ خشکی روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور اُس سے اُسکے ملک سے گزر جانے کی اجازت طلب کی، بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو دیدی لیکن یہ شرط کرلی کہ انطاکیہ فتح کرکے مجھے دیدینا۔ عیسائی کروسیڈروں نے اس شرط کو منظور کرلیا اور خلیج قسطنطنیہ کو سنہ ۴۹۰ھ میں عبور کرکے ارسلان بن سلیمان بن قطلمش والی قونیہ و بلاد روم کے مقبوضات کی طرف بڑھے۔ ارسلان انکی آمد کی خبر سنکر مدافعت کو اُٹھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی ارسلان کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی عیسائیوں نے ابن لیون ارمنی کے مقبوضہ ممالک کی طرف قدم بڑھایا۔ انطاکیہ پر پہونچکر محاصرہ ڈالا نو مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ باغی سیان والی انطاکیہ نے نہایت مردانگی سے مدافعانہ جنگ کی۔ عیسائیوں نے شہرپناہ کے محافظوں میں سے ایک محافظ کو بہت سامال اور زر دیکر ملالیا۔ چنانچہ حسب قرارداد باہمی عیسائی فوج شہرپناہ کے قریب آئی، اس دغاباز محافظ نے شہرپناہ کا چور دروازہ کھول دیا۔ عیسائی فوج شہر میں داخل ہوگئی اور شہرپناہ کی فصیل پر چڑھکر بگل بجادیا۔ باغی سیان گھبراگیا۔ کچھ نہ سوجھا بھاگ کھڑا ہوا پانچ چھ کوس نکل گیا۔ ہوش و حواس بجا ہوئے۔ خود کردہ پر ندامت ہوئی بیہوش ہوکر گھوڑے سے گر پڑا ایک ارمنی عیسائی نے پہونچکر سر اُتار لیا اور انطاکیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہونچا دیا۔ یہ واقعات سنہ ۴۹۱ھ کے ہیں۔

اس واقعہ کی مسلمانوں کو خبر ہوئی۔ انطاکیہ کے واپس لینے کو ہر طرف سے دوڑ

بقیہ صفحہ ۵۲] تو ہمارا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور اگر ناکام واپس آیا تو ہم کو اسکی ہمدردی کرنا ہوگی اور اس میں ہم کو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسکو فتح بیت المقدس کی رائے دیجائے اور مسلمانوں پر جہاد کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا چنانچہ یہی رائے بردویل کو لکھ بھیجی۔ بردویل نے بھی اس کو پسند کیا۔ اور بقصد فتح بیت المقدس اُٹھ کھڑا ہوا

مترجم عفی عنہ

پڑے۔ قوام الدولہ کربوقا شام کی طرف چلا مرج وابق تک پہونچتے پہونچتے ایک عظیم لشکر مجتمع ہوگیا، دقاق بن تتش، طغرل تکین اتابک، جناح الدولہ والی حمص، ارسلان تاش والی سنجار اور سقمان ارتق وغیرہم نامی نامی امراء اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے آپہونچے اور انطاکیہ کی طرف بڑھے، محاصرہ کرلیا۔ اتفاق سے اسلامی امراء میں پھوٹ پڑگئی، امیر کربوقا دون کی لینے لگا اور امراء کو یہ ناگوار گزرا۔ انکے دلوں میں اسکی طرف سے کدورت پیدا ہوگئی۔ چونکہ عیسائیوں کو رسد و غلہ کے فراہم کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اسوجہ سے محاصرہ کی تکلیف سے بیحد پریشان ہونے لگے۔ امیر کربوقا سے امن کی درخواست کی امیر کربوقا نے امن دینے سے انکار کیا۔ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آگیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا۔ ان عیسائی کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بردویل، صنجیل، کندمری، قمط والی الرہا اور بیمند والی انطاکیہ بھی محصور تھا۔ عیسائی فوج کا کمان افسر بھی بیمند تھا۔ شدت محاصرہ سے پریشان ہوکر شہر پناہ کے دروازہ سے متفرق طور سے دو دو چار چار امن کا جھنڈا لئے ہوئے نکلے۔ جب کل عیسائی کروسیڈر انطاکیہ کے باہر آگئے تو لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسلامی امراء میں نفاق تو پیدا ہی ہوگیا تھا اور انکے دلوں میں امیر کربوقا کی بداخلاقی سے کدورت پیدا ہوگئی تھی اسوجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے اخیر میں امیر سقمان بن ارتق نے میدان جنگ سے فرار کیا۔ عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں کام آگیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ †

† ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جسکا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے عیسائی کروسیڈروں کو انطاکیہ پر قبضہ کیئے ہوئے بارہ دن ہوگئے تھے۔ رسد و غلہ کا کوئی سامان نہیں کرنے پائے تھے کہ امیر کربوقا وغیرہ آگئے۔ عیسائی کروسیڈر بھوکوں مرنے لگے۔ امراء نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کردیا، غرباء اور سپاہی درخت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے امیر کربوقا (بقیہ صفحہ ۵۵

اس کامیابی کے بعد عیسائیوں نے معرہ نعمان کی طرف قدم بڑھایا اور اس کو بھی لے لیا۔ نہایت بیرحمی اور سفاکی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ بعد اسکے غزہ پر یلغار

بقیہ صفحہ ۵۴] کے پاس پیام بھیجا کہ آپ ہمکو امن دیجئے ہم شہر خالی کئے دیتے ہیں" امیر کربوقا نے جواب دیا "ہرگز امن نہیں دیا جائے گا ہم تم کو تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے" اس جواب سے کروسیڈرں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ایک پادری نے جس پر ان عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا۔ گھبراؤ نہیں! اسی انطاکیہ میں مسیح کی صلیب فلاں مقام پر مدفون ہے "تلاش کرو۔ اگر مل گئی تو تمہاری فتح ہوگی ورنہ تمہاری ہلاکت اور تباہی یقینی ہے" پادری صاحب نے اس سے پہلے صلیب کو مقام موعودہ میں دفن کر دیا تھا۔ عیسائی کروسیڈر صلیب کے تلاش کرنے پر تیار ہوگئے۔ پادری صاحب نے کہا" وہ یوں نہیں ملے گی۔ تین دن روزہ رکھو۔ دعا کرو گناہوں کی مغفرت چاہو چوتھے روز تلاش کی کوشش کرو۔ کامیاب ہوگئے تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ موت ہے" عیسائی کروسیڈرں نے اسپر عمل کیا۔ اور جیساکہ پادری صاحب نے کہا تھا بعد تلاش پا گئے۔ پادری صاحب نے کہا "اب کیا ہے، خوشیاں مناؤ۔ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر پانچ پانچ چھ چھ آدمی امن کا جھنڈا لئے ہوئے نکلو جب سب کے سب انطاکیہ کے باہر آجاؤ تو جنگ کا نقارہ بجادو۔ فتحیاب ہو جاؤ گے" جسوقت عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے متفرق طور پر نکلنے لگے۔ مسلمانوں نے امیر کربوقا سے عرض کیا "ان عیسائیوں کو مہلت نہ دیجائے جیوں جیوں نکلتے جائیں انکو ہم قتل کرتے جائیں" امیر کربوقا نے جواب دیا "نکل آنے دو ہم انکو لڑکر پسپا کردینگے" لیکن مسلمانوں میں بعض امراء نے اسکی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا امیر کربوقا نے خود جاکر انکو اس سے روکا۔ پس جب کل عیسائی کروسیڈر شہر انطاکیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صف آرائی کی۔ چونکہ کربوقا نے مسلمانوں کے ساتھ ناگوار برتاؤ کیا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اسوجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک ہاتھ بھی لڑنے کے گنہگار نہیں ہوئے۔ انتہی ملخصاً من تاریخ الکامل لابن اثیر

کیا۔ چار مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ اہل غزہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے ابن منقذ والی شیرز نے نامہ و پیام کرکے مصالحت کر لی۔ پھر حمص کا محاصرہ کیا جناح الدولہ نے صلح کا پیام بھیجا۔ مصالحت ہو گئی۔ عکا کی طرف بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کر لی ناکام واپس ہوئے۔ اسی زمانہ سے سواحل شام پر عیسائی کروسیڈرون کا قبضہ و تصرف شروع ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ[1] . . . . خلفاء علوین نے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ اور انھیں کی تحریک سے وہ بکمال جرارت سے حملہ آور ہوئے تھے۔ سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے ملک شام کو غزہ تک دبا لیا تھا اور انکے امیروں میں سے اقسیس نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور مدتوں اسکو محاصرہ میں رکھا تھا۔ خلفاء علویہ نے اس امر کو کہ روزے از روزہا سلاطین سلجوقیہ، مصر کو بھی لے لیں گے احساس کرکے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کر لینے کا اشارہ کر دیا تاکہ سلاطین سلجوقیہ کے زد سے خود محفوظ رہیں اور انکے اور مصر کے درمیان عیسائی حایل اور سد راہ رہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

امیر انز کی بغاوت اور قتل

جس وقت سلطان برکیاروق، خراسان کی جانب روانہ ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں امیر انز کو فارس کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ فارس کے ملک پر شوانکار کے قبایل قابض و متصرف ہو گئے تھے اور ایران شاہ بن قاروت بک والی کرمان کی پشت گرمی اور امداد سے فارس پر حکومت کر رہے تھے۔ پس جب امیر انز نے فارس پر فوج کشی کی تو شوانکار مقابلہ پر آئے، اور لڑے۔ امیر انز کو ہزیمت ہوئی۔ امیر انز، اصفہان واپس آیا۔ سلطان برکیاروق کو اس سے مطلع کیا

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

خراسان میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ سلطان برکیاروق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا، امارت عراق کی سند بھیجدی۔ اور جسقدر فوجیں عراق اور اسکے اطراف وجوار میں تھیں اُن کا بھی امیر انز افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

موید الملک بن نظام الملک دار الخلافت بغداد سے حلہ میں آیا۔ امیر انز سے ملا اور اسکو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ شاہی سطوت اور جبروت کی دھمکی دی۔ سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈرایا اور یہ رائے دی کہ محمد بن ملک شاہ سے نامہ و پیام بھیجکر سازش کر لو۔ محمد بن ملک شاہ ان دنوں گنجہ میں تھا اس قرارداد کے مطابق امیر انز نے عمل درآمد کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ امیر انز کا خوف و خطرہ زیادہ ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں، اصفہان سے رے کی طرف کوچ کیا اور کھلم کھلا سلطان کی مخالفت کرنے لگا۔ سلطان برکیاروق سے فخر الملک البارسلان کی واپسی اور سپردگی کا مطالبہ کیا۔ ہنوز یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ تین نفر ترکوں نے جو امیر انز ہی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے شب کے وقت اس پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ لشکر میں ہلڑ مچ گیا۔ مال، روپیہ اور اسباب کو لشکریوں نے لوٹ لیا۔ نعش کو اصفہان میں لائے اور دفن کر دیا۔ امیر انز، بڑا پابند صوم وصلوٰۃ، کثیر المناقب اور سخی تھا۔

امیر انز کے قتل کی خبر سلطان برکیاروق کو اطراف رے میں پہونچی۔ سلطان، امیر انز سے جنگ کرنے کو آ رہا تھا۔ اس خبر کو سن کے بیحد خوش ہوا فخر الملک البارسلان کی باچھیں کھل پڑیں۔ یہ واقعہ ۴۹۲ھ کا ہے۔

اصبہر صابر، امیر انز کے قتل کے بعد دمشق چلا گیا۔ مدتوں وہیں ٹھہرا رہا بعد ازاں ۵۰۱ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان محمد بہ عزت واحترام پیش آیا اور رحبہ کی حکومت عنایت کی۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ

تاج الدولہ تتش نے بیت المقدس کو خلفاء علویہ والیان مصر کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اپنی طرف سے امیر سقمان بن ارتق کو اسکی حکومت پر مامور کیا تھا۔ پس جسوقت ترکوں کو بمقام انطاکیہ عیسائی کروسیڈ روں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس کے واپس لینے کا شوق اور جوش پیدا ہوا۔ افضل بدر جمالی سپہ سالار دولت علویہ فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف بڑھا۔ اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ اسوقت بیت المقدس میں امیر سقمان اور ایلغازی پسران ارتق، یاقوتی (ان دونوں کا بھتیجہ) اور سونج (انہیں دونوں کا چچازاد بھائی) موجود تھا۔ محصوروں نے جی توڑ کوشش کی لیکن کامیاب نہوئے۔ افضل بن بدر جمالی کی منجنیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ ڈالا۔ محصوروں نے محاصرہ کے چالیس دن کے بعد ہتھیار ڈالدیئے، امن امان حاصل کر کے بیت المقدس کو، فتحمند گروہ کو دیدیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۸۹ھ کا ہے۔

افضل نے کامیابی کے بعد محصور امراء کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کئے۔ امیر سقمان اور ایلغازی کو معہ انکے ہمراہیوں کے زادراہ دیکر رخصت کیا۔ امیر سقمان نے الرہا میں جاکر قیام اختیار کیا، ایلغازی عراق چلاگیا۔ اور افضل نے اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر مامور کر کے مصر کی جانب مراجعت کردی۔

عیسائیوں نے عکا سے واپس ہوکر بیت المقدس کی طرف قدم بڑھایا۔ چالیس روز نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہے بالآخر آخری ماہ شعبان ۴۹۲ھ میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑ کر گھس پڑے اور بہت بڑی خونریزی و غارتگری کا دروازہ کھولدیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب داؤد علیہ السلام میں تین یوم تک پناہ گزیں رہا آخر کار عیسائیوں سے امن حاصل کر کے رات کے وقت عسقلان چلاگیا۔ مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کئے گئے جنمیں علماء، زہاد، مہاجرین اور رؤسا شہر تھے۔ چالیس

قندیلیں کلاں نقرئی (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت بیس بیس سیر کا تھا) ایک سو پچاس قندیل خورد نقرئی، ایک تنور نقرئی وزنی چالیس رطل شامی (مطابق وزن رائج الوقت ایک من) اور علاوہ اسکے بہت سا مال و اسباب جو کہ حد و شمار سے باہر تھا لوٹ لیا۔[1]

مسلمان فریادی صورت بنائے بحال پریشان دار الخلافت بغداد پہونچے۔ خلیفہ مقتدی نے ان کو ابو محمد دامغانی، ابو بکر شاشی، ابو القاسم زنجانی، ابو الوفار بن عقیل ابو سعید حلوانی اور ابو الحسین بن سماک کے ہمراہ سلطان برکیاروق کے پاس روانہ کیا اور عیسائیوں سے اس جرأت و سفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔ یہ وفد حلوان تک پہونچا تھا کہ ان لوگوں کو مجد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان برکیاروق اور سلطان محمد کی نزاع و جنگ کی خبر معلوم ہوئی بے نیل مرام واپس آئے اور عیسائیوں نے سرزمین شام پر استقلال کے ساتھ قدم جما لیا۔

چونکہ ہم نے اپنی کتاب میں التزام کر لیا ہے کہ ہر خاندان حکومت کے حالات جدا جدا لکھیں گے اسوجہ سے ان واقعات سے ہم متعرض نہیں ہوتے۔ اور سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کے حالات احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔

سلطان محمد بن ملک شاہ کا ظہور، بغداد میں خطبہ اور سلطان برکیاروق سے لڑائیاں

محمد اور سنجر حقیقی بھائی تھے۔ سلطان برکیاروق نے سنجر کو حکومت خراسان پر متعین کیا تھا۔ ۴۸۶ھ میں محمد، سلطان برکیاروق کے پاس جسوقت کہ یہ اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے چلا آیا۔ برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اسکے متعلقات کی حکومت عطا کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی امیر قطلغ تکین اتابک کو بطور وزیر اسکے ہمراہ روانہ کیا۔ شہر گنجہ صوبہ اران کے مضافات سے تھا قطلوں (فضلون بن ابو الاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطلوں سے لیکر سرہنگ ساوتکین

خادم کو عنایت کیا اور قطلوں کو بجائے اسکے استر آباد کی حکومت مرحمت کی۔ لیکن چند دنوں بعد صوبہ اران کی حکومت، پھر قطلوں کو ضمانت لیکر دیگئی۔ جب قطلون کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہوگئی تو بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اسکی سرکوبی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اُسکو ہزیمت دیکر گرفتار کرکے بغداد بھیجدیا اور اسکے مقبوضات پر قابض ہوگیا۔ سلطان ملک شاہ نے صوبہ اران کو امیر بوزان، باغی سیان والی انطاکیہ اور انکے افسران فوج پر تقسیم کردیا۔ اور ۴۸۴ھ میں قطلوں بحالت قید بغداد میں مرگیا۔

باغی سیان کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا اپنے باپ کے مقبوضہ ممالک کی طرف چلا آیا۔ تب سلطان برکیاروق نے ۴۸۶ھ میں گنجہ اور اسکے متعلقات پر محمد کو حکمرانی کی سند عنایت کی جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر آئے ہیں۔

جب محمد کی قوت بڑھی اور حکومت میں استحکام و استقلال پیدا ہوا تو اس نے اپنے وزیر اتابک قطلغ تگین کو مار ڈالا اور کل صوبہ اران پر مستولی ہوگیا۔ انہیں دنوں موید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک اپنے آقا زامیر انز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا آیا تھا۔ محمد نے اسکو اپنے تقرب کی عزت دی اور وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا، موید الملک نے حکومت و سلطنت کی دعویداری کی رائے دی چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہی کا اعلان کرکے اپنے مقبوضات میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اسکے بعد ہی مجد الملک البارسلان کے مارے جانے کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیاروق کے قلمرو میں استبدادی حکومت کر رہا تھا۔ امرا لشکر کو اس سے منافرت پیدا ہوئی۔ برکیاروق کی رفاقت ترک کرکے محمد کے پاس چلے گئے (اور مرتبہ حکر[1]

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے میں نے ربط مضمون کے خیال سے عبارت مابین خطوط ہلالی تاریخ کامل سے لکھدیا ہے۔ مترجم

رے کی طرف بڑھے) برکیاروق ان لوگوں کے پہونچنے سے پہلے رے میں داخل ہو گیا تھا۔ سربرآوردہ امراء سلجوقیہ امیر ینال بن انوشتکین حسامی اور عزالملک بن نظام الملک وغیرہما بھی باریاب ہو گئے۔ برکیاروق نے یہ خبر پا کر کہ اسکا بھائی محمد بقصد جنگ روانہ ہو گیا ہے رے سے اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا تب خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پر قبضہ کر لیا۔ زبیدہ خاتون مادر برکیاروق اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی رے میں ٹھہری ہوئی تھی سو ید الملک نے اسکو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جب اس سے بھی اسکے دل کو تسلی نہ ہوئی تو ایک روز اُسکا گلا گھونٹ دیا مر گئی۔ ہر چند اسکے مصاحبوں نے اس فعل سے اسکو روکا مگر اس نے ایک کی بھی نہ سُنی۔ اپنی خباثت کے اظہار سے باز نہ آیا۔

سعدالدولہ گوہرائین افسر پولیس بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی و منافرت پیدا ہو گئی تھی۔ پس یہ امیر کربوقا والی موصل، چکرمش والی جزیرہ ابن عمر اور سرخاب بن بدر والی کنکسون وغیرہم سے ملا اور ان سبھوں کو برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ و تیار کر دیا۔ پس یہ سب معہ اپنی فوجوں کے سلطان محمد کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو روانہ ہوئے۔ سلطان محمد اسوقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان سبھوں کو خلعتیں دیں انعامات اور جائزے سے سرفراز کیا سعدالدولہ گوہرائین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی ہدایت کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب واپس گیا۔ سعدالدولہ گوہرائین نے بغداد میں پہونچکر خلافت مآب کی خدمت میں باریابی کی عزت حاصل کی اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوانے کی بابت عرض کیا۔ خلافت مآب نے منظور فرما لیا اور سلطان محمد کو غیاث الدنیا والدین کا خطاب عنایت کیا۔ امیر کربوقا اور چکرمش وغیرہما سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی طرف روانہ ہو گئے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مجد الملک البا سلانی کا قتل

ابو الفضل سعد البا سلانی (البارسلان) ملقب بہ مجد الملک سلطان برکیا روق کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ کل کاروبار سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک تھا۔ اسکا ایسا اثر تھا کہ کسی کی دال نہیں گلتی تھی۔ پس جب امراز برکیا روق، فرقہ باطنیہ کی سازشوں کے شکار ہونے لگے اور پے در پے قتل ہو گئے تو امرار برکیا روق کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہو مجد الملک البا سلانی کا یہ فعل ہے۔ چنانچہ امیر برشق کے قتل کئے جانے پر اسکے لڑکوں زنگی اور اقبوری کو یہی خیال رونما ہوا ان لوگوں نے اپنے باپ کے قتل کا الزام مجد الملک کے سر تھوپا۔ اور برکیا روق سے علیحدہ ہو گئے۔ سرداران لشکر کو مخالفت کا موقع مل گیا۔ ایک جلسہ میں سب مجتمع ہوئے امیر حیرہ الکابک اور طغایرک بن الیزن پیش پیش تھا۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برسق کے خون کا انتقام لینے کی تحریک کی اور اسی غرض سے اسکے لڑکوں کو بلا بھیجا۔ ہمدان کے قریب دوسری کمیٹی ہوئی۔ کل فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیا روق سے مجد الملک کی سپردگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ "اگر مجد الملک کو آپ ہمارے حوالہ کر دینگے تو ہم آپ کے تابعدار و خادم ہیں ورنہ ہم کو آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمائیے"۔ برکیا روق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا لیکن مجد الملک البا سلانی نے یہ رائے دی کہ "بلحاظ مصلحت وقت آپ انکے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے قتل کر ڈالئے، کل امرار دولت اور سرداران لشکر آپکے مطیع ہو جائینگے ورنہ اگر انہوں نے مجھے بجبر گرفتار کر کے قتل کیا تو اسمیں رعب سلطنت جاتا رہے گا"۔ سلطان برکیا روق اسپر راضی نہ ہوا۔ خواہندگان انتقام سے مجد الملک کے نہ مارنے کی قسم لیکر مجد الملک کو انکے حوالہ کر دیا۔ مجد الملک ان باغیوں

---

[1] مجد الملک بیحد نیک مزاج، صوم و صلوٰۃ کا پابند، تہجد پڑھنے کا عادی اور سخی تھا۔ علویوں کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کرتا اور داد و دہش سے پیش آتا تھا۔ خونریزی سے اسکو نفرت تھی شیعیت مزاج میں تھی مگر باایں ہمہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتا تھا اور ان سے تبرا کرنے والے کو ملعون کہتا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۹

کے سرداروں کے پاس پہونچتے ہی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسکو قتل کر ڈالا۔ شورش فرو ہوگئی۔ سر اُتار کر موید الملک کے پاس بھیج دیا گیا۔

اس واقعہ سے امرا دولت اور سرداران لشکر کو برکیا روق سے اور زیادہ منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ کہلا بھیجا کہ آپ رے چلے جائیے۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نپٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیا روق نے بادل ناخواستہ رے کی جانب مراجعت کی۔ ان لوگوں نے اسکے خرگاہ کو لوٹ لیا اور اسکے بھائی محمد کے پاس چلے گئے برکیا روق کوچ اور قیام کرتا ہوا اصفہان پہونچا۔ اصفہان سے رشتاق چلا گیا۔

بغداد میں برکیا روق کا خطبہ

برکیا روق اور اسکا امیر لشکر نیال بن انوشتکین مع اپنی فوج کے خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ خوزستان سے واسط کا راستہ اختیار کیا۔ صدقہ بن مزید والی حلہ آملا۔ بعد اسکے ان سب نے دارالخلافت بغداد کا قصد کیا۔ اسوقت بغداد میں سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ برکیا روق کی آمد کی خبر سنکر بغداد کو چھوڑ دیا۔ ایلغازی بن ارتق وغیرہ امرا بھی اسکے ساتھ بغداد سے نکل آئے۔ برکیا روق پندرہویں صفر سنہ ۴۹۳ھ میں بغداد پہونچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

سعد الدولہ نے سلطان محمد اور موید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور برکیا روق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کی تحریک کی۔ پس سلطان محمد اور اسکے وزیر موید الملک نے امیر کربوقا والی موصل اور چکرمش والی جزیرہ ابن عمر کو برکیا روق کی مدافعت کو روانہ کیا۔ چکرمش نے سعد الدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ بلاد میں بیحد ابتری پھیلی ہوئی ہے لہذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعد الدولہ یہ سُن کے ہکا بکا ہو گیا اور بادل ناخواستہ اجازت دیدی۔ سعد الدولہ اور اسکے مصاحبوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہو گئی۔ برکیا روق کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا چنانچہ

برکیاروق، بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ برکیاروق، کشادہ پیشانی ملا اور خوشی و مسرت سے بغداد کی جانب معہ اُن لوگوں کے واپس گیا۔

بعد اسکے عمید الدولہ بن جہیر (خلافت مآب کا وزیر تھا) کو گرفتار کر لیا۔ دیار بکر و موصل کے اُس محاصل کا مطالبہ کیا جو اس نے اور اسکے باپ نے زمانہ گورنری دیار بکر اور موصل میں وصول اور حاصل کیا تھا۔ رد و کد کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملہ طے ہو گیا۔ دربار خلافت کا عہدۂ وزارت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو عطا کیا گیا۔ خلافت مآب نے برکیاروق کو خلعت عنایت فرمائی۔

برکیاروق و محمد کی پہلی لڑائی

برکیاروق، دارالخلافت بغداد سے بقصد جنگ اپنے بھائی محمد کے روانہ ہوا۔ شہر زور ہو کر گزرا۔ تین روز شہر زور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر مجتمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حوالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیاروق نے اس طرف التفات نہ کیا۔ محمد سے جنگ کرنے کو چل کھڑا ہوا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر صف آرائی کی ٹھہری۔ برکیاروق کے میمنہ پر سعد الدولہ گوہرائین، عز الدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر وغیرہم نامی نامی امراء تھے، میسرہ میں امیر کربوقا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اضر اور اسکا بیٹا ایاز تھا۔ اسکے میسرہ میں مویدالملک فوج لئے ہوئے تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا شحنہ اصفہان امیر سرخو اسکے رکاب میں تھا۔ برکیاروق کے میمنہ نے جسکا سردار سعد الدولہ گوہرائین تھا مویدالملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا مویدالملک کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ فتحمند گروہ لڑتا بھڑتا منہزم گروہ کے خیموں تک پہونچ گیا اور اسکو لوٹ لیا۔ اسی اثناء میں محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر دھاوا کیا برکیاروق کے میسرہ کو ہزیمت ہوئی۔ محمد نے

یہ رنگ دیکھ کر برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کی فوج بے قابو ہو کر بھاگ نکلی۔ محمد نہایت مردانگی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا۔ سعدالدولہ گوہر این منہزم گروہ کے تعاقب اور دار و گیر سے واپس آ رہا تھا۔ اتفاق یہ کہ گھوڑا پھسل کر گر پڑا ایک خراسانی سپاہی نے پہونچکر سعدالدولہ کا سر اُتار لیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف (برکیاروق کا وزیر) گرفتار ہو کر موید الملک کے روبرو پیش کیا گیا موید الملک عزت و توقیر سے پیش آیا۔ اسکے رہنے کے لئے خیمہ نصب کرایا۔

خاتمہ جنگ کے بعد موید الملک نے اعز ابوالمحاسن یوسف کو دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تحریک کرنے کو روانہ کیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف نے بغداد میں پہونچکر حسب ہدایت موید الملک عمل درآمد کیا چنانچہ پندرہویں رجب سنہ مذکور کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سعدالدولہ گوہر این کا ابتدائی حال یہ ہے کہ سعدالدولہ، ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ بن بویہ کا خادم تھا ملک ابو کالیجار نے اسکو اپنے بیٹے ابو نصر کی خدمت میں بھیجدیا تھا جب ابو نصر کو طغرلبک نے گرفتار کر لیا تو سعدالدولہ اسکے ہمراہ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ ابو نصر کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعار اور منتظم تھا سلطان الپ ارسلان نے اسکو واسط کی حکومت دی دارالخلافت بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا۔ بعد قتل سلطان الپ ارسلان اسکے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعدالدولہ کو سفیر بنا کر دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ سعدالدولہ نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ دارالخلافت سے خلعت ملی۔ دارالخلافت بغداد کے نظم و نسق کی خدمت عطا ہوئی منجانب قدرت جو عزت سعدالدولہ کو حاصل ہوئی تھی کسی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ ارا کین دولت اسی کے قبضہ میں تھے۔ سرداران لشکر اسکی اطاعت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔

المختصر اپنی زندگی کے دن پورا کرکے اس معرکہ میں کام آگیا بجائے اسکے ایلغازی بن ارتق پولیس افسر بغداد ہوا۔

جنگ برکیاروق وسنجر برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے ہزیمت اُٹھاکر معدودے چند جاں نثاروں کے ساتھ رے میں جاکر دم لیا۔ اسکے ہواخواہوں کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ ہر چہار طرف سے آآکر اسکی خدمت میں مجتمع ہوگئے۔ برکیاروق نے ان سبھوں کو مرتب و مسلح کرکے خراسان کی جانب کوچ کیا۔ اسفرائین پہونچا امیر داؤد حبشی بن التونتاق کو دامغان سے بلا بھیجا۔ طبرستان، جرجان اور خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ و حکومت میں تھا۔ امیر داؤد نے کہلا بھیجا کہ "میں جب تک حاضر نہوں اُسوقت تک آپ نیشاپور میں جاکر قیام اختیار فرماویں"۔ برکیاروق نے اسفرائین سے کوچ کردیا، نیشاپور پہونچا۔ ابومحمد اور ابوالقاسم بن امام الحرمین امیر نیشاپور کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا بعد چندے ابوالقاسم کو بحالت قید زہر دیا گیا۔ جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔

بعد اسکے سنجر نے امیر داؤد حبشی پر فوج کشی کی۔ امیر داؤد نے برکیاروق کو اسکی اطلاع دی اور اپنی امداد کی درخواست کی۔ برکیاروق فوجوں کو مرتب کرکے روانہ ہوا۔ بوشنج کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف صف آرا ہوئے سنجر کے میمنہ پر امیر برغش، میسرہ پر امیر کوکرا اور قلب لشکر میں امیر رستم تھا۔ برکیاروق نے رستم پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔ قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیاروق نے سنجر کی ماں کو گرفتار کرلیا۔ ہمراہیان برکیاروق، لوٹ اور فراہمی مال غنیمت میں مشغول و مصروف ہوگئے۔ امیر برغش اور امیر کوکرنے اس امر کا احساس کرکے برکیاروق پر حملہ کردیا۔ عنوان جنگ تبدیل ہوگیا۔ برکیاروق کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی۔ اثناء دار وگیر میں امیر داؤد حبشی گرفتار ہوگیا۔ امیر برغش کے روبرو پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے قتل

کر ڈالا۔ برکیاروق بھاگ کر جرجان پہونچا۔ پھر جرجان سے دامغان چلا گیا۔ جب دامغان میں بھی اسکے مضطرب قلب کو سکون نہوا تو دامغان کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو طلبی کے خطوط لکھے۔ ایک جماعت امراء کی یہ خبر پاکر حاضر ہوگئی۔ جنمیں جاولی سقاوہ بھی تھا۔ اصفہان کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے پہونچنے سے بیشتر محمد اصفہان میں داخل ہوگیا تھا۔ اسوجہ سے برکیاروق عسکر مکرم کی طرف واپس ہوگیا

جنگ ثانی برکیاروق و محمد ہزیمت محمد و قتل موید الملک

جسوقت برکیاروق کو سنجر سے ۴۹۳ھ میں ہزیمت ہوئی اور وہ شکست کھا کر اصفہان کی طرف گیا۔ محمد اسکی روانگی سے مطلع ہوکر اصفہان میں پہلے سے داخل ہوگیا تھا بمجبوری خراسان کی جانب لوٹ پڑا اور عسکر مکرم میں پہونچکر قیام پذیر ہوگیا۔ ۴۹۴ھ میں امیر زنگی و امیر ابکی پسران برسق، برکیاروق کی خدمت میں باریاب ہوئے اور اسکے ساتھ ساتھ ہمدان کی جانب روانہ ہوے اسی اثناء میں امیر اخر مر گیا تھا۔ امیر ایاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ موید الملک کی سازش سے امیر لطف وزیر نے امیر اخر کو زہر دیا ہے امیر ایاز اور امیر اخر میں کمال اتحاد تھا۔ ایک روز موقع پاکر امیر ایاز نے امیر اخر کے وزیر کو قتل کر ڈالا اور انتقام کے خوف سے پانچ ہزار فوج کے ساتھ برکیاروق کی خدمت میں بھاگ آیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد سرخاب بن کیخسرو والی آوہ بھی محمد سے متنفر ہوکر برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ اسطور سے رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیاروق کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے۔ محمد نے پندرہ ہزار فوج سے برکیاروق پر تیسری جمادی الاخرہ ۴۹۴ھ میں حملہ کیا دونوں بھائیوں میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں محمد کے اکثر امراء محمد کی رفاقت ترک کرکے برکیاروق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے معہ اپنی اپنی فوجوں کے چلے آئے جسکی وجہ سے محمد کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ موید الملک گرفتار ہوگیا۔ برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے سخت وسست کلمات سے اسکو مخاطب کیا

اور اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

موید الملک بد اخلاق، حیلہ ساز، چال باز، امراء وارکین دولت کے ساتھ کج ادا، بدعہد، بخیل اور نہایت درجہ کا چلتا پرزہ تھا۔

فتحیابی کے بعد اعز ابو المحاسن وزیر برکیاروق نے ابو ابراہیم استر آبادی کو موید الملک کا مقبوضہ مال واسباب اور خزانہ ضبط کرنے کی غرض سے دار الخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بیرون قیاس موید الملک کا مال واسباب ہاتھ لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ دار الخلافت بغداد کے بلاد عجم میں جو خزانہ موید الملک کا ہاتھ آیا تھا اسمیں یاقوت کا ایک نگینہ بھی تھا جسکا وزن چالیس مثقال تھا۔ اس کے قتل کئے جانے کے بعد محمد نے خطیب الملک ابو المنصور محمد بن حسین کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

محمد کے مہم سے فراغت حاصل کر کے برکیاروق، رے چلا گیا۔ امیر کربوقا والی موصل اور دبیس ابن صدقہ (ان دنوں صدقہ والی حلہ تھا) وفد ہو کر مبارک باد دینے کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔

محمد، ہزیمت اُٹھا کر جرجان پہونچا اپنے بھائی سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سنجر نے محمد کی خواہش کے مطابق مال واسباب اور آلات حرب بھیجدیئے۔ اور اپنے بھائی کی تسلی خاطر کے خیال سے خراسان سے روانہ ہو کر جرجان پہونچا۔ پھر دونوں متفق ہو کر دامغان پر جا اُترے اور اسکو ویران کر کے رے میں جا کر مقیم ہوئے۔ نظامیہ افواج یہ خبر پا کر مجتمع ہو گئی، رفتہ رفتہ جمعیت بڑھ گئی۔

برکیاروق نے فتحیاب ہو کر بوجہ کمی رسد اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا دبیس بن صدقہ اپنے باپ کے پاس حلہ چلا گیا تھا، اذربایجان میں داود بن اسمٰعیل بن یاقوتی نے بغاوت بلند کیا تھا اسکی سرکوبی کو قوام الدولہ امیر کربوقا دس ہزار فوج کی جمعیت سے اذربایجان بھیجدیا گیا تھا، امیر ایاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا آیا تھا اور

بعد عید الفطر کے واپس جانے کا وعدہ کرآیا تھا۔ غرض اسی طور پر فوج کا بڑا حصہ متفرق و منتشر ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی فوج برکیاروق کے رکاب میں باقی رہ گئی تھی جب اسکو محمد اور سنجر کے اتفاق کی خبر لگی اور انکی کثرت و اجتماع افواج سے مطلع ہوا تو بیحد متردد ہوا۔ کچھ بنائے نہ بنی۔ ہمدان کی طرف روانہ ہوا تا کہ امیر ایاز سے ملکر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ اثنار راہ میں یہ خبر بد سنی گئی کہ امیر ایاز نے نامہ و پیام کر کے محمد کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ پھر کیا تھا ہاتھ کا طوطی اڑ گیا۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، خوزستان کی جانب لوٹ پڑا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تشتر پہونچا۔ امیر ابن برسق کو طلبی کا خط لکھا چونکہ امیر ابن برسق، ایاز کے ہمراہیوں سے تھا برکیاروق کی طلبی پر حاضر ہوا۔ برکیاروق بحال پریشان عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔ حلوان پہونچا امیر ایاز حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔

امیر ایاز نے محمد سے اپنی اطاعت کی بابت خط و کتابت کی تھی لیکن محمد نے منظور نہ کیا اور اپنی فوجیں ہمدان کے سر کرنے کو بھیجدیں۔ امیر ایاز نے گھبرا کر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے لشکریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ جو مال و اسباب امیر ایاز چھوڑ گیا تھا اسپر قبضہ کر لیا۔ امیر ایاز نے مصاحبوں اور ہوا خواہوں سے تاوان جنگ وصول کیا ہمدان کے رئیس سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

برکیاروق اور امیر ایاز کوچ و قیام کرتا ہوا پندرہویں ذوالقعدہ ۴۹۲ھ کو دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ تنگدستی اور تہی دستی میں مبتلا ہو گیا تھا۔ خلافت مآب سے خرچ کے لئے روپیہ طلب کیا۔ خلافت مآب نے بعد رد و کد کے پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ اس رقم سے برکیاروق کا کام نہ چلا۔ اسکے ہمراہیوں نے عوام الناس کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ جو کچھ اور جہاں پایا لوٹ لیا۔ ابو محمد عبداللہ بن منصور معروف بہ ابن صلیحہ قاضی جبلہ سواحل شام سے بمقابلہ عیسائیان فرانس شکست کھا کر

دار الخلافت بغداد بھاگ آیا تھا۔ اسکے پاس بہت سا مال اور زر نقد بھی تھا۔ برکیاروق کو اسکی خبر لگ گئی۔ بجبر و تعدی لے لیا۔ قاضی ابن صلیحہ کے حالات۔ خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

برکیاروق سے امیر صدقہ کی بغاوت

بعد اسکے برکیاروق نے اپنے وزیر اعز ابوالمحاسن کو امیر صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والی حلہ کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ دس لاکھ دینار خراج تمہارے ذمہ باقی ہے دو، ورنہ تم سے بجبر وصول کیا جائے گا اور ملک تم سے لے لیا جائے گا۔ امیر صدقہ یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ برکیاروق کا غاشیہ اطاعت اُتار کر رکھدیا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع ہو کر اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق کو اس کی اطلاع ہوئی، طلبی کا خط لکھا، اس سے درگزر کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر ایاز نے کل مطالبات کی ذمہ داری کی لیکن امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی۔ اسی امر پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن میرے حوالہ کر دیا جائے۔ قصہ مختصر امیر صدقہ، برکیاروق کی مخالفت پر قائم رہا اور اسکے عامل کو کوفہ سے نکال کر کوفہ کو اپنے مقبوضات میں ملحق کر لیا۔

محمد اور سنجر کا بغداد میں داخلہ

سلطان محمد اور سنجر نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد بغرض تعاقب برکیاروق، حلوان کی طرف کوچ کیا۔ حلوان میں ایلغازی بن ارتق معہ اپنی فوج کے باریاب ہوا اور اپنی خدمت کو سلطان محمد کے دربار میں پیش کیا۔ اس سے محمد کی فوج بہت زیادہ ہو گئی، بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ برکیاروق اسوقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی آمد کی خبر سن کر برکیاروق اور اسکے ہمراہی گھبرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیر آباد کہہ کر غربی جانب سے عبور کر گئے۔ سلطان محمد آخری ۴۹۴ھ میں داخل بغداد ہوا۔ دریائے دجلہ دونوں حریفوں میں بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔ ایک کنارہ پر سلطان محمد

کی فوج تھی اور دوسرے کنارہ بمقابلہ اسکے برکیا روق کا لاؤ لشکر تھا۔ ایک نے دوسرے پر تیر باری کی۔ باہم سخت کلامی اور دشنام دہی ہوئی۔ محمد کے فوجی، برکیا روق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکار رہے تھے۔ سوائے تو تو میں میں کے کوئی نتیجہ نہوا برکیا روق نے واسط کی طرف کوچ کیا۔ اسکے لشکر نے لوٹ مار شروع کردی۔ راستہ میں جو شہر، قصبہ یا گاؤں ملا تاراج کر ڈالا۔

سلطان محمد نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہوکر قصر سلطنت میں قیام کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کا توقیع مشعر خوش آمدید صادر ہوا۔ اسکے نام کو خطبہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ سنجر، گوہر آئین پولیس افسر بغداد کے مکان میں اُترا۔ امیر صدقہ والی حلہ مبارکباد دینے کو محرم ۴۹۵ھ میں دربار شاہی میں حاضر ہوا

برکیا روق اور فرقہ باطنیہ کا قتل فرقہ باطنیہ کا ظہور (بزمانہ حکومت سلطان ملک شاہ سلجوقی) عراق، فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ یہ فرقہ درحقیقت فرقہ قرامطہ ہے فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریق عمل اور اعتقادیات متحد ہیں لیکن اس دور میں وہ فرقہ باطنیہ، اسماعیلیہ، ملاحدہ اور فداویہ کے ناموں سے موسوم ہوئے۔ ناموں کا انقلاب کسی نہ کسی اعتبار و لحاظ سے ہے، ہر ایک کی وجہ تسمیہ جداگانہ ہے باطنیہ سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادیات کو اور اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسماعیلیہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ، اسماعیل امام بن امام جعفر صادق کا تبع تھا، ملاحدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انکا کوئی عقیدہ الحاد سے خالی نہیں ہے، فداویہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جسکے قتل پر یہ مسلّط اور مقرر کئے جاتے تھے اسکے قتل کرنے میں یہ اپنے جان و مال کی پرواہ نہ کرتے تھے اور اپنے کو اپنے شیخ کے حکم پر فدا کردیتے تھے۔ اور چونکہ انکی دعوت اور ان کے مذہب کا

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ لیدن

مبدء رو منشار قرمط تھا اسوجہ سے اسکی طرف منسوب کر قرامطہ کے نام سے موسوم کیا۔

تیسری صدی ہجری میں اور اسکے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرین میں پڑی بعدہ مشرق میں بزمانہ حکومت سلطان ملک شاہ اس مذہب نے نشو و نما پایا۔ اصفہان میں پہلے پہل اس مذہب والوں کا ظہور ہوا۔ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اسکی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے کسی کو اس فرقہ کے استیصال کی طرف متوجہ نہونے دیا۔ برکیاروق کا محاصرہ سے دست کش ہوکر واپس ہونا تھا کہ اس فرقہ نے ہاتھ پاؤں نکالے باشندگان اصفہان مذہبی پیشواؤں قضاۃ اور فقہاء کے اشارہ و حکم سے اس فرقہ پر ٹوٹ پڑے ہر چہار طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈالدیا بہتیروں نے عدم کا راستہ لیا باقی ماندگان منتشر و متفرق ہو گئے بلاد عجم کے اکثر قلعات پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر انکے حالات کو تم پڑھ آئے ہو۔

نیران شاہ بن بدران شاہ بن قاروت بک والی کرمان نے بہ تحریک ابوزرعہ کاتب (جو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا) مذہب باطنیہ کو اختیار کیا۔ ابوزرعہ کے پاس ایک حنفی فقیہ احمد بن حسین بلخی نامی رہتا تھا۔ اکثر باشندگان کرمان اسکے معتقد تھے۔ ابوزرعہ نے اس فقیہ کو قتل کر ڈالا۔ نیران شاہ کا سر عسکر جو کوتوال شہر تھا اس واقعہ سے متنفر اور کشیدہ خاطر ہو کر سلطان محمد اور وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں چلا گیا۔ سر عسکر کے جانے کے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف بلوہ کر دیا خزانہ لوٹ لیا اور اسکو شہر سے باہر یک بینی و دوگوش نکال دیا۔ بحال پریشان افتاں وخیزاں قلعہ سہدم (سیمم) میں پہونچا اور والی قلعہ محمد بہستون سے اجازت حاصل کر کے پناہ گزیں اور قیام پذیر ہوا۔ ارسلان شاہ[1] نے یہ خبر

---

[1] کرمان کی فوج نے نیران شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاروت شاہ بک کو کرسی امارت پر متمکن کیا تھا۔ یہ نیران شاہ کا چچازاد بھائی تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ لیدن۔

یہ خبر پا کر ایک فوج قلعہ مسہدم کے محاصرہ پر بھیجدی۔ محمد بہستون گھبرا گیا اسی وقت نیران شاہ کو نکال باہر کیا۔ پہ سالار لشکر نے اسکو اور نیز ابو زرعہ کاتب کو گرفتار کر کے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کیا ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کر کے بلاد کرمان پر قبضہ کر لیا۔

چونکہ برکیاروق اکثر انہیں باطنیوں کو اُن لوگوں پر متعین کر دیتا تھا جنکا قتل کرانا اسکو مد نظر ہوتا تھا (انز افسر پولیس اصفہان اور ارغش وغیرہا اسی کے اشارہ سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے) اسوجہ سے برکیاروق کے ہوا خواہان دولت باطنیوں کے دستبرد سے محفوظ رہے لیکن فرقہ باطنیہ کا عمل ودخل برکیاروق کے لشکر میں ہو گیا۔ فوج میں بہتیروں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جسکو چاہتے تھے قتل اور غارت کی دھمکی دیتے تھے۔ سرداران لشکر بھی خائف ہو گئے اسوجہ سے لوگوں نے برکیاروق کو باطنیہ مذہب کی طرف مائل ہونے سے متہم کیا حالانکہ برکیاروق، فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین دولت سرداران لشکر مجتمع ہو کے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملات حاضرہ کو پیش کر کے فرقہ باطنیہ کے قتل کی رائے دی۔ برکیاروق نے انکے مشوروں کو بغور سن کے اس پر کاربند ہوا اور فرقہ باطنیہ کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ پس ہر چہار طرف سے اس فرقہ پر مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملا، بے تامل مار ڈالا گیا۔ ابو ابراہیم استر آبادی (جسکو وزیر السلطنت اعز ابو المحاسن نے سوید الملک کے مال و اسباب ضبط کرنے کو دار الخلافت بغداد بھیجا تھا) بھی اسی مذہب کی پابندی سے متہم تھا۔ برکیاروق نے اسکے قتل کا بھی حکم بغداد و بھیجدیا۔ شاہی فوج میں امیر محمد بن دشمنزیار بن علاء الدولہ بن کاکویہ اسی الزام سے مار ڈالا گیا۔ یہ شہر یزد کا والی تھا۔ لگانے بجھانے والوں نے کیا الہراسی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگایا۔ سلطان محمد نے گرفتار کر لینے کا

حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستظہر نے اسکی برأت، تقدس اور غلو درجہ کی شہادت دی تب کہیں غریب کیا الہراسی کی جان بچی۔ رہا کیا گیا۔ قصہ مختصر اس فرقہ باطنیہ کا مادہ فاسد عوام الناس سے منقطع اور دفعہ کیا گیا۔ لیکن جن قلعات کے وہ مالک ہو گئے تھے وہاں پر اسی طریقہ سے انکے مذہب کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ انکی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جیسا کہ انکے حالات اوپر بالتفصیل تحریر کئے گئے۔

جنگ ثالث برکیاروق ومحمد ومصالحت

ہر گاہ برکیاروق نے بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا سلطان محمد، بغداد میں داخل ہوا۔ پندرہویں محرم ۴۹۵ھ تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہاں سے معہ سنجر کے روانہ ہوا۔ محمد نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا اور سنجر نے خراسان کی طرف کوچ کیا۔

محمد اور سنجر کی روانگی کے بعد خلیفہ مستظہر تک یہ خبر پہونچائی گئی کہ برکیاروق، بغداد کے قصد سے روانہ ہوا چاہتا ہے۔ علاوہ اس خبر کے برکیاروق کی طرف سے ان کلمات نا ملائم اور افعال قبیحہ کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلافت مآب کے خادموں کی نسبت کہے اور منسوب کئے تھے۔ خلافت مآب نے سلطان محمد کو ہمدان طلب کر کے ارشاد فرمایا "میں تمہارے ساتھ برکیاروق سے لڑنے کو چلوں گا" سلطان محمد نے گذارش کی "خلافت مآب کی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے جنگ کرنے کو میں تنہا کافی ہوں"۔ خلافت مآب اس جواب سے بیحد خوش ہوئے اور فسخ عزیمت کر دی۔ سلطان محمد، ابو المعالی مفضل بن عبد الرزاق کو شحنگی بغداد پر مقرر کر کے برکیاروق کے روک تھام کو روانہ ہو گیا۔

برکیاروق، بغداد سے روانہ ہو کر واسط پہونچا۔ روساء شہر اسکی فوج کی بد کرداری سے خائف ہو کر زبیدیہ کی طرف بھاگ گئے۔ برکیاروق نے واسط میں قیام کر دیا۔ جب اسکے مرض میں ذرا خفت محسوس ہوئی اور ایک گونہ افاقہ ہوا۔

دریا کو جانب غرب سے جانب شرق کی طرف عبور کرنے کا قصد کیا۔ مگر وہاں نہ تو کوئی کشتی تھی نہ اور کوئی سامان عبور کرنے کا تھا۔ عوام الناس بخوف جان و آبرو اپنے اپنے گھروں میں دروازے بند کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار سب بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ قاضی ابو علی فارقی شاہی لشکر میں آیا۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت سے ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی و ملاطفت برتنے کی درخواست کی اور اس امر کی بھی استدعا کی کہ اہل شہر کی محافظت کی غرض سے پولیس اور شحنہ مقرر کیا جائے۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت نے اس درخواست کو منظور کیا اور باشندگان شہر کی محافظت پر پہرہ بٹھا دیا۔ چوکیاں مقرر کر دیں۔ بعدازاں ان دونوں نے قاضی سے مزدور اور کشتی مہیا کرنے کی فرمائش کی۔ قاضی نے بہت سے مزدور لا کر موجود کر دیا جنکی مدد سے وہ مع اپنے سواری کے جانوروں کے دریا عبور کر کے کنارہ شرقی پر پہونچ گئے۔ فوجیوں نے شہر کو تاراج کرنا شروع کیا۔ جس کی جو چیز پائی لوٹ لی۔ غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ قاضی، امیر ایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا اور ان سے رحم و عفو کی درخواست کی۔ لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنائی۔ امیر ایاز نے فوج کو غارتگری سے منع کر دیا۔

بعد اسکے لشکر واسط نے اطاعت کی گردن جھکا دی، امن کی درخواست کی، برکیاروق نے اسکو امن مرحمت فرمائی اور مع اس لشکر کے بلاد بنو برسق (اہواز) کی طرف روانہ ہوا۔ ہنوز اہواز نہیں پہونچنے پایا تھا کہ اسکو بغداد سے محمد کی روانگی کی خبر لگی۔ اہواز کا خیال چھوڑ کر اُسکے تعاقب میں نہاوند کی جانب کوچ کیا۔ دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں نے صف آرائی کی لیکن شدت سرما کی وجہ سے معرکہ آرا نہو سکے اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ دوسرے دن پھر صف آرائی کی۔ دونوں حریف کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آتے تھے، مصافحہ

کرتے تھے، باتیں کرتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ سرداران لشکر نے فوج کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہم گفت و شنود شروع کی۔ سلطان محمد کی فوج سے امیر بکراج، امیر ایاز اور وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن کے پاس آیا۔ مصالحت کی گفتگو کی چنانچہ دونوں فریق میں اس امر پر مصالحت ہو گئی (۱) یہ کہ برکیارق سلطان کے لقب سے ملقب کیا جائے اور محمد، ملک کے خطاب سے مخاطب ہو (۲) ملک محمد کے لئے تین ضرب سلامی دیجائے (۳) حیرہ معہ مضافات، آذر بائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل ملک محمد کو دیا جائے (۴) برکیارق، محمد کو ان والیان شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔ صلحنامہ لکھا گیا۔ دستخطوں سے مرتب ہوا۔ دونوں بھائیوں نے حلف اٹھایا اور اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کی طرف مراجعت کی۔ چنانچہ برکیارق نے ساوہ کا راستہ اختیار کیا اور محمد، استرآباد کی جانب لوٹا۔ مصالحت اور تکمیل صلحنامہ ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں ہوئی۔

انفساخ صلح و جنگ چہارم استرآباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ اڑی کہ جن امراء نے سعی و کوشش کرکے مصالحت کرائی ہے انہوں نے فریب اور دھوکہ دیا ہے۔ محمد کے کانوں تک یہ آواز پہونچی استرآباد سے قزوین چلا آیا۔ رئیس قزوین کو بلایا اور اسے یہ سکھلایا کہ "تم اپنی طرف سے میری اور میرے امراء کی دعوت کرو۔ اسوقت مجھے موقع ملجائے گا میں ان امراء سے فریب کا انتقام لونگا"۔ رئیس قزوین نے اس قرارداد کے مطابق محمد اور اسکے امراء کی دعوت کی۔ محمد معہ اپنے امیروں کے دعوت میں آیا۔ رئیس قزوین محمد کے اشارہ سے امیر ینشک اور افتکین کو گرفتار کر لیا جو سربرآوردہ امراء سے تھے۔ اور مصالحت کرانے میں پیش پیش تھے۔ ینشک کو اسی وقت قتل کر ڈالا اور افتکین

کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔ اسی اثنار میں امیر نیال بن انوشتکین حسامی برکیاروق سے علیحدہ ہوکر (سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا) سلطان محمد کی قوت امیر نیال کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ معاہدہ صلح کو بالائے طاق رکھ دیا۔ جنگ کرنے کو خم ٹھونک کر میدان میں آگیا برکیاروق بھی اس سے مطلع ہوکر آپہونچا۔ دونوں حریف نے رے کے قریب صف آرائی کی۔ سرخاب بن کیخسرو دیلمی والی ساوہ نے برکیاروق کی طرف سے امیر نیال پر حملہ کیا۔ امیر نیال ہزیمت اٹھاکر بھاگا۔ کل فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ محمد کی کل فوج بے قابو ہوکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی بعضوں نے طبرستان میں جاکر دم لیا۔ بعضے بھاگ کر قزوین پہونچ گئے۔ یہ چوتھی جنگ ۱ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں مصالحت وجنگ سیوم کے چوتھے مہینے ہوئی تھی۔

محمدؒ معدودے چند جان نثاروں کے ساتھ اصفہان پہونچا۔ امیر نیال بھی اسکے ہمراہ تھا۔ اسوقت تک اصفہان کی عنان حکومت محمد کے قبضہ میں تھی۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ شہر پناہ کے اردگرد گہری خندق کھودوائی امرارلشکر کو شہر پناہ کی فصیلوں اور دَروں پر متعین کیا۔ موقع موقع پر منجنیقیں نصب کیں۔ غرض ہر طرح سے اصفہان کو برکیاروق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط ومستحکم کیا

برکیاروق نے پندرہ ہزار فوج کی جمعیت سے اصفہان پر حملہ کیا۔ مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ طول حصار کی وجہ سے اصفہان کا غلہ ختم ہوگیا۔ محمد کی مالی حالت بھی ناگفتہ بہ ہوگئی۔ رؤسار شہر سے بدفعات مصارف جنگ اور فوج کے لئے قرض لیا۔

ؒ اس لڑائی میں محمد کے رکاب میں دس ہزار سوار تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ لیدن

ؔ ستر سوار ہمراہ تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

ؔ اس شہر پناہ کو علاء الدولہ بن کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں بنوایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

لیکن جب فرض بھی نہ ملنے لگا اور حصار کی وہی کیفیت رہی تو بادل ناخواستہ اصفہان کو خیرآباد کہکر شب کے وقت شہر سے معہ امیر ینال کے نکل کھڑا ہوا۔ باقی امرائ لشکر اور ارا کین دولت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ برکیاروق نے امیر ایاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطان محمد کی تعاقب و گرفتاری پر روانہ کیا۔ محمد نکل گیا ہاتھ نہ آیا۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ امیر ایاز نے محمد کو گرفتار کر لیا تھا۔ محمد نے کہا " امیر ایاز تمہاری گردن میں میری بیعت کا طوق ابتک پڑا ہوا ہے میں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی۔ امیر ایاز یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ گرفتاری سے ہاتھ کھینچ لیا علم، چھتر اور تین اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے لیکر واپس آیا۔

جسوقت محمد نے اصفہان کو چھوڑا گرد و نواح کے مفسدوں اور لٹیروں نے شہر پر دست درازی شروع کردی ایک لاکھ کے قریب مجتمع ہو گئے۔ سیڑھیاں اور کمندیں لیکر دوڑ پڑے خندق کو خس و خاشاک سے پُر کر کے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان کی مدافعت کی چنانچہ باوجود کثرت کے خائب و خاسر لوٹ گئے۔

آخری ذی القعدہ ۴۹۵ھ میں برکیاروق بھی محاصرہ اٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی طرف لوٹ پڑا۔ شہر قدیم پر جسکو شہرستان کہتے ہیں مرشد الہراس کو ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے مامور کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

زمانہ حصار میں وزیر السلطنت اعز ابو المحاسن عبد الجلیل دہستانی کو ایک نوجوان باطنی نے قتل کر ڈالا۔ وزیر السلطنت اپنے خیمہ سے سوار ہو کر دربار شاہی میں جا رہا تھا۔ اثنائ راہ میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان لڑکا سامنے آگیا اور چند نیزہ مارے جس سے وزیر السلطنت نے جان بحق تسلیم کر دی۔

وزیر السلطنت نہایت کریم۔ خوش خلق اور دست کشادہ شخص تھا۔ یہ اس زمانہ میں عہد وزارت سے سرفراز کیا گیا تھا جسوقت نظام شاہی میں اختلال پیدا ہو گیا تھا۔

مالی حالت کمزور ہو گئی تھی۔ اسوجہ سے اس نے لوگوں سے بجبر و تخویف روپیہ وصول کرنا شروع کیا، جس سے لوگوں کو منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اسکے قتل کے بعد اسکے غلام کو بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کر ڈالا۔ یہ غلام تحصیل ٹکس پر مامور تھا۔

اعز ابو المحاسن عبد الجلیل کے قتل ہونے کے بعد برکیا روق نے خطیر ابو منصور میبذی کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ خطیر، سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسکو زمانہ حصار میں شہر پناہ کے کسی دروازہ کی حفاظت پر متعین و مامور کیا تھا۔ طول محاصرہ سے حسب تنگدستی رونما ہوئی تو محمد نے ینال بن انوشتکین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے روپیہ طلب کیا۔ خطیر روپیہ ادا نہ کر سکا رات کے وقت دروازہ شہر پناہ سے نکل کر اپنے شہر چلا گیا۔ اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیا روق نے اسکے محاصرہ پر بھی فوجیں بھیجدیں۔ خطیر نے اطاعت کی گردن جھکا دی، امن کا خواستگار ہوا، برکیا روق نے اسکی درخواست منظور فرمائی چنانچہ خطیر، جسوقت وزیر السلطنت اعز قتل کیا گیا تھا دربار شاہی میں باریاب ہوا۔ برکیا روق نے بجائے اعز کے اس کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ۔

واسطپر والی بصرہ کی فوج کشی اور واپسی

ان دنوں بصرہ کی عنان حکومت اسمٰعیل بن ارسلان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ سلطان ملک شاہ کے عہد حکومت میں اہل رے نے تمرد، سرکشی اور شورہ پشتی کا شیوہ اختیار کر لیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس مقرر کیا جاتا تھا۔ اسکو اہل رے اسقدر تنگ و پریشان کرتے تھے کہ وہ بھاگ نکلتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسمٰعیل کو رے کا افسر پولیس مقرر کیا۔ اسمٰعیل نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ شورہ پشت تھے ان کو گوشمالی دی۔ جو ذرا بھلے مانس تھے اُن کو سمجھایا بجھایا۔ غرض ایسی نرمی اور گرمی سے کام لیا کہ جس

سے اہل رے سیدھے ہو گئے۔ بعدازاں معزول کر دیا گیا۔

پھر برکیا روق نے بصرہ کی حکومت پر امیر قماج کو مامور کیا اور چونکہ برکیارق امیر قماج کی علیحدگی پسند نہ کرتا تھا اسوجہ سے اسمعیل کو امیر قماج کا نائب بنا کر بصرہ بھیجدیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد امیر قماج، برکیا روق سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا گیا۔ اسمٰعیل کے دماغ میں حکومت بصرہ کی ہوا سمائی، خود سر ہو گیا، مہذب الدولہ بن ابوالخیر نے بطیحہ سے اور معقل بن صدقہ بن منصور بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور کثیر فوجیں لیکر بصرہ پر چڑھائی کی۔ دونوں حریف مطاری میں صف آرا ہوئے اثناء جنگ میں معقل بن صدقہ کو ایک تیر آ لگا جسکے صدمہ سے معقل مر گیا۔ مہذب الدولہ گھبرا کر بطیحہ لوٹ آیا، اسمٰعیل نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا، جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

مہذب الدولہ نے گوہرائین سے امداد کی درخواست کی، گوہرائین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابوالخیر کو مہذب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اسمٰعیل نے ان کو بھی شکست دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کر لیا بعد چندے عباس کے باپ نے کچھ روپیہ دیکر عباس کو چھوڑا لیا۔ ابوالحسن ہروی بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ ایک مدت کے بعد پانچہزار دینار لیکر اسکو بھی رہا کر دیا۔

ان واقعات سے اسمٰعیل کی جرارت بڑھ گئی، مالی حالت بھی قوی ہو گئی، بصرہ کی حکومت پر قدم جم گئے۔ ایک قلعہ ابلہ میں تعمیر کرایا۔ دوسرا قلعہ شاطی میں مطاری کے مقابل بنوایا۔ بہت سے ٹکس موقوف کر دیئے۔ چونکہ سلاطین سلجوقیہ باہمی جھگڑوں میں مبتلا و مصروف تھے اسوجہ سے اسمٰعیل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا مبارز (مشان) پر بھی قبضہ کر کے اپنے مقبوضات سے ملحق کر لیا۔

سنہ ۴۹۵ھ کے دور میں اسمٰعیل کو واسط پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ اہل واسط

سے خط وکتابت شروع کی، چند آدمیوں کو دم پٹی دیکر ملا لیا۔ فوج کو مرتب کر کے جنگی کشتیوں پر سوار ہو کر واسط کی طرف بڑھا۔ نہر آبان پر پہونچکر اہل واسط کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا، اہل شہر نے انکاری جواب دیا، تب اسمٰعیل نے نہر آبان سے کوچ کر کے جانب شرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند دنوں ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مدافعت کی، مجبوری واپسی کا حکم دیا۔ لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ شہر واسط اپنے مددگاروں اور محافظوں سے خالی ہو گیا ہے لوٹ پڑا۔ جن لوگوں نے اسمٰعیل سے سازش کر لی تھی انہوں نے بھی اسمٰعیل کو واپس بلانے کی غرض سے آگ روشن کی۔ اسمٰعیل کے ہمراہی جیوں ہی شہر میں داخل ہوئے، اہل شہر نے چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ اسمٰعیل شکست کھا کر بصرہ کی جانب واپس ہوا۔

اسمٰعیل نے بصرہ کے قریب پہونچکر دوسرا گل کھلا ہوا پایا اور وہ یہ ہے کہ امیر ابو سعید محمد بن نصر بن محمود والی عمان، جناب، سیراف اور جزیرہ بنی نقیس، بصرہ پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔

اسمٰعیل اور ابو سعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آ رہی تھی، اسمٰعیل نے بیس جنگی کشتیاں، ابو سعید کے مقبوضہ بلاد پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی تھیں، ابو سعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑ پڑے۔ ابو سعید کو کامیابی ہوئی۔ اسمٰعیل کے چند آدمی گرفتار کر لئے گئے بعد ازاں اسمٰعیل اور ابو سعید سے مصالحت ہو گئی، ابو سعید نے اسمٰعیل کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔ پھر اسمٰعیل نے عہد شکنی کی، ابو سعید موقع کا منتظر رہا۔ جب اسمٰعیل نے واسط پر چڑھائی کی تو ابو سعید نے ہاتھ پاؤں نکالے، سو کشتیوں کا بیڑہ لیکر بصرہ کے تسخیر کرنے کو روانہ ہوا۔ نہر ابلہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی۔ بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں اسمٰعیل اہل واسط سے ہزیمت اٹھا کر بصرہ کے قریب آ پہونچا۔

ہاتھ کا طوطی اُڑ گیا، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اسمٰعیل نے وکیل دربار خلافت کو ان واقعات سے مطلع کیا، ابو سعید سے مصالحت کرا دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ وکیل دربار خلافت نے بیچ بچاؤ کر کے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ابو سعید اپنے مقر حکومت کی طرف واپس آیا اور اسمٰعیل بصرہ پر مستقل طور سے حکومت کرنے لگا۔ تاآنکہ صدقہ بن مزید نے پانچویں صدی ہجری میں بصرہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ صدقہ بن مزید کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

امیر کربوقا کا انتقال چکرمش کا موصل پر، سقمان کا قلعہ کیفا پر قبضہ

سلطان برکیاروق نے امیر کربوقا کو ۴۹۴ھ میں آذربایجان کی طرف مودود بن اسمٰعیل بن یاقوتی بلوائی سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ امیر کربوقا نے صوبہ آذربایجان کے اکثر شہروں کو مودود سے چھین لیا تھا۔ ماہ ذی القعدہ ۴۹۵ھ کے نصف میں امیر کربوقا کا انتقال ہو گیا، اصبہبذ صباوہ بن خمار تکیں اور سنقرجہ، امیر کربوقا کے پاس موجود تھے۔ امیر کربوقا نے بوقت وفات سنقرجہ کو اپنا جانشین بنایا اور ترکوں کو اسکی اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کی چنانچہ اس جانشینی کے بنا پر سنقرجہ نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

اہل موصل کو اسکی خبر نہ تھی، انہوں نے امیر کربوقا کی وفات سے مطلع ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ کیفا سے بلا بھیجا۔ موسیٰ ترکمانی، امیر کربوقا کی طرف سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کربوقا کا نائب تھا۔ موسیٰ ترکمانی، طے مسافت کر کے موصل پہونچا۔ سنقرجہ نے اس خیال سے کہ موسیٰ ترکمانی اظہار اطاعت کی غرض سے آتا ہے استقبال کیا، بغلگیر ہوا۔ پھر دونوں میں باتوں باتوں جھگڑا ہو گیا سنقرجہ نے کہا "ہمارا تمہارا جھگڑنا فضول ہے سلطان کے قبضہ اقتدار میں ہے جسکو وہ چاہے گا امیر بنائے گا"، موسیٰ ترکمانی نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔ طعن و تشنیع اور سخت کلامی

ہونے لگی۔ اسوقت منصور بن مروان یادگار امرار دیار بکر، موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا
اس نے سنقرجہ کو مارا جس سے سنقرجہ کا سر کھل گیا۔ موسیٰ ترکمانی نے شہر پر قبضہ کر لیا۔
چکرمش والی جزیرہ ابن عمر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی، فوجیں آراستہ کر کے
نعیبین پر چڑھ آیا اور قبضہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی کو اسکی خبر لگی۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔ بغرض
انتقام جزیرہ کی جانب کوچ کر دیا، چکرمش نے بڑھکر آگا روکا۔ دونوں میں لڑائی
ہوئی۔ موسیٰ ترکمانی ہزیمت اٹھا کر موصل کی جانب بھاگا، چکرمش نے تعاقب کیا اور
موصل پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ موسیٰ ترکمانی نے سقمان بن ارتق والی دیار بکر سے
امداد کی درخواست کی، قلعہ کیفا دینے کا اقرار کیا، سقمان نے فوجیں مرتب کر کے موصل
کی جانب کوچ کیا۔ چکرمش نے محاصرہ اٹھا لیا، موسیٰ ترکمانی، سقمان سے ملنے کو آیا۔
اسکے کسی غلام نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا، سقمان نے قلعہ کیفا کی طرف کوچ کیا اور چکرمش
نے موصل کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل موصل نے بمصالحت موصل پر قبضہ دیدیا۔ چکرمش نے
بعد قبضہ موصل، موسیٰ کے قاتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا، اسکے بعد خابور پر قابض
متصرف ہوا۔ عربوں اور کردوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔
سقمان بن ارتق نے بعد قتل موسیٰ قلعہ کیفا پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ سے اس قلعہ کی
حکومت سقمان بن ارتق کے خاندان میں رہی ابن اثیر کہتا ہے کہ اسوقت یعنی سنہ ۶۲۵ھ
میں قلعہ کیفا کا والی محمود بن قرار سلان بن داؤد بن سقمان بن ارتق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امیر نیال عراق میں بزمانہ محاصرہ سلطان برکیاروق بعد جنگ چہارم سنہ ۴۹۵ھ میں امیر
نیال بن انوشتکین حسامی، سلطان محمد کے ساتھ اصفہان میں تھا۔ پس جب سلطان محمد
محاصرہ سے نکلا تو امیر نیال نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ قائم کرنے کی غرض
سے رے جانے کی اجازت طلب کی، چنانچہ امیر نیال اور اسکا بھائی علی ماہ صفر
سنہ ۴۹۶ھ میں رے پہونچا۔ والی رے نے جو برکیاروق کی طرف سے تھا اطاعت کی

گردن جھکادی، امیر نیال نے رے پر قبضہ کرلیا اہل رے کے ساتھ بیرحمی اور ظلم سے پیش آیا، تاوان وصول کئے، برکیاروق نے امیر برسق بن برسق کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں امیر نیال سے جنگ کرنے کو رے روانہ کیا۔ امیر نیال مقابلہ پر آیا لیکن ہزیمت اٹھاکر بھاگ نکلا امیر برسق نے رے پر قبضہ کرلیا۔

علی اس ہزیمت کے بعد قزوین جو کہ اسکا مقر حکومت تھا چلا گیا اور نیال نے پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ بہت سے ہمراہی اثنار راہ میں مرگئے۔ سات سو پیادوں کی جمعیت سے دارالخلافت بغداد پہونچا، خلیفہ مستظہر نے آؤ بھگت سے لیا، عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیال نے سلطان محمد کی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا

بعد اسکے امیر نیال، ایلغازی اور سقمان بن ارتق نے ایک خاص جلسہ منعقد کیا، سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اُٹھایا، اور سب کے سب امیر صدقہ بن مزید والی حلہ کے پاس حلہ گئے۔ اُس سے بھی اسی قرارداد پر حلف لیا۔

امیر نیال نے دارالخلافت بغداد پر قدم جما لینے کے بعد اہل بغداد سے ظالمانہ برتاؤ شروع کردیا۔ استبدادی حکومت کرنے لگا، عمّال پر جرمانہ کیا۔ سوداگران اور رئیسوں سے تاوان لیا۔ اہل بغداد مجتمع ہوکر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے (امیر نیال نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ تتش کی زوجہ بھی عقد کرلیا تھا) امیر نیال کے ظلم و چیرہ دستی کی شکایت کی، سفارش کرنے کے خواستگار ہوے، خلیفہ مستظہر نے بھی امیر نیال کے ظلم و تعدی سے مطلع ہوکر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیال کے پاس ظلم وستم کی کارروائی کرنے سے منع کرنے کو بھیجا۔ امیر نیال نے عہد وپیمان کیا، حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ بہ نرمی و ملاطفت پیش آؤنگا۔ کسی قسم کا ظلم نکرونگا۔ لیکن یہ سب عہد وپیمان نقش برآب تھا۔ اپنے افعال زشت سے باز نہ آیا خلیفہ مستظہر نے امیر نیال کے طوفان جوروستم کے روک تھام کرنے کی غرض سے

امیر صدقہ بن مزید کو حلہ سے طلب کیا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر صدقہ دارالخلافت بغداد پہونچا امیر نیال سے بغداد چھوڑ دینے کا اقرار لیکر حلہ واپس آیا اور اپنے بیٹے دُبیس کو امیر نیال کے ظلم و تعدی کے روک تھام کی غرض سے بغداد میں ٹھہرا گیا امیر نیال پر اس کا کچھ بھی اثر نہوا، غارتگری، خون ریزی، رہزنی، آتش زنی اور بجبر روپیہ وصول کرنے کا شیوہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیال کی یہ غارتگری دارالخلافت بغداد تک محدود نہیں تھی؛ قرب و جوار کی بستیاں اُجڑ گئیں، راستے بند ہو گئے امن کا نام معدوم ہو گیا۔ خلافت مآب نے دوبارہ امیر صدقہ کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر صدقہ نے ایک ہزار سوار بھیجے۔ امیر ایلغازی بن ارتق اور چند امراء دربار خلافت بھی کمریں باندھ کر امیر نیال کے استیصال کو نکلے۔ امیر نیال اس سے مطلع ہو کر آذربائجان کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ مہم واپس آئی

گمشتکین افسر پولیس بغداد اور ایلغازی کی لڑائی

سلطان محمد نے بعد قتل گوہر آئین افسر پولیس بغداد، ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا تھا۔ پس جب سلطان برکیاروق کو بمقابلہ سلطان محمد محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیاروق، اصفہان سے ہمدان میں آگیا تو گمشتکین نصیری کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں افسر پولیس مقرر کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے گمشتکین کی آمد کی خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن ارتق والی قلعہ کیفا کو طلبی اور استمداد کا خط لکھا، امیر صدقہ بن مزید والی حلہ کے پاس خود گیا معاونت و مدافعت کی دونوں نے قسمیں کھائیں۔ واپس ہو کر بغداد آیا۔ اس اثناء میں سقمان بھی اثنار راہ کے دیہاتوں اور قصبات کو تاراج کرتا ہوا آپہونچا۔ گمشتکین، کوچ و قیام کرتا ہوا قرقیسیا[۱] میں وارد ہوا، برکیاروق کے ہوا خواہوں کا ایک گروہ، گمشتکین کی خدمت میں حاضر ہوا گمشتکین مع ان لوگوں کے بغداد کی طرف بڑھا۔

۱؎ تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے قرقیسیا کے قرمیسین لکھا ہے۔ غالباً یہی صحیح ہے۔

ایلغازی اور سقمان نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا۔ کنارہ دجلہ کے دیہاتوں کو تاراج کرنا شروع کیا۔ کمشتکین کا لشکر کچھ دور تک تعاقب کر کے واپس آیا۔

بعد اسکے کمشتکین نے امیر صدقہ والی حلہ کے پاس برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ امیر صدقہ نے انکاری جواب دیا۔ حلہ سے صرصر چلا آیا۔ برکیاروق کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ دجلہ عبور کر کے بغداد پہونچا، خطیبوں کے پاس گشتی حکم بھیجا کہ منبروں پر سوائے خلافت مآب کے کسی کا نام نہ لیا جائے۔ ایلغازی اور سقمان کو بھی اپنے آنے کی خبر کر دی یہ دونوں اسوقت جرنی میں تھے۔ چنانچہ ایلغازی اور سقمان، دُجیل کو تاراج کرتا ہوا بغداد کی جانب چلا۔ راستہ میں جسقدر چھوٹے یا بڑے گانوں ملے سبھوں کو لوٹ لیا۔ بغداد میں پہونچکر وہ دُند مچائی کہ توبہ ہی بھلی! گرانی بیحد بڑھ گئی، لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال و اسباب کا سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ کاروبار بند ہو گیا۔ راستہ چلنا دشوار تھا۔ فتنہ و فساد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ایلغازی، سقمان اور دُبَیس بن صدقہ نے رملہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام الناس ان سے برسرپیکار آئے لیکن بے سود تھا۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی اور تاج الرؤسا ابن رحلات[1] کو صدقہ بن مزید کے پاس بھیجا صلح اور اطاعت کا پیام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ کمشتکین کو بغداد سے نکال دیجئے، ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ اس شرط کے مطابق خلافت مآب نے کمشتکین کو بغداد سے نہروان کی جانب نکال دیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ صدقہ، حلہ لوٹ آیا۔ سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا۔

کمشتکین، بغداد سے نکل کر واسط پہونچا، برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے لشکر والوں نے سواد واسط کو تاراج کرنا شروع کیا۔ صدقہ اور ایلغازی کو اسکی خبر ہو گئی۔ فوجیں مرتب کر کے کمشتکین کے سر پر آپہونچے، واسط سے بھی نکال باہر کیا۔ کمشتکین نے کنارہ

[1] کتابت کی غلطی ہے تاج الروسا کے باپ کا نام موصلایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۶

دجلہ پر قلعہ بندی کر لی۔ صدقہ نے جارحانہ حملہ کیا کشتگین کے ہمراہی بھاگ نکلے، کشتگین نے صدقہ سے امن کی درخواست کی، صدقہ نے امن دی، عزت و احترام سے پیش آیا۔ کشتگین برکیاروق کی خدمت میں واپس آیا۔ سلطان محمد کا نام خطبہ واسط میں پڑھا گیا سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ، ایلغازی اور انکے لڑکوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ ایلغازی، بغداد کی جانب واپس ہوا۔ صدقہ نے حلہ کی طرف مراجعت کی۔

صدقہ نے حلہ میں پہونچکر اپنے بیٹے منصور کو ایلغازی کے ہمراہ دربار خلافت میں بھیجا۔ خلیفہ مستظہر سے عفو تقصیر کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر واقعہ مذکورہ بالا کی رونمود ہونے کی وجہ سے ناراض تھا۔

جنگ پنجم برکیاروق و محمد

سلطان محمد کی طرف سے گنجہ اور بلاد اران پر امیر غزغلی مامور تھا ایک دستہ فوج اسکے رکاب میں تھا۔ صوبہ گنجہ میں آذربائیجان سے زنجان تک اسکی حکومت پھیلی ہوئی تھی، جسوقت اصفہان میں یہ محصور رہوا، امیر غزغلی، منصور بن نظام الملک اور اسکا برادر زادہ محمد بن موید الملک محاصرہ اٹھانے کو روانہ ہوا، رے پہونچا، برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ امیر غزغلی نے قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ آخری ۴۹۵ھ کا ہے۔

پھر امیر غزغلی یہ خبر پا کر کہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان سے نکل کر آرہا ہے رے سے کوچ کر دیا، ہمدان میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی، سلطان محمد کے ساتھ امیر نیال بن انوشتگین اور اسکا بھائی علی بھی تھا سبھوں نے چندے آرام لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ تکان سفر رفع نہیں ہونے پایا تھا کہ سلطان برکیاروق کی روانگی کی خبر آگئی، سلطان محمد، شیروان کی جانب روانہ ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہونچا، مودود[1]

[1] چونکہ مودود کے باپ اسمٰعیل کو سلطان برکیاروق نے قتل کر ڈالا تھا اور اسکی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھی اس وجہ سے اسنے برکیاروق کے خلاف سلطان محمد کو امداد کا وعدہ کیا تھا اور یہ آذربائیجان کا ایک حصہ کثیر اسکے قبضہ میں تھا۔ منہ عفا اللہ

بن اسمعیل بن یا قوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے میں بمقابلہ سلطان برکیاروق آپ کی مدد کرونگا، چنانچہ سلطان محمد، مودود کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ جوں ہی سلطان محمد، مودود کے پاس پہونچا، مودود کا انتقال ہوگیا، لیکن مودود کی فوج نے متفق ہو کر سلطان محمد کی حمایت پر کمر باندھ لی، اس فوج میں سقمان قبطی، محمد بن باغی سیان (اسکا باپ والی انطاکیہ تھا) اور قزل ارسلان بن سبع الاحمر موجود تھا۔ سلطان برکیاروق کو اس اجتماع اور اتفاق کی خبر لگی۔ قضاء مبرم کی طرح انکے سروں پر پہونچ گیا، خراسان کے قریب دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ گھمسان لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر برکیاروق سے ایاز نے ایک دستہ فوج لیکر سلطان محمد پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمد کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی۔ سلطان محمد نے معہ چند اپنے ہمراہیوں کے ارقیس (صوبہ خلاط) میں جاکر دم لیا، امیر علی والی ارون (روم) آملا ارقیس سے اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ ان دنوں منوچہر برادر قبطون روادی، اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمز کی طرف چلا گیا۔ محمد بن موید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ ہزیمت کے بعد بحال پریشان دیار بکر کی طرف بھاگا، جب وہاں بھی سکون کی صورت نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد میں جاکر دم لیا۔

محمد بن موید الملک اپنے باپ کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے قریب رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اسکے باپ سے اسکی زیادتیوں کی شکایت کی، موید الملک نے گوہرائین افسر پولیس بغداد کو اسکی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا محمد نے دار الخلافت میں جاکر پناہ لی، ۴۹۲ھ میں مجد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اسوقت محمد کا باپ (موید الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گنجہ میں تھا۔ جسوقت سلطان محمد نے دعوے سلطنت کیا، اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو موید الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ محمد اس سے مطلع ہوکر اپنے باپ (موید الملک) کے پاس چلا آیا۔ پھر جب اسکا باپ (موید الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان

محمد کی خدمت میں رہنے لگا اور اسکے خاص مصاحبوں میں داخل ہو گیا

شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ

ملک ابن بہرام بن ارتق برادر زادہ ایلغازی بن ارتق شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے نکال لیا، ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ پر یلغار کر دیا۔ بنو یعیش بن عیسیٰ بن خلاط مقاومت نکر سکے عانہ کو خیر آباد کہہ کر بغرض استمداد صدقہ بن مزید کے پاس چلے گئے، صدقہ نے انکی اشک شوئی کی اور ان کے ہمراہ عانہ کی طرف روانہ ہوا، ملک ابن بہرام کو اسکی اطلاع ہو گئی، بہرام اور ترکمانوں نے عانہ کو خالی کر دیا۔ بنو یعیش، عانہ میں داخل ہوئے، صدقہ نے بہرام کے رہاین پر قبضہ کر لیا اور حلہ کی طرف مراجعت کر دی، ملک ابن بہرام کو موقع مل گیا دو ہزار ترکمانوں کی جمعیت سے عانہ پر حملہ کر دیا اور ایک خفیف جنگ کے بعد عانہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں بیحد مصائب اٹھانا پڑے۔ مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنائیں، بعد ازاں ہیت کی طرف گیا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔[1]

برکیاروق اور محمد کی مصالحت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد میں ایک مدت سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے، فتنہ و فساد کی کوئی حد نہیں رہی، جانوں کا نقصان، مال کی اضاعت، لشکریوں کا بیجا دباؤ، دشمنان اسلام کی یورش، ملک کی ویرانی، بیضابطگی، بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بیحرمتی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہا، سلطان برکیاروق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی تحریک کی، دو نامور، مقتدا سے قوم مفتیوں کو[2] پیام صلح لیکر سلطان محمد کے پاس روانہ

---

[1] یہ واقعہ ماہ محرم سنہ ۴۹۴ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ لیدن

[2] قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قرا تکین صلح کا پیام لیکر گیا تھا دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ لیدن۔

کیا۔ ان دونوں فقیہوں نے سلطان محمد کو سمجھا بوجھا کر مصالحت کرنے پر آمادہ تیار کیا۔ چنانچہ ان دونوں فقیہوں کے ساتھ صلح کے اور ایلچی بھی آئے۔ گفت وشنود کے بعد باہم مصالحت ہو گئی۔ شرائط ذیل قرار پائے:۔

(۱) سلطان محمد کے قبضہ اقتدار میں بروئے مصالحت جو شہر دیئے جائیں ان کا مستقل حکمراں سلطان محمد تسلیم کیا جائے۔ سلطان برکیاروق کو اُن میں دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۲) سلطان برکیاروق، سلطان محمد کے علم وطبل سے متعرض نہ ہو۔

(۳) خط وکتابت وزیروں میں ہوا کرے۔

(۴) لشکریوں کو اختیار ہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمت انجام دیں۔

(۵) سلطان محمد کو نہر استرد (اسبیذ رود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر، جزیرہ موصل، شام اور عراق میں بلاد مقبوضہ امیر صدقہ بن مزید دیا جائے۔ بقیہ ممالک اسلامیہ، سلطان برکیاروق کا مقبوضہ متصور ہو۔

حسب قرار داد شرائط متذکرہ صلحنامہ لکھا گیا۔ فریقین نے دستخط کیا، پابندی شرائط کا حلف اٹھایا، سارے جھگڑے رفع دفع ہو گئے، منتظم کام ہونے لگا۔

سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو اصفہان خالی کرنے اور سلطان برکیاروق کو حوالہ کر دینے کو لکھ بھیجا۔ لشکر اصفہان نے ہنوز اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیاروق پہونچ گیا، اپنی اطاعت کا پیام دیا۔ لشکر نے انکاری جواب دیا اور سلطان محمد کی بیگمات کو بحفاظت

۱؎ مصالحت، رے میں ہوئی تھی، قبل مصالحت رے، جبال، طبرستان خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ، بعض حصص بطائح، تکریت اور حرمین شریفین پر سلطان برکیاروق قابض تھا۔ آذربائیجان، بلاد اران، آرمینیہ، اصفہان عراق باستثنا، تکریت اور زیابج کا کچھ حصہ سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں کا علم لہرا رہا تھا ملک خراسان، جرجان سے ماوراء النہر تک ملک سنجر دبائے ہوئے تھا جس میں اسکے بھائی سلطان محمد کا خطبہ وسکہ جاری تھا۔ ابن اثیر جلد

واہتمام لیکر اصفہان سے سلطان محمد کی طرف روانہ ہوا سلطان برکیارق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی مال و اسباب دیکر سلطان محمد کے پاس باحترام تمام پہنچا دیا بعد مصالحت، ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا، خلیفہ مستظہر سے سلطان برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ ۴۹۶ھ میں سلطان برکیارق کا خطبہ جامع بغداد اور واسط میں پڑھا گیا۔

قبل مصالحت، ایلغازی، سلطان محمد کا مطیع اور ہوا خواہ تھا۔ صدقہ یہ سن کے کہ ایلغازی نے برکیارق کے خطبہ کی تحریک کی ہے برافروختہ ہو گیا۔ خلافت مآب کو لکھ بھیجا "مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی میں اسکو دارالخلافت بغداد سے نکال باہر کرنے کو آ رہا ہوں" اور فوج مرتب کر کے، دارالخلافت بغداد پہونچ گیا۔ حریم خلافت کے روبرو اتر کر زمین بوسی کی رسم ادا کی اور غربی بغداد میں خیمہ ڈال دیا۔ ایلغازی، بغداد چھوڑ کر یعقوبا چلا گیا، امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیام بھیجا، خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا" برکیارق اور محمد میں مصالحت ہو گئی ہے۔ دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے کہ بغداد برکیارق کو دیا جائے، میں اسکی طرف سے بغداد کا افسر پولیس رہوں، میرے مقبوضہ بلاد، سلطان برکیارق کے علم حکومت کے زیر اثر متصور ہوں، ایسی صورت میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیارق کی مخالفت کر سکتا" امیر صدقہ نے اس عذر کو منظور و قبول کر لیا، اور حلہ واپس آیا۔

ماہ ذی القعدہ ۴۹۶ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیارق، امیر آیاز اور وزیر السلطنت خطیر کو خلعت مرحمت فرمائی، اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آیا۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

عیسائیوں سے سقمان و چکرمش کا مجادلہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ انکے دندان آز، ممالک اسلامیہ پر لگ گئے تھے۔ حران پر ملک شاہ کا غلام

قراجہ" حکمرانی کر رہا تھا۔ لہو ولعب، سیر و شکار کا عادی اور ظالم تھا۔ اپنے ہمراہیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد اصفہانی نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، اہل شہر نے قراجہ کے ظلم و تعدی کی وجہ سے محمد اصفہانی کا ساتھ دیدیا، محمد اصفہانی نہایت ہوشیار اور چلتا پرزہ تھا۔ اس نے کل ترکمانوں کو حران سے نکال دیا، صرف ایک غلام ترکی جاولی نامی باقی رہ گیا، محمد اصفہانی نے اسکو اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا، اپنے خاص ندیموں میں داخل کر لیا۔ ایک روز موقع پاکر جاولی نے محمد اصفہانی کو مار ڈالا اور حران پر قابض ہو گیا، عیسائیوں کو ان واقعات کی خبر ہو گئی۔ فوجیں لیکر حران پر آپہونچے اور محاصرہ کر لیا۔

چکرمش والی جزیرہ ابن عمر اور سقمان والی کیفا (کیبعا) میں سلسلہ جنگ چھڑا ہوا تھا۔ سقمان اپنے برادر زادہ کے قتل کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لیکن ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس امر کا کہ عیسائی، بلاد اسلامیہ کو زیر و زبر کر رہے ہیں احساس کر کے باہمی مخاصمت و جنگ کو بالائے طاق رکھدیا۔ مقام خابور میں مجتمع ہوئے، مسلمانوں کی امداد کا بیڑہ اُٹھایا۔ چنانچہ سقمان اور چکرمش اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے اور حران کے محاصرہ اُٹھانے کو بڑھے۔ سقمان کے رکاب میں سات ہزار ترکمانی تھے، اور چکرمش کے ساتھ تین ہزار ترک، عرب اور کرد تھے۔ نہر بلیخ پر عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی، سقمان اور چکرمش کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں عیسائیوں نے یہ سمجھکر کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہو گئی تعاقب کیا دو کوس تک عساکر اسلامی بھاگتا چلا گیا اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں بعد اسکے مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا، قتل و غارت کرتے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہونچ گئے، بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا، قمص بردویل والی الرہا کو ایک ترکمانی نے جو کہ سقمان کی فوج کا تھا گرفتار کر لیا،

بیمند والی انطاکیہ اور ہنگری والی ساحل قبل از جنگ پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرینگے لیکن جب ان دونوں نے عیسائیوں کی ہزیمت دیکھ لی تو تمام دن کمین گاہ میں روپوش رہے، شام ہوتے ہی نکل کر بھاگے مسلمانوں کو معلوم ہوگیا، تعاقب کیا، بہت سے عیسائی مارے گئے، ایک جماعت کثیرہ گرفتار کر لی گئی، بیمند اور ہینگری بہزار خرابی اپنی جان بچاکر بھاگ گیا، ہاتھ نہ آیا۔

نتحیابی کے بعد جکرمش کی فوج بگڑ گئی اور یہ کہنے لگی کہ قمص بردویل سقمان کے قبضہ میں ہے، مال غنیمت بھی بدرجہا ہم سے زیادہ اسکے ہمراہیوں کے ہاتھ لگا ہے، لوگوں کے نظروں میں ہماری عزت خاک نہوگی۔ چنانچہ جکرمش اسکے مجبور کرنے پر سقمان کے خیمہ سے قمص بردویل کو پکڑ لایا۔ یہ امر سقمان کو ناگوار گزرا۔ اسکے رکاب کی فوج نے قمص کو چھین لینے کا قصد کیا، سقمان نے اس خیال سے کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو جائیگا اپنی فوج کو اس فعل سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں عیسائیوں کے متعدد قلعات مفتوح کئے۔ جکرمش نے حران کی جانب قدم بڑھایا اور اسکو فتح کر کے الرہا پر جا پہونچا۔ پندرہ دن تک محاصرہ ڈالے رہا۔ سولھویں روز، موصل لوٹ آیا۔ پینتیس ۳۵۰۰۰ ہزار دینار بطور فدیہ قمص بردویل سے وصول کئے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اسکے قبضہ میں تھے رہا کرایا۔

برکیاروق کی وفات ملک شاہ کی تخت نشینی سلطان برکیاروق، اصفہان سے (بعارضہ سل و بواسیر) علیل ہو کر بقصد بغداد روانہ ہوا، یزدجرد پہونچا۔ مرض کی شدت ہوگئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو جسکی عمر اسوقت پانچ برس کی تھی اپنا ولیعہد بنایا، خلعت دی، امیر ایاز کو اسکی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ ملک کے نظم و نسق کا اختیار دیا، ذمہ دار بنایا، اراکین دولت سرداران فوج کو ملک شاہ کی اطاعت اور امیر ایاز کی موافقت کی ہدایت کی اور ان سب کو بغداد کی طرف روانہ کیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہونچنے پائے تھے کہ ۲ ربیع الآخر

۴۹۸ھ کو سلطان برکیا روق نے اپنے حکومت کے بارہ سال چھ مہینہ پورے کرکے سفر آخرت اختیار کیا۔ امیر ایاز، خبر وفات سن کر واپس آیا۔ اصفہان میں برکیاروق کو دفن کیا۔ سراوقات، خیمے، چھتر، شمسیہ اور کل وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے سمجھی گئیں ملکشاہ ابن برکیاروق کے لئے مہیا کر دیں۔

برکیاروق نے اپنے زمانہ حکومت میں اسقدر تکالیف، مصائب اور جھگڑے دیکھے اُٹھائے کہ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے۔ لیکن جب اسکی حکومت مستقل ہوگئی، فتنہ و فساد فرو ہوگیا اور ہر چہار طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہو چلے تو موت کا زمانہ آگیا اور زمین نے اپنے آغوش میں لے لیا۔

برکیاروق کی وفات کے بعد اسکے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا ایلغازی، بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیاروق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اسکے ساتھ ساتھ بغداد آرہا تھا۔ پس جب برکیاروق کا انتقال ہوگیا تو اسکے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد واپس آیا، وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا[1] . . . . ایلغازی اور امیر طغایرک دربار خلافت میں حاضر ہوا، ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت مرحمت فرمائی اور اسکو وہی خطاب دیئے جو اسکے دادا ملک شاہ کو دیئے تھے۔

موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ

برکیاروق اور محمد نے بعد انعقاد صلح اپنے اپنے مختصہ مخصوصہ بلاد پر اپنے اپنے نائبوں کو قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آذر بائیجان بروئے مصالحت محمد کے حصہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ محمد، چندے تبریز میں قیام کرکے آذر بائیجان چلا آیا۔ سعد الملک ابوالمحاسن، محمد کی طرف سے اصفہان کا حاکم تھا اس نے برکیاروق کی مدافعت پورے طور سے کی تھی لیکن بعد مصالحت، اصفہان کو برکیاروق کے نائب کو حوالہ کرکے محمد کی خدمت میں آذر بائیجان آگیا۔ محمد نے اسکو

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ماہ صفر ۴۹۹ھ تک محمد کا آذربائیجان میں قیام رہا بعد اسکے بقصد قبضہ موصل براہ مراغہ روانہ ہوا۔ چکرمش کو اسکی خبر ہوگئی، مدافعت پر تیار ہوگیا مضافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بلا لیا۔ شہر پناہ درست کرائی اور قلعہ بندی کرلی۔ محمد نے موصل کے قریب پہونچکر چکرمش کے پاس موصل کے حوالہ کرنے کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھ سے اور میرے بھائی برکیارق سے مصالحت ہوگئی ہے اور بروے صلحنامہ، موصل و جزیرہ مجھے ملا ہے، ساتھ ہی اسکے محمد نے برکیارق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس امر کا اقرار و پیمان کیا کہ میں تمکو تمہارے مقبوضہ بلاد پر بحال و قائم رکھوں گا۔ چکرمش نے ایک بھی نہ سنی جواباً کہلا بھیجا "سلطان برکیارق نے بعد مصالحت کے مجھے آپ کے دعوے کے خلاف لکھا ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہ دوں گا"، محمد کو اس جواب سے طیش آگیا۔ محاصرہ میں سختی کی، اہل موصل بھی مدافعت میں سختی اور مستعدی سے پیش آئے چونکہ چکرمش نے شہر کا انتظام معقول کرلیا تھا اس وجہ سے محصوروں کو اشیاء خوردنی کی گرانی اور عدم دستیابی کی تکلیف نہیں ہوئی ہر شے ارزاں تھی مزید براں چکرمش کی فوج کا ایک دستہ موصل کے قریب ایک ٹیلہ (یعفر) پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رسد کو روکتا اور لوٹ لیتا تھا۔ اس اثناء میں دسویں جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کو برکیارق کی وفات کی خبر موصل میں پہونچ گئی، چکرمش نے اہل شہر کو مجتمع کرکے اس واقعہ جانکاہ سے مطلع کرکے آیندہ کی بابت مشورہ کیا، اہل شہر نے جواب دیا "ہماری جانیں، ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لئے حاضر ہے مصلحت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، سرداران لشکر سے رائے طلب کیجئے"، چکرمش نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے بلایا، سرداران لشکر نے سلطان محمد کی اطاعت کی رائے دی، چکرمش نے سلطان محمد کی خدمت میں اطاعت کا پیام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ چکرمش، سعد الملک کی رائے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف، سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد بعزت و احترام پیش آیا۔ اہل شہر کے

اطمینان اور انکے اضطراب دفع کرنے کے خیال سے چکرمش کو فوراً واپس کر دیا۔

سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ اور ملک شاہ سے مصالحت

سلطان برکیاروق اور اسکے بھائی محمد سے مصالحت کا حال ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ برکیاروق اور محمد بردے مصالحت اپنے اپنے بلاد پر تنہا قابض و متصرف ہو گئے، اسکے بعد ہی برکیاروق نے وفات پائی اسکا بیٹا ملک شاہ بغداد چلا آیا۔ محمد کو ان واقعات کی اسوقت اطلاع ہوئی جبکہ وہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چکرمش نے برکیاروق کی وفات کی وجہ سے مصالحت کر لی، اطاعت کی گردن جھکا دی، محمد نے بغداد کی طرف کوچ کیا، چکرمش اور سقمان قطبی (قطب الدولہ اسمٰعیل بن یاقوتی[1] بن داود کا غلام) وغیرہما امراء رکاب میں تھے۔ صدقہ والی حلہ نے بہت سی فوج فراہم کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کی تحریک کرنے کو بھیجدیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ساتھ تھے۔

امیر ایاز (ملک شاہ کا اتابک) مدافعت پر مستعد و آمادہ ہوا، بغداد کے باہر خیمہ نصب کیا، سرداران لشکر نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی، وزیر السلطنت ابوالمحاسن ضبعی (صفی) نے اس رائے سے مخالفت کی، اور سلطان محمد کی اطاعت کے حد سے زیادہ فوائد بتلائے، امیر ایاز، سرداران لشکر اور وزیر السلطنت کی مخالفت آراء سے حیص بیص میں پڑ گیا

سلطان محمد نے بغداد میں پہونچ کے غربی جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملکشاہ کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا، دو ایک جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں لیا گیا، امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

امیر ایاز نے سرداران لشکر اور اعیان دولت کو دوبارہ مشورہ کی غرض سے ایک جلسہ میں بلایا اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا، بعض نے تو اسکی تعمیل کی لیکن بعض نے

---

[1] یاقوتی، سلطان ملک شاہ اول کا چچا تھا۔ منہ رحمۃ اللہ

دوبارہ حلف لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اُٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، امیر ایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا، وزیر ابوالمحاسن کو صلح کرنے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابوالمحاسن سلطان محمد کے کیمپ میں پہونچکر سعد الملک ابوالمحاسن سعد بن محمد (سلطان محمد کا وزیر تھا) سے ملا، صلح کی درخواست کی، پھر اسکے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمد نے درخواست صلح منظور فرمائی اور جن جن امور کی ابوالمحاسن نے استدعا کی سب کو منظور و قبول کرتا گیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی، ابوالمحاسن کے ہمراہ سلطان محمد کے دربار میں آئے، امیر ایاز اور ان امراء کو جو اسکے ساتھ رہے ہیں کسی قسم کی ایذا نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا، ملک شاہ کی بابت حلف لینے کو کہا گیا، تو سلطان محمد نے کہا "وہ میرا بیٹا ہے میں اسکا باپ ہوں" امیر ینال حسامی کو امن دیئے اور ایذا نہ دینے کا "کیا الہراس" مدرس مدرسہ نظامیہ نے حلف لیا تھا۔

اسکے دوسرے دن امیر ایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ امیر صدقہ بن مزید بھی پہونچ گیا، سلطان محمد ان دونوں سے بعزت و احترام پیش آیا، بڑی آؤ بھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخری ماہ جمادی الاولی ۴۹۸ھ کا ہے۔

قتل امیر آیاز صلح کے چند دنوں بعد امیر ایاز نے اپنے مکان (جو درحقیقت گوہرائین افسر پولیس بغداد کا مکان تھا) میں سلطان محمد کی دعوت کی، بیشمار ہدایا، اور بہت سے تحائف پیش کئے، منجملہ انکے کوہ بخش تھا جسکو امیر ایاز نے موید الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے امیر ایاز نے اپنے غلاموں کو زرق برق وردیاں پہنا کر آلات حرب سے مسلح کیا تھا، ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ سب مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہ مذاق اس شخص کو بھی زرہ بکتر پہنا کر اوپر سے جبہ دعبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ، مذاق کرنے لگے یہ شخص بھاگا۔ امیر ایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اسکے پیچھے دوڑے یہ شخص سلطان محمد کے حاشیہ نشینوں کے پاس

جا کر بیٹھ گیا سلطانی خدام نے اسکا جبہ دعبا کو الٹ کر دیکھا تو اسکو زرہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہوا، سلطان محمد کی خدمت میں عرض کیا، سلطان محمد اٹھا اور اپنی محلسرا میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیر ایاز کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا۔

اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد سلطان محمد نے اراکین دولت اور سرداران لشکر کو دربار خاص میں بلایا جنمیں امیر ایاز بھی تھا، اور یہ ظاہر کیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر یلغار کیا ہے کس کو اسکے مقابلہ پر بھیجنا چاہئے، سبھوں نے بالاتفاق امیر ایاز کو بھیجنے کی رائے دی، امیر ایاز نے گذارش کی "اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمائے"، سلطان محمد نے منظور فرمالیا اور توقیع لکھنے کی غرض سے دونوں امیروں کو محلسرائے سلطانی میں حاضر ہونے کی ہدایت کی، سلطان محمد نے محلسرا کے ایک گوشہ میں چند لوگوں کو امیر ایاز کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا۔ جوں ہی امیر ایاز انکی طرف سے گزرا، تلواریں تول کر امیر آیار پر ٹوٹ پڑے، اور قتل کر ڈالا، امیر صدقہ اس منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا، وزیر السلطنت نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سن کے نکل پڑا۔ اسکے مکان کو لوٹ لیا، سلطان محمد نے انکی مدافعت پر اپنی فوج کو مامور کیا، ہلڑ فرد ہو گیا بعد اسکے سلطان نے بغداد سے اصفہان کی جانب کوچ کر دیا۔

امیر ایاز، سلطان ملک شاہ کے غلاموں سے تھا، بعد انتقال سلطان ملک شاہ ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا، اس امیر نے امیر ایاز کو لڑکوں کی طرح رکھا، منتظم، مدبر، سیاسیات سے واقف اور لڑائیوں میں صائب الرائے تھا۔ مذاق کی بدولت ایک لحظہ میں امیر ایاز کی عزت، عظمت، شان، شوکت اور آبرو خاک میں مل گئی۔

ابو المحاسن ضبعی (امیر ایاز کا وزیر) چند ماہ تک روپوش رہا۔ بعدہ گرفتار ہو کر سعد الملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا، ماہ رمضان ۴۹۸ھ میں مار ڈالا گیا۔ اسوقت اسکی عمر

چھتیس سال کی تھی، ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا

سقمان بن ارتق کا ماردین پر قبضہ اور موت

قلعہ ماردین، دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ تھا۔ سلطان برکیاروق نے اپنے ایک مُغنی (گویا) کو عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کے گرد و نواح میں کُردوں کا ایک بہت بڑا گروہ رہتا تھا جسکا کام لوٹ مار اور غارتگری تھا۔ قافلوں کا صحیح سلامت گزر جانا دشوار تھا۔

وقت بے وقت موقع پا کر قلعہ ماردین پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کرتا تھا اتفاق سے امیر کربوقانے موصل سے بقصد حصار آمد حرکت کی، اسوقت آمد ایک ترکمان کے قبضہ میں تھا۔ والی قلعہ نے سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی، سقمان اپنی فوجیں لیکر اسکی امداد پر آ گیا۔ پھر کیا تھا اہل قلعہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی عماد الدین زنگی بن آقسنقر اور اسکے باپ کے بہت سے سردار بھی امیر کربوقا کے ساتھ تھے ان لوگوں نے کمال مردانگی سے لڑائی میں حصہ لیا، لڑائی کے نازک نازک مواقعات پر ثابت قدم رہے۔ آخر کار سقمان کو ہزیمت ہوئی۔ اسکا برادر زادہ یاقوتی بن ارتق گرفتار ہو گیا، امیر کربوقانے قلعہ ماردین میں مُغنی حاکم قلعہ کے پاس قید کر دیا، چنانچہ ایک مدت تک قلعہ ماردین میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

جب گرد و نواح کے کُرد، قتل و غارتگری بکثرت کرنے لگے اور اہل ماردین ان کے آئے دن کی لُوٹ مار سے تنگ آ گئے تو یاقوتی نے مُغنی والی قلعہ سے کہلا بھیجا" اگر تم مجھے قید سے رہا کر دو تو میں ان لُٹیرے کُردوں کی غارتگری سے اہل قلعہ کو نجات دیدونگا ربض میں میرا قیام ہو گا۔ ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو کردوں سے کسی قسم کی ایذا و تکلیف پہونچ جائے،، مُغنی نے نہایت خوشی سے یاقوتی کو رہا کر دیا، یاقوتی نے کمال مردانگی اور دانائی سے اُن لُوٹیرے کردوں کی غارتگری کا انسداد کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا۔ یاقوتی کے ہمراہیوں نے دیکھا دیکھی قلعہ کے بعض سپاہی بھی کردون

پر شبخون مارنے لگے، یاقوتی ان سے متعرض نہوا بلکہ انکی خاطرداری کرتا رہا، ادھر چند دنوں کے بعد یاقوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کر لینے کی ہوا سمائی، اُدھر قلعہ کے کل فوج نے لوٹ مار کا شیوہ اختیار کر لیا۔ ایک روز قلعہ کے فوجی لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے۔ یاقوتی نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے قلعہ کی فوجیوں کو گرفتار کر لیا، یاقوتی سوار ہو کر قلعہ کی قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کر دوگے تو میں تم سب کو قتل کر ڈالونگا، اہل قلعہ یہ سن کر گھبرا گئے۔ کسی نے دم تک نہ لیا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا، کنجیاں حوالہ کر دیں یاقوتی نے قبضہ کر لیا۔

قبضہ ماردین کے بعد یاقوتی نے فوجیں فراہم کیں، نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی طرف بڑھا۔ یہ دونوں مقامات چکرمش کے مقبوضات میں تھے۔ چکرمش اور اس کے ہمراہیوں نے یاقوتی کی مدافعت پر کمر باندھی۔ اثنار جنگ میں یاقوتی کو ایک تیر آ لگا جسکے صدمہ سے مر گیا۔ چکرمش اسکو مقتول دیکھ کر رو پڑا۔

یاقوتی کی زوجہ، اسکے چچا سقمان کی لڑکی تھی، اپنے شوہر کے مارے جانے پر اپنے باپ سقمان کے پاس چلی گئی اور اس سے کل واقعات بتلائے، ترکمانوں کو جمع کر کے اپنے شوہر کا بدلہ لینے کو اُٹھ کھڑی ہوئی، سقمان بھی اسکے ہمراہ نصیبین کی طرف چلا، چکرمش کو اسکی خبر ہوئی، گھبرا گیا، مصالحت کا پیام بھیجا اور بہت سا مال اور زر دیہ دیکر سقمان کو راضی کر لیا، سقمان لوٹ آیا۔

قلعہ ماردین میں یاقوتی کے بعد اسکا بھائی "علی" زیر اثر علم حکومت چکرمش، حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ اسکی غیر حاضری کے زمانہ میں اسکے نائب نے سقمان کو یہ لکھ بھیجا کہ تمہارا بھتیجہ "علی" قلعہ ماردین چکرمش کو دینا چاہتا ہے سقمان یہ سن کر سخت برافروختہ ہوا، علی کی واپسی نہونے پائی تھی کہ ماردین پر پہونچکر قبضہ کر لیا، اور بعوض قلعہ ماردین اپنے بھتیجہ "علی" کو کوہ جور عنایت کیا۔ اس زمانہ

سے قلعہ ماردین، سقمان کے قبضہ میں آ گیا، قلعہ کیفا تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھا، نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا۔

بعد اسکے فخر الملک بن عمار والی طرابلس نے عیسائیوں کے مقابلہ پر سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی فخر الملک، خلفاء عبیدین مصر کا ایک گورنر تھا لیکن انکی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے سواحل شام پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی طرف قدم بڑھایا۔ فخر الملک نے سقمان کو ۴۹۸ھ میں اپنی امداد پر بلا بھیجا جیسا کہ ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو، سقمان نے امداد کا وعدہ کیا، لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا اتنے میں طغتکین والی دمشق کا (یہ تاج الدولہ تتش کا غلام اور ازاد حکمران تھا) خط مشعر طلبی پہونچ گیا "لکھا تھا، میں مریض ہوں، زیست کی کوئی امید نہیں ہے، جس قدر جلد ممکن ہو دمشق آ جاؤ، ایسا نہو کہ میں مر جاؤں اور عیسائی دمشق پر قابض ہو جائیں"، سقمان نے اس خط کو پڑھ کے نہایت عجلت سے بقصد طرابلس بعدہ بارادہ دمشق کوچ کر دیا رفتہ رفتہ قریتین پہونچا، اس وقت طغتکین کو افاقہ ہو گیا تھا، سقمان کی طلبی پر پشیمان ہو رہا تھا، اپنے مشیروں سے سقمان کو واپس کرنے کا مشورہ کر رہا تھا کہ سقمان نے قریتین میں پہونچکر پیام اجل کو لبیک کہہ کر دنیا سے کوچ کر دیا۔ فکفاہم اللہ تعالیٰ امرہ۔

جسوقت سقمان، قریتین میں علیل پڑا اور اسکے ہمراہیوں نے اسکے مرنے کا یقین کر لیا، قلعہ کیفا کی جانب واپس جانیکی رائے دی۔ سقمان نے جواب دیا "میں اب واپس نہ جاؤں گا میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مرگیا تو شہیدوں کا ثواب مجھے ملے گا"۔

منکبرس کی بغاوت اور ادبار

منکبرس بن یورس بن الپ ارسلان (سلطان محمد کا برادر عم زاد) اصفہان میں تھا، اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اسکے تعلقات منقطع ہو گئے، خود سری کی ہوا سما گئی، اصفہان سے نہاوند آیا اور خود سری حکومت کا اعلان

کردیا، امراء بنی برسق حکمرانان خوزستان کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا، سلطان محمد کو اسکی اطلاع ہوگئی، زنکین بن برسق کو گرفتار کرلیا۔ زنکین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ "جس طرح ممکن ہو سنکبرس کو گرفتار کرکے سلطان محمد کے حوالہ کردو ورنہ خیر نہیں ہے" اس بناء پر امراء بنی برسق نے منکبرس کے پاس باظہار اطاعت و فرمانبرداری خط روانہ کیا، خوزستان بُلا بھیجا، جوں ہی منکبرس، خوزستان میں وارد ہوا، امراء بنی برسق نے گرفتار کرکے سلطان محمد کے پاس بھیج دیا، سلطان محمد نے اصفہان میں اپنے برادران عم زاد تتش کے ساتھ قید کر دیا اور زنکین بن برسق کو قید سے رہا کرکے بدستور اسکے عہدہ پر بحال کیا، لشتر، شاپور، خوزستان وغیرہ ما بین اہواز اور ہمدان، امراء بنی برسق کے قبضہ میں تھا۔ سلطان محمد نے ان مقامات کو بنی برسق سے لے لیا اور بجائے ان کے دینور عنایت کیا اور اس طرف سے انکو نکال کر دینور کی طرف بھیج دیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فخر الملک بن نظام الملک کا واقعہ قتل تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ فخر الملک بن نظام الملک، تاج الدولہ تتش کا وزیر تھا۔ کسی امر پر ناراض ہو کر تتش نے نظام الملک کو جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب سلطان برکیاروق نے تتش کو ہزیمت دی تو برکیاروق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔ فخر الملک کا بھائی موید الملک، برکیاروق کا وزیر تھا۔ مجد الملک البارسانی کی سعی و سفارش سے ۴۸۸ھ میں برکیاروق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو عنایت کیا۔ بعد چندے فخر الملک عہدہ وزارت سے مستعفی ہو کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اسکی قدر افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کی غرض سے باطنی کو اپنے پاس بلا لیا۔ عرضی لیکر پڑھنے لگا۔ باطنی کو موقع مل گیا پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ فخر الملک نے تڑپ کر دم توڑ دیا۔ باطنی گرفتار کر لیا گیا، سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا، باطنی نے چند آدمیوں کو بتلا

دیا کہ انھوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔ یہ اسکی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کئے جائیں لیکن اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہوا، مار ڈالا گیا۔

جاولی سقاوا کی گورنری چکرمش کی موت

جاولی سقاوا، خوزستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر مستولی ہو گیا تھا، متعدد قلعے تعمیر کرائے، اکثر شہروں کا شہر پناہ بنوایا، کچھ دنوں کے بعد رعایا کے ساتھ ظلم و تعدی کرنے لگا۔ جسوقت سلطان محمد، مستقل طور سے حکومت کرنے لگا، اسوقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہوا، سلطان محمد نے امیر مودود بن انوتکین کو جاولی کو زیر کرنے پر مامور کیا، جاولی نے قلعہ بندی کر لی، امیر مودود آٹھ مہینے تک محاصرہ کئے رہا، جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلا بھیجا "میں امیر مودود کی دھمکی اور جنگ سے علم حکومت کی اطاعت قبول نہ کرونگا، اگر حضور والا کسی دوسرے امیر کو بھیجدیں گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دونگا اور اطاعت کی گردن جھکا دونگا"، سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دی اور اسکو جاولی کے پاس بھیجا، جاولی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا، سلطان محمد نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ عساکر اسلامیہ کا سپہ سالار بنا کر عیسائیوں سے مذہبی جنگ کرنے اور بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کی غرض سے شام کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ چکرمش والی موصل نے مالیہ ادا کرنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے سلطان محمد نے موصل، دیار بکر اور جزیرہ کی حکومت جاولی کو مرحمت فرمائی۔

جاولی نے موصل کی جانب کوچ کیا، بغداد ہوتا ہوا بوازیج پہونچا، چار روز کے قتل عام و خون ریزی کے بعد بوازیج پر قبضہ حاصل کیا، اہل بوازیج کو امن دی، اربل کی طرف بڑھا ابوالہیجا بن برشک کردی ہذبانی والی اربل نے چکرمش کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور جاولی کے مقابلہ پر چکرمش کو ابھارا، چنانچہ چکرمش، موصل کی فوجیں لے کر

جاولی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اربل کے قریب ابوالہیجا کا لڑکا اربل کی فوج لیے ہوئے ملا۔ اتنے میں جاولی بھی آگیا۔ دونوں حریف نے صف آرائی کی، چکرمش کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، چونکہ چکرمش بوجہ علالت پالکی پر سوار تھا، بھاگ نہ سکا اسکے غلاموں نے حق نمک ادا کیا جب تک انکے دم میں دم رہا کسی کو چکرمش کی پالکی کے پاس آنے نہ دیا، احمد بن قارہ ت بک بھی چکرمش کی پالکی کی حفاظت میں زخمی ہوا موصل کیجانب شکست اٹھا کر چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ چکرمش گرفتار کر لیا گیا، جاولی کے روبرو پیش کیا گیا، جاولی نے قید کر دیا اور موصل پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا۔

دوسرے دن اس واقعہ کی خبر موصل پہونچی، اہل موصل نے زنگی[1] بن چکرمش کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا غزغلی (چکرمش کا غلام) امور سلطنت کا نگراں و منتظم ہوا، روپیہ، مال، آلات حرب اور گھوڑے لشکریوں کو دیئے، موصل کی قلعہ بندی کی، شہر پناہ درست کرائی چاروں طرف خندقیں کھدائیں، قلیج ارسلان والی بلاد روم سے امداد کی درخواست کی چنانچہ قلیج ارسلان بلاد روم سے فوجیں لیکر موصل کی طرف روانہ ہوا، کوچ و قیام کرتا ہوا نصیبین پہونچا جاولی کو اسکی آمد کی اطلاع ہوئی، موصل کا خیال دل سے نکال کر چلتا پھرتا نظر آیا۔ جاولی کی روانگی کے بعد برسقی افسر پولیس بغداد، موصل میں وارد ہوا، برسقی نے ہرچند اہل موصل کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ مخاطب نہ ہوئے، ناچار اسی دن بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔ بعد اسکے قلیج ارسلان نصیبین سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔

جاولی، موصل سے سنجار چلا آیا تھا، ایلغازی بن ارتق اور لشکر چکرمش کا ایک گروہ کثیر جاولی کے پاس آگیا تھا۔ چار ہزار سوار ان کی جمعیت ہو گئی تھی، موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ ملک رضوان بن تتش کا خط شام سے آگیا لکھا تھا۔ کہ عیسائیوں نے بید دست درازی شروع کر دی ہے مسلمانان شام میں انکی مقاومت

---

[1] زنگی کی عمر اسوقت گیارہ برس کی تھی۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ لیدن۔

کی تاب نہیں ہے، تمہاری مدد کی ضرورت ہے جلد آؤ جاولی نے اس خط کو پڑھکر رحبہ کی جانب کوچ کر دیا۔

اہل موصل اور نیز سرداران لشکر چکرمش نے قلیج ارسلان کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا، امن کی درخواست کی قلیج ارسلان نے امن دینے کا حلف لیا، اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، قلیج ارسلان نے موصل میں داخل ہو کر پندرہویں رجب ۵۰۰ھ میں قبضہ کر لیا، چکرمش کے لڑکے کو خلعت دی، خطبہ میں خلافت مآب کے بعد اپنا نام پڑھوایا، سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلوا دیا، لشکر کے ساتھ اچھے سلوک کئے، قلعہ کو غزغلی سے لے لیا، اپنی طرف سے اسکا حاکم مقرر کیا، قاضی ابو محمد عبداللہ بن قاسم شہرزوری کو عہدہ قضا پر بحال رکھا اور زمام حکومت ابو البرکات محمد بن محمد بن خمیس کو عنایت کی

قلیج ارسلان کے ہمراہیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی والی آمد اور محمد بن جبق ترکمانی والی قلعہ زیاد (خرتبرت) کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہے، ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے مامور کیا تھا۔ پس اُس زمانہ سے آمد اسی کے قبضہ میں رہا۔ محمد بن جبق کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح سے ہوا کہ فلادروس ترجمان بادشاہ روم قلعہ زیاد، الرہا اور انطاکیہ کا مالک تھا۔ جب سلیمان بن قطلمش (قلیج ارسلان کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو فلادروس رومی سے لے لیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے دیار بکر پر قبضہ کر لیا تو فلادروس رومی کمزور پڑ گیا قلعہ زیاد کو رسد وغلہ نہ پہونچا سکا، محمد بن جبق کو موقع مل گیا، قلعہ زیاد کو فلادروس سے چھین لیا۔ صرف الرہا، فلادروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ بعد اسکے فلادروس، سلطان ملکشاہ کے دست مبارک پر اسلام لایا سلطان ملک شاہ نے الرہا کی حکومت پر بحال رکھا۔

تمکو یاد ہوگا کہ جس وقت قلیج ارسلان، نصیبین پہونچا تھا، اسی وقت جاولی نے موصل سے سنجار کا راستہ اختیار کیا تھا۔ پھر سنجار سے ملک رضوان کا خط پا کر رحبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ و قیام کرتا ہوا آخری ماہ رمضان ۵۰۰ھ میں رحبہ پہونچا۔ اور محاصرہ

ذالدیا۔ ان دنوں رجبہ میں نبو شیبان سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رجبہ پر ملک دقاق نے مامور کیا تھا۔ ملک دقاق کے مرنے پر خود سر حاکم بن گیا، حکمرانان دمشق کی ترک اطاعت کرکے قلیج ارسلان کا مطیع ہوگیا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاولی نے جب اسکا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط کی کہ رجبہ کو مفتوح کرنے کے بعد عیسائیوں کی مدافعت کیجائیگی، ملک رضوان اس تحریر کے مطابق محاصرہ رجبہ پر آپہونچا اور شریک محاصرہ ہوا شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک گروہ نے جاولی سے سازش کرلی حسب قرارداد نصف شب میں دروازہ کھولدیا جاولی معہ اپنے لشکر کے شہر میں داخل ہوگیا، قبضہ کرلیا محمد سباق نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت کی گردن جھکادی اور اسکے ساتھ عیسائیوں کی مدافعت کو روانہ ہوا۔

قلیج ارسلان نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کو جسکی عمر گیارہ سال کی تھی حکومت موصل پر مامور کیا، حفاظت وانتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم ونسق کے لئے بطور اتالیق متعین کیا۔ بعد اسکے جاولی سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ لیکن جاولی کی کثرت فوج وقوت سے ہمراہیان قلیج ارسلان متاثر ہوگئے ابراہیم بن نیال، خابور سے اپنے دارالحکومت آمد لوٹ آیا۔ قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں جاولی نے قلیج ارسلان کی کمی فوج کا احساس کرکے لڑائی چھیڑ دی ۲۰ ذی قعدہ سنہ مذکور میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے گھوٹ کھاگئی، جاولی نے موصل میں داخل ہوکر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، چکرمش کے ہمراہیوں کو گرفتار کرکے تاوان وصول کیا۔

اس کامیابی کے بعد جاولی نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا، حبیش بن چکرمش معہ غزغلی وہاں موجود تھا۔ اور بہت سے غلام اسکے باپ کے سرفروشی کرنے کو تیار تھے۔ ایک مدت تک جاولی محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر چند ہزار دینار پر مصالحت کرکے موصل واپس

آیا، ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ رنگ دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نامہ نیاز مندی روانہ کیا، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

قتل صدقہ بن مزید جس وقت صدقہ بن مزید والی حلہ اور سلطان محمد کے درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی، اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر فوج کشی کر دی، صدقہ مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، کھیت سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ صدقہ ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں مارا گیا، جیسا کہ ملوک حلہ کے حالات میں اس واقعہ کو ہم لکھ آئے ہیں۔ سلطان محمد نے اسکے کل مقبوضہ بلاد پر قبضہ کر لیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ابن عمار والی طرابلس سلطان محمد کے دربار میں فخر الدولہ ابو علی بن عمار والی طرابلس، عبیدیوں کے مقابلہ میں خود خود سری حکومت کا مدعی ہو گیا تھا اور ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔

اسی زمانہ میں عیسائیوں نے سواحل شام پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن بلاد اسلامیہ پر حملہ آور اس کا محاصرہ کرنے لگے، فخر الدولہ ابو علی ان کی ہتا دست نہ کر سکا، مسلمانوں کو اس سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس اثناء میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے، دشمنان شاہی زیر و زبر ہو گئے ہیں، فخر الدولہ ابو علی نے اپنے برادر عم زاد ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا، لشکریوں کو چند مہینہ کی تنخواہیں اور روزینہ دیئے، شہر کی حفاظت کا انتظام کیا، جگہ جگہ پہرہ، چوکی مقرر کی، غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملہ سے مطمئن و بے خطر کر کے بارگاہ سلطانی میں باریاب ہونے کی غرض سے دمشق کی طرف روانہ ہوا، طغتکین والی دمشق نے گرم جوشی سے استقبال کیا، دمشق کے باہر خیمے نصب کئے گئے، عزت و احترام سے ٹھہرایا گیا، چند دنوں قیام کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا سلطان محمد اور خلافت مآب نے ارکین دولت سرداران لشکر اور رؤسار شہر کو استقبال کا حکم دیا، کمال عزت اور احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا، فخر الدولہ ابو علی نے بھی قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت اور بارگاہ سلطانی

میں پیش کئے عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کا مستدعی ہوا، مصارف فوج کی ذمہ داری کی سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا، فخر الدولہ ابو علی نے بغداد میں قیام کر دیا، بعد اسکے امیر حسین بن اتابک طغتکین نے سلطان محمد سے ملاقات کی، سلطان محمد نے اسکو حکم دیا تھا کہ شاہی فوج کے ساتھ بھمراہی امیر مودود، جاولی سقاوا کی سرکوبی کو پہلے موصل کی جانب روانہ ہو بعد ازاں فخر الدولہ ابو علی کے ہمراہ عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے شام کی طرف کوچ کرے، چنانچہ سلطان محمد ۵۰۱ھ میں دار الخلافت بغداد سے بقصد جنگ جاولی سقاوا روانہ ہوا۔ نہروان میں پہونچکر فخر الدولہ ابو علی کو بلا بھیجا خلعت دی، اور بہت سا مال و اسباب دیکر رخصت کیا، امیر حسین حسب اشارہ سلطان، بسرکردگی افواج دمشق فخر الدولہ کے ہمراہ دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ فخر الدولہ ابو علی طرابلس سے روانہ ہونے کے وقت اپنے برادر زادہ ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر مقرر کر آیا تھا۔ ذوالمناقب نے فخر الدولہ کی روانگی کے بعد بدعہدی کی، اہل طرابلس سے متفق اور انکے ساتھ ہوکر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت کا اعلان کیا، افضل بن امیر الجیوش کے پاس اطاعت و نیازمندی کا عریضہ بھیجا۔ امداد اور رسد کی درخواست کی، افضل بن امیر الجیوش، خلیفہ مصر کا وزیر تھا، ان دنوں حکومت و سلطنت پر اسکو استبداد حاصل ہو رہا تھا۔ اس نے شرف الدولہ بن ابو الطیب کو طرابلس کا والی مقرر کرکے روانہ کیا، خزانہ، مال، غلہ اور بہت سا اسباب اس کے ہمراہ کر دیا شرف الدولہ نے طرابلس میں پہونچکر فخر الدولہ ابو علی کے اہل و عیال اور ہوا خواہوں کو گرفتار کرکے انکے مال و ذخائر کو ضبط کر لیا۔ اور سب کو کشتیوں پر بار کرکے مصر روانہ کر دیا۔

امیر مودود کا موصل پر قبضہ

جاولی کا قلیج ارسلان اور ابن چکرمش سے موصل کے لے لینے اور ان دونوں کا اسکے ہاتھ ہلاک ہونے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں، ان دونوں کے مارے جانے سے جاولی کی حکومت موصل پر مستقل ہوگئی، چونکہ سلطان محمد نے جاولی

کو اُن بلاد کی حکومت بھی دیدی تھی جسکو اس نے بزور تیغ مفتوح کیا تھا یا آئندہ مفتوح کرتا اسوجہ سے اسکا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا، ایک کافی تعداد فوج کی بھی فراہم ہو گئی۔ خزانہ بھی معمور ہو گیا۔ پھر کیا تھا جاولی کا دماغ پھر گیا، سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا، طرہ اس پر یہ ہوا کہ سلطان نے اسکو جنگ صدقہ کے لئے بلا بھیجا، نہ گیا، اس پر ستم تو یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف صدقہ سے سازش کر لی اور اسکے ساتھ ہو کر سلطان سے لڑنے کو آمادہ ہو گیا۔ پس جسوقت سلطان محمد کو مہم صدقہ سے فراغت ہوئی امیر مودود کو بسرکردگی عساکر سلطانی موصل کی سند حکومت عطا کر کے جاولی کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ امرا ابن برسق سقمان قطبی، آقسنقر برسقی، نصر بن مہلہل بن ابی الشوک کُردی اور ابوالہیجا، والی اربل کو امیر مودود کی مدد پر مامور کیا، رفتہ رفتہ شاہی فوج، موصل پہونچی، موصل کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ جاولی نے لڑائی کی پوری تیاری کی تھی، شہر پناہ پر پہرہ چوکی مقرر کر دی تھی، رؤسا شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہوا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی دختر برسق کو پندرہ سو جنگ آوروں کی جمعیت سے ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اسکی بیوی بھی نہایت مدبرہ اور ہوشیار تھی، اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تاوان وصول کیا، استقلال و جرأت سے مقابلہ کرتی رہی، محاصرین کی دال گلائے نہیں گلتی تھی، اتنے میں محرم ۵۰۱ھ کا دور آگیا۔ چونکہ جاولی کی بیوی کی سخت مزاجی اور ظلم سے اہل شہر کا کیا ذکر ہے خود اسکی فوج والے بھی تنگ و بددل ہو گئے تھے۔ اسوجہ سے بعض محافظین شہر پناہ نے امیر مودود سے سازش کر کے دروازہ کھول دیا۔ امیر مودود مع اپنی فوج کے شہر میں داخل ہو گیا، زوجہ جاولی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، آٹھ روز تک قلعہ نشین رہی نویں روز امیر مودود سے امن حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن برسق کے پاس نفیس قیمتی مال و اسباب لیکر چلی گئی امیر مودود نے موصل اور اسکے کل علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

جاولی نے موصل سے روانہ ہونے کے وقت قمص کو ساتھ لیا دیہ قمص وہی ہے جسکو

سقمان نے گرفتار کیا تھا اور چکرمش نے سقمان سے لے لیا تھا نصیبین پہونچا، ایلغازی بن ارتق والی نصیبین سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی، ایلغازی نے انکاری جواب دیا اور اپنے بیٹے کو معہ فوج کے نصیبین میں چھوڑ کر ماردین کی طرف روانہ ہوگیا جاولی کو اسکی خبر لگ گئی، وہ بھی ایلغازی کے پیچھے پیچھے چلا۔ ماردین میں پہونچکر تن تنہا ایلغازی کے پاس گیا، مجبوراً ایلغازی نے جاولی کی موافقت کی اور اسکے ہمراہ نصیبین آیا، نصیبین سے روانہ ہوکر سنجار پہونچکر محاصرہ ڈالدیا، اہل سنجار نے شہر پناہ کا دروازہ بند کرلیا مقابلہ پر تل گئے، بعد اسکے ایک روز ایلغازی کو موقع مل گیا، جاولی کو محاصرہ سنجار پر چھوڑ کر رات کے وقت نصیبین بھاگ آیا جاولی، سنجار کا محاصرہ اُٹھاکر رحبہ چلا گیا۔

قریب رحبہ پہونچکر جاولی نے قمص بردویل کو پانچ برس کے بعد ایک کثیر رقم لیکر ان شرائط سے رہا کیا۔ (۱) جسقدر مسلمان قیدی ہوں، وہ رہا کردیئے جائیں (۲) بوقت ضرورت جسوقت طلب کیا جائے امداد کو آجائے۔ جب جاولی اور قمص میں باہم مفاہمت اور مصالحت ہوگئی تو جاولی نے قمص کو سالم بن مالک والی قلعہ جعبر کے پاس بھیجا، قلعہ سپرد کرنے کا پیام دیا۔ سالم نے قلعہ حوالہ کردیا، اتنے میں قمص کا خالہ زاد بھائی "جوسلین" والی تل باشر جو کہ مسیحی سرداروں سے ایک نامور شخص تھا آگیا۔ یہ بھی قمص کے ساتھ گرفتار ہوگیا تھا لیکن بیس ہزار دینار فدیہ دیکر رہا ہوگیا تھا۔ اسکے آتے ہی قمص، انطاکیہ کی طرف روانہ ہوگیا اور جوسلین بطور ضمانت قلعہ جعبر میں رہ گیا۔ بعدازاں جاولی نے قلعہ جعبر کو جوسلین سے لے لیا اور بجائے جوسلین، اس کے اور قمص کے سالوں کو ضمانت میں لیکر جوسلین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کو قمص کے پاس روانہ کیا۔

عیسائیوں میں باہم لڑائی ہوگئی

جسوقت قمص انطاکیہ پہونچا، والی انطاکیہ طنکری نے تیس ہزار دینار، گھوڑے اور بیشمار آلات حرب پیش کئے، الرہا اور سروج وغیرہ قمص کے قبضہ میں تھا، لیکن جسوقت قمص گرفتار کرلیا گیا تھا اسوقت طنکری نے الرہا وغیرہ کو

قمص کے عمال سے لے لیا تھا، قمص نے واپسی کا مطالبہ کیا، طنکری نے ٹکاسا جواب دیدیا، قمص ناراض ہوکر تل باشر چلا گیا، اتنے میں جوسلین آپہونچا، عیسائیوں کو اس سے بیحد مسرت ہوئی، سارا شہر چراغاں کیا گیا، طنکری نے یہ خیال کرکے کہ اگر ان دونوں کو قوت حاصل ہوجائیگی تو سخت خطرہ کا سامنا ہوگا قمص اور جوسلین کا محاصرہ کرلیا چند دنوں تک محاصرہ کئے رہا قمص اور جوسلین نے موقع پاکر طنکری والی انطاکیہ کے مقبوضہ قلعات پر حملہ کردیا ابوسہیل ارمنی والی رعیان، کیسوم اور قلعات شمالی حلب سے امداد کی درخواست کی، ابوسہیل ارمنی نے ایک ہزار سوار، قمص کی امداد پر بھیجدیئے، قمص، جوسلین اور طنکری میں گھمسان لڑائی شروع ہوگئی، خونریزی کا دروازہ کھل گیا، پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت نے درمیان میں پڑکر باہم جنگ کرنے سے دونوں فریق کو روکا، بیمند (طنکری کا ماموں) بھی آگیا، پوپ نے طنکری کے خلاف فیصلہ کیا یہ حکم دیا کہ الرہا وغیرہ کو واپس دیا جائے چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۰۲ھ میں الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیا گیا۔

اس فیصلہ کے بعد قمص نے فرات عبور کیا اور حسب شرائط رہائی، مال مقررہ کا زیادہ حصہ اور مسلمانوں قیدیوں کو جاولی کے پاس بھیجدیا۔

قمص کو رہا کرکے جاولی، رحبہ کی طرف چلا گیا، ابوالنجم بدران اور ابوکامل منصور پسران صدقہ اپنے باپ کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے، ان دونوں نے جاولی سے امداد کی درخواست کی۔ جاولی نے انکی پشت پناہی کے لئے انکے ساتھ حلہ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابوالغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہوئے ہنوز روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصبہبذ صباوہ آپہونچا۔ سلطان محمد نے اسکو رحبہ کی حکومت عنایت کی تھی۔ اس نے جاولی کو رائے دی کہ "تم بجائے عراق کی طرف بڑھنے کے شام کا قصد کرو۔ اسوقت شام لشکر اسلام سے خالی ہوگیا ہے اور عیسائیوں کی چیرہ دستی روز بروز ترقی پر ہے، اگر تم ایسا کروگے تو تمکو سلطان محمد سے آیندہ کسی خطرہ کا

اندیشہ نہ رہے گا"۔ جاولی نے اس رائے کو پسند کیا، سامان جنگ درست کر کے رحبہ سے روانہ ہو گیا۔

بعد اسکے جاولی کے پاس سالم بن مالک والی قلعہ جعبر کا قاصد پہونچا، سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواستگار ہوا تھا، واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرہ سے علی بن سالم والی رقہ پر یلغار کیا تھا اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقہ پر قبضہ کر لیا تھا، ملک رضوان یہ خبر پا کر حلب سے رقہ کی طرف روانہ ہوا لیکن بنی نمیر نے تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی چنانچہ ملک رضوان واپس آیا، پس جاولی نے بجائے ملک شام جانے کے بنی نمیر کی سرکوبی کو رقہ کی طرف کوچ کر دیا، ستر دن تک بنی نمیر کا رقہ میں محاصرہ کئے رہا، بنی نمیر نے تنگ ہو کر مصالحت کی درخواست کی، بہت سامال واسباب اور گھوڑے دیکر جاولی سے صلح کر لی، جاولی نے محاصرہ اٹھا لیا اور سالم کو معذرت نامہ لکھ بھیجا۔

جاولی اور ایلغازی اسی اثناء میں حسین بن اتابک قطلغ تکین مع فخر الدولہ ابن عمار کے پاس جاولی پہونچ گیا، حسین کا باپ گنجہ میں سلطان محمد کا اتابک تھا۔ سلطان محمد نے کسی بات پر ناراض ہو کر قطلغ تکین کو قتل کر ڈالا، حسین، سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا، سلطان نے اسکی اشک شوئی کی اور اپنے خاص ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی جیرہ دستی کی خبر مسموع ہوئی تو فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاولی کے پاس بھیجا تاکہ جاولی کے تعلقات دربار شاہی کیسا تھ خوشگوار ہو جائیں اور شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا حصار کئے ہوئے ہے عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ روانہ کر دے، جاولی نے بطیب خاطر اسکو منظور و قبول کیا اور حسین سے کہا "تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کر دیں اپنے لڑکے کو بطور ضمانت کے تمہارے حوالہ کرتا ہوں، ملک کا نظم و نسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف سے مامور ہو گا"، حسین، جاولی سے رخصت ہو کر قبل اسکے کہ موصل مفتوح ہو موصل پہونچا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد

کی غرض سے کوچ کا حکم دیا، کل سرداران لشکر نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن امیر مودود نے تعمیل سے انکار کیا اور یہ کہا کہ "میں بغیر اجازت سلطان محمد، موصل سے کوچ نہیں کرونگا" چنانچہ امیر مودود، موصل کا محاصرہ کئے رہا تاآنکہ موصل کو مفتوح کر لیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

حسین ابن قطلغ تکین، سلطان کی خدمت میں واپس آیا اور جاولی کی طرف سے نہایت خوبی سے نیاز مندانہ عرض و معروض کیا جس سے سلطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

بعد اسکے جاولی نے شہر بالس کی طرف کوچ کیا، ملک رضوان بن تتش کے ملازموں کے قبضہ سے نکال لیا، شہر بالس کے رہنے والوں کی ایک جماعت کو قتل کیا جس میں "قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس مشہور فقیہہ بھی تھا، یہ نہایت نیک مزاج اور متقی تھا۔

ملک رضوان اور جاولی اس واقعہ کی خبر ملک رضوان بن وفاق کو پہونچی، آگ بگولا ہو گیا، جیش مرتب کرکے جاولی سے جنگ کرنے کو نکل کھڑا ہوا، طنکری والی انطاکیہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا، امداد کی درخواست کی، طنکری اپنی فوجیں لیکر رضوان کی کمک پر آگیا، جاولی نے بھی قمص کے پاس امداد و اعانت کا پیام بھیجا اور جسقدر زر فدیہ اسکے ذمہ باقی تھا اسکو معاف کر دیا، چنانچہ قمص معہ اپنی فوج کے جاولی کی کمک پر آپہونچا، جاولی اسوقت منبج میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر پہونچ گئی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے، اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جاولی کا کل کارخانہ درہم و برہم ہو گیا، اکثر ہمراہیوں نے ترک رفاقت کر دی، زنگی بن آقسنقر اور بکتاش نہاوندی ساتھ چھوڑ کر چلا گیا، اصبہبذ صباوا، بدران بن صدقہ اور ابن جکرمش باقی رہگیا، اتفاق سے رضاکاروں کا ایک گروہ جاولی کی کمک پر آگیا جس سے جاولی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے تل باشر پر پڑاؤ ڈالا، ملک رضوان بھی مع طنکری کے آگیا۔ لڑائی چھڑ گئی، عنوان جنگ ایسا تھا کہ ملک رضوان کو ہزیمت ہوتی نظر آ رہی تھی، سوء اتفاق سے جاولی کے رکاب کی فوج، ملک رضوان کے منہزم گروہ کے تعاقب میں بڑھی، جاولی نے اسکو واپس کرنے چاہا، ہلڑ مچا ہوا تھا، جاولی کی کوشش رائیگاں

ہوگئی، ناچار میدان جنگ سے قدم ڈگ گئے، ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اصبہبذ صباوا، شام کی طرف چلا گیا، بدران بن صدقہ نے قلعہ جعبر کا راستہ لیا، ابن جکرمش نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر دم لیا، بہت سے مسلمان مارے گئے، والی انطاکیہ نے جاولی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، قمص اور جوسلین تل باشر کی طرف بھاگا، ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھے سلوک کئے، جو مسلمان ہزیمت پاکر ان کے پاس آتا تھا، اسکی عزت کرتے تھے، زخمی ہوتا تھا تو اسکا علاج کراتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، برہنوں کو کپڑے پہناتے اور زادراہ دیکر ان کے وطن پہنچا دیتے تھے۔

جاولی دربار شاہی میں

اس ہزیمت کے بعد جاولی رحبہ چلا گیا، معدودے چند سوار اسکے رکاب میں تھے، اتفاق یہ کہ امیر مودود والی موصل کا ایک دستہ فوج، رحبہ کے گرد و نواح پر شبخون مارنے کو آ گیا، جاولی کو اپنی گرفتاری کا خطرہ پیدا ہوا، یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی، حسین بن قطلغ تکین سے میرے مراسم اتحاد قائم ہیں وہ سلطان سے میری سفارش ضرور کرے گا، چنانچہ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے قریب اصفہان، خرگاہ سلطان میں حاضر ہوا، حسین بن قطلغ تکین کے یہاں فروکش ہوا، غم سے بھری ہوئی اپنی داستان سنائی، حسین، جاولی کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا، سلطان نے بعزت و احترام ملاقات کی اور اس سے بکتاش بن تکش کو لیکر اصفہان میں قید کر دیا۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ، امیر مودود کا قتل برسقی کی حکومت

۵۰۵ھ میں سلطان محمد نے امیر مودود والی موصل کو عیسائیوں کی جنگ پر مامور فرمایا۔ سقمان قطبی والی دیار بکر و آرمینیہ، ایا کی (ایلبکی) و زنگی پسران برسق، ایلسان ہمدان، امیر احمد بک والی مراغہ، ابو الہیجاء والی اربل اور امیر ابو الغازی والی ماردین کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا۔ امیر ابو الغازی بذات خود اس جنگ پر نہیں گیا تھا بلکہ اپنے بیٹے "ایاز" کو بجائے اپنے بھیج دیا تھا چنانچہ ہزبران اسلام، سیلاب کی طرح سنجار کی طرف بڑھے، عیسائیوں کے چند قلعے مفتوح کئے

شہر الرہا پر محاصرہ ڈالا، مدتوں محاصرہ کئے رہے، الرہا والے برابر مقابلہ کرتے رہے۔ قرب وجوار کے عیسائی امرا ریاستوں اپنی اپنی فوجیں لیکر دوڑ پڑے، فرات عبور کرکے الرہا کے بچانے کی کوشش کی لیکن لشکر اسلام کی کثرت اور سطوت نے انکو فرات کو عبور کرنے سے روک دیا، فرات پر ٹھہر گئے، مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور کرکے میدان میں آجائیں رہا کو چھوڑ کر حران کی طرف کوچ کر دیا۔ جوں ہی مسلمانوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھایا، عیسائی امراء الرہا میں داخل ہوگئے، رسد وغلہ اور روزمرہ کی کل ضروریات کا کافی ذخیرہ الرہا میں مجتمع کرکے فرات کی جانب واپس ہوئے اور اسکو جانب شامی سے عبور کرکے حلب کے مضافات پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

عساکر اسلامیہ نے الرہا کا محاصرہ اٹھانے میں سخت غلطی کی، اہل الرہا میں طول حصار کی وجہ سے تاب مقاومت باقی نہ رہی تھی اور نہ ان کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا صبح وشام میں فتح ہوجاتا لیکن ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن کا مضمون ہوا، عیسائیوں کی واپسی الرہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سنکر عساکر شاہی نے الرہا کی طرف رجعت قہقری کی اور پہونچتے ہی اسکو گھیر لیا، اب کیا تھا، الرہا اب وہ الرہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصیلوں پر جنگی سپاہیوں کا پہرہ، غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہوگیا تھا۔ فوج بھی کثرت سے موجود تھی چونکہ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی محاصرہ اٹھا کر قلعہ تل باشر پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا، پینتالیس دن تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کئے رہا، مگر کامیابی ہوتی نہ دکھائی دی، بہ مجبوری قلعہ تل باشر سے بھی محاصرہ اٹھالیا، حلب میں داخل ہونے کا قصد کیا، ملک رضوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرادیئے، ملنے سے انکار کر دیا، سقمان قبطی کا بالس میں انتقال ہوگیا۔ اسکے ہمراہی اسکا تابوت لیکر اسکے شہر کو واپس ہوئے، اثناء راہ میں ایلغازی بن ارتق نے ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی، فریقین میں دو دو ہاتھ چل گئی، ان لوگوں نے ایلغازی کو ہزیمت دی۔ ایلغازی اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔

ان واقعات کے بعد ابن برسق علیل ہوگیا، امیر احمد بک والی مراغہ، سلطان محمد کی خدمت میں سقمان قطبی کے مقبوضات کے حاصل کرنے کو روانہ ہوگیا، قطلغ تکین والی دمشق نے امیر مودود سے میل جول پیدا کرلیا، امیر مودود اسکے ساتھ نہر عاصی پر اتر پڑا، اس سے لشکر اسلام متفرق و منتشر ہوگیا، عیسائیوں کو اسکی اطلاع ہوئی، مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہوگئے، فوجوں کو مرتب کیا اور بقصد تسخیر بلاد اسلامیہ فامیہ کی طرف روانہ ہوئے، سلطان بن منقذ والی شیرز اس خبر کو سن کے امیر مودود اور قطلغ تکین کے پاس پہونچا، دونوں کو نصیحت و ملامت کی، عیسائیوں کے جہاد پر ابھارا چنانچہ امیر مودود، قطلغ تکین اور سلطان بن منقذ، شیرز آگئے، ڈیرے ڈال دیئے، مورچہ قائم کئے۔ عیسائیوں کا لشکر بھی انکے مقابلہ پر پہونچکر پڑاؤ کردیا، لیکن مسلمانوں سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ بغیر جدال و قتال فامیہ کی جانب لوٹ گئے۔

۵۰۶ھ میں امیر مودود نے الرہا اور سروج پر جہاد کی غرض سے پھر فوج کشی کی، پہونچتے ہی الرہا اور سروج کے گرد و نواح کو زیر و زبر کرنے لگا، عیسائیوں کو اس سے سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں، جوسلین والی تل باشر نے موقع پاکر عساکر اسلامیہ پر ایک روز حملہ کردیا، چند بار برداری کے اونٹ اور خچر پکڑلے گیا، عساکر اسلامی نے پھر لشکر حملہ کی تیاری کی، جوسلیں مقابلہ پر نہ آیا بھاگ گیا۔

چونکہ آخری ۵۰۶ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے اطراف دمشق پر بکرات و مرات حملے کئے تھے، اسوجہ سے قطلغ تکین والی دمشق کی تحریک سے امراء اسلام میں پھر ایک جوش پیدا ہوا، چنانچہ ۵۰۶ھ میں امیر مودود والی موصل، نیرک والی سنجار، امیر آیاز بن ایلغازی اور قطلغ تکین والی دمشق نے متفقہ و متحدہ قوت سے عیسائیوں کے مقبوضات کی طرف بقصد جہاد قدم بڑھایا۔ فرات کو عبور کرکے بقصد تسخیر بیت المقدس کوچ کیا، بغدوین کو اسکی اطلاع ہوئی، جوسلین والی تل باشر بھی اسکے ہمراہ تھا، اردون میں

عیسائیوں نے پڑاؤ ڈالا، طبریہ کے قریب دونوں فریق نے صف آرائی کی، معرکہ کارزار گرم ہو گیا، عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، ایک گروہ کثیر کام آگیا، بہتیرے دریائے طبریہ اور نہر اردن میں ڈوب گئے، لشکر اسلام نے انکے کیمپ اور کسرتت کو لوٹ لیا۔

عیسائیوں کا ہزیمت یافتہ لشکر، طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جا ملا، اپنے غم کی بھری داستان اِنکو سنائی، امداد و اعانت کا خواستگار ہوا، انہوں نے نہایت جوش اور مسرت سے ہزیمت یافتہ عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متفق ہو کر بقصد جنگ واپس ہوئے جبل طبریہ کے دامن میں صف آرا ہوئے، عساکر اسلامیہ نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا، رسد غلہ کی آمد بند کر دی، چھبیس ۲۶ یوم تک محاصرہ ڈالے رہے مگر کوئی عیسائی سورما کھلے میدان جنگ کرنے کو نہ نکلا، عساکر اسلامیہ نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی مقبوضات میں عکا سے بیت المقدس تک غارتگری شروع کر دی، گانوں، قصبات اور شہر کو تاراج کیا، جو عیسائی برسر مقابلہ آیا، مار ڈالا، کسی عیسائی سردار کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ لشکر اسلام مظفر و منصور دمشق پہونچا، امیر مودود نے فوجیوں کو آرام و راحت لینے کی غرض سے انکے وطنوں کی طرف جانے کی اجازت دی اور بغرض جہاد، سال آئندہ واپسی کا حکم دیا۔ خود قطلغ تکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا، جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کو گیا تھا، جمعہ پڑھکر قطلغ تکیں کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوئے جوں ہی صحن مسجد میں آیا ایک باطنی نے ہونچکر چار زخم کاری لگائے جسکے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے پیام اجل کو لبیک کہکر سفر آخرت اختیار کیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا تھا، قطلغ تکیں نے اسی دن امیر مودود کے قصاص میں اس کو بھی قتل کر ڈالا۔

لہ مضمون مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل سے اخذ کیا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ لیڈن

سلطان محمد کو اس واقعہ فاجعہ کی اطلاع ہوئی، موصل اور اسکے صوبہ پر آقسنقر برسقی کو ۵۰۸ھ میں مامور کیا، اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم فوج کے ساتھ آقسنقر برسقی کے ہمراہ موصل روانہ فرمایا، عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا، بلاد اسلامیہ کے حکمرانوں کو آقسنقر کی اطاعت و امداد کی ہدایت و تاکید کی۔ آقسنقر برسقی کوچ و قیام کرتا ہوا موصل پہونچا، حسب فرمان شاہی ہر چہار طرف سے اسلامی فوجیں آکر مجتمع ہوگئیں، عماد الدین زنگی بن آقسنقر (پدر سلطان نور الدین محمود فاتح جزیرہ و شام) اور تمیر دالی سنجار بھی آگیا، آقسنقر برسقی نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کرکے جزیرہ ابن عمر کی طرف کوچ کیا، امیر مودود کے نائب نے اطاعت کی گردن جھکادی، شہر حوالہ کردیا، بعد ازاں آقسنقر برسقی ماردین پہونچا، ابو الغازی والی ماردین نے حسب ارشاد سلطان، اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو معہ فوج آقسنقر برسقی کے ہمراہ روانہ کی، آقسنقر برسقی نے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کرکے الرہا پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا، زمانہ محاصرہ میں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہوئی، رسد کی کمی کی وجہ سے آقسنقر برسقی کو محاصرہ اٹھا لینا پڑا، شمیشاط کی طرف چلا گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الرہا میں الرہا، سروج اور شمیشاط کے مضافات و اضلاع، لشکر اسلام کی غارتگری کے نذر ہوگئے، دیہات، قصبات اور شہر اجڑ گئے تھے۔ اسی اثناء میں کراسک عیسائی بادشاہ مرعش، کیسوم اور رعیان کا انتقال ہوگیا تھا، اسکی بیوہ، لشکر اور حکومت پر قابض ہوگئی تھی، برسقی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا، اطاعت فرمانبرداری کا اظہار کیا، برسقی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا، بیوہ کراسک نے برسقی کے سفیر کی عزت کی، ہدایا اور تحائف دیکر برسقی کی خدمت میں واپس کیا۔ اس واقعہ سے بہت عیسائی ترک وطن کرکے انطاکیہ چلے گئے۔

بعد اسکے برسقی نے ایاز بن ابوالغازی کو اس وجہ سے کہ ابوالغازی نے برسقی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی گرفتار کر لیا ابوالغازی کو اسکی اطلاع ہوگئی۔ فوجیں مرتب کر کے برسقی سے جنگ کرنے کو کوچ کر دیا، چنانچہ ابوالغازی اور برسقی سے معرکہ آرائی ہوئی، برسقی ہزیمت اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا، ابوالغازی نے اپنے بیٹے ایاز کو قید سے چھڑا لیا جیسا کہ تم ابوالغازی کے سلسلہ حکومت کے تذکرہ میں پڑھو گے۔

سلطان محمد نے ابوالغازی کو اس حرکت پر عتاب آمود خط لکھا، عواقب امور اور سطوت شاہی کی دھمکی دی، ابوالغازی بخوف سلطان، قطلغ تکین والی دمشق کے پاس چلا گیا۔ والی دمشق قطلغ تکین اور عیسائیاں امراء شام نے باہم ایک دوسروں کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں ابوالغازی نے دیار بکر کی طرف مراجعت کی۔ قرجان بن قراجہ والی حمص کو اسکی خبر لگ گئی، قضائے مبرم کی طرح ابوالغازی کے سر پر پہونچ گیا، ابوالغازی کے ہمراہی چندے آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے تھے، چند سوار اس کے رکاب میں باقی رہ گئے تھے، قرجان کو اس عزیمت میں کامیابی ہوئی، ابوالغازی کو گرفتار کر لیا۔ قطلغ تکین والی دمشق اس خبر سے آگاہ ہو کر معہ اپنے فوج کے دوڑ پڑا۔ قرجان کو ابوالغازی کی رہائی کا پیام بھیجا۔ قرجان نے انکاری جواب دیا اور یہ کہلا بھیجا، اگر قطلغ تکین اُلٹے پاؤں واپس نہ جائے گا تو میں ابوالغازی کو قتل کر ڈالوں گا۔ آئندہ جو کچھ ہونا ہو گا ہو گا قطلغ تکین نے دمشق کی جانب مراجعت کر دی۔

قرجان نے ان واقعات کی دربار شاہی میں اطلاع کر دی تھی اور حکم کا انتظار کر رہا تھا، اتفاق سے جواب آنے میں تاخیر ہوئی اس وجہ سے ابوالغازی سے قسم لیکر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت کے اپنے قبضہ میں کر کے رہا کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی قید سے رہا ہو کر حلب گیا اور ترکمانوں کو مجتمع کر کے قرجان کا محاصرہ کر لیا۔ اپنے بیٹے ایاز کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی لشکر آ گیا۔

ابوالغازی اور قطلغ تکین کی بغاوت، لشکر کی روانگی اور جہاد

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابوالغازی اور قطلغ تکین والی دمشق نے سلطان محمد کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی، سلطان محمد نے اسکا احساس کرکے ایک عظیم فوج جسکا سپہ سالار "امیر برسق" والی ہمدان تھا ابوالغازی، قطلغ تکین کو ہوش میں لانے اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کی، اس مہم میں امیر جیوش بک، امیر کشغرہ، موصل اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا، ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا، دریائے فرات کو "رقہ" کے قریب عبور کرکے "حلب" پہونچا۔ لولو، خادم والی حلب اور سپہ سالار لشکر حلب "شمس الخواص" سے حلب کو سپرد کرنے کا مطالبہ کیا، شاہی فرمان دکھلایا، لولو خادم اور شمس الخواص نے بظاہر حیلہ و حوالہ سے ٹالا اور خفیہ طور سے ابوالغازی اور قطلغ تکین کو یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ ابوالغازی اور قطلغ تکین دو ہزار سواروں کی جمعیت سے آگیا۔ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا، برسق نے شاہی افواج کو حماۃ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حماۃ "قطلغ تکین" کے دائرہ حکومت میں تھا، برسق نے بزور تیغ اسکو مفتوح کرکے حسب فرمان[1] سلطان قرجان والی حمص کو دیدیا۔ یہ امر امراء لشکر کو ناگوار گزرا۔

پس جب "حماۃ" قرجان کو دیدیا گیا تو ایاز ابن ابوالغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قرجان کے حوالہ کر دیا۔ ابوالغازی، قطلغ تکین اور شمس الخواص شاہی لشکر کے مقابلہ میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے انطاکیہ چلا گیا، بردویل والی انطاکیہ سے امداد طلب کی، اسی اثناء میں اتفاق سے بغدوین والی قدس شریف اور والی طرابلس وغیرہما عیسائی سلاطین بھی انطاکیہ میں آ گئے، لشکر اسلام سے جنگ کرنے کی بابت مشورہ ہوا۔ یہ

[1] سلطان محمد نے یہ حکم دیا تھا کہ اس مہم میں جتنے شہر مفتوح ہوں وہ سب قرجان کو دیئے جائیں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ

رائے قرار پائی "بالفعل مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے، قلعہ فامیہ میں چلکر قیام کیا جائے
جب موسم سرما آجائے اور لشکر اسلام بوجہ موسم سرما متفرق ہوجائے تو مسلمانوں پر حملہ کیا
جائے"، دو ماہ تک اس قرارداد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے، موسم سرما آگیا
لیکن اسلامی عساکر موسم سرما میں متفرق نہوا، اس سے عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا ہوگیا، اپنے
ارادوں اور تمناؤں کا خون کرکے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابو الغازی، ماردین کی
جانب اور قطلغ تکین، دمشق کی جانب واپس گیا۔ عساکر اسلامیہ نے کفرطاب (عیسائی
مقبوضات) کی طرف حرکت کی، پہونچتے ہی محاصرہ کرلیا، بزور تیغ قبضہ کرکے والی کفرطاب
کو گرفتار کرلیا باقی ماندہ عیسائی جنگ آوروں کو قتل کر ڈالا بعد اسکے قلعہ فامیہ پر حملہ آور
ہوا۔ اہل قلعہ نے دروازہ بند کرلیا، قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا
موقع نہ ملا، فامیہ سے بے نیل مرام معرہ کی طرف واپس ہوا، معرہ بھی عیسائیوں کے قبضہ
میں تھا جیوش بک عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہوکر مراغہ کی طرف گیا اور بزور تیغ اس پر
قبضہ کرلیا، بقیہ اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا آیا۔ حسب دستور کل اسباب اور خیموں کو
آگے روانہ کرایا تھوڑی سی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی، بقیہ فوج متفرق طور پر
بے خوف وخطر کوچ کررہی تھی، بردویل والی انطاکیہ، کفرطاب کے محاصرہ کی خبر سن کر پانچسو
سوار اور دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے کفرطاب کی امداد کو روانہ ہوگیا تھا۔ مسلمانوں کو
اسکی خبر نہ تھی، بردویل ہی کے لشکر کے قریب پڑاؤ کردیا، بردویل کو موقع مل گیا، فوراً
حملہ کردیا کل مال واسباب لوٹ لیا محافظوں اور غلاموں کو قتل کیا اور جیوں جیوں اسلامی
لشکر متفرق طور پر آتا گیا تہ تیغ کرتا گیا، انہیں واقعات کے اثناء میں "امیر برسق" بھی
آپہونچا، مسلمانوں کو خاک وخون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر بھرّا اٹھا شمشیر بکف ہوکر لڑنے پر تیار
ہوگیا، لیکن اپنے بھائیوں کے اصرار سے مجبور ہوکر معہ اپنے ہمراہیوں کے جنگ سے اعراض
کرکے کوچ کردیا، عیسائیوں نے ایک کوس تک تعاقب کیا، جب "امیر برسق" ہاتھ نہ آیا

تو واپس آئے، ہر چہار طرف سے مسلمانوں پر مار دھاڑ شروع کر دی اور بیگناہوں کو قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ ایاز بن ابو الغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ رنگ دیکھ ایاز کو قتل کر ڈالا، حلب اور دیگر بلاد اسلامیہ کے رہنے والے لشکر اسلام کا یہ حال سن کر بخوف جان و آبرو، ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے آئے، فتحیابی اور امداد سے ناامید ہو گئے، بقیہ عساکر اسلامیہ ہزیمت اٹھا کر اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گیا، برسق اور اسکا بھائی زنگی اپنی امیدوں اور تمناؤں کو اپنے اپنے سینوں میں لئے ہوئے ۵۱۰ھ میں ملک عدم کو روانہ ہو گئے۔

جیوش بک اور مسعود پر سلطان محمد کی موصل پر حکومت

ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان محمد نے موصل اور نیز ان شہروں کی حکومت ''امیر جیوش بک'' کو عنایت کی جو آقسنقر برسقی کے زیر حکومت تھے۔ اور اپنے بیٹے مسعود کو اس حکومت میں شریک کر کے ''امیر جیوش'' کے ہمراہ روانہ کیا۔ برسقی نے رحبہ میں قیام اختیار کیا، یہی اسکے مقبوضات میں تھا۔ تا آنکہ سلطان محمد نے وفات پائی۔

فارس پر جاولی سقاوا کی حکومت اور وفات

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جسوقت جاولی سقاوا، سلطان محمد کی خدمت میں باریاب ہوا، سلطان محمد اس سے راضی ہو گیا، اسکو ملک فارس کی سند حکومت عطا کی، اپنے بیٹے جعفری بک کو جس نے حال ہی میں رضاعت کا زمانہ پورا کیا تھا اسکے ہمراہ روانہ کیا اور یہ اقرار لیا کہ ملک فارس کی ہر طرح سے اصلاح کی جائیگی، مفسدوں اور باغیوں کی سرکوبی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔

جاولی سقاوا، سلطان سے رخصت ہو کر فارس کی طرف روانہ ہوا، امیر بلداجی کے مقبوضہ بلاد سے ہو کر گزرا، امیر بلداجی، سلطان ملک شاہ اول کے سربرآوردہ غلاموں سے تھا، کلیل، سرماۃ اور قلعہ اصطخر وغیرہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا جاولی سقاوا نے جعفری بک سے ملنے کی غرض سے بلداجی کو بلا بھیجا۔ جیوں ہی بلداجی، جعفری بک کی

خدمت میں حاضر ہوا جعفری بک جیسا کہ جاولی نے اسکو سکھا رکھا تھا بول اُٹھا "اسکو پکڑ لو"۔ جاولی سقاوا نے اسیوقت بلداجی کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب کو لوٹ لیا، بلداجی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ معہ اسکے اہل و عیال کے قلعہ اصطخر میں تھا، قلعہ اصطخر کی محافظت پر اسکا وزیر جہمی مامور تھا۔ بلداجی کی گرفتاری کو سُن کے باغی ہو گیا، بلداجی کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال کر بلداجی کے پاس بھیجدیا اور قلعہ پر خود مستولی ہو گیا، پس جب جاولی سقاوا نے ملک فارس پر تسلط حاصل کیا تو قلعہ اصطخر کو بھی جہمی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اپنے خزانہ اور ذخیروں کو اس میں رکھا۔

بعد اسکے جاولی سقاوا نے "حسین بن مبارز" امیر شوانکارہ اکراو والی نسا کو طلبی کا خط روانہ کیا، حسین نے جواباً لکھا "میں سلطان کا خادم ہوں، مجھے حاضری میں عذر نہیں ہے لیکن جو برتاؤ آپ نے امیر بلداجی کے ساتھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس خطرہ کے خیال سے میں حاضری سے معذور ہوں"، جاولی سقاوا نے اس مراسلہ کو دیکھکر واپسی کا حکم دیدیا قاصد نے واپس ہوکر حسین کو جاولی کی مراجعت سے مطلع کیا، حسین نے بیحد خوشی منائی، جاولی تھوڑی دور چلکر لوٹ پڑا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے حسین کے سر پر پہونچ گیا، حسین سے کچھ بنائے نہ بنی، بھاگ نکلا قلعہ عمدایج میں جاکر پناہ لی۔ جاولی نے اسکے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب پر قابض ہو گیا بعدہ شہر نسا کی طرف کوچ کیا، اہل نسا نے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے، شہر حوالہ کر دیا، جاولی نے نسا پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا، از انجملہ "جہرم" تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عمدایج پر جاکر محاصرہ کر لیا، مدتوں محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شیراز کی جانب مراجعت کر دی۔ چندے قیام کر کے کازرون پر یلغار کیا اور اسپر بھی بزور تیغ قبضہ کر کے امیر ابو سعید بن محمد کے قلعہ پر محاصرہ ڈالا۔ دو برس تک محاصرہ کئے رہا۔ اثنائے محاصرہ میں ابو سعید نے دو مرتبہ صلح کا پیام بھیجا۔

جاولی نے دونوں بار ابوسعید کے قاصدوں کو قتل کر ڈالا۔ محاصرہ میں شدت کی، ابوسعید نے امن کی درخواست کی قلعہ حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ پر قبضہ کرکے ابوسعید کو امن دیدی۔ اسکے چند دنوں کے بعد ابوسعید کو جاولی سے کشیدگی پیدا ہوئی، موقع پاکر بھاگ گیا، جاولی نے اسکے لڑکے کو گرفتار کر لیا، اتفاق یہ کہ ابوسعید بھی گرفتار کر لیا گیا، جاولی نے قتل کر ڈالا۔ اس مہم کو سر کرکے جاولی نے دارابجرد کی طرف قدم بڑھایا، ابراہیم والی دارابجرد میں مقاومت کی طاقت نہ تھی، ساتھ ہی اسکے مصالحت کا نتیجہ بھی کچھ اچھا نظر نہ آیا۔ شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بک بن قاردت بک والی کرمان کے پاس چلا گیا جاولی نے دارابجرد پر محاصرہ ڈالدیا۔ اہل دارابجرد، قلعہ نشین ہوگئے، جاولی کی دال نہ گلی، محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا اور کرمان کے راستہ سے دارابجرد کی طرف لوٹا، اہل دارابجرد نے یہ خیال کرکے کہ والی کرمان کی امدادی فوج آرہی ہے جاولی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا، پھر کیا تھا، قیامت برپا ہوگئی، قتل عام کا بازار گرم ہوگیا، مال و اسباب لوٹ لیا گیا، معدودے چند جانبر ہوئے۔ اس فتحیابی کے بعد جاولی نے کرمان کا قصد کیا، حسین سردار شوانکارہ اکراد کو کرمان پر یلغار کرنے کی غرض سے بلا بھیجا، حسین نے مخلصی کی کوئی صورت نہ دیکھی، مجبوراً بہ تعمیل حکم حاضر ہوگیا اور جاولی کے ساتھ کرمان گیا، جاولی نے والی کرمان کے پاس (قاضی ابوطاہر عبداللہ بن طاہر قاضی شیراز کی معرفت) یہ پیام بھیجا کہ شوانکارہ اکراد سلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو ورنہ میں تم پر حملہ کروں گا، والی کرمان نے جواب دیا "مجھے شوانکارہ اکراد کو واپس کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن چونکہ میں نے ان کو پناہ دی ہے لہذا میں انکی سفارش کرتا ہوں، انکو آپ کسی قسم کی تکلیف نہ دیجیے گا، جاولی نے والی کرمان کے قاصد کی بیحد عزت کی، جائزہ دیا، خلعت دی اور اسکو اسکے آقا والی کرمان کی طرف سے بدظن کرکے اپنا جاسوس بنا کر واپس کیا، والی کرمان کا قاصد واپس ہو کر لشکر کرمان کو جو

بسرکردگی وزیر والی کرمان، سیرجان میں ٹھہرا ہوا تھا ایسی دم پٹی دی کہ وزیر نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا، بات کی بات سیرجان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا، جاولی اسی وقت کا منتظر تھا فوراً اپنی فوج کو کرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا، اس سے والی کرمان کو قاصد کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی، گرفتار کر لیا، حالات دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ قاصد، جاولی سے مل گیا ہے، والی کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کے مال واسباب اور مکان کو لوٹ لیا، فوج کو تیاری کا حکم دیا، والی قلعہ (جسکا جاولی محاصرہ کئے ہوئے تھا) بھی والی کرمان سے آ ملا۔ چنانچہ والی کرمان چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جاولی کی جنگ پر روانہ ہوا۔ اور والی قلعہ کی رائے سے معمولی راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ کو اختیار کیا۔ جاولی کو اسکی خبر لگ گئی، ایک سردار کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا، اس سردار نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ پایا جاولی کے پاس آیا اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اسوجہ سے واپس گیا، جاولی مطمئن ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لشکر کرمان نے جاولی کے لشکر پر چھاپہ مارا (یہ واقعہ ماہ شوال ۵۰۸ھ کا ہے) جاولی ہزیمت اٹھا کر بھاگا، لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ بہتیرے گرفتار کر لئے گئے۔ اسی اثناء میں خسرو اور ابن ابی سعد جسکے باپ کو جاولی نے قتل کیا تھا آ گیا، جاولی انکو دیکھکر گھبرا گیا، ان دونوں نے جاولی کو تشفی دی اور بحفاظت تمام شہر نسا پر پہنچا دیا۔ اسکا بقیہ لشکر بھی جو کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا آ گیا، والی کرمان نے بھی جاولی کے قیدیوں کو رہا کر کے زاد سفر دیکر رخصت کر دیا، یہ بھی جاولی کے پاس آ گئے۔

جاولی، والی کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ جعفر بنی یک ابن سلطان محمد کا ماہ ذی الحجہ ۵۰۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ اسوقت اسکی عمر پانچ برس کی تھی۔ جاولی کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے، تمناؤں کا خون ہو گیا۔ والی کرمان سے بدلہ لینے کا جوش ٹھنڈا ہو گیا والی کرمان نے سلطان محمد کی خدمت میں عرضداشت بھیجی، جاولی کی دست درازی کی

شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاولی آیندہ جدال وقتال سے ممنوع کردیا جاے،
سلطان محمد نے جواب دیا "تمکو مناسب ہے کہ جاولی کو راضی کرو اور سرحدی قلعہ کو جسکا
اس نے محاصرہ کر رکھا ہے اسکو دیدو"، قاصد کے واپس آنے کے بعد ہی ربیع الاول
۵۱۰ھ میں اپنی تمناؤں کو اپنے سینہ میں لئے ہوئے جاولی چل بسا۔ والی کرمان کو اطمینان
حاصل ہوگیا واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

سلطان محمد کی وفات محمود کی تخت نشینی

آخری (۲۴) ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں سلطان محمد نے اپنی حکومت کے بارہویں برس سفر آخرت اختیار کیا، اپنی موت سے دس یوم پہلے اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولیعہدی کی وصیت کی اور کل کاروبار سلطنت کا اسکو سپرد کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پس جب سلطان محمد نے وفات پائی تو حسب وصیت سلطان محمد اسکا بیٹا محمود سریر آرائے حکومت ہوا۔ اسکے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اسوقت قریب بلوغ پہونچ گیا تھا۔

سلطان محمد، نہایت شجاع، عادل، خوش خلق تھا۔ فرقہ باطنیہ کے استیصال میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا جسکو تم فرقہ باطنیہ کے حالات میں پڑھ آئے ہو+

سلطان محمود نے سریر حکومت پر متمکن ہوکر قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابومنصور کو سپرد کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی، خطبہ میں نام داخل ہونیکی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصف محرم (تیرہویں محرم جمعہ کے دن) محمود کے نام کا خطبہ جامع

+ سلطان محمد کی ولادت اٹھارہویں شعبان ۴۷۴ھ میں ہوئی تھی سینتیس برس چار ماہ اور چھ دن کی عمر پائی، ماہ ذی الحجہ ۴۹۸ھ میں دعویدار سلطنت ہوا۔ جامع بغداد میں بارہا اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور موقوف کیا گیا اس کو بہت سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر جب اس کے بھائی سلطان برکیاروق نے وفات پائی تو زمام حکومت مستقل طور سے اسکے قبضہ میں آئی۔ بڑی شان و شوکت اور رعب داب والا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ لیدن

بغداد میں پڑھا گیا پولیس افسری بغداد پر طرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا۔ سلطان محمد نے اسکو اس عہدہ پر ۵۰۲ھ میں مامور کیا تھا۔

آقسنقر برسقی، رُجبہ میں رہتا تھا، سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو بطور جاگیر رجبہ عنایت کیا تھا، آقسنقر برسقی، رجبہ میں اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو بطور نائب مقرر کر کے قبل انتقال سلطان محمد، جاگیر بڑھانے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آرہا تھا۔ اثنار راہ میں یہ معلوم ہوا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اسکی اطلاع ہوئی، برسقی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برسقی، سلطان محمود کی خدمت میں باریاب ہوا، چونکہ امراء و اراکین سلطنت بہروز سے ناراض تھے اس وجہ سے عرض و معروض کر کے پولیس افسری بغداد پر برسقی کی تقرری اور بہروز کی معزولی کا حکم صادر کرا آیا۔ جوں ہی برسقی، دار الخلافت بغداد میں اپنی تقرری اور بہروز کی معزولی کا فرمان شاہی لئے ہوئے داخل ہوا۔ بہروز، بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا۔ بعد اس کے سلطان محمود نے پولیس افسری بغداد پر امیر عماد الدین منکبرس کو مامور کیا۔ امیر منکبرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازبک کو اپنا نائب بنا کر بغداد روانہ کیا۔ برسقی کو اسکی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، حسین کو ہزیمت ہوئی۔ مارا گیا۔ باقی ماندگان سلطان محمود کے پاس بھاگ آئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستظہر کے انتقال کے پہلے کا ہے۔

دُبیس بن صدقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جبکہ اسکا باپ صدقہ مارا گیا تھا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو، سلطان محمد نے اسکو جاگیریں دی تھیں اور بیحد عزت افزائی کی تھی اس نے حلہ پر اپنی طرف سے سعید ابن حمید عمری کو مقرر کر رکھا تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے معہ سلطان محمود حلہ چلا آیا، اس خبر کو سن کے عرب اور کردوں کا گروہ کثیر مجتمع ہو گیا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ نے ماہ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں وفات پائی اسکا بیٹا مسترشد باللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اسکا نام فضل تھا۔ ابو منصور کنیت تھی خلفاء عباسیہ کے سلسلہ میں ہم اسکو تحریر کر آئے ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اسکا اتابک جیوش بک اسکے ساتھ تھا۔ پس جب سلطان محمد کی وفات کی خبر ملک مسعود کو پہونچی تو ملک مسعود نے موصل سے بقصد حلہ کوچ کر دیا۔ اتابک جیوش بک، وزیر السلطنت فخر الملک ابو علی بن عمار (والی طرابلس) قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر والی سنجار۔ ابو الہیجا والی اربل اور کردادی بن خراسان ترکمانی والی بوازیج وغیرہم معہ اپنی فوجوں رکاب میں تھے۔ دُبَیس نے ان لوگوں کی مدافعت کی کمر باندھی، مجبور ہو کر دار الخلافت کی جانب واپس ہوئے، برسقی افسر پولیس بغداد خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور دار الخلافت بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ رنگ دیکھکر جیوش بک کو برسقی کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ "ہم لوگ تم سے لڑنے کو نہیں آئے بلکہ بمقابلہ دبیس والی حلہ۔ تم سے امداد و اعانت طلب کرنے کو آئے ہیں، آؤ! ہم اور تم ملکر دُبَیس پر حملہ کریں"، برسقی اس پیام سے راضی ہو گیا، باہم عہد و پیمان ہوا۔ چنانچہ ملک مسعود، بغداد میں پہونچکر دار المملکت میں قیام کیا۔

برسقی نے امیر سنکبرس کے بیٹے حسین کو ہزیمت دیکر مار ڈالا تھا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو چنانچہ امیر سنکبرس، فوجیں مرتب کرکے برسقی کی گوشمالی کو بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب اسکو اس امر کی اطلاع ہوئی کہ ملک مسعود، بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی جانب سے دجلہ کو عبور کرکے دُبَیس کے پاس پہونچا۔ امداد کی درخواست کی امیر سنکبرس کی آمد اور واپسی کی خبر ملک مسعود کو ہوئی۔ لڑائی کا جھنڈا لیکر خروج

کر دیا، جیوش بک، برسقی وغیرہ امراء رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مداین پہونچا۔ امیر منکبرس اور دُبیس کی فوج کی کثرت نے کمر ہمت توڑ دی۔ آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی بلاجدال و قتال واپس ہوا۔ نہر صرصر کو عبور کر کے چاروں طرف غارتگری شروع کر دی خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برسقی کو انکی زیادتیوں اور لوٹ مار کی شکایت لکھ بھیجی اور باہم مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس اثناء میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ امیر منکبرس اور دُبیس نے منصور برادر دُبیس اور امیر حسین بن ازبک کی سرکردگی میں ایک عظیم لشکر دار الخلافت بغداد کی حمایت کو روانہ کیا ہے، برسقی یہ سنتے ہی اپنے لڑکے عزالدین مسعود کو اپنے لشکر پر بطور نائب مقرر کر کے بوقت شب بغداد کی جانب لوٹ پڑا اپس[1]..... مڈبھیڑ ہو گئی اور لشکر منکبرس کو عبور کرنے سے روک دیا۔ دو دن تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرا رہا۔ تیسرے دن عزالدین مسعود کا خط پہونچا۔ لکھا تھا کہ دو فریقین (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی ہے،، اس خبر سے برسقی کا سارا نشہ اوتر گیا، ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ بادل ناخواستہ جانب غربی سے عبور کر گیا، اسکے بعد ہی منصور اور حسین بھی اپنا لشکر لئے ہوئے بغداد میں داخل ہو گیا جامع مسجد سلطانی کے قریب قیام کیا، برسقی کا خیمہ قنطرہ قبلیہ (عتیقہ) پر نصب کیا گیا، مسعود اور جیوش بک نے بیمارستان کے قریب قیام کیا، دُبیس اور منکبرس، رقہ کے نیچے فروکش ہوا، عزالدین مسعود بن برسقی نے اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام اختیار کیا سبب صلح یہ ہوا کہ جیوش بک نے سلطان محمود کی خدمت میں عریضہ بھیجا تھا کہ میری جاگیر اور نیز ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذربائیجان کو ان دونوں کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا بعد اسکے یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ یہ دونوں (جیوش بک اور ملک مسعود) بغداد کی جانب جا رہے ہیں اس سے سلطان محمود کو ان

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

دونوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہوا۔ شاہی فوجوں کو موصل کی جانب بڑھنے کا حکم دیدیا جیوش بک کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط میں لیکر آیا تھا یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا، منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیجدیا اور سلطان سے اسکی اور نیز ملک مسعود کی صفائی کرا دینے کا ذمہ دار ہو گیا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی۔ پھر دونوں بھائیوں کو یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ مبادا برسقی، صلح میں رخنہ انداز ہو اسوجہ سے دونوں نے اتفاق کر کے برسقی کو لشکر اور دار الخلافت بغداد سے علیحدہ کر دیا۔ امیر منکبرس، پولیس افسر بغداد مقرر ہوا۔

چونکہ امیر منکبرس، ملک مسعود کی ماں سے جسکا نام سرجہان تھا عقد کر لیا تھا اس وجہ سے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورہ سے ملک مسعود کل کام انجام دیتا تھا۔

امیر منکبرس نے پولیس افسری بغداد پر مقرر ہونے کے بعد رعایا کے مال و عزت پر دست درازی شروع کر دی ظلم و تعدی کی کوئی حد باقی نہ رہ گئی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہونچی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس حیلہ و حوالے سے ٹالتا رہا۔ بالآخر منکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد کو چھوڑ دیا واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

ملک طغرل کی سلطان محمود سے بغاوت

ملک طغرل بن سلطان محمد بوقت وفات اپنے باپ، قلعہ سرجہان میں مقیم تھا۔ ۵۰۴ھ میں اسکے باپ نے ساوہ، آوہ اور زنجان جاگیر میں دیا تھا اور امیر شیرگیر کو اسکا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا۔ امیر شیرگیر وہی ہے جس نے قلعات مملوکہ اسماعیلیہ کا محاصرہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ ملک طغرل کی عمر اسوقت دس برس کی تھی سلطان محمود نے سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کسعدی (کنتغدی) کو اپنے بھائی (ملک طغرل) کا اتابک اور اس کی

حکومت کا مدبر اور منتظم مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جسقدر جلد ممکن ہو ملک طغرل کو شاہی دربار میں لے آئے، چونکہ امیر کسعدی کا دل سلطان محمود کی طرف سے صاف نہ تھا پہونچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر ابھار دیا اور شاہی دربار میں حاضری سے روک دیا یہ خبر سلطان محمود تک پہونچی۔ سلطان محمود نے تالیف قلوب کے خیال سے خلعت، تحائف[1] اور تیس ہزار دینار سرخ نقد روانہ کیا اور جاگیروں کے دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس پر بھی ملک طغرل کا دل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر مائل نہ ہوا، امیر کسعدی نے جواب میں عریضہ بھیجدیا کہ "ہم لوگ شاہی اطاعت کا غاشیہ اپنے گردن پر رکھے ہیں، جس طرف موکب ہمایوں کا قصد ہو گا بسر و چشم اس طرف چلنے کو حاضر ہیں" سلطان محمود تاڑ گیا کہ اسمیں کچھ راز ہے۔ کسی سے اپنے ارادہ کو ظاہر نہ کیا۔ فوجیں[2] لیکر اپنے بھائی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شہران[3] کی جانب روانہ ہو گیا جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب تھا۔ شدہ شدہ اسکی خبر طغرل اور امیر کسعدی تک پہونچ گئی۔ دونوں نے پوشیدہ طور سے فوج لیکر شہران کو بچانے کے لئے کوچ کیا، لیکن راستہ بھول گئے بجائے قلعہ شہران کے قلعہ سرجہان پہونچ گئے۔ اور سلطان محمود نے قلعہ شہران میں پہونچکر جسقدر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا لے لیا اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جنکو سلطان محمود نے تحائف و خلعت کے ساتھ ملک طغرل کو بھیجے تھے۔ سلطان محمود چند دنوں زنجان میں قیام کر کے رے چلا آیا۔ ملک طغرل اور امیر کسعدی نے قلعہ سرجہان سے گنجہ میں جا کر قیام کیا۔ رفتہ رفتہ اسکے ہوا خواہ اور ہمراہی اسکے پاس آ گئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کی کشیدگی اور

[1] یہ تحائف اور خلعت شرف الدین انوشیرواں لیکر گیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ لیدن۔

[2] ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہوا تھا۔ ایضاً منہ

[3] تاریخ کامل میں بجائے شہران، سمیرن اور نوٹ میں شمیران لکھا ہے۔ ایضاً منہ

منافرت بڑھ گئی۔

جنگ وصلح مابین سلطان محمود و ملک سنجر

جسوقت سلطان محمد کی خبر وفات اسکے بھائی ملک سنجر کو خراسان میں پہونچی اس قدر رنج وغم کا اظہار کیا کہ بیان سے باہر ہے۔ عزاداری کو زمین پر بیٹھا، سات روز تک شہر اور بازار کو بند رکھا۔ پھر جب اپنے برادرزادہ کے سریر آرا ہونیکی خبر سنی تو بگڑ گیا۔ بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا۔ بجائے اپنے بھائی کے حکومت وسلطنت کا دعویدار ہوا

۵۰۸ھ میں ملک سنجر نے غزنی پر فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ مفتوح کیا تھا۔ بعد فتح غزنی، ملک سنجر کو یہ خبر لگی کہ وزیر السلطنت ابو جعفر محمد بن فخر الملک ابوالمظفر بن نظام الملک نے والی غزنی سے ملک سنجر کو قصد غزنی سے باز رکھنے اور مصالحت کرا دینے کے لئے رشوت لی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے ماوراء النہر میں بھی کیا ہے۔ علاوہ اسکے بہت سا مال واسباب اہل غزنی سے بجبر حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کئے ہیں اور امراء وارکین دولت کی اہانت اور توہین کی ہے اسی قسم کی اور بھی شکائتیں گوش گذار ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک سنجر نے بلخ میں واپس آکر وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اسکے مال واسباب کو ضبط کر لیا۔ اسکے خزانہ میں مال واسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کرور نقد موجود تھا۔

ابو جعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت شہاب الاسلام عبدالرزاق برادر زادہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیہ کو سپرد کیا گیا لیکن یہ اُس پایہ کا نہ تھا اور نہ اسمیں مقتول وزیر کی طرح چلت پھرت تھی۔ چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کی خبر ملی اور بدعویداری سلطنت اپنے بھتیجہ سلطان محمود پر خروج کرنے کا قصد کیا تو سابق وزیر کے قتل پر اسکو پچھتانا پڑا

سلطان محمود نے ملک سنجر کے قصد سے مطلع ہو کر شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغرک کو تحائف، ہدایا دیکر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی "میں آپکا چھوٹا ہوں، دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کرونگا اور مازندران بھی میں آپکو دیتا ہوں آپ مجھ پر فوج کشی کی زحمت نہ اُٹھائے،، ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا،، یہ نہیں ہو گا میرا بھتیجہ محمود ابھی بچہ ہے۔ اسکا وزیر اور اسکا حاجب" علی ابن عمر" اس پر قابو یافتہ ہو گیا ہے سوائے فوج کشی کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے" شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ بے نیل مرام واپس آئے۔

ملک سنجر نے بقصد جنگ سلطان محمود فوجیں مرتب کیں امیر انز کو مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پاکر مدافعت پر کمر باندھی اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اسکے باپ کا بھی حاجب رہا ہے فوجیں دیکر روک ٹوک کی غرض سے روانہ کیا۔ جسوقت علی ابن عمر، امیر انز کے لشکر کے قریب پہونچا (امیر انز اسوقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھا) کہلا بھیجا،، امیر انز! تم کو شرم نہیں آتی، کیا تم کو مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے، کیا تم کو یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے؟ اور وہ اپنے بھتیجہ سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ زحمتیں اٹھا رہا ہے، ہوش کے ناخن لو، وہ سلطنت و حکومت کا دعویدار ہو کر آیا ہے، بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے دست کش ہو جاؤ،،۔ امیر انز اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے مراجعت کر دی، اتفاق سے سلطان محمود کے لشکر کا ایک دستہ امیر انز کے لشکر پر پہونچ گیا تھا اور اس سے اُس نے کچھ حاصل کر لیا تھا۔ قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب، سلطان محمود کی خدمت میں رے واپس آیا سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے تشکر و امتنان کا اظہار کیا۔ اور چند دنوں رے میں قیام کر کے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں بسر کردگی امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ برادر دُبیس وغیرہ امراء،

آگئیں۔ تب سلطان محمود نے ہمدان کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ ہمدان میں پہونچکر اس کا وزیر السلطنت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ربیب انتقال کر گیا ابو طالب سمیری کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

ملک سنجر نے امیر انز کے شکست کے بعد بیس ہزار فوج، اٹھارہ زنجیر فیل کے ساتھ اپنے بھتیجہ سے جنگ کرنے کو کوچ کیا امرار کبار میں سے امیر ابو الفضل والی سجستان کا لڑکا، خوارزم شاہ محمد، امیر انز، امیر قماج اور علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد ہمراہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف، سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امرا سے تھا۔ سلطان محمود نے اسکو بلا بھیجا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد ملک سنجر نے علاء الدولہ کو ملانے کی کوشش کی طلبی کا خط لکھا، اسوجہ سے علاء الدولہ نے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی، سلطان محمود نے اسکی جاگیر اور مقبوضہ شہر کو امیر قراجہ ساقی کو دیدیا۔ علاء الدولہ، ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔

قریب ساوا، تیرہویں جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی سلطان محمود کی فوج نے اس دریا پر پہونچتے ہی قبضہ کر لیا جو ساوہ اور خراسان کے درمیان میں تھا۔ سلطان محمود کے رکاب میں تیس ہزار فوج تھی۔ امرار کبار میں سے حاجب علی بن عمر، امیر منکبرس، اتابک غز علی، امیر برسق کے لڑکے، اقسنقر بخاری اور قراجہ ساقی تھا۔ سات سو اونٹ آلات حرب تھے۔ جوں ہی دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ فوجیں میمنہ، میسرہ ہوئیں۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئیں۔ لیکن ملک سنجر قلب لشکر کو لئے ہوئے ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملہ پر حملہ کر رہا تھا۔ ملک سنجر نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر اپنے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سنجر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ کل کالی بھجنگ پہاڑیاں جو تعداد

۱۔ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

میں اٹھارہ تھیں دفعتہً حرکت میں آگئیں سلطان محمود کا لشکر بھاگ نکلا۔ اتابک غزغلی گرفتار ہو گیا، اتابک غزغلی، ملک سنجر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھتیجہ کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دونگا جسوقت اتابک غزغلی ملک سنجر کے روبرو پیش ہوا، ملک سنجر نے اس وعدہ پر جو وہ کیا کرتا تھا سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اتابک غزغلی نے معذرت کی۔ ایک بھی نہ سنی سرہنگ کو حکم دیدیا سر اوتار لیا۔ سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے خیمہ میں قیام کیا۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر مبارکباد دی، ہزیمت یافتہ گروہ کو بھی بلا بھیجا۔ دبیس ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی بارگاہ میں اس فتح کی خبر دی ملک سنجر کے نام کو خطبہ میں داخل کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ جمادی الاولی سنہ مذکور کے آخری جمعہ میں ملک سنجر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ +

فتحیابی کے بعد ملک سنجر ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی قلت اور سلطان محمود کی فوج کی کثرت کو محسوس کر کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ، سلطان محمود کی دادی، ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے کو روکتی تھی یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا ہزیمت کے بعد تعاقب اور پائمالی کا قصد نہیں کیا۔ اور اسی کی ہدایت اور نیز تعمیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیام دیا۔

برسقی، ملک مسعود کے پاس آذربائجان میں اسوقت سے تھا جبکہ یہ بغداد سے

ؔ اتابک غزغلی ظالم اور سفاک تھا اہل ہمدان پر بیحد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو مار کے موت دیکر اہل ہمدان کو اسکی ظالمانہ حرکات سے نجات دیدی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ لیدن

ؔ انتیسویں تاریخ تھی ایضاً منہ ایضاً منہ

+ سلطان محمود، ہزیمت کے بعد معہ وزیر السلطنت ابوطالب سمیری، علی ابن عمر حاجب اور قراجہ ساقی، اصفہان میں جا کر قیام کیا ایضاً منہ ایضاً

نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد، ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے ملک سنجر کی خدمت میں چلا آیا۔

بعد اسکے ملک سنجر، ہمدان سے کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیام لیکر سلطان محمود کے پاس گیا تھا واپس آیا سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ عنان حکومت آپ اپنے قبضہ اقتدار میں رکھے لیکن اپنے بعد مجھے اپنا ولیعہد مقرر فرمائے، ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دونوں نے اس شرط پر قسمیں کھائیں مصالحت ہو گئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحایف لیکر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اسکے تحایف اور ہدایا کو قبول کیا پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجہ کو دیئے ایک گشتی حکم اپنی ممالک محروسہ کے حکمرانوں کے پاس بھیجدیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جاوے اور میرے بعد یہی تاج وتخت کا وارث و مالک سمجھا جاوے۔ اسی مضمون کی درخواست دارالخلافت بغداد میں بھی بھیجدی سوائے رے کے کل شہروں کو جس پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت کی گردن جھکا دی۔

قتل امیر منکبرس امیر منکبرس، سلطان محمود کی ہزیمت کے بعد، بغداد کی طرف لوٹا تھا۔ لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے قریب پہونچا، دُبیس بن صدقہ نے ایک فوج بھیجدی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہونے دیا۔ اپنا سا منہ لیکر واپس ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت ہو گئی تھی، بادل ناخواستہ ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کو حوالہ کر دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے استبداد اور بلا اجازت بغداد جانے کی وجہ سے ناراض تھا اسوجہ سے قتل کر ڈالا۔

قتل علی ابن عمر حاجب حاجب علی ابن عمر کی قدر ومنزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں اس درجہ بڑھی کہ امراء و اراکین دولت رشک وحسد کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ لگانے

بھانے والے لگانے بجھانے لگے۔ اس سے سلطان محمود کے آئینہ دل میں غبار آگیا۔ قتل کی فکر کرنے لگا کسی ذریعہ سے علی ابن عمر کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک روز خفیہ طور سے بھاگ نکلا۔ قلعہ برجین میں جاکر پناہ لی جہاں پر اس کا مال واسباب تھا اور اہل وعیال رہتے تھے۔ لیکن اسکو یہاں بھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہوا۔ بخوف جان خوزستان روانہ ہوگیا ہدو بن زنگی، اقبوری بن برسق اور اسکا برادر زادہ ارغلی بن یلبکی خوزستان پر حکمرانی کررہا تھا۔ ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی خبر پاکر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کی غرض سے چند دستہ فوج روانہ کیا۔ قریب تشتر مڈبھیڑ ہوئی۔ علی ابن عمر کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی۔ گرفتار کرلیا گیا۔ پابہ زنجیر خوزستان لایا گیا۔ حکمرانان خوزستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطان نے قتل کا حکم دیدیا چنانچہ ان لوگوں نے اسکو قتل کرکے حسب حکم شاہی سراو تارکر دربارشاہی میں بھیجدیا۔

بعد اسکے ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو پولیس افسری بغداد پر واپس جانے کا حکم دیا چنانچہ مجاہد الدین بہروز دارالخلافت بغداد واپس گیا اور دبیس بن صدقہ کا نائب معزول کردیا گیا۔

علی بن سکمان کی بصرہ پر حکومت خودسری

سلطان محمد نے امیر آقسنقر بخاری کو حکومت بصرہ پر مامور کیا تھا امیر آقسنقر نے اپنی جانب سے سنقر شامی کو متعین کیا۔ سنقر شامی نہایت رحم دل اور نیک سیرت تھا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد غزغلی سردار ترکان اسمٰعیلیہ جو دو برس سے لوگوں کو حج کرانے جاتا تھا اور سنقر الب نے سنقر شامی کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اور بصرہ پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔ سنقر الب نے سنقر شامی کے قتل کا ارادہ کیا، غزغلی نے روکا۔ سنقر الب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ اور سنقر شامی کو قتل کرڈالا۔ عوام میں تھوڑی سی شورش پیدا ہوئی۔ غزغلی نے امن وسکون کی منادی کرادی۔ خاموش ہوگئے۔

ان دنوں بصرہ میں ایک اور امیر رہتا تھا، جسکا نام علی بن سکمان تھا۔ اس سال یہی امیر حج ہوکر اہل بصرہ کو حج کرانے گیا تھا۔ اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا۔ غز غلی کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا بعد واپسی حج، علی بن سکمان، سنقر الب کے خون کا بدلہ مجھ سے لے، اس وجہ سے غز غلی نے بدویان عرب کو ابھار دیا چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر چھاپا مارا، علی بن سکمان نے انکی مدافعت پر کمر باندھی، جنگ شروع ہوگئی۔ لڑتا بھڑتا قریب بصرہ پہونچا بدویان عرب متواتر حملہ کر رہے تھے۔ غز غلی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ علی بن سکمان، اُن دیہاتوں کی طرف چلا جو نشیبی دجلہ میں تھے اور جب وہاں پہونچ گیا تو بدویان عرب پر دفعۃً حملہ کر دیا۔ بدویان عرب کے پاؤں اکھڑ گئے ہزیمت اٹھا کر بھاگے، غز غلی نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو مرتب کرکے میدان کا راستہ لیا۔ دونوں فریق میں لڑائی ہونے لگی۔ اتفاق سے غز غلی کو ایک پتھر آ لگا۔ جس کے صدمہ سے جانبر نہ ہوا۔ مر گیا، علی بن سکمان فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

علی بن سکمان نے قبضہ بصرہ کے بعد آقسنقر بخاری والی عمان کے عمّال کو بشرط اطاعت انکے عہدوں پر بحال و برقرار رکھا، اور آقسنقر بخاری کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ حکومت بصرہ کی درخواست کی اسوقت آقسنقر بخاری سلطان محمود کے بارگاہ میں تھا، انکاری جواب دیا۔ علی ابن سکمان نے حکومت خودسری کا اعلان کرکے آقسنقر کے عمّال کو نکال دیا۔ تا آنکہ سلطان محمود نے آقسنقر بخاری کو ۵۱۴ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی بن سکمان سے قبضہ لے لیا۔

تفلیس پر کرج کا قبضہ ایک زمانہ دراز سے کرج۔ آذربایجان اور بلاد اران کو اپنی غارتگری کا جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کرج اور خزر ایک ہی گروہ کو کہتے ہیں لیکن صحیح وہ ہے جو ہم اوپر انساب عالم کے سلسلہ میں بیان کر آئے ہیں، اس میں کچھ

شک نہیں ہے کہ خزر[1] اور ترکمان ایک ہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کرج انکے بعض شعوب سے ہوں قصہ مختصر جسوقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت مستقل ہوگئی۔ اسوقت کرج، غارتگری سے رک گئے اور بلاد اسلامیہ جو انکے قرب وجوار میں تھے انکے شر و فساد سے محفوظ ہوگئے سلطان محمد کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکلے بلاد اسلامیہ پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا، ایسے اور نیز قفچاق کے سرایا[2] بلاد اسلامیہ کو پامال کرنے لگے۔ بلاد اران اور نفجوان، آرس تک جسکی سرحد کرج کے ملک سے ملتی تھی ملک طغرل کے قبضہ میں تھا۔ اور یہی کرج کی غارتگری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ ملک تھا انکی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سرحدی حکمرانان اسلام نے کرج اور قفچاق کا یہ رنگ و ڈھنگ دیکھ کر باہم خط و کتابت کرکے فوجیں جمع کیں، دبیس بن صدقہ کے پاس مجتمع ہوئے۔ ملک طغرل، اتابک کنتغدی اور ابو الغازی بن ارتق بھی اپنی فوج لیکر آیا ہوا تھا۔ تیس ہزار کی جمعیت سے کرج اور قفچاق کی طرف لشکر اسلام بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں اضطراب پیدا ہوگیا جس سے اسکو ہزیمت[3] ہوئی۔ گروہ کثیر میدان جنگ میں

---

[1] صحیح یہ ہے کہ ارمن، کرج کی ایک شاخ ہے خزر، ترکوں میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن اب یہ سب بوجہ مجاورت و قرب ممالک روم میں مل جل گئے، خط نسخ عطار

[2] سرایا، سریہ کی جمع ہے۔ سریہ اُس فوج کو کہتے ہیں جو شبخون (یعنی رات میں چھاپا) مارا کرتی ہے

[3] یہ لڑائی تفلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی صف آرائی کے بعد قفچاق کے دو سو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے۔ لشکر اسلام نے یہ خیال کرکے کہ امن حاصل کرکے آرہے ہیں کچھ تعرض نہ کیا۔ تا آنکہ لشکر اسلام میں داخل ہوگئے اور تیر بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفوف درہم برہم ہوگئیں۔ چند لوگ یہ خیال کرکے کہ لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی، بھاگے۔ ان معدودے چند کا بھاگنا تھا کہ ایک نے دوسرے کی بھاگنے میں اتباع کی سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگ نکلا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ لیدن۔

کام آگیا، بیس میل تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے۔ بعد اسکے واپس ہوکر شہر تفلیس[1] پر محاصرہ ڈالا، ایک برس تک محاصرہ کئے رہے۔ ۵۱۵ھ میں بزور تیغ شہر میں گھس پڑے قتل و غارتگری کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ۵۱۶ھ میں اہل تفلیس کا ایک وفد، کرج کے مظالم کی داستان عرض کرنے کو سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان باریاب ہوا، سلطان محمود نے انکی حمایت پر کمر باندھی، شہر تبریز میں پہونچکر قیام کیا، کرج کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، اسکا نتیجہ ہم آئندہ بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک مسعود اپنے باپ سلطان محمد کی وفات کے وقت عراق میں تھا۔

جنگ سلطان محمود و ملک مسعود دونوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ہونے، ملک مسعود کا موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذربائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

قسیم الدولہ برسقی، پولیس افسری بغداد سے علیحدہ ہوکر، ملک مسعود کے دربار میں باریاب ہوا، ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اسکی جاگیر (رحبہ) پر اضافہ فرمایا۔ دبیس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا جیوش بک (ملک مسعود کا اتابک) کو لکھنا شروع کیا کہ قسیم الدولہ برسقی سلطان محمود سے سازش رکھتا ہے، جس طرح ممکن ہو اسکو جلد تر گرفتار کرلو، میں تمکو بیحد مال و زر دونگا۔ ساتھ ہی اسکے یہ تحریک بھی پیش کردی کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعوی کردو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کو تیار ہوں، ان افعال سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا پڑ جائے۔ لڑائی کا نیزہ گڑ جائے تاکہ اسکی قدر و منزلت بڑھ جائے جیسا کہ زمانہ مناقشہ برکیاروق اور سلطان محمد میں اسکے باپ صدقہ کا جاہ و جلال بڑھا تھا۔

---

[1] شہر تفلیس، جس زمانہ سے مفتوح ہوا تھا مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ کرج نے اس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا اور اسکو اپنا دارالحکومت بنایا۔ خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ ۴۹ مطبوعہ مصر

کسی ذریعہ سے اس لگانے بجھانے کی خبر قسیم الدولہ برسقی کو ہوگئی، بخوف گرفتاری، سلطان محمود کے پاس چلا گیا، سلطان محمود نے عزت واحترام سے ٹھہرایا، قدر افزائی کی۔

بعد اسکے استاد ابو اسماعیل حسین بن علی اصفہانی طغرائی، ملک مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا استاد ابو اسماعیل کا لڑکا (ابوالولید محمد بن ابو اسماعیل) ملک مسعود کا طغرا نویس تھا اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر السلطنت ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے استاد ابو اسماعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ کا ہے۔

استاد ابو اسماعیل نے دُبیس کی تحریک کی تائید شروع کی، حکومت وسلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ایک قلیل مدت میں ملک مسعود کو اسکے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر اُبھار دیا، سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی، لکھ بھیجا "اگر تم میری اطاعت اور فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دونگا، تمہارے مناصب بڑھاؤں گا، تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا، اور اگر کسی کے کہنے سننے سے سرتابی کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے"، ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رینگی، خوشامدیوں نے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا، بخوفنہ نوبت بجنے لگی۔ ان ناعاقبت اندیشوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کی کمی لشکر کو احساس کر کے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا، چنانچہ پندرہ ہزار فوج لیکر مسعود اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا، بمقام عقبہ استراباد پندرہویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش پر قسیم الدولہ برسقی تھا۔ صبح سے شام تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی، بالآخر قسیم الدولہ برسقی نے ملک مسعود کے لشکر کو ہزیمت دی، ایک گروہ

۱؎ استاد ابو اسماعیل لامیۃ العجم کا مصنف ہے لامیۃ العجم بڑے پایہ کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور امثال سے مملو ہے، عمدہ ترین قصائد میں شمار کیا جاتا ہے۔

سرداران لشکر کا گرفتار کر لیا گیا۔ از انجملہ استاد ابو اسماعیل وزیر السلطنت تھا۔ پابہ زنجیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اسکی بد اعتقادی اور الحاد مجھ پر ثابت ہوگئی ہے، اسکو بار حیات سے سبکدوش کردو۔ چنانچہ اپنی وزارت کے ایک سال کے بعد قتل کر ڈالا گیا۔

استاد ابو اسماعیل اعلیٰ درجہ کا منشی اور شاعر تھا، کیمیا کا بیحد شایق تھا۔ اس فن میں اسکی بہت سی مصنفہ کتابیں ہیں (جو ضائع ہوگئیں)

ملک مسعود، ہزیمت کے بعد ایک پہاڑ پر چلا گیا جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہیں روپوش ہوگیا، کل فوج اور سرداران لشکر تو منتشر و متفرق ہوگئے چھوٹے چھوٹے چند چھوکرے ہمراہ تھے، اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صلح اور امن کا پیام بھیجا، سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو امان نامہ دیکر ملک مسعود کو حاضر لانے کے لئے ملک مسعود کے پاس بھیجا، آقسنقر برسقی پہونچنے نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پردازوں اور مفسد امرا پہونچ گئے اور یہ سمجھایا کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس نہ جاے بلکہ موصل یا آذربائیجان میں قیام فرمائے، دُبَیس بن صدقہ سے خط و کتابت کر کے فوجیں فراہم کیجئے اور خم ٹھونک کر میدان جنگ میں جاے سلطنت و حکومت کا پھر دعویٰ کیجئے، ملک مسعود اس خطرہ میں آگیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوگیا، بعد اسکے آقسنقر برسقی پہونچا، ملک مسعود کو نہ پایا، سُراغ لگاتا ہوا چلا، ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا سلطان محمود کے خیالات سے آگاہ کیا، امان نامہ دکھلایا، ہر طرح سے تشفی و تسلی دی چنانچہ ملک مسعود اپنا عزم فسخ کر کے آقسنقر برسقی کے ہمراہ سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا، سلطان محمود کے حکم سے سرداران لشکر نے استقبال کیا سلطان محمود نہایت مہربانی سے پیش آیا، اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا۔ معانقہ کیا، گذشتہ واقعات پر رویا اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ مکارم اخلاق

تھے۔ ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذربائیجان اور بلاد موصل میں ۱۸ دن پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

جیوش بک، معرکہ سے فرار کر کے موصل پہونچا، قرب و جوار موصل سے رسد و غلہ جمع کیا، فوجیں فراہم کیں جب اسکو یہ خبر لگی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی۔ اور سلطان محمود نہایت الطاف و مہربانی سے پیش آیا تو یہ خیال کر کے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا، شکار کھیلنے کے بہانہ سے زاب کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان باریاب ہوا۔ سلطان محمود نے اسکو امن دی، حُسن اخلاق سے پیش آیا۔

اس ہزیمت کی خبر دُبیس کو عراق میں پہونچی، لوٹ مار شروع کر دی، افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنے لگا دیہات، قصبات اور شہروں کو ویران کر دیا، سلطان محمود نے اُن افعال سے باز رہنے کو لکھا لیکن دُبیس نے سماعت نہ کی۔

موصل اور واسط پر آقسنقر برسقی کی گورنری اور عراق کی پولیس افسری

جیوش بک کو سلطان محمود نے اپنے دربار میں باریاب ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور اتابک کنتغدی کی طرف فوجیں لیکر روانہ کیا چنانچہ جیوش بک گنجہ کی طرف روانہ ہوا اور موصل بلا کسی حکمراں کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات کئے تھے، فنون جنگ سے بھی پوری پوری واقفیت رکھتا تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا، اور اسکے بھائی ملک مسعود کو ہزیمت کے بعد سمجھا بوجھا کر واپس لایا تھا اسوجہ سے سلطان محمود پر اسکا ایک خاص اثر تھا اور اسکی قدر افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ پس موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برسقی کو اسکی سند حکومت عطا کی سنجار اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ ۵۱۵ھ میں آقسنقر موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے کل سرداران لشکر

اور گورنران ممالک محروسہ کے نام آقسنقر برسقی کی اطاعت، عیسائیوں سے جنگ کرنے اور اُن سے بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کا گشتی فرمان بھیجا، آقسنقر برسقی موصل میں پہونچکر نظم ونسق کی درستی اور آبادی کی تدابیر کرنے لگا۔

۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے واسط اور اسکے صوبہ کی حکومت بھی آقسنقر برسقی کو عنایت کی عراق کا پولیس افسر مقرر کیا اور آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی ابن آقسنقر کو ان بلاد کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں عماد الدین زنگی، عراق کی طرف روانہ ہوا۔

جیوش بک اور وزیر سُمیری کا مارا جانا

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں باریاب ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل کی جنگ پر روانہ کیا تھا، اسی سلسلہ میں آذربائیجان کی حکومت بھی عنایت کی، امراء اور اراکین دولت کو جیوش بک کی ترقی مراتب ناگوار گزری، سلطان محمود سے اسکی نمامی اور چغلی کرنے لگے رفتہ رفتہ، اسکے قتل پر سلطان محمود کو آمادہ وتیار کردیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر بارجیات سے سبکدوش کردیا۔

جیوش بک ترکی الاصل تھا، سلطان محمود کا آزاد غلام تھا عادل تھا، نیک سیرت تھا جسوقت اسکو موصل کی سند حکومت دیگئی، اسوقت اصل صوبہ میں کُردوں کا بہت زور شور تھا۔ سارے صوبہ میں پھیلے تھے، بہت سے قلعہ نبولے تھے، انکے شر وفساد سے رعایا کا حال بہ تنگ تھا قافلے صحیح وسلامت نہیں جاسکتے تھے جیوش بک نے انکے استیصال اور تدبیر کرنے پر کمر ہمت باندھی، کُردوں کے اکثر قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا، ہکاریہ، زوزان نکوسہ اور تحشیہ کا قلعہ سر کیا، اسکے خوف سے کُردوں نے بلند پہاڑیوں اور دروں میں جاکر پناہ لی، امن وامان قائم ہوا، قافلے سلامتی کے ساتھ آنے جانے لگے۔

† یہ واقعہ اور نیز اسکے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۶ مطبوعہ لیدن

قتل وزیر السلطنت ابوطالب سمیری

کمال ابوطالب سمیری وزیر السلطنت، سلطان محمود کے ہمراہ[1]، ہمدان جانے کو روانہ ہوا۔ اپنے حشم خدم کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ تنگ، سوار اور پیادوں کا اژدحام، ناچار رُکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی[1] پہونچکر چھُورا بھونک کر بھاگا۔ غلاموں نے تعاقب کیا وزیر السلطنت تنہا رہ گیا، ایک دوسرا باطنی پہونچ گیا، اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا لیا اور چند زخم لگائے، رکاب کے سوار اور پیادہ ٹوٹ پڑے، دونوں باطنیوں نے ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا، ایک تیسرے باطنی نے پہونچکر وزیر السلطنت کا کام تمام کر دیا، یہ واقعہ اسکی وزارت کے چوتھے سال کا ہے۔[2]

کمال ابوطالب نہایت بدخلق، بیحد ظالم اور بے انتہا تاوان اور جرمانہ کرنے والا تھا اسکے مارے جانے کے بعد سلطان محمود نے جتنے ٹکس اُسنے لگائے تھے ان سب کو موقوف کر دیا۔

ملک طغرل نے سلطان محمود کی اطاعت قبول کر لی

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے بمقام رے (سرجہان) ۵۱۱ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی، مخالفت کا اعلان کیا سلطان محمود نے اُسکے زیر کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ قلعہ شہران پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل نے گنجہ اور بلاد اران میں جا کر پناہ لی۔ اسکے ساتھ اسکا اتابک کسغدی (کنتغدی) بھی تھا، رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان و شوکت بڑھ گئی، فوج بھی کثیر التعداد ہو گئی، بلاد آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی ہوس سمائی اس اثناء میں اتابک کسغدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مر گیا، آقسنقر ارمنی والی مراغہ کو کنتغدی کی موت کی خبر سن کر عہدہ اتابکی کی طمع دامنگیر

---

[1] باطنی ایک فرقہ تھا جسکو فرقہ حشیشیہ بھی کہتے ہیں، حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے، سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا، مسلمانوں کو نقصان پہونچانا انکا فرض اولین تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور و شور ہوا۔ بہت سے قلعے انکے قبضہ میں تھے۔

[2] یہ واقعہ اور نیز اسکے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن

ہوئی، ملک طغرل کی خدمت میں باریاب ہوا اور سلطان محمود کی جنگ پر ابھارنا شروع کیا۔ چنانچہ ملک طغرل، آقسنقر ارمینی کے ہمراہ مراغہ کی جانب روانہ ہوا، اردبیل پہونچا اہل اردبیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا، شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے۔ ناچار تبریز کی طرف کوچ کیا، تبریز پہونچکر یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان محمود نے امیر جیوش بک کو آذربایجان روانہ کیا ہے، ان بلاد کی سند حکومت عطا کی ہے اور امیر جیوش بک کوچ و قیام کرتا ہوا بسرکردگی لشکر عظیم، مراغہ پہونچ گیا ہے۔ ملک طغرل کے ہوش جاتے رہے تبریز سے (خونج) کی جانب کوچ کردیا حوصلے پست ہوگئے عزم میں تذبذب پیدا ہوگیا، امیر شیرگیر کے پاس قاصد بھیجا، اعانت و امداد کی درخواست کی۔

امیر شیرگیر، عہد حکومت سلطان محمد میں ملک طغرل کا اتابک تھا۔ کسعدی (کنتغدی)[1] کے مرنے کے بعد انتقال سلطان محمد، امیر شیرگیر کو گرفتار کرلیا تھا۔ سلطان سنجر نے اسکو قید سے نجات دی۔ امیر شیرگیر قید سے رہا ہوکر اپنے مقبوضہ بلاد ابہر اور زنجان چلا آیا۔

امیر شیرگیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب باصواب دیا اور اسکے ساتھ ساتھ ابہر کی طرف چلا لیکن ان لوگوں کا جو قصد و ارادہ تھا، پورا نہوا، اراکین دولت نے متفق ہوکر سلطان محمد کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سوء مزاجی دفع ہوگئی، فتنہ و مناقشہ رفع ہوگیا۔

قتل وزیر سلطان محمود وزیر السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر و منزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں بیحد بڑھی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے اراکین دولت محمودی ہمیشہ لگانے بجھانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کا چچا زاد بھائی شہاب ابو المحاسن وزیر سلطان سنجر کا انتقال ہوگیا۔ سلطان سنجر نے بجائے اسکے ابو طاہر قمی کو عہدہ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ ابو طاہر نے شمس الملک وزیر السلطنت

---

[1] تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا، میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے۔

کی مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سنکر ابھار دیا سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کی سرزنش کرنے کا حکم بھیجدیا۔ سلطان محمود نے اسکو گرفتار کرکے طغایرک کو حوالہ کر دیا، طغایرک نے قلعہ جلجال میں قید کر دیا اور بعد چند دنوں کے مار ڈالا۔

مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی معزولی کی خبر پاکر نظام الدین احمد کو معزول کرکے جلال الدین ابو علی ابن صدقہ کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

گرج اور قفجاق میں نا اتفاقی سلطان محمود کی کامیابی

۵۱۷ھ میں ایک وفد (ڈیپوٹیشن) اہل (دربند) و شروان کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریادی صورت بنائے باریاب ہوا۔ گرج کے مظالم، لوٹ اور مار کی شکایت کی، حمایت و امداد کا خواستگار ہوا، سلطان محمود فوجیں آراستہ و مرتب کرکے انکی امداد پر روانہ ہوا۔ گرج کے لشکر کے قریب پہونچا۔ لشکر گرج کی کثرت سے گھبرا گیا، وزیر السلطنت شمس نے واپس چلنے کی راے دی، اہل شروان نے دست بستہ عرض کی "گرج کو بلا زیر و زبر کئے اگر موکب ہمایوں نے مراجعت کی تو مسلمانوں کی شامت آجائیگی، انکے دل کمزور ہو جائینگے، سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرما دیں ہملوگ سینہ سپر ہو کر لڑیں گے،" سلطان محمود نے گرج کا خیال چھوڑ دیا۔ خوف و خطر کی حالت میں رات گزاری، مشئیت الہی سے اسی شب میں گرج اور قفجاق میں چل گئی۔ آپس ہی میں کٹنے مرنے لگے، صبح ہونے پائی تھی کہ لشکر کفار یہ خیال کرکے کہ حریف کے مقابلہ میں ہمکو ہزیمت ہوئی اور وہ ہم پر آپڑا ہے بھاگ نکلا سلطانی موکب، دشمنوں کے مقابلہ میں بلا جد و جہد کامیابی حاصل کرکے ہمدان واپس آیا۔

پولیس افسری عراق سے برسقی کی معزولی، یرنقش زکوی کی تقرری

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دبیس بن صدقہ والی حلہ سے مقام مبارکہ (اطراف غانہ) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی، برسقی خلافت مآب کے رکاب میں تھا، اس واقعہ میں دبیس کو ہزیمت ہوئی تھی جیسا کہ اسکے حالات

میں بیان کیا گیا۔

دُبیس ہزیمت پا کر غزیہ (نجد) پہونچا، اہل غزیہ (عرب نجد) سے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا، جواب صاف ملا، منتفق کے یہاں پہونچا، یہی سوال پیش کیا، منتفق نے امداد کا اقرار کیا، چنانچہ دُبیس انکے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہوا، پہونچتے ہی بصرہ کو لوٹ لیا، اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا، سلمان (حاکم بصرہ) کو مار ڈالا، خلیفہ مسترشد کو اطلاع ہوئی برسقی پر بیحد ناراضی کا اظہار کیا تہدید آمود فرمان بھیجا کہ "تمہاری سستی و غفلت سے اہل بصرہ اس حال بد کو پہونچے، مناسب ہے کہ اب بھی تم انکی حمایت پر مستعد ہو جاؤ ورنہ اینجانب کی ناراضی کی کوئی حد نہ ہوگی، برسقی فوجیں لیکر بصرہ کی حمایت پر روانہ ہوا۔ دُبیس بصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا، عیسائیوں کے پاس پہونچا اور انکے ساتھ حلب کے محاصرہ پر آیا، اہل حلب کی مستعدی سے عیسائیوں کے دندان حرص کھٹے ہو گئے، بے نیل و مرام واپس ہوئے دُبیس ان سے علیحدہ ہو کر ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہونچا، نچلا نہ بیٹھا گیا عراق پر فوج کشی اور قبضہ کی ترغیب دینے لگا جیسا کہ تم ان واقعات کو اوپر پڑھ آئے ہو۔

ان واقعات اور نیز اسی قسم کی اور شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینۂ دل میں برسقی کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا، سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ "برسقی کو افسری پولیس عراق سے معزول کر دو"، سلطان محمود نے اس حکم کے مطابق برسقی کو افسری پولیس عراق سے برطرف کر دیا، عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے موصل جانے کا حکم دیا برنقش زکوئی کو عراق کی افسری پولیس عطا ہوئی۔ برنقش زکوئی کا نائب دارالخلافت بغداد پہونچا، برسقی سے چارج لیا اور بغداد میں قیام پذیر ہوا۔

سلطان محمود نے اپنے چھوٹے لڑکے کو برسقی کے پاس کام سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا، برسقی سلطان محمود کے لڑکے کو اپنے ہمراہ لئے موصل پہونچا۔ اہل موصل نے نہایت جوش اور مسرت سے استقبال کیا اور برسقی گورنری کے فرائض انجام دینے لگا۔

بنی آقسنقر کی حکومت کی ابتدا، عماد الدین زنگی کی گورنری

عماد الدین زنگی، امیر برسقی کے حاشیہ نشین مصاحبوں سے تھا۔ جس وقت سلطان محمود کی بارگاہ سے برسقی کو واسط کی حکومت عطا ہوئی برسقی نے عماد الدین زنگی کو اپنا نائب مقرر کر کے واسط روانہ کیا۔ ایک مدت تک عماد الدین زنگی، واسط کا فرمانروا رہا۔ پھر جب برسقی، دُبَیس کی گوشمالی کو بصرہ آیا اور دُبَیس، بصرہ چھوڑ کر چلا گیا تو برسقی نے عماد الدین زنگی کو واسط سے طلب کر کے بصرہ کی حکومت پر مامور کیا۔ عماد الدین زنگی نے نہایت خوبی سے بصرہ کا نظم و نسق درست کیا، عرب کے لوٹیروں کے دست برد سے محفوظ رکھا۔ پھر جب برسقی، موصل کا گورنر ہوا تو منتظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو موصل میں طلب کیا۔ عماد الدین زنگی کو بار بار کی تبدیلی و تقرری ناگوار گزری، مستعفی ہو کر سلطان محمود کی بارگاہ میں بمقام اصفہان حاضر ہوا، سلطان محمود عزت و احترام سے پیش آیا اور بصرہ کی سند گورنری عطا کی عماد الدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ ۵۱۸ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آیا۔

حلب پر برسقی کا قبضہ

عیسائیوں نے شہر صور کی تسخیر کے بعد دوسرے بلاد اسلامیہ کو تسخیر کرنے کو بہت بڑی جمعیت سے خروج کیا۔ دُبَیس کے پہونچ جانے اور سازش

۱؎ شہر صور میں خلیفہ آمر باحکام اللہ علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا۔ عز الملک، وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل کا آدمی وہ حاکم تھا۔ عیسائی مجاہدوں نے کئی بار اسکو لوٹا اور تاراج کیا ۵۰۶ھ میں بادشاہ فرانس نے صور کے سر کرنے کو بہت بڑی فوج روانہ کی، عز الملک نے اتابک طغتکین والی دمشق سے امداد طلب کی، اتابک طغتکین نے امیر مسعود کو اہل صور کی کمک پر مامور کیا، عیسائی فوجیں امیر مسعود کی آمد کی خبر پا کر بلا کسی لڑائی کے واپس گئیں۔ امیر مسعود صور میں داخل ہوا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لی لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ علوی مصری ہی کا جاری رکھا، خلیفہ آمر مصری اور امیر الجیوش افضل کو اس خبر سے بحد مسرت ہوئی، ۵۱۶ھ تک مسعود، صور میں فرمانروائی کرتا رہا۔ امیر الجیوش افضل [بقیہ صفحہ ۱۵۰

کرنے نے سونا میں سہاگہ کا کام دیا۔ (یہ تمکو یاد ہوگا کہ دبیس بعد ہزیمت بصرہ عیسائیوں کے پاس چلا گیا تھا اور انکو تسخیر حلب کی ترغیب دیکر حلب کے محاصرہ میں انکے ساتھ آیا تھا) پس عیسائی فوجیں حلب پر آ اوتریں اہل حلب نے مدافعت پر کمر باندھی، تاش ..... بن ارتق والی حلب نے برسقی والی موصل سے امداد طلب کی، برسقی نے اس شرط سے امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ حلب میرے نائب کو سپرد کیا جائے، تاش نے اس شرط کو منظور کیا، برسقی فوجیں مرتب کرکے حلب کی طرف روانہ ہوا، عیسائی فوجیں برسقی کی آمد کی خبر پاکر محاصرہ اٹھا کر کوچ کر گئیں، برسقی بلا جنگ و جدال کامیابی کے ساتھ حلب میں داخل[1] ہوا، قبضہ کیا۔ بعد اسکے کفر طاب[2] کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا قلعہ اعزاز پر دھاوا کیا، قلعہ اعزاز جوسلین عیسائی بادشاہ کے قبضہ میں تھا، برسقی نے اسپر محاصرہ ڈالا، عیسائیوں کو اسکی خبر لگی، چاروں طرف سے عیسائی مجاہدین جھرمٹ باندھ کر قلعہ اعزاز کے بچانے کو آگئے۔ سخت[3] اور خون ریز جنگ نے فیصلہ کیا، برسقی کو

[1] اصل کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے

[2] یہ واقعہ ۵۱۸ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴ مطبوعہ لیدن

[3] کفر طاب ملک شام کا ایک شہر ہے ۵۱۹ھ میں برسقی نے اس پر عیسائیوں سے قبضہ حاصل کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لیدن۔

[4] معرکہ قلعہ اعزاز میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لیدن

بقیہ صفحہ ۱۴۹] کے قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو بحیلہ و فریب معزول کرکے دمشق واپس کر دیا اور ایک دوسرے شخص کو صور کی حکومت پر مامور کیا، عیسائیوں کو اسکی خبر لگی، فوجیں فراہم کرکے ماہ ربیع الاول ۵۱۸ھ میں صور کا محاصرہ کر لیا، نہایت شدت سے لڑائی شروع کی، اتابک طغتکین والی دمشق نے صور کی حمایت پر کمر باندھی، بانیاس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پروانہ کی طغتکین نے خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا، امداد کی درخواست کی، صدا ئے برنخاست، کا مضمون ہوا۔ ۲۳ جمادی الثانی سنہ مذکور میں عیسائیوں نے صور پر قبضہ کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۲ و ۴۲۳ مطبوعہ لیدن

محاصرہ میں ناکامی ہوئی، حلب واپس آیا۔ مسعود نے اپنے لڑکے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل پہونچا۔

عراق کی طرف ملک طغرل اور دُبیس کی روانگی

حلب سے عیسائی فوج کی واپسی پر دُبیس ان سے علیحدہ ہوگیا، ملک طغرل کی خدمت میں پہونچا، ملک طغرل نے عزت و احترام سے ملاقات کی، اپنے ہمنشینوں میں داخل کر لیا دُبیس من چلا تھا۔ خاموش نہ بیٹھ سکا، قبضہ عراق کی ترغیب دی، قبضہ دلانے کا ذمہ لیا، چنانچہ ۵۱۹ھ میں دونوں عراق کی طرف روانہ ہوئے، دقوقا پہونچے، مجاہد الدین بہرام نے تکریت سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دُبیس کے ارادہ سے مطلع کیا، خلیفہ عباسی سن کر آگ بگولا ہوگیا، بتاریخ ۵۔ صفر ۵۱۹ھ بقصد مدافعت دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ برنقش زکوی کو موکب ہمایوں کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہونچکر خیمہ زن ہوا، ملک طغرل اور دُبیس اس سے مطلع ہو کر خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلولار پہونچا اور خلافت مآب خالص سے دسکرہ آگئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلافت پناہی کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

ملک طغرل اور دُبیس میں یہ طے پایا کہ دُبیس جلد سے جلد نہروان پہونچکر نہروان کا پل توڑ دے، خلافت مآب کے لشکر کو عبور سے روکے، اور جب ملک طغرل آجائے تو اسکے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑھے اس قرارداد کے مطابق نہروان کی جانب دُبیس نے کوچ کیا، اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہوگیا، پانی بھی زور کا برسا، نقل و حرکت سے مجبور ہوگیا، دُبیس تھکا ماندہ، بھوکا، بارش اور سردی سے کانپتا نہروان پہونچا۔ تیس ۳۰ اونٹ کپڑے اور اشیاء خوردنی کے لدے دارالخلافت بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جارہے تھے دُبیس نے ان کو لوٹ لیا، آسودہ ہو کر کھایا تر کپڑے اوتار ڈالے، دوسرے کپڑے پہنے، دھوپ میں پاؤں

سلیپر کر کے سو گیا۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دُبیس کے ارادہ سے آگاہی ہوئی، لشکر کو کوچ کا حکم دیا، بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثنا راہ میں نہروان کے غربی جانب دُبیس مل گیا دُبیس آنکھیں ملتا اٹھا، زمین بوسی کر کے دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی خلافت مآب نے قصور معاف کر دیا۔ بعد اسکے وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ، خلافت مآب کی کی بارگاہ میں باریاب ہوا۔ خلافت مآب کی رائے کی تعریف کی نہروان کے پل کو قابل عبور بنانے میں مصروف ہوا۔ دُبیس، برتقش زکوئی سے باتیں کرنے لگا۔ خلافت مآب اور وزیر السلطنت کو غافل پا کے چلتا پھرتا ہوا۔ ملک طغرل سے جا ملا۔ خلافت پناہی نے بغداد کی جانب مراجعت کی، ملک طغرل اور دُبیس ہمدان پہونچا۔

ملک طغرل اور دُبیس نے ہمدان پہونچکر دُند مچائی، لوٹ مار اور غارتگری کا بازار گرم کیا، دیہات، قصبات اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تاوان اور جرمانہ سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی، گوشمالی کی غرض سے لشکر لیکر بڑھا، ملک طغرل اور دُبیس سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے، خراسان میں سنجر کی خدمت میں باریاب ہوئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتقش زکوئی کی اُلٹی شکایت کی۔

جنگ سلطان محمود و خلیفہ مسترشد باللہ

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو برتقش زکوئی افسر پولیس بغداد سے منافرت پیدا ہوئی، دھمکایا، تہدید کی، برتقش زکوئی ماہ رجب ۵۲۰ھ میں بخوف جان بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی طرف سے کان بھرنا شروع کیا اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بے تعداد فوج مہیا کر لی ہے، قوت، مالی بھی بڑھالی ہے وہ زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا سے کوئی حیلہ و بہانہ ڈھونڈھکر کشیدگی کا اظہار کرے اور جنگ و جدال کا دروازہ کھولے اسوقت بادشاہ سلامت پر مقاومت ذرا دشوار ہو جائیگی، سلطان محمود یہ سنکر تاؤ میں آگیا

اور عراق کی روانگی کا عزم کیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور ملاطفت سے کہنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ " بالفعل آپ عراق کا عزم فسخ کر دیجئے۔ اس اطراف کی ویرانی اور بربادی بیحد بڑھ گئی ہے۔ جب ویرانی، آبادی سے اور گرانی غلہ ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس قصد کو پورا کیجئے گا "، سلطان محمود نے نفس الامر کا خیال نہ کیا بلکہ بر نقش نکوئی کے پیدا کئے خیال کی اس نے تصدیق کر لی اور بہ نہایت عجلت سے بغداد کی جانب کوچ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی مع اپنے اہل و عیال اور اولاد خلفاء، پیادہ پا دار الخلافت بغداد سے ماہ ذی القعدہ ۵۲۰ھ میں غربی بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اہل بغداد خلافت مآب کی جدائی کی تاب نہ لا سکے زار زار رونے لگے۔ یہ خبر سلطان محمود تک پہونچی، بیحد شاق گزرا، خلافت مآب کی خدمت میں دار الخلافت میں واپس جانے کا پیام بھیجا، خلافت مآب نے وہی شرط پیش کی، سلطان محمود کو اُس شرط کے پیش کرنے سے غصہ آ گیا۔ تیزی سے بغداد کی جانب بڑھا۔ خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خادم عفیف کو بسرکردگی فوج، سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسط روانہ کیا سلطان محمود کی طرف سے عماد الدین زنگی والی بصرہ مقابلہ پر آیا، عفیف کو ہزیمت دی، عفیف کا لشکر پامال کیا گیا بہتیرے قتل اور قید کئے گئے، خلیفہ مسترشد نے کشتیاں جمع کرائیں، قصر خلافت کے دروازہ بند کرا دیئے اور دربان ابن صاحب کو محلسرائے خلافت کی حفاظت پر متعین کیا۔

۲۰۔ ذی الحجہ سنہ مذکور میں سلطان محمود مع اپنے جاہ و حشم بغداد میں داخل ہوا، باب شماسیہ میں قیام کیا خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کا نامہ و پیام کرنے لگا، خلیفہ مسترشد انکاری جواب دے رہا تھا۔ دونوں فوجوں میں ایک روز چل گئی، سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محلسرائے خلافت میں گھُس گیا تاج خلافت کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۵۲۱ھ کا ہے۔ باشندگان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور اشتعال پیدا ہوا " جہاد " " جہاد "، چلا اُٹھے،

لڑکے، جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردہ سے نکل آیا، بلند آواز سے "یا آل ہاشم" "یا آل ہاشم" پکارنے لگا، طبل اور بگل بجنے لگا۔ دجلہ پر پل فوراً بنا دیا گیا۔ ایک ہلہ میں سب کے سب اوتر آئے۔ سلطان محمود کا لشکر، محلسرائے خلافت، امراء اور وزراء کے مکانوں کے لوٹ میں مصروف ہوا۔ محلسرائے خلافت کے تہ خانہ میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا نکل پڑے، سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا، عوام الناس نے سلطان محمود کے وزیروں، امیروں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات کو لوٹ لیا۔ ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ بعد اسکے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے تیس ہزار جنگ آور ان اہل بغداد و سواد کے ساتھ شرقی بغداد کی طرف عبور کیا۔ سلطانی لشکر کی مدافعت اور بغداد سے نکال باہر کرنے پر کمر باندھی، بغداد کے اردگرد خندقیں کھدوائیں، سلطانی لشکر پر شبخون اور حملہ کا تہیہ کیا، ابو الہیجاء کردی والی اربل نے مخالفت کی۔ اسی اثناء میں عماد الدین زنگی، بصرہ سے عظیم لشکر لئے ہوئے براہ خشکی اور دریا سلطان محمود کی کمک کو پہونچ گیا، اہل بغداد کے چھکے چھوٹ گئے، ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا، حملہ اور شبخون کے منصوبے ہوا ہو گئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی، سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں۔ ۱۰ ربیع الآخر ۵۲۱ھ سنہ ہجری تک بغداد میں قیام پذیر رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ہتھیار، گھوڑے اور بہت سا مال ہدیتہً سلطان محمود کو دیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن اقسنقر کو بوجہ کفایت شعار اور سیاست داں ہونے کے بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا اور ہمدان کی جانب مراجعت کر دی۔

وزیر ابو القاسم کی معزولی اور بحالی

چونکہ وزیر السلطنت ابو القاسم علی بن ناصر شادی کی امراء دولت نے سلطان محمود سے جا و بیجا شکائتیں کیں، علاوہ ازالزامات کے

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے سازش کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے صلح کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا اسوجہ سے اثنار سفر ہمدان میں سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو گرفتار کر کے قید کر دیا شرف الدولہ انوشیروان بن خالد کو بغداد سے طلب فرمایا، ماہ شعبان سنہ مذکور میں بمقام اصفہان باریاب ہوا، سلطان محمود نے عہدہ وزارت عطا کیا۔ دس مہینہ وزارت کی، پھر معزول کر دیا گیا۔ بغداد واپس آیا۔ اس تبدیلی پر بھی وزیر سابق ابوالقاسم، قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ جب سلطان سنجر، رے میں آیا تو اس نے وزیر سابق ابوالقاسم کو جیل سے نکال کر سلطان محمود کی وزارت پر آخری ۵۲۲ھ میں مقرر کیا۔

عزالدین ابن برسقی کی وفات عمادالدین زنگی کی صوبہ موصل کی گورنری

صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عزالدین ابن برسقی کا رعب داب اور جاہ و جلال بڑھ گیا، قوت اور شوکت جیسا کہ چاہیے حاصل ہوگئی، بلاد شام پر قبضہ و تصرف کی ہوس پیدا ہوئی۔ سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ رحبہ پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور قابض ہوا۔ حکومت کی نوبت نہ آئی۔ قبضہ کے بعد ہی مر گیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو گیا، تجہیز و تکفین سے غافل ہو گیا۔ بعد اسکے دفن کیا گیا۔ اسکا لشکر موصل واپس آیا۔

عزالدین کی وفات کے بعد عنان حکومت اسکے مملوک جاولی کے قبضہ میں آئی۔ اس نے عزالدین کے چھوٹے بھائی کو بجائے عزالدین کے کرسی امارت پر بٹھایا سند حکومت حاصل کرنے کی غرض سے قاضی بہاء الدین ابوالحسن علی شہرزوری اور صلاح الدین محمد باغیانی امیر صاحب برسقی کو عرضداشت لیکر سلطان محمود کی بارگاہ میں بھیجا۔ یہ دونوں بغرض مشورہ نصیر الدین جعفر (عمادالدین زنگی کا مملوک تھا) کے پاس گئے (صلاح الدین اور نصیر الدین سے رشتہ مصاہرت کا تھا) نصیر الدین نے کہا، تم لوگ بڑے ناسمجھ ہو، کیا تم جاولی کی حرکات سے ناواقف ہو، وہ بڑا چلتا پرزہ ہے، کیا تم اسکی اطاعت

بطیب خاطر منظور و پسند کرو گے۔ بہتر یہ ہے کہ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے صوبہ موصل کی گورنری پر متعین کئے جانے کی درخواست کرو"۔ اس مشورہ کے مطابق دونوں وزیر السلطنت شرف الدین انوشیرواں بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا "جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ہے، حدود ماردین سے عریش مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے، برسقی ایک شجاع اور باتدبیر شخص تھا وہ عیسائیوں کے فریب اور مکاید سے خوب واقف تھا اور انکے روک تھام کو کافی تھا۔ اسکا انتقال ہو گیا ہے، بجائے اسکے جو مقرر کیا گیا ہے وہ ایک چھوکرا ہے، صوبہ موصل کی حکومت کے لئے ایک تجربہ کار، جنگ آزمودہ اور امور سیاسی کا واقف کار شخص ہونا چاہئے جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار کر بھگائے۔ ہم لوگ آپکی خدمت میں یہی عرض کرنے آئے ہیں، آیندہ آپکو اختیار ہے" وزیر السلطنت نے ان دونوں کے معروضات کو بارگاہ سلطانی میں پیش کیا۔ سلطان نے ان دونوں کو باریاب ہونے کا حکم دیا، حاضر ہوئے، مشورہ ہونے لگا، اراکین دولت میں سے ایک گروہ نے عماد الدین زنگی کے حق میں رائے دی، قاضی بہاء الدین اور صلاح الدین نے بنظر خوشنودی، عماد الدین زنگی کی طرف سے بطور نذر رقم کثیر شاہی خزانہ میں داخل کی، سلطان نے بوجہ کفایت شعاری اور شجاعت عماد الدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر مقرر کیا۔ بجائے اسکے افسری پولیس عراق مجاہد الدین بہروز والی تکریت کو عنایت کی۔

عماد الدین زنگی منشور شاہی لیکر موصل روانہ ہوا۔ پہلے بوازیج پہونچا، قبضہ کیا، پھر موصل کی طرف کوچ کیا۔ جاولی کو اسکی خبر لگی۔ ذرا بھی چون و چرا نہ کی، باظہار اطاعت موصل سے نکل کر استقبال کیا اور اسکے رکاب میں موصل واپس آیا۔ عماد الدین زنگی ماہ رمضان ۵۲۱ھ میں داخل موصل ہوا۔ موصل کا نظم و نسق کرنے لگا۔ جاولی کو رحبہ کی حکومت دیکر رحبہ روانہ کیا، نصیر الدین جعفر کو قلعہ موصل پر معہ اور دیگر قلعات کے حاکم بنایا، صلاح الدین محمد باغیسان کو امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا اور قاضی بہاء الدین شہرزوری کو اپنے کل بلاد

محروسہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی بہاء الدین کو علاوہ مال و زر کے جاگیر دی مناصب دیئے۔ ہر کام میں اس سے مشورہ لیتا، بلا مشورہ کوئی کام چھوٹا یا بڑا نہ کرتا تھا۔

موصل کے انتظام سے فارغ ہو کر قبضہ کی غرض سے جزیرہ ابن عمر کی طرف قدم بڑھایا۔ برسقی کا خادم، جزیرہ کا فرمانروا تھا۔ مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ لیکن دونوں فریق کے درمیان میں دجلہ حائل تھا جس سے عماد الدین زنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی۔ عماد الدین زنگی کو یہ تعویق پسند نہ آئی لشکر کو حکم دیا کہ "گھوڑے دجلہ میں ڈال دو اور کمال تیزی سے دجلہ کو عبور کر کے حریف سے میدان لے لو"، چنانچہ عماد الدین زنگی اور نیز اسکے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات دجلہ عبور کر کے زلاقہ[۱] پر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک پیش نہ گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد حریف کو ہزیمت ہوئی۔ جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ فتحمند گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ پر حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصوروں نے امان کا جھنڈا بلند کیا۔ امن کی درخواست پیش کی۔ قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ عماد الدین زنگی نے قبضہ کر لیا۔

اس مہم سے فارغ ہو کر عماد الدین زنگی نے نصیبین کو سر کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین تمرتاش بن ابو الغازی والی ماردین کے قبضہ میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے پہونچ کر محاصرہ ڈالا۔ حسام الدین نے اپنے چچازاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سکمان (سقمان) بن ارتق والی قلعہ کیفا کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ نے بذاتہ امداد وحمایت پر کمر باندھی۔ فوجیں فراہم کرنے لگا۔ حسام الدین تمرتاش نے ماردین سے اہل نصیبین کو تشفی آمیز خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ دن کے اندر تمہاری کمک پر لشکر عظیم پہونچ جائے گا۔

---

[۱] زلاقہ اس میدان کا نام ہے جو دریائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو کمال جد وجہد سے عبور کرنے سے روکا۔ کامیاب نہوئے۔ پھر بعد عبور زلاقہ میں جنگ ہوئی۔ ہزیمت اٹھا کر شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ لیدن

عماد الدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کئے تھا۔ قاصد جا نہیں سکتا تھا اس وجہ سے یہ خط ایک پرندے کے بازو میں باندھکر نصیبین کی طرف چھوڑ دیا۔ اتفاق سے عماد الدین زنگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس طائر کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا۔ اپنے سردار عماد الدین زنگی کے پاس لایا۔ عماد الدین زنگی نے پڑھا، قلم خاص سے لکھدیا "بجائے پانچ یوم کے بیس[2] یوم تک کی مہلت ہے"، اور طائر کے بازو میں باندھکر چھوڑ دیا۔ اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا، عماد الدین زنگی کا لکھا ہوا دیکھکر بدحواس ہو گئے۔ بیس[2] دن بانتظار امداد ٹھہرے رہے۔ اس اثناء میں عماد الدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں دن اہل نصیبین نے امن کی درخواست کی، عماد الدین زنگی نے امن کے ساتھ شہر پر قبضہ کیا

قبضہ نصیبین کے بعد عماد الدین زنگی نے سنجار کا قصد کیا۔ اہل سنجار نے مصالحت کر لی عماد الدین زنگی نے سنجار پر قبضہ کرکے خابور کو سر کرنے کی غرض سے ایک لشکر روانہ کیا خابور بھی سر ہو گیا حران کی طرف بڑھا۔ اہل حران نے حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی، الرہا، سروج بیرہ اور اسکے ملحقات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے، جوسلین عیسائی والی الرہا ان مقامات کا فرمانروا تھا۔ عماد الدین زنگی نے اس سے مراسلت کرکے عارضی صلح کر لی تاکہ بلاد مقبوضہ ومفتوحہ کا انتظام درست کرکے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کرے جسکا قصد اس نے کیا تھا اور جس غرض کے لئے اسکو موصل کی گورنری عطا ہوئی تھی[3]

۱۱ محرم ۵۲۲ھ میں عماد الدین زنگی نے فرات کو حلب کی جانب عبور کیا، عز الدین

---

[1] پرندہ کا نام کسی مورخ نے نہیں لکھا غالباً کبوتر ہو گا یہی جانور اس زمانہ میں نامہ بری کا کام دیتا تھا۔

[3] عماد الدین زنگی نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اسوجہ سے چھینا کہ وہ عیسائیوں کو ملک شام اور جزیرہ سے اسوقت تک نہیں نکال سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور بلاد اسکے قبضہ میں نہ آجاتے علاوہ بریں ان اسلامی حکمرانوں کا عدم و وجود دونوں برابر تھا۔ یہ عیسائیوں سے دبے تھے، کمزور پڑتے تھے۔ بعض بعض انکو خراج دیتے تھے۔ انکی اطاعت کو باعث فلاح سمجھتے تھے۔

مسعود بن آقسنقر برسقی جس وقت حلب سے اپنے باپ کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تھا۔ اپنے امراء دولت سے قرمان نامی ایک امیر کو مقرر کیا تھا، تھوڑے دنوں بعد قرمان کو معزول کر کے قطلغ ابہ کو مامور کیا۔ قطلغ ابہ، عزالدین کا منشور لئے حلب پہونچا، قرمان نے چارج نہ دیا اور یہ کہا کہ مجھ سے اور عزالدین سے کچھ اشارات طے ہوئے ہیں جب تک میں انکو اسکے منشور میں نہ دیکھ لونگا حلب کی حکومت سے دست بردار نہ ہونگا قطلغ ابہ ان اشارات کو حاصل کرنے کے لئے عزالدین مسعود کی خدمت میں واپس ہوا۔ رحبہ پہونچا تو عزالدین مسعود کا انتقال ہو چکا تھا۔ حلب کی جانب پھر لوٹا، فضائل بن بدیع اور سرداران حلب نے قطلغ ابہ کی اطاعت قبول کی اور قرمان کو ایک ہزار دینار دیکر برطرف کیا۔ قطلغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (ماہ جمادی الآخر) ۵۲۱ھ میں قبضہ کیا، قبضہ کرنا تھا کہ دماغ پھر گیا۔ ظلم، تعدی، بداخلاقی اور متروکات پر دست درازی شروع کردی، اوباشوں اور مفسدوں کی بن آئی، یہی اسکے درباری اور ہمنشین بنے، اسوجہ سے عوام اور خواص کے قلوب برہم ہو گئے۔ بدر الدولہ سلیمان بن عبد الجبار بن ارتق حلب کا سابق فرمانروا جس نے ترک حکومت کی تھی موجود تھا۔ اہل شہر اسکے پاس گئے، قطلغ کے مظالم کی شکایت کی اور اسکے ہاتھ امارت کی بیعت کر کے قطلغ ابہ پر حملہ کیا قطلغ ابہ قلعہ بند ہو گیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کیا، میارد والی منبج اور حسن والی مراغہ اہل شہر اور قطلغ ابہ سے مصالحت کرانے کو آیا۔ لیکن مصالحت نہ ہوئی۔ عیسائیوں کو اسکی خبر لگی۔ منہہ میں پانی بھر آیا حلب پر قبضہ کی طمع دامنگیر ہوئی، اہل حلب اور قطلغ ابہ کے باہمی جھگڑے سے فائدہ اٹھانا چاہا جوسلین والی الرہا فوج نظام اور عیسائی مجاہدوں کو لئے حلب پر آپہونچا، اہل حلب نے زرتاوان دیکر جوسلین کو واپس کیا، انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لئے پہونچ گیا۔ آخر سنہ مذکور تک حلب کا محاصرہ کئے رہا اور اہل حلب قلعہ حلب کا حصار کئے رہے۔ پس جب عمادالدین زنگی موصل، جزیرہ اور شام کا حکمراں ہوا، اہل حلب مطیع ہو گئے

بدرالدولہ سلیمان اور قطلغ ابہ، عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہونے کو موصل روانہ ہوا۔ حسن قراقوس حلب کا عارضی حکمراں مقرر ہوا بعد چندے نون کے عماد الدین زنگی کی طرف سے صلاح الدین باغیسانی ایک فوج لیکر حلب آیا۔ قلعہ پر قبضہ کیا۔ شہر کا انتظام درست کیا۔ اسکے بعد عماد الدین زنگی معہ اپنے لشکر ظفر پیکر، حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اثنار سفر میں منبج اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہونچا۔ امرار لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دیں قطلغ کو گرفتار کرکے بدرالدولہ سلیمان کو حوالہ کردیا۔ بدرالدولہ سلیمان نے قطلغ ابہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں قطلغ ابہ مرگیا، پھر بدرالدولہ سلیمان، عماد الدین زنگی سے متوحش و متنفر ہوا۔ چھپ کر قلعہ جعبر بھاگ گیا عماد الدین زنگی نے حکومت حلب پر ابوالحسن علی بن عبدالرزاق کو مامور کیا۔

سلطان سنجر کا رے میں سلطان محمود کا بغداد میں ورود

ملک طغرل اور دُبیس، سلطان سنجر کی خدمت میں بمقام خراسان حاضر ہوا، دُبیس نے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی، اور یہ ذہن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپکی روک تھام اور مزاحمت پر متفق ہوگئے ہیں، سلطان سنجر اس دم پٹی میں آگیا، عراق کی طرف روانہ ہوا۔ رے میں پہونچکر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اُسوقت ہمدان میں تھا) سلطان محمود بنہایت عجلت سے طے مسافت کرکے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا، سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا، اپنے برابر تخت پر بٹھایا، آخری ۵۲۲ھ تک سلطان سنجر کی خدمت میں رہا، بعد اسکے سلطان سنجر نے خراسان کی جانب اور سلطان محمود نے ہمدان کی طرف مراجعت کی، بوقت مراجعت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ دُبیس کو اسکے شہر کی طرف واپس کردینا۔

بعد اسکے سلطان محمود، عراق روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہونچا۔ وزیر السلطنت نے استقبال کیا۔ محرم ۵۲۳ھ میں دارالخلافت بغداد میں داخل

ہوا۔ دُبیس نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کئے، گورنری موصل کی درخواست کی، عماد الدین زنگی تک یہ خبر پہونچی، ایک لاکھ دینار اور بہت سے ہدایا و تحایف لیکر باریاب ہوا۔ شاہی دربار میں پیش کیا، سلطان محمود نے عماد الدین زنگی کو خلعت دی اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا، نصف سنہ مذکور (ماہ جمادی الاخرہ) میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہد الدین بہروز کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا، حلہ کی حکومت عنایت کی۔

سلطان محمود کی وفات داؤد کی تخت نشینی

سلطان محمود نے اپنی وفات سے پیشتر چند اراکین دولت کو (جیسے عزیز الدین ابو نصر احمد بن حامد مستوفی، انوشتکین معروف بہ شیر گیر اور اسکا لڑکا عمر تھا) وزیر السلطنت ابو القاسم انشابادی کے کہنے سے گرفتار کر کے قتل کیا۔ بعد اسکے بیمار ہوا، انتقال کیا، ✝

وزیر السلطنت ابو القاسم اور اتابک آقسنقر احمدیلی نے متفق ہو کر سلطان محمود کے بیٹے "داؤد" کو تخت حکومت پر بٹھایا، بیعت کی، صوبجات جبل اور آذربائیجان میں سلطان داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد

سلطان محمود کے مرنے کے بعد اسکا بھائی سلطان مسعود جرجان سے تبریز آیا۔ قبضہ کر لیا، سلطان داؤد کو اسکی اطلاع ہوئی ماہ ذی القعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے روانہ ہوا۔ ماہ محرم ۵۲۶ھ میں تبریز پہونچکر محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی، پھر باہم دونوں نے مصالحت کی، سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھا لیا، سلطان مسعود تبریز سے ہمدان چلا آیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے مراسلت

✝ سلطان محمود کی عمر بوقت وفات ۲۷ سال کی تھی، ۱۲ برس ۹ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی شوال ۵۲۵ھ میں وفات پائی حلیم و کریم اور عقلمند تھا۔ ناگوار باتیں سنتا اور باوجود قدرت کے سزا نہ دیتا تھا، طمعی نہ تھا، متقی تھا، امراء و اراکین دولت کو رعایا کے مال پر دست درازی سے روکتا تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۰ مطبوعہ لیدن

شروع کی، امداد کا خواستگار ہوا، عماد الدین زنگی نے امداد کا وعدہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی، بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی، سلطان داؤد نے بھی قبل اسکے اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی، خلافت مآب نے دونوں کی درخواست نامنظور فرمائی، اور یہ تحریر فرمایا کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائیگا۔ اور خفیہ طور پر سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت نہ دینا۔ صرف تمہارا ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا، سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا مل گیا۔

سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے وعدۂ امداد سے بہت بڑی تقویت ہوئی لشکر فراہم کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ لیکن اسکے پہونچنے پہلے اسکا بھائی سلجوق شاہ دار الخلافت بغداد میں پہونچ گیا، شاہی محلسرا میں قیام کیا۔ اتابک قراجا ساقی والی فارس وخورستان معہ فوج عظیم رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت واحترام سے پیش آیا۔ اپنی حمایت وامداد کا وعدہ اور حلف لے لیا۔

سلطان مسعود نے بوقت روانگی بغداد، عماد الدین زنگی کو بغداد آنے کو لکھا تھا چنانچہ عماد الدین زنگی موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اور سلطان مسعود کوچ وقیام کرتا عباسیہ خالص پہونچا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوق شاہ کی فوجیں اسکے مقابلہ پر آئیں اور قراجا ساقی عماد الدین زنگی کی مدافعت کو روانہ ہوا، مقام معشوق میں مڈبھیڑ ہوئی، قراجا ساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی، اسکے بہت سے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا، عماد الدین زنگی ہزیمت اٹھا کر تکریت کی طرف بھاگا، نجم الدین ایوب(۱) (ملوک ایوبیہ کا مورث اعلیٰ) حاکم تکریت نے عبور کے لئے کشتیاں فراہم کیں چنانچہ عماد الدین زنگی دجلہ عبور کر کے موصل چلا گیا

---

(۱) نجم الدین ایوب سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا باپ ہے۔ اسی حسن خدمت سے عماد الدین زنگی نے نجم الدین ایوب کو اپنے ارکین دولت میں شامل کر لیا جس سے آیندہ اسکے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مصر وشام پر قبضہ کا موقع ملا۔ مترجم

سلطان مسعود، عباسیہ خالص سے ملکیہ پہونچا، سلجوق شاہ کا مقدمۃ الجیش سلطان مسعود کے مقدمۃ الجیش سے بھڑ گیا، لڑائی شروع ہوگئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قراجا ساقی نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے آگیا۔ سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی ہزیمت سے مطلع ہو کر ہمت ہار گیا۔ لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی خدمت میں کہلا بھیجا "میرا چچا سلطان سنجر رے پہونچ گیا ہے عنقریب بغداد پہونچا چاہتا ہے"۔ اگر مجھے حکم دیں تو میں اسکی مدافعت کو عراق روانہ ہوں، کامیابی کے بعد عراق خلافت مآب کا مقبوضہ قرار پائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ سلطنت کی عنان میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہوگا"۔ خلافت مآب نے ان شرائط کو منظور فرما لیا۔ فریقین نے قسمیں کھائیں سلطان مسعود خوشی سے اچھلتا کودتا دار الخلافت میں داخل ہوا۔ محلسرائے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ دار الشحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) کے مکان میں ٹھہرا۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان سنجر، ملک طغرل کی تخت نشینی

بعد انتقال سلطان محمود، سلطان سنجر خراسان سے صوبجات جبل کی طرف روانہ ہوا ملک طغرل (اسکا بھتیجہ، سلطان محمد کا بیٹا) ہمراہ تھا رفتہ رفتہ رے پہونچا، ذرا دم لے کے رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی روک تھام اور مدافعت کی غرض سے کوچ کیا، قراجا ساقی اور سلجوق شاہ ہمراہ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا عزم نہیں کیا تھا اسوجہ سے روانگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ نے خلافت مآب کی خدمت میں قراجا ساقی کو روانہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، خانقین کی طرف روانہ ہوا۔ خانقین پہونچکر قیام کیا، سلطان سنجر کے نام کا خطبہ عراق سے موقوف کر دیا گیا۔

چونکہ سلطان سنجر نے دُبیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا۔ دُبیس کو حلہ اور عماد الدین زنگی کو بغداد کی پولیس افسری دینے کا وعدہ کیا تھا اسوجہ سے دُبیس اور عماد الدین زنگی میدان

خالی دیکھ کر بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اسکی خبر لگی۔ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی طرف مراجعت کی سلطان مسعود اور اس کا بھائی سلجوق شاہ، سلطان سنجر سے جنگ کو روانہ ہوا لیکن سلطان سنجر کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا، سلطان سنجر ایک شب و روز کی مسافت طے کر کے قریب پہنچا سلطان مسعود، دینور واپس آیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو بحیلہ حوالہ ٹال رہا تھا۔ لیکن جب کوئی موقع جنگ کو ٹالنے کا باقی نہ رہا تو تن بتقدیر مقابلہ پر آیا۔ عوران، نواح دینور میں دونوں حریف صف آرا ہوئے، قراجا ساقی نے سلطان سنجر پر حملہ کیا، معرکہ کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا، قراجا ساقی کو کئی زخم لگے، سلطان سنجر کی فوج نے دفعتہً حملہ کر کے قراجا ساقی کے رکاب کے لشکر کو گھیر لیا۔ بہت سے ہمراہی مارے گئے قراجا ساقی گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود کو ہزیمت ہوئی۔ اسکے سرداران و اکابران دولت بہتیرے کام آئے سلطان مسعود کے ہمراہیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگا، اسکا بھاگنا دیکھ کر فوج بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۲۶ھ کا ہے۔ +

کامیابی کے بعد سلطان سنجر نے سلطان مسعود کے خیمہ میں قیام کیا، قراجا ساقی پابزنجیر

+ اس لڑائی میں سلطان سنجر کے میمنہ میں ملک طغرل (سلطان سنجر کا بھتیجا) قماج اور امیر امیران۔ میسرہ میں خوارزم شاہ و انسز بن محمد اور چند امرا لشکر اور قلب لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لاکھ سوار کاب میں تھے جنمیں سے دس ہزار سوار قلب میں تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھی) کا ایک جھنڈ آگے تھا۔

ملک مسعود کے میمنہ میں قراجا ساقی اور امیر قزل۔ میسرہ میں یرنقش زکوی اور یوسف جاوش تھا قراجا ساقی نے سلطان سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران میمنہ و میسرہ نے چکر کاٹ کر قراجا ساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ قراجا ساقی محاصرہ میں آگیا۔ ہاتھ پاؤں بہت کچھ مارے، کامیاب نہ ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ لیڈن۔

بہ زنجیر پیش ہوا سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا، بعد اسکے سلطان مسعود باریاب ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا، عزت کی، اور گنجہ کی حکومت پر واپس کیا، تمام ممالک محروسہ سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ حکومت و سلطنت پر متمکن ہوا، سلطان محمود کے وزیر ابوالقاسم الشاباذی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا، آخری ما رمضان ۵۲۶ھ میں چچا اور بھتیجے نے نیشاپور کی جانب مظفر و منصور معاودت کی

سلطان داؤد کی ہزیمت ملک طغرل کا حکومت پر قبضہ

تم ابھی پڑھ آئے ہو کہ سلطان سنجر نے بعد کامیابی اپنے بھتیجے ملک طغرل کو سریر حکومت پر متمکن کیا، ملک طغرل نیشاپور سے ہمدان چلا آیا اور سلطان سنجر یہ سنکر کہ والی ماوراء النہر احمد خان باغی ہو گیا ہے بغرض اصلاح و سرکوبی خراسان کی طرف روانہ ہوا اور چندے اسکو ان معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہنا پڑا۔ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذربائیجان اور گنجہ میں حکومت خودسری کا جھنڈا بلند کیا فوجیں فراہم کیں، ملک گیری کا حوصلہ بڑھا۔ ہمدان کی طرف کوچ کیا، برتقش زکوئی اتابک آقسنقر احمدیلی، اور طغرل بن برق اپنی اپنی فوجیں لئے رکاب میں تھا۔ ملک طغرل کو اسکی اطلاع ہوئی، فوج مرتب کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ سبب یہ ہوا کہ برتقش زکوئی کی حرکات اور بیجا کارروائیوں کا فوج کو احساس ہو گیا، ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتابک بھاگ گیا ملک داؤد کو ہزیمت ہوئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کا ہے۔ ملک داؤد بعد ہزیمت ماہ ذی القعدہ میں دارالخلافت بغداد پہونچا۔ اتابک آقسنقر ساتھ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت و احترام سے شاہی محلسرائے میں ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کی دوبارہ سلطنت اور ملک طغرل کی ہزیمت

سلطان مسعود کا اپنے چچا سلطان سنجر سے ہزیمت پانے، سلطان مسعود کا گنجہ واپس جانے، ملک طغرل کی تخت نشینی، سلطان داؤد کی لڑائی و ہزیمت بعدہ سلطان داؤد کا بغداد جانے کے واقعات

ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

جس وقت سلطان مسعود کو سلطان داؤد کی ہزیمت اور روانگی بغداد کا حال معلوم ہوا سامان سفر درست کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سلطان داؤد نے اس سے مطلع ہو کر بغداد سے نکل کر بڑے تپاک سے استقبال کیا گھوڑے سے اتر کر زمین بوسی کی۔ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا، شاہی محلسرا میں قیام کیا، سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ پھر دونوں نے متفق ہو کر آذربائیجان پر حملہ کا تہیہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے درخواست منظور فرمائی، چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد فوج عظیم کے ساتھ آذربائیجان کے سر کرنے کو روانہ ہوا، مراغہ پہونچا، آقسنقر احمدیلی نے مال وزر اور بہت سے خرگاہ سفر نذر کئے، سلطان مسعود نے بلا جدال و قتال صوبہ آذربائیجان پر قبضہ کر لیا، حاکم آذربائیجان اور اسکی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذربائیجان میں جا کر قلعہ بند ہوا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی ہوئی، بالآخر سلطان مسعود فتح نصیب ہوا۔ ایک جماعت محصوروں کی کام آگئی باقی ماندگان بھاگ گئے۔

قبضہ آذربائیجان سے فارغ ہو کر سلطان مسعود بقصد جنگ ملک طغرل، ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسکو ہزیمت دیکر ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں ہمدان پر قبضہ کیا۔ ملک طغرل رے چلا گیا۔ پھر رے سے اصفہان واپس آیا۔ بعد اسکے آقسنقر احمدیلی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر ڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسنقر احمدیلی کو قتل کرا دیا۔

[1] تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے آذربائیجان، "اردبیل" لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ منقول عنہ ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۰ مطبوعہ لیدن۔

سلطان مسعود یہ سنکر کہ ملک طغرل اصفہان میں ہے محاصرہ و جنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا، ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل کے تعاقب میں بیضار تک پہونچا۔ ملک طغرل کے بعض سرداران لشکر نے تنگ آ کے سلطان مسعود سے امن حاصل کی، ملک طغرل کو اپنے ہمراہیوں سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا مجھے دھوکا دیکر سلطان مسعود سے جا ملیں، رے کا راستہ اختیار کیا۔ اثنائے سفر میں ماہ شوال سنہ مذکور امیر شیر گیر کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابوالقاسم الشابادی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل بحکم ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آید لوٹ پڑا سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ شدید لڑائیاں ہوئیں، ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ حاجب تنکی، ابن بقرا اور اکثر سرداران لشکر گرفتار ہو گئے۔ سلطان مسعود کے سامنے حاجب تنکی اور ابن بقرا پیش کیا گیا سلطان مسعود نے رہا کر دیا، ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملک طغرل کی جبل کی جانب معاودت
سلطان مسعود کی ہزیمت

ملک طغرل پر فتحیاب ہونے کے بعد سلطان مسعود کو سلطان داؤد بن سلطان محمود کی بدعہدی اور بغاوت کی اطلاع ہوئی، فوراً فوج مرتب کر کے آذربائیجان پہونچا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذربائیجان میں محاصرہ کر لیا[1] . . . . ملک طغرل نے فوجیں مہیا کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا۔ یہ سالاروں کو انتظام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر متعین کیا۔ سلطان مسعود یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ کوچ کا حکم دیا، قزوین میں مقابلہ ہوا۔ بوقت مقابلہ ملک طغرل کے وہ سرداران لشکر جو سلطان مسعود سے مل گئے تھے ملک طغرل کے لشکر میں آملے۔ اس وجہ سے ملک مسعود کو ہزیمت ہوئی، یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۸ھ کا ہے۔

۱؎ کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

ہزیمت کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دیدی، اسوقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) مع بقش سلاحی نائب السلطنت اصفہان میں قیام پذیر تھا۔ سلطان مسعود کی ہزیمت کی خبر پاکر نہایت تیزی سے قطع منازل کر کے سلطان مسعود سے پیشتر بغداد پہونچ گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محلسرا میں ٹھہرایا خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد سلطان مسعود اور اسکے اکثر مصاحبین بحال پریشان بغداد پہونچے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لباس گھوڑے، الات حرب اور روپیہ دیئے، سلطان مسعود ۱۵ شوال سنہ مذکور میں محلسرائے شاہی میں داخل ہوا۔ اور ملک طغرل نے ہمدان میں قیام کیا

ملک طغرل کی وفات سلطان مسعود کا ہمدان وجبل پر قبضہ

بعد چند دنوں کے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ملک طغرل کی مدافعت وجنگ کے لئے ہمدان جانے کا حکم دیا۔ بنفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا لیکن سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ بعض امراء اور سرداران لشکر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہوگئے، بعض پر سلطان مسعود کو ملک طغرل سے سازش کا شبہ ہوا۔ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ انکے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس سے اوروں کو خوف پیدا ہوا۔ سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا، سلطان مسعود نے سماعت نہ کی خلیفہ مسترشد کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ دونوں میں کدورت نے جگہہ کر لی۔ کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی خلیفہ مسترشد نے امداد واعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس اثناء میں بماہ محرم ۵۲۹ھ ملک طغرل کی وفات کی خبر پہونچی، سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہوا شرف الدین انوشیرواں بن خالد

کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ شرف الدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آ گئیں، ہمدان اور جبل پر قابض ہو گیا۔

جنگ سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد باللہ، خلیفہ مسترشد باللہ کا قتل الراشد کی خلافت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں بزمانہ قیام بغداد اُن امراء کی بدولت رنجش پیدا ہو گئی۔ جو سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے تھے۔ پھر جب سلطان مسعود بعد انتقال ملک طغرل، ہمدان روانہ ہوا تو ایک گروہ امراء دولت جنہیں برنقش زکوی، قزل، قراسنقر خمارتکین والی ہمدان، عبدالرحمٰن بن طغایرک، اور دُبیس بن صدقہ کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے سلطان مسعود سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا، والی خوزستان "برسق بن برسق" نے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کی اور انکا ہمدرد بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امن کی درخواست کی، دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے باستثنار دُبیس بن صدقہ کل امراء کو امان دی، نامہ امان لکھ کر سدید الدولہ بن انباری کی معرفت بھیجدیا۔ اسوجہ سے دُبیس بن صدقہ کو اپنے رفتار سے خطرہ ہوا کہ ایسا نہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں علیحدہ ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ باقی ماندگان امراء بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود کی جنگ پر پیٹھ ٹھونک کر تیار کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اِن خود غرض امیروں کے کہنے میں آ گیا، اِن لوگوں کی عزت و توقیر بڑھائی۔ آخری رجب ۵۲۹ھ میں بقصد جنگ سلطان مسعود، بغداد سے کوچ کیا۔ والی بصرہ اثنا سفر میں بصرہ بھاگ گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن والی بصرہ واپس نہ ہوا، اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روانگی میں تاخیر کرنے لگا، عرض سرداروں نے پھر اُبھارا، طرح طرح کا سبز باغ دکھایا۔

چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کمربستہ ہوکر ماہ شعبان سنہ مذکور میں روانہ ہوا۔ برسق بن برسق اپنی فوج حلئے بارگاہ خلافت میں باریاب ہوا۔ اسوقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج رکاب کی تعداد سات ہزار سے متجاوز ہوگئی، عراق میں تین ہزار فوج کے ساتھ اپنے خادم "اقبال" کو چھوڑکر آگے بڑھا، اطراف بلاد کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامہ روانہ کیا، اطاعت و فرمانبرداری سے پیش آئے۔

ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کو ہوئی، پندرہ ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کو روانہ ہوا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے لشکر کا ایک گروہ یہ سن کر علیحدہ ہوگیا۔ سلطان داؤد بن سلطان محمود نے آذربایجان سے کہلا بھیجا "آپ دینور میں جاکر قیام فرمائیے، یہاں تک فوج لیکر آجاے تو مقابلہ کیجیے"، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی بقصد جنگ کوچ کیا۔ عماد الدین زنگی نے موصل سے خلافت مآب کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اتفاق وقت سے نہ پہونچ سکیں اور لڑائی چھڑ گئی۔

۱۰ رمضان سنہ مذکور میں بمقام دایمرج دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا، میمنہ کو ہزیمت ہوئی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی گرفتار کر لیا گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر (شرف الدین علی بن طراد زینبی) قاضی القضاۃ بغداد، خلافت مآب کا خزانچی (ابن طلحہ) ابن انباری، خطبا، فقہا، اور شہود گرفتار ہوئے، خلافت مآب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے انکا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا، وزیر مع اور چند امرا پابزنجیر قلعہ سرجہان بھیجدیے گئے، بقیہ کو بغداد واپس کیا، سلطان مسعود نے ہمدان کی جانب مراجعت کی، امیر بک ابہ کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کرکے روانہ کیا۔ آخر ماہ رمضان میں وارد بغداد ہوا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ رکاب میں تھا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال و اسباب لوٹ

ملہ استاد ابن خلطوط بالائی میں نے تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ دیکھو جلد ۱۱ صفحہ ۵ مطبوعہ لیدن

لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہونچا۔ مجتمع ہو کر ہنگامہ کر دیا، بہت سے عوام الناس مارے گئے۔

بعد اسکے سلطان مسعود ماہ شوال سنہ مذکور میں ہمدان سے مراغہ روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نظر بند ہمراہ تھا۔ مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ بالآخر ان شرائط پر مصالحت ہوئی (۱) خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، فوج فراہم نہ کرے۔ (۲) خانہ نشین رہے بقصد جنگ محلسرائے خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان مسعود نے بغرض اظہار فدویت غاشیہ اطاعت گردن پر رکھا۔ محافظت کو جو لوگ مقرر تھے وہ علیحدہ ہو گئے، فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا، کئی زخم کاری پہونچائے، قتل کیا، مثلہ[1] کیا۔ برہنہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے۔ باطنیہ قاتلوں کا تعاقب کیا گیا۔ سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف (۱۷) ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے۔ تقریباً ۱۸ سال خلافت کی فصیح، بلیغ، شجاع، عالی ہمت اور منشی تھا (۴۳ سال ۳ ماہ کی عمر پائی)۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے بک ابہ پولیس افسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابو جعفر منصور کو حسب ولیعہدی سریر خلافت پر متمکن کر کے رسم بیعت انجام دو، چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں دن ابو جعفر منصور تخت نشین ہوا، اراکین دولت، ممبران خاندان خلافت اور ابو النجیب واعظ نے بیعت کی، الراشد کا لقب اختیار کیا۔

اقبال (خادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی) کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی خبر پہونچی،

---

[1] عرب میں دستور تھا کہ جس مقتول کی بے عزتی کرتے تھے اس کے کان، ناک اور عضو تناسل کاٹ دیتے تھے اسی کو "مثلہ" کرنا کہتے ہیں۔ مترجم۔

اقبال اسوقت بغداد میں مقیم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، تو دریائے دجلہ کو غربی جانب کی طرف عبور کیا، تکریت پہونچ کر مجاہد الدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

جنگ سلطان مسعود و خلیفہ راشد

خلیفہ راشد باللہ عباسی کے تخت نشین ہونے کے بعد سلطان مسعود نے برنقش زکوئی کو خلافت مآب کے پاس بھیجا۔ حسب قرار داد صلح خلیفہ مسترشد باللہ عباسی چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا، خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا "میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جسقدر زر نقد ازان خلافت تھا وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور وہ لوٹ لیا گیا"، بعد اسکے خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج فراہم کی، کجرایہ کو اسکی سرداری عنایت فرمائی، شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا، برنقش زکوئی اور بک ابہ نے اتفاق کر کے محلسرائے خلافت پر یلغار کیا، خلیفہ راشد کا لشکر مقابلہ پر آیا باشندگان بغداد نے بھی راشدی لشکر کا ساتھ دیا، لڑائی ہوئی، برنقش زکوئی اور بک ابہ کو ہزیمت ہی شہر بغداد سے طریق خراسان کی طرف نکال دیئے گئے، بک ابہ واسط چلا گیا اور برنقش زکوئی نے سرخس کا راستہ لیا۔

واقعات بالا کا مشہور ہونا تھا کہ سلطان داؤد، ماہ صفر ۵۳۰ھ میں آذر بائیجان سے بغداد پہونچا، محلسرائے شاہی میں قیام کیا۔ اسکے بعد ہی عماد الدین زنگی موصل سے، صدقہ بن دُبیس حلہ سے، عنتر بن ابی عسکر جاوانی منتظم امور سلطنت صدقہ، برنقش باز دار والی قزوین یقش کبیر والی اصفہان، ابن برسق اور ابن احمد یلی بغداد میں داخل ہوا۔ لشکر بغداد سے کجرایہ اور طرنطای ملنے کو آیا۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) تکریت سے بغداد آگیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسکو اور ناصر الدولہ ابو عبداللہ حسن بن جہیر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اس سے اراکین دولت کو ناراضی پیدا ہوئی، وزیر السلطنت جلال الدین ابو الراضی بن صدقہ سوار ہو کر عماد الدین زنگی سے ملنے آیا اجازت لیکر ٹھہر گیا، باہم تبادلہ خیالات کئے، خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عماد الدین زنگی کے معاملات کو سلجھا

دیا، صفائی ہوگئی۔ بعد اسکے قاضی القضاۃ زینبی بھی عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوا، پناہ لی۔ اور اسوقت سے عماد الدین زنگی کے ساتھ رہا۔ بغداد سے موصل چلا آیا۔ اقبال خادم عماد الدین زنگی کی سفارش سے قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عماد الدین زنگی کے پاس آگیا۔

معاملات کی صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر پھر شروع کی۔ سلطان داؤد۔ عماد الدین زنگی اور خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی اعانت اور حمایت کی قسمیں کھائیں، سلطان مسعود کا خطبہ موقوف کر دیا گیا، سلطان داؤد کا نام خطبہ میں داخل ہوا۔ سلطان داؤد نے برنقش باز دار کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور فوجیں مرتب کر کے بقصد جنگ سلطان مسعود بغداد سے روانہ ہوا۔

بعد اسکے سلجوق شاہ برادر سلطان مسعود نے واسط پر یلغار کیا، قبضہ حاصل کر کے امیر بک ابہ کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب لوٹ لیا، عماد الدین زنگی سلجوق شاہ کی مدافعت کو روانہ ہوا جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ باہم مصالحت ہوگئی، بغداد واپس ہوا، سلطان داؤد سے ملنے کو طریق خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ لشکر کی فراہمی اور آلات حرب کو جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان مسعود بھی فوج آراستہ کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا، عماد الدین زنگی نے سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مراغہ کا قصد کیا اور سلطان داؤد ہمدان کی جانب چلا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے نکلا، خراسان کی طرف چلا، تین دن کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کیا سلطان داؤد کی طلبی پر سرداران لشکر جو بغرض جنگ روانہ ہوئے تھے خلافت مآب کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو واپس آئے۔ سلطان مسعود کا دار الخلافت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ پہونچا، ساتھ ہی اسکے اُن امراء کو بھی تہدید آمود خط لکھا جو خلیفہ راشد

باللہ عباسی کے پاس مجتمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ان امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کی عرضداشت پر توجہ نہ کی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

بغداد کا محاصرہ خلیفہ راشد کی روانگی موصل اور معزولی المقتفی باللہ کی خلافت

بعد اسکے سلطان مسعود نے بقصد محاصرہ بغداد کوچ کیا، بلکیہ پہونچا، زین الدین علی (عماد الدین زنگی کا مصاحب) مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، سلطان مسعود کے بڑھتے سیلاب کو روک نہ سکا واپس آیا، سلطان مسعود نے بغداد پہونچکر محاصرہ ڈالا، اوباشوں کی بن آئی کل محلات بغداد میں غارتگری کرنے لگے، فوج نے بھی نوچ گھسوٹ میں اوباشوں کا ہاتھ بٹایا، تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود محاصرہ کیے رہا۔ جب کوئی کامیابی نہوئی تو بقصد اصفہان محاصرہ اُٹھا کر نہروان کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں طرنطائی والی واسط بہت سی جنگی کشتیاں لیکر پہونچ گیا۔ سلطان مسعود بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ دجلہ کو غربی کنارہ کی طرف عبور کیا، لشکر بغداد نے روکا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ حامیان بغداد میں پل چل پڑ گئی۔ باہم مخالفت پیدا ہوگئی، سبھوں نے آذربائیجان کی جانب مراجعت کی۔ عماد الدین زنگی غربی بغداد میں تھا خلیفہ راشد باللہ عباسی عماد الدین زنگی کے پاس چلا آیا اور اسکے ہمراہ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنی حمایتیوں سے خالی ہوگیا تو ۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود اپنے جاہ و حشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا، فتنہ و فساد فرو ہوگیا، عوام الناس کو جمعیت خاطر حاصل ہوئی، فقہاء، قضاۃ اور علماء شاہی دربار میں طلب کیے گئے خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کا استفتا کیا قضاۃ اور علماء نے وجہ دریافت کی، سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے بحلف لکھا تھا "اگر میں بمقابلہ سلطان مسعود فوج فراہم کروں یا سلطان سے جنگ کرنے کو آمادہ ہوں یا سلطان کے کسی امیر یا سردار سے برسر پیکار آؤں تو میں اپنے کو بار خلافت سے سبکدوش کرونگا،" فقہاء او

قضاۃ نے خط پڑھا۔ معزولی کا فتویٰ دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے معائب ظاہر کئے اور معزولی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ ہیں جو زمانہ اسیری خلیفہ مسترشد باللہ میں خلیفہ کے ساتھ قید کئے گئے اور بوجہ عدم اہلیت خلافت آب سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے۔ جیسا کہ خلافت عباسیہ کے تذکرہ میں بسلسلہ حالات خلیفہ مسترشد باللہ عباسی ہم لکھ آئے ہیں چنانچہ بعد معزولی خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ مستظہر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی، المقتفی لامر اللہ کا خطاب دیا گیا۔ ان حالات کو نہایت تفصیل سے تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

بعد اسکے سلطان مسعود نے بسر کردگی فوج شاہی، قراسنقر کو سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا مراغہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی، سخت لڑائی ہوئی، سلطان داؤد کا لشکر پسپا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور سلطان داؤد نے خوزستان میں جا کے دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروہ مجتمع ہو گیا۔ سلطان داؤد نے انکو مرتب و مسلح کر کے تشتر پر محاصرہ ڈالا، اسکا چچا سلجوق شاہ ان دنوں واسط میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے بقصد جنگ سلطان داؤد تشتر پر دھاوا کیا۔ سلطان داؤد نے سلجوق شاہ کو ہزیمت دی۔

۵۳۰ھ میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو معزول کیا، کمال الدین ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ پھر یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے سرداران عساکر شاہی کو جو اسکے رکاب میں بمقام بغداد موجود تھے اپنے اپنے شہر کو واپس جانے کی اجازت دی، صدقہ بن دبیس والی حلہ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا۔ اس اثناء میں بقش سلاحی، برسق بن برسق، والی تشتر اور سنقر خمارتگین افسر پولیس ہمدان سرداران لشکر کا ایک گروہ باریاب ہوا جو سلطان داؤد کے ساتھ تھے سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی ظاہر کی، بقش کو پولیس افسری بغداد پر مامور کیا اور ۵۳۱ھ میں ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد۔ ہزیمت سلطان مسعود

چونکہ امیر بوزابہ والی خوزستان، امیر عبدالرحمٰن طغرلبک خلخان اور سلطان داؤد ابن سلطان محمود، سلطان مسعود کی جانب سے مطمئن نہ تھا، جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا، اور امیر منکبرس والی فارس بھی اس خطرہ و بے اطمینانی میں حصہ لے رہا تھا۔ اس وجہ سے فارس میں یہ سب مجتمع ہوئے متفق اور متحد ہوکر سلطان مسعود کے مقابلہ و جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر پاکر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، موصل سے مراغہ چلا آیا ہے معزول خلیفہ کو خط لکھا بمقابلہ سلطان مسعود اتفاق و اتحاد کا پیام دیا، دوبارہ سریر خلافت پر متمکن کرنے کا وعدہ کیا۔ معزول خلیفہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، یہ خبریں سلطان مسعود تک پہونچیں، غصہ سے کانپ اٹھا، ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں روانہ ہوا۔ امیر منکبرس سامنے پڑ گیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار سلطان مسعود کو فتح نصیب ہوئی، امیر منکبرس اثناء دار و گیر میں گرفتار ہو گیا، سلطان مسعود نے سزائے موت دی، فتحمند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی غارتگری کے لئے لشکر متفق ہو گیا، امیر بوزابہ اور عبدالرحمٰن طغرلبک تشتر کے قریب تھا، ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متفق ہوکر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا، سلطان مسعود کے رکاب میں اسوقت نہایت کم لشکر رہ گیا تھا۔ ہزیمت ہوئی اسکے سرداران لشکر کا ایک گروہ جسمیں صدقہ بن دُبیس والی حلہ، عنتر بن ابوالعساکر، یدر اتابک قراسنقر والی آذربایجان تھا گرفتار ہو گیا، امیر بوزابہ نے ان سب کو جیل میں ڈالدیا۔ جب اسکو امیر منکبرس کے قتل کی خبر بایہ تصدیق کو پہونچ گئی تو ان سبھوں کو مار ڈالا۔

ہزیمت کے بعد سلطان مسعود نے آذربایجان میں جاکر دم لیا اور سلطان داؤد نے ہمدان پہونچکر قبضہ کر لیا معزول خلیفہ راشد بھی آ گیا، امیر بوزابہ نے جو ان میں بڑا اور ان سب کا سردار تھا فارس جانے کی رائے دی، چنانچہ سب کے سب امیر بوزابہ کے ساتھ فارس پہونچے، امیر بوزابہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

سلجوق شاہ اسوقت واسط میں تھا۔ جب اسکو یہ خبر لگی کہ اسکا بھائی سلطان مسعود آذربائیجان گیا ہے تو بقصد قبضہ دار الخلافت بغداد روانہ ہوا۔ بقش افسر پولیس بغداد اور نظر خادم امیر الحاج نے مدافعت پر کمر باندھی اوباش اور بدمعاشوں کی بن آئی، کھلم کھلا لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دی جس کو جہاں پایا لوٹ لیا۔ بقش افسر پولیس بغداد سلجوق شاہ کی مدافعت سے فارغ ہو کر بغداد آیا۔ لٹیروں کو سزائیں دیں۔ بہتیروں کو قید کیا۔ قتل کیا۔ تا آنکہ انکی جڑ و بنیاد اکھاڑ دی۔ بعد اسکے خود بقش نے ظلم و سفاکی شروع کی، امراء اور رؤسا کو بدمعاشی اور غارتگری کا الزام لگا کے گرفتار کرنے لگا۔ جیسا کہ پولیس کا دستور ہے غلہ کی گرانی ہوئی۔ لوگوں کو اپنی عزت کی پڑ گئی۔ اکثر باشندگان بغداد جلا وطن ہو کر موصل وغیرہ چلے گئے۔

صدقہ بن دبیس کے مارے جانے کے بعد حلہ کی حکومت پر سلطان مسعود نے اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مقرر کیا، مہلہل بن ابو العساکر برادر عنتر مقتول کو محمد بن دبیس کا نائب بنایا۔ جیسا کہ اسکے حالات میں اوپر ہم لکھ آئے ہیں۔

قتل خلیفہ راشد باللہ عباسی امیر بوزابہ نے فارس پر قبضہ حاصل کرکے خوزستان کی جانب مراجعت کی، معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کا قصد کیا، جزیرہ پہونچکر مار دھاڑ اور غارتگری شروع کر دی، سلطان مسعود اس سے مطلع ہو کر عراق کو انکی دست برد سے بچانے کو فوجیں لیکر روانہ ہوا۔ ملک داؤد سلطان مسعود کی روانگی سے مطلع ہو کر فارس لوٹ آیا۔ خوارزم شاہ اپنے مقر حکومت واپس گیا اور معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں کی امداد سے مایوس ہو کر تن تنہا اصفہان کا راستہ لیا۔ چند خراسانی غلاموں نے جو معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے ۲۵۔ رمضان ۵۳۲ھ میں اسکا کام تمام کر دیا، اصفہان کے باہر مدفون ہوا۔

وزارت کی تبدیلی آخری سنہ مذکور میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابوالبرکات بن

سلامہ خراسانی (ارکزینی) کو معزول کر کے کمال الدین محمد بن خازن کو عہدہ وزارت سے ممتاز کیا۔ کمال الدین عادل، خوش خلق اور عالی ہمت تھا۔ بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے، جور وظلم کی بنیاد منہدم کر دی، سلطان مسعود کی تنخواہ معین کی، خزانہ معمور کیا، عمال کی دست درازی روکی، خاین اور نکحرام گورنروں کو سزائیں دیں۔ اور بہت سی مدات خفیہ کو ظاہر کر دیا جس کو عمال ہڑپ کرتے تھے۔ اس سے سلطان مسعود کی آنکھوں میں وزیر السلطنت بیحد عزیز ہو گیا یہ امور خاین عمال کو ناگوار گزرا، وزیر السلطنت اور اراکین دولت میں لگا بجھائے رنجش پیدا کر دی، چنانچہ یہ لوگ وقت بیوقت سلطان کے کان بھرنے لگے، اس میں سب سے زیادہ دلچسپی قراسنقر والی آذربایجان لے رہا تھا۔ اس نے سلطان مسعود کو بغاوت کی دھمکی دی، سلطان مسعود کے درباری اس سے بیحد متاثر ہوئے بخوف فتنہ وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا مشورہ دیا، سلطان مسعود نے باکراہ وبادل ناخواستہ وزیر السلطنت کمال الدین کو قتل کر کے سر کو قراسنقر کے پاس بھیجدیا، قراسنقر کی ناراضی خوشی اور رضامندی سے تبدیل ہو گئی۔ یہ واقعہ ۵۲۳ھ کا ہے، سات مہینہ وزارت کی۔

کمال الدین وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابو العز طاہر بن محمد یزدجردی وزیر قراسنقر کو سپرد کیا گیا، عز الملک کا خطاب عطا ہوا، تبدیلی وزارت سے امور سلطنت میں بدنظمیاں پیدا ہوئیں، سلطان مسعود انکو دفع نہ کر سکا، گورنران صوبجات نے ملک کو دبا لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ شطرنج کی طرح سلطان مسعود نام کا بادشاہ رہ گیا۔

بعد اسکے سلطان مسعود کے حکم سے بقش سلاحی افسر پولیس قتل کیا گیا، یہ بہت بڑا ظالم، کینہ ور اور غاصب تھا۔ سلطان مسعود نے اسکو گرفتار کر کے مجاہد الدین بہروز کی زیر نگرانی تکریت کے جیل میں قید کیا۔ چند دنوں کے بعد قتل کا حکم صادر کیا، جلاد جوں ہی بقصد قتل تلوار تول کر بقش سلاحی کے پاس پہونچا، بقش سلاحی دجلہ میں کود پڑا اور ڈوب کر مر گیا۔ سر اوتار کر سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کیا گیا، سلطان مسعود نے مجاہد الدین بہروز کو تکریت سے طلب

کر کے بغداد کی شحنگی (انسپکٹر جنرل پولیس کا عہدہ) عطا کی۔ مجاہد الدین بہروز نے نہایت خوش اسلوبی سے اس عہدہ کے فرائض انجام دیئے۔ ۵۲۹ھ میں سلطان مسعود نے اسکو بھی معزول کیا۔ قزل امیر اخور سلطان محمود کا غلام یزدجرد (یزدجرد) اور بصرہ کا حاکم اس خدمت پر مامور ہوا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالغیبہ۔

جنگ سلطان سنجر و خوارزم شاہ

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے ہوئی خوارزم کی حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے اور اسی زمانہ سے ان کی حکومت و سلطنت کا آغاز ہوتا ہے

محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، محمد بن انوشتگین اسکا نام تھا۔ خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس زمانہ میں سلطان برکیارق نے امیر داؤد حبشی کو خراسان کی گورنری عنایت کی تھی اور اسکے بعد اسی نے اسکو مار ڈالا تھا تو سلطان برکیارق نے محمد بن انوشتگین کو اس خدمت پر مامور کیا۔ بعد اسکے اسکا بیٹا اتسز خراسان کا والی ہوا۔ یہ نہایت کفایت شعار اور منتظم تھا۔ اسوجہ سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں اسکی عزت بڑھ گئی، اپنے سرداران لشکر میں داخل کر لیا۔ اکثر لڑائیوں میں اسکی مردانگی و جرات سے سلطان سنجر کو فتح یابی ہوئی، سلطان سنجر کے دربار میں اسکی بہت بڑی عزت و توقیر ہونے لگی، خوارزم میں اسکی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ لگانے بجھانے والوں نے سلطان سنجر سے لگانا بجھانا شروع کیا، موقع پا کے کہنے لگے "اتسز کا دماغ اب آسمان پر ہے، حکومت خود اختیاری کا دعویدار ہو گیا ہے، سلطان کی وقعت اسکے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے"۔ سلطان سنجر کا دل سنتے سنتے بھر آیا۔ فوج آراستہ کر کے (محرم ۵۳۳ھ میں بقصد جنگ روانہ ہوا، اتسز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا، لڑائی ہوئی، اتسز مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا، شکست کھا کر بھاگا۔ اسکے فوج کا ایک گروہ کام آ گیا، اتسز کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے آتسز کو بیحد صدمہ ہوا، سلطان سنجر نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اپنے بھائی سلطان محمد

کے بیٹے "غیاث الدین سلیمان شاہ" کو حکومت عطا کی، وزیر، اتابک اور حاجب مقرر کیا چند سے
قیام کرکے بماہ جمادی الاخرہ سنہ مذکور مرو واپس آیا۔

جوں ہی سلطان سنجر نے حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا اتسز کو موقع مل گیا۔ خوارزم
پر آپہونچا چونکہ اہل خوارزم سنجری فوج سے ناراض تھے، نہایت خوشی سے آتسز کے مطیع ہوگئے
سلیمان شاہ نے مع اُن لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے سلطان سنجر کی خدمت میں جاکے دم لیا۔
آتسز نے کمال اطمینان سے بلاد خوارزم پر قبضہ کرلیا۔ حکمرانی کرنے لگا۔ اسکے حالات آئندہ
لکھے جائینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

قراسنقر والی آذربایجان کا بلاد فارس پر قبضہ بعد اسکے اتابک قراسنقر نے اپنے باپ "والی آذربایجان" کا بدلہ لینے کو فوجیں جمع کرکے خروج کیا جو کہ جنگ بوزابہ میں مارا
گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ اور جب سلطان مسعود کے قریب پہونچا تو اس کو
وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا پیام دیا۔ اور بصورت قتل نہ کرنے کے مخالفت اور
بغاوت کی دھمکی دی۔ چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کرا دیا ان واقعات
کو بھی تم ابھی پڑھ آئے ہو۔ وزیر السلطنت کے قتل کے بعد اتابک قراسنقر نے بلاد فارس
پر یلغار کیا۔ امیر بوزابہ قلعہ بیضا میں قلعہ بند ہوگیا، اتابک قراسنقر نے بلاد فارس پر
بلا مزاحمت و مخاصمت قبضہ کرلیا۔ اس سرے سے اُس سرے تک چھان ڈالا لیکن کسی
وجہ سے ٹھہر کر حکومت نہ کرسکا، سلجوق شاہ ابن سلطان محمود (برادر سلطان مسعود) کو فارس
کی عنان حکومت سپرد کرکے آذربایجان واپس آیا۔ میدان خالی پاکر امیر بوزابہ نے ۵۳۴ھ
میں قلعہ سے نکلکر سلجوق شاہ پر حملہ کیا۔ سلجوق شاہ کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں گرفتار
کرلیا گیا امیر بوزابہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کردیا۔ بلاد فارس پر پھر قابض و متصرف ہوگیا
اس واقعہ کے بعد اتابک قراسنقر والی آذربایجان و اران نے شہر اردبیل میں وفات
پائی اتابک قراسنقر ملک طغرل کا مملوک (غلام) تھا۔ بجائے اسکے جاولی الطغرل کو آذربایجان

کی حکومت عطا ہوئی۔

چہار دانگی کا فارس روانہ ہونا

۵۳۵ھ میں سلطان مسعود نے امیر اسماعیل چہار دانگی کو بسر کردگی فوج عظیم امیر بوزابہ کی سرکوبی اور بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانگی کا حکم دیا چنانچہ چہار دانگی بقصد فارس روانہ ہوا، مجاہد الدین بہروز نے روکا چہار دانگی نے سماعت نہ کی دجلہ کے عبور کا تہیہ کیا، مجاہد الدین نے بعض کشتیوں کو غرق کر دیا اور بعض کو دجلہ میں ڈبوا دیا، چہار دانگی نے مجبوراً حلہ کی طرف قدم بڑھایا، والی حلہ نے بھی مدافعت پر کمر باندھی، واسط کی جانب بڑھا طرنطای مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، طرنطائی کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، چہار دانگی نے واسط میں داخل ہو کر تاراج کیا، نعمانیہ کو اور اسکے قرب و جوار کے مقامات کو لوٹ لیا،

ہزیمت کے بعد طرنطائی، بطیحہ پہونچا۔ اور حماد والی بطیحہ نے امداد پر کمر باندھی۔ اُدھر چہار دانگی کی فوج چہار دانگی سے علیحدہ ہو کر طرنطائی سے مل گئی، چہار دانگی کمزور پڑا مقابلہ سے جی چرا کر تستر چلا گیا، سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا، سلطان مسعود نے قبول فرمایا۔

ہزیمت سلطان سنجر بمقابلہ ترکان خطا اور ماوراء النہر پر ترکوں کا قبضہ

خلاصہ ان واقعات کا جو تاریخ ابن اثیر میں ہے یہ ہے کہ اتسز بن محمد نے خوارزم پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد ترکان خطا کو (جو اسوقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور ماوراء النہر کے ترکوں کے بڑے جرگے سے تھے) سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کی تحریک کی ملک کی سرسبزی کی لالچ دی، سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا، امداد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ قصہ مختصر ترکان خطا تین لاکھ سواروں کی جمعیت سے سلطان سنجر کے ملک کو تسخیر کرنے کو روانہ ہوئے، سلطان سنجر بھی عظیم فوج لیکر مقابلہ کو نکلا۔ نہر کو عبور کر کے ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے تیغ دسپر ہوا، گھمسان لڑائی ہوئی، خونریزی کی کوئی حد نہ رہی، آخر کار سلطان سنجر کو ہزیمت ہوئی، ایک لاکھ

فوج کٹ گئی، جسمیں چار ہزار عورتیں تھیں، سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا، سلطان سنجر بحال پریشان ترمذ پہونچا۔ ترمذ سے بلخ کا راستہ لیا۔

سلطان سنجر کی ہزیمت کے بعد آتسز نے شہر مرو پر حملہ کیا، بزور تیغ گھس کر غارتگری اور پامالی شروع کردی، فقہاء، علماء، اور رؤسا شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

سلطان سنجر کو اس ہزیمت سے بیحد صدمہ ہوا، اسوقت تک کسی لڑائی میں اس کا علم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجہ سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم معہ اپنی فوج کے رے میں آکر قیام پذیر رہو تاکہ امداد حاصل کیجائے۔ چنانچہ عباس والی رے بغداد چلا گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آگیا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر، بلاد ساغون، ختن اور طراز وغیرہ جو کہ ماوراءالنہر کے نواح میں ہیں داخل ہیں۔ ان مقامات پر ملوک خانیہ ترکیہ حکمران تھے، ملوک خانیہ ترکیہ مسلمان بادشاہ ترک اور افراسیاب بادشاہ ترک کی نسل سے تھے۔ جو مشہور بادشاہ ملوک کینیہ فارس میں گزرا ہے۔ ملوک خانیہ ترکیہ کا جد اعلیٰ سبق قراخاں دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ شخص آسمان سے اوترا اور سبق قراخاں سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم و معنی یہ تھا، اسلام قبول کر دینا اور آخرت میں تجھکو سلامتی ہوگی، چنانچہ سبق قراخاں نے خواب ہی میں اسلام قبول کیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ سبق قراخاں کے مرنے پر اسکا بیٹا موسیٰ بن سبق قراخاں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی، نسلاً بعد نسل اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلان خان بن محمد بن سلیمان بن داود بن بقراخاں بن ابراہیم الملقب بطغاج خان بن ایلک الملقب بہ نصر ارسلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخاں تک قائم رہی۔

ارسلان خاں کے زمانہ میں قدرخاں نے خروج کیا اور ارسلان خاں کے قبضہ سے

حکومت ترکستان نکال لی۔ ۴۹۵ھ میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خاں ترکستان کا دوبارہ حکمراں ہوا اور قدر خاں کو سلطان سنجر نے مار ڈالا۔ بعد اسکے خوارج نے ارسلان خاں پر خروج کیا اور ترکستان کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر نے پھر اسکی اعانت وامداد پر کمر باندھی اور ترکستان پر اسکو قبضہ دلا دیا۔

ارسلان خاں کی فوج میں ترکوں کا ایک جرگہ تھا جسکو قارغلیہ اور اتراک غزیہ کہتے ہیں یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو تاراج کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرینگے۔ انکا دو گروہ تھا۔ ایک گروہ بیق کے نام سے موسوم تھا۔ انکا سردار طوطی بن داد یک تھا۔ دوسرا گروہ کا نام برق بھا برغوث بن عبد الحمید اسکا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں سے شریف اشرف ابن محمد ابن ابی شجاع علوی نامی ایک شخص ارسلان خاں ملقب بہ بغرخان کے دربار میں رہتا تھا۔ اس نے ارسلان خاں کے بیٹے کو حکومت وسلطنت کی طمع دیکر باپ سے نزع سلطنت پر آمادہ کیا۔ باپ اور بیٹے میں فتنہ وفساد کا بازار گرم ہو گیا۔ ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۴ھ میں دریائے جیحوں عبور کرکے سمرقند پہونچا، قارغلیہ نے میدان خالی کر دیا۔ سلطان سنجر نے سمرقند کی جانب معاودت کی۔ ارسلان خاں کو گرفتار کرکے بلخ کے جیل میں ڈالدیا۔ جہاں پر ارسلان خاں نے وفات پائی۔[۱]

---

[۱] تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خاں کے بیٹے کی پیٹھ ٹھونک کر بہ دعویداری سلطنت مقابلہ پر کھڑا کیا ارسلان خاں نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا اس سے قارغلیہ کو منافرت پیدا ہوئی۔ بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا حکومت وسلطنت کے انتزاع کے طالب ہوئے، ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے قارغلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی، امداد کا خواستگار ہوا، چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج ظفر موج لیکر ارسلان خاں کی امداد کو سمرقند پہونچا (ارسلان خاں، سلطان سنجر کا بہنوئی تھا) قارغلیہ نے مقابلہ سے جی چرایا میدان خالی کر دیا، ایک روز سلطان سنجر شکار کو نکلا [بقیہ صفحہ ۱۸۳]

سلطان سنجر نے بجائے ارسلان خاں، سمرقند کی حکومت پر قلیج طمغاج ابوالمعالی حسن بن علی بن عبدالمومن معروف بہ حسن تکین کو متعین کیا، حسن تکین خاندان سلطنت خانیہ سے تھا ارسلان خان نے اسکو شہر بدر کردیا تھا۔ اسکا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا، تھوڑے دنوں کے بعد مرگیا۔ سلطان سنجر نے محمود بن ارسلان خاں سابق حکمران سمرقند کو سریر حکومت پر متمکن کیا۔ یہ ارسلان خاں وہی ہے جسکے قبضہ سے سلطان سنجر نے سمرقند کو نکالا تھا۔ اور محمود بن ارسلان، سلطان سنجر کی بہن کا لڑکا تھا۔

اس سے پہلے ۵۲۲ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ، چین سے ملک گیری کے شوق میں فوج عظیم لیکر حدود کاشغر میں آیا۔ زبان چین میں "کوہر" کے معنی "اعظم" "خاں" کے معنی "ملک" پس کوہر خاں کے معنی ہوئے "اعظم الملک" یعنی شہنشاہ۔ الغرض والی کاشغر "احمد بن حسن خاں" مقابلہ و مدافعت کو میدان جنگ میں آیا، سخت اور خونریز جنگ کے بعد کوہر خان کو ہزیمت ہوئی، اسکے ہمراہیوں کا ایک گروہ کثیر التعداد کام آگیا۔

قبل اس واقعہ کے ترکان خطا کا ایک گروہ چین سے نکلکر ملوک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آگیا تھا، ارسلان خاں محمد بن سلیمان نے انکو چینی سرحد پر محافظت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا، اس حسن خدمت کے عوض جاگیریں دیں تھی وظائف مقرر کردیئے تھے۔ اتفاق سے ارسلان خاں محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہوگیا، سزا دی، اس سے انکو کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی، سکونت کے لئے ایک کشادہ اور سرسبز

بقیہ صفحہ ۱۸۳) اتفاق سے چند سوار نظر آئے سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ تشدد کیا دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ظاہر کیا "ارسلان خاں نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا ہے"۔ سلطان سنجر غضبناک سمرقند واپس آیا اسوقت ارسلان خاں قلعہ میں تھا۔ محاصرہ کرکے گرفتار کرلیا اور پابزنجیر بلخ بھیجدیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۵۴ و ۵۵ مطبوعہ لیدن۔

زمین کو تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خاں کے ساتھ ہو کر روزانہ جنگ سے محفوظ رہیں کسی نے ان سے بلاد ساسون کی تعریف کر دی۔ چنانچہ یہ سب معہ زن و بچہ بلاد ساسون چلے گئے۔ پس جب دوبارہ کو خاں شاہ چین نے بلاد اسلامیہ کی طرف قبضہ اور تاراج کی غرض سے قدم بڑھایا تو ترکان خطا جو ارسلان خاں سے ناراض ہو کر بلاد ساسون میں آ کے آباد ہوئے تھے کو خاں سے مل گئے اسکے لشکر کی تعداد بڑھ گئی، سیلاب کی طرح بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خان محمد ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس طوفان کو روکنے کو مقابلہ پر آیا۔ شدید جنگ کے بعد خان محمود کو ہزیمت ہوئی، سمرقند واپس آیا۔ اس سے کو خاں کا رعب و داب بڑھ گیا بلاد ماوراء النہر اور اہل بخارا انکے مظالم کے شکار ہونے لگے۔

خان محمود نے سلطان سنجر کی خدمت میں عریضہ بھیجا، واقعات لکھے، امداد کی درخواست کی، سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا، لشکر کی فراہمی اور اسباب جنگ کو مہیا کرنے کا حکم دیا، خراسان، سجستان (خاندان بنی خلف) غزنی (ملوک غور) اور مازندران کے سلاطین اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے سلطان سنجر کے پاس مجتمع ہوئے، فوج کی جمعیت ایک لاکھ سے بڑھ گئی۔ آخری ۵۳۵ھ میں نہر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کو بڑھے۔ محمود خان نے ترکان قارغلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت پیش کی۔ سلطان سنجر نے انکی گوشمالی کا قصد کیا۔ ترکان قارغلیہ نے کو خاں بادشاہ چین کے پاس جا کر پناہ لی۔ کو خاں نے سلطان سنجر کو ترکان قارغلیہ کی سفارش کا خط لکھا۔ سلطان سنجر نے توجہ نہ کی، تہدید آمیز خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی، اور بصورت اسلام نہ قبول کرنے کے جنگ اور کثرت فوج کی دھمکی دی۔ خط دیکھکر کو خاں سخت برہم ہوا، ڈھکے دیکر سلطان سنجر کے ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا اور لشکر مرتب کر کے بقصد جنگ سلطان سنجر کو کوچ کیا۔ دونوں حریف کا مقام قطوان میں بتاریخ ۵ صفر ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔ بادشاہ چین کی طرف سے ترکان

قار غلبہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے لشکر اسلام سے شاہ سجستان تیغ وسپر ہونے کو نکلا گمسان لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی مسلمانوں کا گروہ کثیر کام آگیا، شاہ سجستان، امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئے۔ کوخان نے عزت واحترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیجدیا۔ ترکان خطا اور کفار ترک بلاد ماوراء النہر پر قابض ہو گئے۔

۵۳۶ھ میں کوخاں بادشاہ چین مرگیا۔ اسکی بیٹی سریر حکومت پر متمکن ہوئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہ بھی مرگئی۔ اسکی ماں (کوخاں کی زوجہ) حکمران ہوئی۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطا کی حکومت وسلطنت کا سکہ چلنے لگا تا آنکہ عماد الدین محمد خوارزم شاہ نے ۶۱۲ھ میں ترکان خطا سے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کیا۔

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی معاصمت سلطان سنجر کی ہزیمت کے بعد اتسز (خوارزم شاہ) نے ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ میں سرخس کی طرف قدم بڑھایا، اہل سرخس نے اطاعت کی گردن جھکادی، مرو شاہجہاں کا قصد کیا، امام احمد باخرزی نے باریاب ہو کر باشندگان مرو شاہجہاں کی سفارش کی، جنگ اور خونریزی سے روکا، چنانچہ خوارزم شاہ مرو شاہجہان کے باہر خیمہ زن ہوا، ابوالفضل کرمانی اور چند رؤساء شہر کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ اس اثناء میں عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اس وقت مرو شاہجہاں میں تھے مارا، قتل کیا اور شہر سے نکال دیا۔ جھگڑا بڑھا، خوارزم شاہ نے قتل اور غارتگری کا حکم دیدیا۔ بزور تیغ گھس کر جی کھول کر پامال کیا بہت سے علماء مارے گئے۔

شوال سنہ مذکور میں خوارزم شاہ نے نیشاپور کی جانب مراجعت کی، علماء فقہاء اور زہاد کا وفد (ڈیپوٹیشن) خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا، اہل نیشاپور کی طرف سے گذارش کی "ہملوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ نہ برتے جائیں جو اہل مرو شاہجہان کے ساتھ برتے گئے۔ ہملوگ آپ کے علم حکومت کے مطیع وفرمانبردار ہیں، خوارزم شاہ نے اسکی

درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا لیکن اصرار کرکے سلطان سنجر کا خزانہ لے لیا اور اسکے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔

بعد اسکے خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو نواح صعغد (بیہق) میں پھیلا دیا، غارتگری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ چند روز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطا بلاد ماوراء النہر میں بلائے بے درمان کی طرح پھیل رہے تھے اور سلطان سنجر انکی مدافعت میں مصروف تھا اسوجہ سے خوارزم شاہ کی پیشقدمی کو نہ روک سکا۔ تا آنکہ ۵۳۰ھ کا دور آ گیا، سلطان سنجر کو ایک گونہ ترکان خطا کی جنگ سے فراغت ہوئی لشکر آراستہ کرکے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کو بڑھا۔ خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا، سلطان سنجر کے بعض سرداران لشکر شہر میں گھس گئے۔ سخت مقابلہ ہوا قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا لیکن اتسز (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد انکو شہر سے نکال دیا۔ بعد اسکے آتسز (خوارزم شاہ) نے مصالحت کا پیام بھیجا اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا اور کل بلاد مقبوضہ کو چھوڑ کر اپنے مقبوضات سابقہ کی حکومت پر قانع ہوا، سلطان سنجر نے شرائط منظور فرما کے مصالحت کر لی چنانچہ ۵۳۰ھ میں خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر واپس آیا۔

سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی مصالحت

۵۳۰ھ میں سلطان سنجر دارالخلافت بغداد حسب عادت پہونچا ...... بقصد موصل لشکر مرتب کرنے لگا کیونکہ جسقدر فسادات اور جھگڑے امراء و سرداران لشکر کی طرف سے پیدا ہوتے تھے وہ سب کے سب اتابک زنگی والی موصل کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے۔ سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگا۔ پس جب اسکو ترکوں اور خوارزم شاہ سے فراغت حاصل ہوئی تو اتابک زنگی کی اصلاح اور سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ اتابک زنگی نے ابو عبداللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا، لطف و مرحمت

کی درخواست کی۔ بیس ہزار دینار نذ گئے، بشرط واپسی ایک لاکھ دینار کا وعدہ کیا۔ سلطان سنجر راضی ہو گیا۔ مصالحت ہو گئی۔

منجملہ اور امور کے جس سے سلطان سنجر نے اتابک سے مصالحت کی، امر باعث صلح یہ ہوا کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (اتابک زنگی کا بیٹا) بوجہ محبت پدری سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اتابک زنگی کے پاس چلا آیا تھا۔ اتابک زنگی نے اس سے ذرا بھی التفات نہ کی، اولٹے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھا کہ "میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ حضور کا مزاج مجھ سے برہم دیکھ کر بوجہ محبت فطری میرے پاس بھاگ آیا۔ میں اسکو پھر حضور کی بارگاہ میں واپس کرتا ہوں۔ میں اور یہ، دونوں حضور کے غلام ہیں اور ملک خدام والا کا ہے" اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہو گیا اتابک زنگی کی قدر و منزلت دوچند ہو گئی۔ بہایت خوشی سے پیام مصالحت قبول و منظور کیا۔

والی فارس اور حکمران رے کی بغاوت

بوزابہ والی فارس و خوزستان کو سلطان مسعود سے کشیدگی اور منافرت پیدا ہو گئی تھی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ ۵۴۱ھ میں محمد بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کی بیعت کی اور فوجیں آراستہ کر کے ماہین (ن و قاشان) کی جانب روانہ ہوا۔ امیر عباس والی رے بھی آملا اور اس رائے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ برادر سلطان مسعود بھی ان لوگوں سے ساز کر کے مل گیا، آہستہ آہستہ اکثر شہروں پر ان باغیوں نے قبضہ کر لیا، سلطان مسعود کو اسکی خبر لگی ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد سے روانہ ہوا امیر طغایرک امیر حاجب ا کاب میں تھا۔ اسکا ارکین دولت پر ایک خاص اثر تھا اور عام پبلک کا میلان بھی اسکی طرف تھا۔ بغداد میں مہلہل، نصیر امیر الحاج اور بہروز کے غلاموں کا ایک گروہ حفاظت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیئے گئے، جسوقت دونوں لشکر کا مقابلہ ہوا سلیمان

شاہ انکی جماعت سے نکلکر اپنے بھائی سلطان مسعود کے پاس چلا آیا، امیر عبدالرحمٰن نے مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ حسب خواہش صلح ہوگئی، امیر عبدالرحمٰن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں علاوہ اُن صوبجات کی حکومت کے جسپر وہ پہلے سے حکمراں تھا آذربائیجان اور اراں تا خلخال کی گورنری بھی بجائے جاولی طغرلی مرحمت کی گئی۔

اسی سلسلہ میں ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزابہ کا وزیر تھا قلمدان وزارت سپرد کیا گیا، ۵۳۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجردی کو معزول کرکے مرزبان بن عبداللہ بن نصر اصفہانی کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا، اور یزدجردی معزول وزیر کو مرزبان بن عبداللہ وزیر جدید کی سپردگی میں دیا۔ مرزبان بن عبداللہ نے یزدجردی کا کل مال و اسباب ضبط کرلیا اور جیل میں ڈالدیا پھر جب ۵۴۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزابہ وغیرہ سے مصالحت ہوگئی تو امیر بوزابہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اسکی حکومت و سلطنت پر اسکو استبداد اور تحکم حاصل ہوا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست بجائے مرزبان عہدہ وزارت پر پھر مامور ہوا۔

قتل طغایرک و عباس

عبدالرحمٰن طغایرک، سلطان مسعود پر بیحد قابو یافتہ ہوگیا تھا اس حد تک نوبت پہونچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح صرف تخت حکومت کا مالک تھا۔ باقی کل امور کو سیاہ و سفید کرنے کا اختیار عبدالرحمٰن طغایرک کے قبضہ میں تھا، بک ارسلان معروف بہ ابن خاص بک ابن بلنکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روکدیا، بک ارسلان سلطان مسعود کا خادم خاص اور پروردہ تھا، سلطان مسعود کی نظر عنایت اسپر رہا کرتی تھی خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغایرک نے اس خیال سے کہ سلطان مسعود سے علیحدہ ہوجائے بک ارسلان کو کسی شہر کا امیر مقرر کرکے بھیجنے کا قصد کیا، سلطان مسعود کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ بک ارسلان اور بعض سرداران فوج کو تنہائی میں طلب کرکے طغایرک کے قتل کا حکم دیا۔ کسی سردار کی

ہمت نہ پڑی، زنگی جاندار نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا، یک ارسلان نے اس سے موافقت کی دیکھا دیکھی سرداران عسکر کا ایک گروہ بھی تیار ہو گیا، اسکے بعد ایک روز طغایرک اپنے جاہ و حشم کے ساتھ بمقام جنزہ ہوا خوری کو نکلا، زنگی جاندار نے بڑھکر وار کیا، طغایرک گھوڑے سے زمین پر آرہا یک ارسلان نے لپک کر طغایرک کا کام تمام کر دیا۔ سرداران لشکر نے جو اسی کام کے انجام دہی کو ہمراہ تھے طغایرک کے ہمراہیوں کو شور و شغب سے روک دیا۔

اس واقعہ کی اطلاع سلطان مسعود کو دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا، امیر عباس والی رے بھی معہ اپنی فوج بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے برافروختہ ہوا، سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع ڈھونڈھنے لگا۔ سلطان مسعود نے تالیف قلوب کی، نرمی و ملاطفت سے پیش آیا۔ امیر عباس کا غصہ فرو ہو گیا۔ سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی بعض سرداران لشکر اور ارکین دولت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ و تیار کیا، چونکہ سرداران لشکر اور ارکین دولت امیر عباس کے استبداد اور تحکم سے تنگ آگئے تھے قتل پر آمادہ ہو گئے، امیر بقش اور حرسوس تحف نے قتل کا بیڑہ اُٹھایا۔ ایک روز سلطان مسعود نے امیر عباس کو محلسرائے شاہی میں طلب فرمایا امیر بقش اور حرسوس تحف نے چند آدمیوں کو محلسرا کی صحنچیوں میں چھپا دیا۔ امیر عباس محلسرائے شاہی کے دروازہ پر پہونچا، دستہ فوج جاں نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی اسکے ہمراہیوں کو روکدیا، امیر بقش اور حرسوس امیر عباس سے باتیں کرتے ہوئے اُس طرف لے گیا جہاں پر اسکے قتل کے لئے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا، پس وہ سب دفعۃً نکل پڑے اور امیر عباس کا کام تمام کر دیا۔ اسکے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر میں واویلا اور ایک شور برپا ہو گیا۔ لیکن پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ ماہ ذی قعدہ کا ہے۔

امیر عباس، سلطان محمود کا آزاد غلام تھا، عادل، نیک سیرت، فرقہ باطنیہ پر کثیر الجہاد اور مدبر تھا، رعایا اس سے بیحد خوش تھی۔

سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اسکے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ تکریت میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا واللہ سبحانہ وتعالیٰ ولی التوفیق۔

قتل بوزابہ والی فارس تم اوپر پڑھ آئے کہ طغایرک، امیر عباس والی رے اور امیر بوزابہ والی فارس و خوزستان کو سلطان مسعود کی حکومت و سلطنت پر استبداد حاصل ہو گیا تھا، یہ تینوں امیر ایک تھیلی کے چٹے بٹے تھے طغایرک، امیر عباس اور امیر بوزابہ کے ذریعہ سے سلطان مسعود کو شطرنج کا بادشاہ بنائے ہوئے تھا جس وقت طغایرک مارا گیا۔ امیر عباس کو برافروختگی اور اشتعال پیدا ہوا، بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ فوراً ہی مار ڈالا گیا۔ اسکے مارے جانے کی خبر امیر بوزابہ کو پہونچی، غصہ سے کانپ اٹھا، عظیم فوج لیکر ۵۴۲ھ میں اصفہان پہونچا۔ محاصرہ ڈالا، دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرہ پر مامور کیا، تیسری فوج قلعہ ماہکی بلاد سحف کے سر کرنے کو روانہ ہوئی۔

بلاد سحف، امیر بقش کونز خر کی گورنری میں تھے۔ امیر بقش نے مدافعت پر کمر باندھی مردانگی اور جرأت سے لڑ کر غنیم کو پسپا کیا۔

امیر بوزابہ، اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جنگ سے پہلو تہی کرنا چاہا مگر کامیاب نہوا مرج قراتکین میں صف آرائی ہوئی، نہایت شدید مقابلہ ہوا، دونوں حریف جی توڑ کر لڑے، اتفاق سے امیر بوزابہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا امیر بوزابہ زمین پر آ رہا، ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا، کشاں کشاں سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کیا، سلطان مسعود کے روبرو مار ڈالا گیا، روایت کی جاتی ہے کہ اثنا جنگ میں امیر بوزابہ کو تیر لگا تھا۔ جسکے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور مردہ تھا۔ امیر بوزابہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تتر بتر ہو گیا یہ لڑائی سلاطین

سلجوقیہ کی بڑی لڑائیوں میں ہے۔

امراء کی بغاوت میں بغداد کی بربادی

طغایرک، امیر عباس اور امیر بوزابہ کے مارے جانے کے بعد بک ارسلان خادم خاص سلطان مسعود کی خدمت میں آ گیا۔ دربار شاہی میں امراء کی آمد و رفت مسدود ہو گئی، اس سے امراء و اراکین دولت کو سلطان مسعود کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ رونما ہو جو طغایرک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اسوجہ سے امراء و اراکین دولت سلجوقیہ ابو رکن مسعودی والی گنجہ و اران، بقش کوزخر والی جبل، حاجب خریطائی محمودی افسر پولیس بغداد ابن طغایرک ابن رکن مسعود اور قرقوب سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے عراق کی طرف روانہ ہوئے، ان لوگوں کے ہمراہ وہم آہنگ سلطان مسعود کا بھائی محمد بن محمود بھی تھا کوچ و قیام کرتے ہوئے امراء سلجوقیہ حلوان پہونچے، اہل بغداد میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوئی، غلہ گران ہو گیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے واپس جانے کا پیام بھیجا۔ کسی نے سماعت نہ کی ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں داخل بغداد ہوئے۔ شرقی جانب قیام کیا، مسعود افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا، علی ابن دُبیس والی حلہ بھی ان لوگوں سے آملا۔ غربی بغداد میں خیمہ نصب کیا، خلیفہ مقتفی نے بغداد کی محافظت کے لئے فوجیں فراہم کیں، امراء سلجوقیہ کے فوجیوں اور عوام الناس سے بغداد میں لڑائی چھڑ گئی، متعدد لڑائیاں ہوئیں اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ لوٹ کر پھر حملہ آور ہوئے، بغداد کی سڑکیں گلی اور کوچہ مقتولوں سے بھر گیا، آبادی ویرانی سے، امن سے بدامنی مُبدّل ہو گئی۔ محلہ کے محلہ سنسان میدان ہو گئے، لوٹ مار اور غارتگری کی کوئی حد نہ رہ گئی، لوٹا مارا اور قید کیا اس تمام غارتگری سے عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے بعد اسکے امراء سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے رسم زمیں بوسی ادا کی، معذرت کی تمام دن خلیفہ مقتفی عباسی اور امراء سلجوقیہ سے نامہ و پیام ہوتا رہا بالآخر اگلے دن بغداد سے نہروان کی طرف کوچ کر گئے

اسکے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا۔ اوران غارتگروں نے نہروان پہونچکریہی حرکتیں شروع کیں لوٹ اور قتل کا ہاتھ بڑھایا۔

اس غارتگری کے بعد امراء منتشر اور متفرق ہوگئے۔ عراق کو چھوڑ دیا، بقش کوزخر طرنطائی اور ابن دبیس نے ۵۴۴ھ میں پھر بغداد کا رُخ کیا، ملک شاہ بن محمود برادر زادہ سلطان مسعود انکے ساتھ تھا، خلیفہ مقتفی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست کی، خلیفہ مقتفی نے انکاری جواب دیا، فوجیں فراہم کیں، سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا، لیکن سلطان مسعود باوجود وعدہ اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے ایفاء وعدہ نہ کرسکا

سلطان سنجر نے بک ارسلاں کی بابت سلطان مسعود کو لکھا " تم نے بک ارسلاں کو اس قدر بڑھا چڑھا دیا ہے کہ اور ارکین دولت و سرداران لشکر کو اس سے ناراضی اور بددلی پیدا ہوگئی ہے مناسب یہ ہے کہ تم اسکو اپنی خدمت سے علٰحدہ کردو اور اگر تم ایسا نکروگے تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہوجاؤنگا" سلطان مسعود نے بلطایف الحیل ٹالدیا اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ سلطان کو غصہ پیدا ہوا۔ کوچ وقیام کرتا رے پہونچ گیا، سلطان مسعود نے حاضر ہوکر عذر و معذرت کی اور راضی کرلیا۔

بقش کوزخر کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ خلیفہ مقتفی عباسی نے سلطان مسعود کو لکھا ہے امداد طلب کی ہے تو نہروان کو لوٹ لیا علی ابن دبیس والی حلہ کو گرفتار کرلیا بعد اسکے سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے ملکر بغداد روانہ ہوا، ۵۔ شوال ۵۴۴ھ میں بغداد پہونچا، طرنطائی مرعوب ہوکر نعمانیہ بھاگ گیا، بقش کوزخر بھی نہروان سے کوچ کر گیا، علی ابن دبیس کو چھوڑ دیا، علی ابن دبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوکر معذرت کی، سلطان مسعود راضی ہوگیا۔

سلطان مسعود کی وفات، ملک شاہ	رجب ۵۴۷ھ میں بمقام ہمدان

ابن سلطان محمود کی تخت نشینی سلطان مسعود[1] نے وفات پائی۔ زمانہ دعوائے سلطنت سے بائیس سال حکومت کی، اسکی حکومت کے زمانہ تک سلاطین سلجوقیہ کا ستارہ اقبال اوج پذیر رہا بعد اسکے زوال شروع ہوا۔ اسکے مرنے سے گویا سلطنت سلجوقیہ کو موت آگئی اس نے اپنے برادر زادہ ملک شاہ ابن سلطان محمود کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اسی بناپر اسکے مرنے کے بعد امیر خاص بک نے ملک شاہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا، بیعت کی، شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

سلطان مسعود کی وفات کی خبر دارالخلافت بغداد پہونچی مسعود بلال افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی کے حکم سے افسر پولیس بغداد اور اردگان سلطان مسعود کے مکانات مع مال و اسباب ضبط کر لئے گئے، بعد اسکے سلطان ملک شاہ نے ایک فوج بسر کردگی سالار کرد حلہ، روانہ کی، سالار کرد نے حلہ پر قبضہ کر لیا، مسعود بلال افسر پولیس بغداد یہ سنکر تکریت سے حلہ آیا، سالار کرد سے ملا، ہاں میں ملا باہم آہنگی ظاہر کی تا آنکہ سالار کرد اور مسعود بلال سے بے تکلفی کے مراسم پیدا ہو گئے، ایک روز موقع پاکے سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبودیا اور حلہ پر قابض ہو گیا، خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی کو اسکی اطلاع ہوئی، آگ بگولا ہو گیا، وزیر السلطنت عون الدین ابن ہبیرہ کو حلہ پر فوج کشی کا حکم دیا مسعود بلال فرات عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، شکست کھا کر بھاگا، وزیر السلطنت نے حلہ پر قبضہ کر کے ایک فوج کوفہ کی طرف اور ایک فوج

[1] سلطان مسعود بن سلطان محمد ماہ ذی القعدہ ۵۰۲ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلیق، خوش مذاق اور خندہ پیشانی تھا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرتا۔ خوش خلقی سے پیش آتا اور انکے مال و زر پر دست درازی نہ کرتا تھا۔ سلاطین سلجوقیہ میں اس سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اسکے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں ہم نے بنظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتہ تپ محرقہ میں بیمار رہکر یکم رجب ۵۴۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۱ مطبوعہ لیدن

واسط پر بھیجی، چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہوگیا اس اثناء میں سلطان ملک شاہ کا لشکر واسط پہونچا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے واسط چھوڑ دیا، شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا خلیفہ مقتفی عباسی کو اسکی خبر لگی، بنفس نفیس فوجیں لیکر واسط کی طرف کوچ کیا۔ شاہی لشکر یہ خبر پا کر واسط سے کنارہ کش ہوگیا، خلافت مآب نے واسط پر قبضہ کر کے حلہ کی جانب عنان عزیمت اٹھائی حلہ ہوتا ہوا آخری ماہ ذی القعدہ سنہ مذکور میں دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

ملک شاہ کی گرفتاری سلطان محمد کی حکومت امیر خاص بک کو جس نے سلطان ملک شاہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا تھا اور سب کے پہلے بیعت کی تھی استبداد اور انفرادی حکومت کی ہوس پیدا ہوئی۔ چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلا کر تخت حکومت پر بٹھایا، جامع مسجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا، نذر گذرانی، تحائف اور ہدایا پیش کئے، چونکہ سلطان محمد کو امیر خاص بک کی حرکات کی اطلاع ہوگئی تھی اور لوگوں نے اسکی بد باطنی اور شرارت کی نمامی کی تھی اسوجہ سے سلطان محمد کے پہونچنے کے دوسرے دن جب باریاب ہونے کو آیا تو سلطان محمد نے اسکو اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔ اسکے ساتھ زنگی جاندار کو بھی موت کا پیالہ پلایا جس نے طغایرک کو قتل کیا تھا۔ امیر خاص بک کے قتل کے بعد مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔

امیر خاص بک ایک ترکمانی کا لڑکا تھا۔ کسی ذریعہ سلطان مسعود کی خدمت میں باریاب ہوگیا، چلبتا پرزہ اور ہوشیار تھا۔ بعض بعض نمایاں کام انجام دیئے، سلطان مسعود نے اسکو اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا، شاہی افواج اور امراء دولت کا سردار بنایا۔

انوغری ترکی معروف بہ شملہ امیر خاص بک کا خاص مصاحب اور ہواخواہ تھا۔ اس نے امیر خاص بک کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔ پس جب امیر خاص بک مارا گیا تو شملہ خوزستان چلا گیا۔ اور اپنی حکومت و ریاست کا سلسلہ قائم کیا واللہ اعلم بغیبہ

ترکان غز کا خراسان پر قبضہ غز (ترکوں کا ایک گروہ) ماوراء النہر میں رہتا تھا، ترکوں کا

سلطان سنجر کی ہزیمت و گرفتاری یہ ایک جرگہ تھا، جسمیں حکمرانان دولت سلجوقیہ بھی داخل ہیں، ماوراء النہر میں عبور کرانے کے بعد یہیں سکونت اختیار کی، مذہباً مسلم تھے، جس وقت ترکان خطا، ملک چین اور ماوراء النہر پر قابض و متصرف ہوئے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو غز کے نام سے موسوم تھا خراسان چلا آیا، اور اطراف بلخ میں طرح اقامت ڈالی، اس زمانہ میں محمود، ایاز، بختیار، طوطی، ارسلان اور معز ان پر حکمران تھا، امیر قماج والی بلخ نے ان لوگوں کو بلخ سے نکالنے پر کمر باندھی، ان لوگوں نے کچھ دیئے کو امیر قماج کو باز رکھا۔ یہ لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے زکوٰۃ دیتے تھے قافلوں کی حفاظت کرتے تھے اور امن و امان سے رہتے تھے۔ کسی کو تکلیف و ایذا نہیں دیتے تھے، بعد چند دنوں کے امیر قماج کو انکے اخراج کا سودا پھر پیدا ہوا، کل جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ترکان غز بگڑ گئے، شہر بدر ہونے سے انکار کر دیا بحکم ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آمد بقصد مقابلہ اپنے گروہ والوں کو جمع کیا، امیر قماج دس ہزار سواروں کی جمعیت سے ترکان غز کے اخراج کو روانہ ہوا۔ ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہو کر مال و زر پیش کیا، معذرت کی، واپس جانے کی درخواست دی، امیر قماج نے ایک نہ سنی، نوبت بجنگ رسید کا مضمون ہوا، ترکان غز نے امیر قماج کو ہزیمت دی، اسکے لشکر کے ایک بڑے حصہ کو قتل کیا، رعایا پر بھی دست درازی کی، علماء و فقہاء بھی اس پائمالی و قتل سے محفوظ نہ رہے، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لے گئے، لونڈی غلام بنایا، مدارس ویران کر دیئے۔ امیر قماج بہزار خرابی جان بچا کر بھاگا مرو پہنچا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں باریاب ہوا، کل واقعات گوش گذار کئے۔

سلطان سنجر نے ترکان غز کو بلخ چھوڑ دینے کا پیام بھیجا اور بصورت عدم تعمیل حکم شاہی جنگ کی دھمکی دی، ترکان غز نے بہ نرمی و ملاطفت جواب دیا، خراج دینے کو تیار

ہوئے، علاوہ ملک چھوڑنے کے اور احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی، لیکن سلطان سنجر نے سماعت نہ کی، ایک لاکھ فوج سے ترکان غز پر یلغار کیا، نامی نامی جنگ آزمودہ سردار رکاب میں تھے نہایت شدید جنگ شروع ہوئی، آخرکار سلطان سنجر کو ہزیمت ہوئی، ترکان غز دور تک تعاقب کرتے گئے، سلطان سنجر کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا، علاء الدین قماج مارا گیا، سلطان سنجر معہ چند سرداران لشکر گرفتار ہوگیا۔

ترکان غز نے خاتمہ جنگ کے بعد سرداران لشکر کو مار ڈالا۔ باقی رہا سلطان سنجر اسکے ساتھ بہ کمال ادب پیش آئے اسکے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اسکے ساتھ مرو میں داخل ہوئے۔ مرو ملک خراسان کا دارالحکومت تھا۔ بختیار نے گذارش کی "مرو مجھکو بطور جاگیر مرحمت فرمائیے"، سلطان سنجر نے جواب دیا "یہ مقر حکومت ہے اور مقر حکومت جاگیر میں نہیں دیا جاتا"، بختیار سن کر ہنس پڑا، ترکان غز مذاق اوڑانے لگے۔ سلطان سنجر یہ رنگ دیکھ کر سریر حکومت سے علیحدہ ہوگیا خانقاہ مرو میں چلا گیا، اور ترکان غز بلاد خراسان پر قابض و متصرف ہوگئے۔

ترکان غز نے قبضہ کے بعد ظلم و جور کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، جو مظالم کبھی وقوع میں نہیں آئے تھے جسکو کانوں نے کبھی نہیں سنا تھا وہ اہل خراسان پہ کئے گئے، لوگوں پر مختلف قسم کے ٹکس لگائے، بازار میں تین پیپہ لٹکا دیا اور یہ حکم دیا کہ "اسکو سونا سے بھردو" عوام الناس برافروختہ ہوگئے، لڑ پڑے، ترکان غز نے نیشاپور میں داخل ہو کر ایک طرف سے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے۔ چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارتگری سے محفوظ نہ رہے، اگانوں، قصبات اور شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، بلاد خراسان میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں پر کہ علماء، صلحاء اور قضاۃ ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل و غارت نہ کئے گئے ہوں۔

بلاد خراسان میں صرف ہرات اور سیستان چونکہ نہایت مضبوط و مستحکم تھا اس وجہ سے

ترکوں کے ظلم و غارتگری سے محفوظ رہا۔ +

ابن اثیر نے بعض مورخ عجم سے روایت کی ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مہدی (یا مقتفی) عباسی میں ترکوں کا یہ گروہ اقصائے سرحد ترک سے ماوراالنہر میں آیا، دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ مقنع کندی نے شعبدہ اور خرق عادات دکھلا کر انکو اپنا مطیع بنایا۔ انکی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی، تاآنکہ مقنع کو اپنے ارادوں میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اسکا پشین پورا ہوا جب شاہی لشکر اسکے روک تھام اور سرکوبی کو چلا توان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کرکے شاہی لشکر کو حوالہ کردیا۔ ایسی قسم کی حرکت ان ترکوں نے ملوک خانیہ کے ساتھ بھی کیا۔ بعد اسکے ترکان قارغلیہ نے ان کو زیروزبر کرکے جلاوطن کیا۔ امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغارستان پر قابض و مستولی تھا اپنے بلاد مقبوضہ میں بُلا کر ٹھہرایا اپنی فوج میں بھرتی کیا۔ امیر قماج والی بلخ اور امیر زنگی میں ایک مدت سے عداوت کا سلسلہ چلا آرہا تھا۔ امیر زنگی نے ترکان غُز پر اترا کر امیر قماج پر چڑھائی کی، امیر قماج نے ترکوں کو ملا لیا چنانچہ بوقت مقابلہ ترکان غُز نے امیر زنگی کو دھوکا دیا۔ امیر زنگی کو ہزیمت ہوئی۔ امیر زنگی اور اسکا لڑکا گرفتار ہوگیا۔ امیر قماج نے دونوں کی زندگی کا

+ اس ہنگامہ میں ترکان غُز نے بہت بڑی خونریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد ارسابندی، قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محی الدین محمد بن یحییٰ ترکوں کے ہاتھوں شہید کئے گئے۔ شعراء نے مرثیہ لکھے، علی ابن ابراہیم کاتب کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جسکے چار اشعار یہ ہیں۔

مضی الذی کان یحلی الدھر من فیہ یسین بالفضل والاہ فضال وادیہ
مضی ابن یحیی الذی قد کان صوب حیا لا یرشھر و مصباحا سراجیہ
خلا خراسان من علم و من ورع لما نعاہ الی الآفاق ناعیہ
لما اماتوہ مات الدین والاسفا من ذالذی بعد محی الدین یحییہ

ھکذا فی الکامل لابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ لیدن

خاتمہ کرایا اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ بلاد میں جاگیریں دی، پھر حسین بن حسین غوری نے تسخیر بلخ کا قصد کیا امیر قماج مقابلہ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اسکے رکاب میں تھا۔ مقابلہ ہوا، ترکوں نے حسین غوری کا پلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ حسین غوری کی فوج میں مل گئے امیر قماج کو شکست ملی حسین غوری نے بلخ پر قبضہ کر لیا، سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے بلخ پر یلغار کیا۔ حسین غوری کو ہزیمت ہوئی بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا، بعد ہزیمت دربار سلطان سنجر میں حاضر ہوا، معذرت کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس کر دیا اور ترکان غز اطراف طغارستان میں بدستور سکونت پذیر ہوئے، سلطان سنجر نے ان سے تعرض نہیں کیا

چونکہ امیر قماج کا دل ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گذشتہ واقعہ میں بمقابلہ حسین غوری دھوکا دینے کی وجہ سے ناراض تھا اسوجہ سے امیر قماج نے انکو اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دیا، ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی، ہر طرف سے ترکو کے جرگوں کو مجتمع کیا اور ارسلان بوقا ترکی کو امیر لشکر بنا کر عدول حکمی پر تل گئے، امیر قماج بھی لشکر آراستہ کر کے سرکوبی کو بڑھا، نہایت شدید لڑائی ہوئی: تمام دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی فاش ہزیمت ہوئی امیر قماج اور اسکا لڑکا ابو بکر گرفتار کر لیا گیا، ترکان غز نے مار ڈالا اور اطراف بلخ پر قابض ہو گئے۔ قتل، غارت اور پامالی شروع کر دی، دیہات قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔

سلطان سنجر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں، مقدمۃ الجیش پر محمد بن ابو بکر بن امیر قماج مقبوں اور موید ابی آبہ کو مامور کر کے محرم ۵۴۸ھ میں بڑھنے کا حکم دیا۔ انکی روانگی کے بعد خود بھی عظیم فوج لیکر روانہ ہوا ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہوئے مصارف فوج کشی کا تاوان

۵۴۸ھ

دینے پر تیار ہوئے، سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کی، تیغ و سپر ہونے کو ترکوں کے سر پر پہونچ گیا، لڑائی چھڑ گئی، ترکوں نے ہزیمت دیکر بلخ کی طرف پسپا کر دیا، پھر سلطان سنجر فوج کو مرتب کرکے دوبارہ بھڑا، ترکوں نے اس جنگ میں بھی اسکو شکست دی، مرو بھاگ آیا، ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر اور اسکے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ مرو میں ٹھہر نہ سکا۔ بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل، غارتگری اور پائمالی شروع کر دی۔ بڑے بڑے ایمہ۔ نامی نامی علماء اور قضاۃ کو شہید کیا +

جسوقت سلطان سنجر، مرو سے نکلا تھا، ترکوں نے گرفتار کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا، اطاعت و فرمانبرداری کی گردن جھکائی، بعد اسکے مرو کی غارتگری پر پھر ہاتھ بڑھا۔ اہل مرو نے مدافعت پر کمر باندھی۔ تیغ و سپر ہوئے بلکن ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے پسپا ہوئے، مجبور ہو کر ہتھیار ڈالدیئے۔ شہر حوالہ کر دیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ پائمال کیا قتل اور غارتگری کی حد نہ رہی۔

سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد وزیر السلطنت طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک اور کل امراء خراسان سلطان سنجر سے جدا ہو کر نیشاپور چلے گئے سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر سریر حکومت پر متمکن کیا چنانچہ ۱۹ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں سلیمان شاہ

+ پہلی لڑائی ماہ محرم ۵۴۸ھ میں سلطان سنجر کے مقدمۃ الجیش سے ہوئی۔ مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اتنے میں سلطان سنجر پہونچ گیا۔ ترکوں نے معذرت کی سلطان سنجر نے ایک نہ سنی، لڑائی ہوئی، سلطان سنجر پسپا ہو کر بلخ پہونچا، ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر نے پلٹ کر مقابلہ کیا پھر لڑائی ہوئی سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگا یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور کا ہے ترکوں نے مرو کا قصد کیا۔ خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے تھرا گیا، مرو چھوڑ دیا، ترکوں نے ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کرنا تھا کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ مطبوعہ لیدن۔

کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ خراسانی لشکر کا جم غفیر مجتمع ہوا اور ترکوں پر حملہ کرنے کو بڑھا۔ ترکوں نے بھی بقصد مقابلہ خروج کیا۔ فریقین نے مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوا۔ خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہو رہا تھا۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلا، نیشاپور میں پناہ گزیں ہونے کا قصد کیا، ترکان غز تعاقب میں تھے، نیشاپور میں بھی نہ ٹھہر سکا، ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر دوند مچادی، علماء، زہاد۔ اور روساء کو قتل کیا، مسجدیں منہدم کر دیں، عورتیں اور بچے تک انکے مظالم سے محفوظ نہ رہے

طوس کو پائمال کر کے ماہ شوال ۵۴۹ھ میں نیشاپور کی پائمالی کو بڑھے۔ طوس سے زیادہ نیشاپور میں مظالم کئے سارا شہر مقتولوں سے بھر گیا۔ علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزیں ہوا، ترکوں نے ان کو بھی نہ چھوڑا۔ ایک ایک کو قتل کیا۔ کتب خانہ جلا دیا انہیں افعال قبیحہ و حرکات ناشائستہ کا جوین اور اسفرائن میں بھی ارتکاب کیا، محاصرہ ڈالا، پائمال کیا باغات اجاڑ ڈالے، کھیتوں کو برباد کیا۔ بوڑھے، جوان، عورت اور بچے کوئی بھی انکے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔ ترکوں نے جسقدر مظالم ان مقامات میں کئے دوسرے شہروں پر نہیں کئے۔

ؔ طوس میں منجملہ اُن علماء کے جو ترکوں کے ہاتھ شہید ہوئے امام محمد مارسکی، علی موسوی نقیب علوی، اسماعیل بن حسن خطیب اور شیخ الشیوخ محمد ابن احمد خصوصیت کے ساتھ کتب تواریخ میں لکھے گئے ہیں۔ کسی نامی عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں رکھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ لیدن

ؔ ماہ شوال ۵۴۹ھ میں ترکوں نے نیشاپور کو تاراج کیا، کوئی شخص مزاحمت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک متنفس کو زندہ باقی نہیں رکھا۔ صرف دو محلوں میں محض مقتول مردوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ عورتوں اور بچوں کا اسمیں شمار نہیں ہے۔ عورتیں اور بچے باقی رہ گئے انکو غلام اور لونڈی بنا لیا سارا شہر مقتولوں سے پُر تھا۔ گلیوں میں ٹیلہ کی طرح کشتوں کے پشتے لگے تھے [بقیہ صفحہ ۲۰۲

سلطان سلیمان شاہ کی حالت سقیم تھی، خوش تدبیر اور منتظم بھی نہ تھا، ترکوں کی مقاومت سے عاجز ہو گیا۔ ماہ شوال ۵۴۸ھ میں اسکا وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک موت کی ٹھنڈی نیند سو گیا۔ سلیمان شاہ نے اسکے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت سپرد کیا، ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا تھا، اسکے مرنے سے ہمت ہار گیا، سلطنت کا بار اٹھا نہ سکا ماہ صفر ۵۴۹ھ میں جرجان واپس آیا، اراکین دولت نے مجتمع ہو کر بار حکومت سے اسکو سبکدوش کر کے خان محمود بن محمد بن بغراخان ہمشیرہ زادہ سلطان سنجر کو اپنا سلطان بنایا۔ ماہ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت نشین کیا اسکے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔

اسوقت ترکان غز ہرات کا محاصرہ کئے تھے۔ خان محمود فوج آراستہ کر کے ہرات کو ترکوں کے دست برد سے چھوڑانے کو نکلا، ترکوں سے متعدد لڑائیاں ہوئیں، اکثر لڑائیوں میں ترکان غز ہی کامیاب رہے، آخر کار ترکان غز ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۰ھ میں محاصرہ

بقیہ صفحہ [۲۰۱] عوام کا کیا ذکر ہے بہت سے علماء اور صالحین کو قتل کیا جن میں محمد بن یحییٰ فقیہ شافعی تھے جنکا مثل اس زمانہ میں نہ تھا، طلاب علم دور دراز ملکوں سے سفر کر کے انکی خدمت میں آتے تھے۔ علماء نے انکا مرثیہ لکھا، ابو الحسن علی بن ابو القاسم بیہقی کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جسکے دو اشعار نقل کئے جاتے ہیں وہو ہذا

یا سافکا دم عالم متبحر قد طار فی اقصی الممالک صیتہ

باللہ قل لی یا ظلوم ولا تخف من کان محی الدین کیف تمیتہ

علاوہ فقیہ موصوف کے عبدالرحمن بن عبدالصمد اکاف، ابو البرکات فراوی، امام علی صباغ متکلم، احمد بن محمد بن حامد، عبدالوہاب فقاباذی، قاضی صاعد بن عبدالملک ابن صاعد، حسن بن عبدالحمید رازی اور بہت سے علماء کو ان ترکوں نے شہید کیا، قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے دنیاء اسلام پر وہ مظالم کئے جو کفار نے بھی کبھی نہیں کئے ملخص از تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۲ مطبوعہ لیدن

اُٹھا کے مرو چلے آئے اور اہل مرو سے تاوان وصول کرنے لگے۔ خان محمود نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا، نیشاپور پر مؤید نے قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے بعد اسکے ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیام دیا۔ ماہ رجب سنہ مذکور میں باہم مصالحت ہو گئی۔

مؤید کا نیشاپور پر قبضہ مؤید۔ سلطان سنجر کا غلام تھا۔ (ای ابہ) نام تھا "مؤید" کا لقب دیا تھا چلتا پرزہ اراکین دولت میں سر برآوردہ شخص تھا۔ سرداران لشکر اسکے اشارہ پر کام کرتے تھے۔ جسوقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ رونما ہوا، امراء و سرداران سلطنت سلجوقیہ بلاد خراسان میں متفرق و منتشر ہو گئے، حکمران سلجوقیہ کمزور پڑے، انکی مدافعت نہ کر سکے اسوقت مؤید نے بڑھکر عنان انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ سپہ سالاران سلجوقیہ کا ایک گروہ مؤید سے آملا۔ فوجیں اکٹھی ہو گئیں، نیشاپور، طوس، نسا، ابیورد، شہرستان اور دامغان پر قبضہ کر لیا اور لوٹیرے ترکان غز کو ان شہروں سے مار بھگایا، چونکہ مؤید نہایت خوش خلق، عادل اور نرم دل تھا اسوجہ سے رعایا نے اطاعت کی گردن جھکا دی، بہت سے ہوا خواہ پیدا ہو گئے، جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس سے مؤید کی شان و شوکت بڑھ گئی، رعب اب کا سکہ چلنے لگا، خان محمود نے مؤید کو اپنی اطاعت کا پیام دیا، مذکورہ بالا مقامات کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا اور دربار شاہی میں حاضری کا حکم دیا۔ فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے آخر کار سالانہ خراج دینے پر مصالحت ہوئی۔ مؤید نے زرخراج کی ادائیگی کی ضمانت دی خان محمود پیشقدمی سے رک گیا اور مؤید ان شہروں پر بدستور قابض رہا۔ ✓

اینانخ کا رے پر قبضہ اینانخ بھی سلطان سنجر کا ایک خادم تھا۔ جسوقت ترکان غز کی غارتگری کا دور شروع ہوا، اینانخ خراسان سے رے چلا گیا اور رے پر قابض ہو گیا، رے سلطان سنجر کے مالک محروسہ سے تھا۔ اینانخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود والی ہمدان و اصفہان وغیرہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ ہدایا و تحائف پیش کئے، چنانچہ سلطان محمد شاہ نے اینانخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد اینانخ نے ہاتھ پاؤں نکالے

نے کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا، اس سے ایتاخ کی شان و شوکت بڑھ گئی، فوج کی تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی، جب سلیمان شاہ نے ہمدان وغیرہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تو ایتاخ نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا غاشیہ اپنے دوش پر رکھا جس سے اسکی قوت میں روز افزوں ترقی ہو گئی، رے اور اسکے قرب و جوار پر اسکی حکومت استبدادی اور خود مختاری باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا، اس زمانہ سے ایتاخ سے مانوس و مالوف تھا۔

سلیمان شاہ کے حالات اور گرفتاری

سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس رہتا تھا سلطان سنجر نے اسکو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا خراسان میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا، پس جسوقت ترکوں کا طوفان فتنہ و فساد برپا ہوا اور سلطان سنجر گرفتار کر لیا گیا، اراکین دولت اور امراء خراسان نے سلیمان شاہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا، سلیمان شاہ ترکوں کی مقاومت نہ کر سکا۔ خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا، خوارزم شاہ نے اپنی بھتیجی (اتسیس کی لڑکی) سے سلیمان شاہ کا عقد کر دیا، لگانے بجھانے والوں نے لگا بجھا دیا، خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی، اپنے ملک سے نکال دیا، مصیبت زدہ سلیمان شاہ اصفہان پہونچا، اصفہان کے افسر اعلیٰ پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا، قاشان کا راستہ لیا، سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی قاشان میں فوج بھیجدی جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روکدیا، بحال پریشان خوزستان کی طرف روانہ ہوا، ملک شاہ نے خوزستان کی ناکہ بندی کر لی، سلیمان شاہ نجف چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

سلیمان شاہ نے نجف میں قیام کرنے کے بعد خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں عریضہ بھیجا اپنے حالات لکھے اور بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے کہلا بھیجا کہ تم اپنی بیوی کو بطور ضمانت بغداد بھیجدو تو میں تمکو بغداد میں آنے کی اجازت دوں، چنانچہ سلیمان شاہ

نے اپنی بیوی کو معہ چند لونڈیوں اور خادموں کے بغداد بھیج دیا۔ خلافت مآب نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت واحترام سے ٹھہرایا اور سلیمان شاہ کو بغداد میں داخل ہونیکی اجازت دی۔

وزیر السلطنت ابن ہبیرہ، قاضی القضاۃ بغداد اور نقباء نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے خلعت عنایت کی، سلیمان شاہ نے باطمینان بغداد میں قیام اختیار کیا، تا آنکہ ۵۵۱ھ کا دور آیا۔ سلیمان شاہ کو سال نو کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا، قاضی القضاۃ روساء، خاندان خلافت، اور اراکین دولت کے سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتفی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی، کسی حالت میں عراق سے تعرض نہ کرنے کا اقرار کیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے اس بناء پر بغداد میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت دی، اسکے باپ کے کل خطابات عطا کئے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا، تین ہزار فوج عنایت کی، امیر دوران امیر حاجب والی حلہ کو سلیمان شاہ کا مصاحب مقرر کیا، ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سلیمان شاہ اس شان و شوکت سے بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے حلوان کیجانب کوچ کیا۔ خلیفہ مقتفی نے ملک شاہ بن سلطان محمود کو طلبی کا فرمان بھیجا، ملک شاہ دو ہزار سواروں کی جمعیت سے حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتفی نے حکم دیا کہ "تم سلیمان شاہ کے معاون و مددگار رہو میں تمکو سلیمان شاہ کے بعد تاج و تخت کا وارث مقرر کرتا ہوں"، چچا اور بھتیجہ نے ایک دوسرے کی امداد و اعانت کی قسم کھائی، خلیفہ مقتفی عباسی نے مال و زر اور آلات حرب انکو عنایت فرمائے، ایلدکز والی گنجہ و ارانیہ بھی ان لوگوں سے آملا سب کے سب متفق ہو کر سلطان محمد سے جنگ کرنیکو نکلے سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہوئی، قطب الدین مودود بن زنگی والی موصل اور اسکے نائب زین الدین علی کوچک کو یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق اور امداد کی درخواست کی قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے بمقابلہ سلیمان شاہ ہمدردی و اطاعت کا بیڑہ اٹھایا۔ سلطان محمد کو اس سے بیحد تقویت ہوئی، لشکر آراستہ کر کے اپنے چچا سلیمان شاہ

کے مقابلہ کو کوچ کیا، ماہ جمادی الاولیٰ میں جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق جی توڑ کر لڑے، سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، سلطان محمد کامیاب ہوا، سلیمان شاہ افتاں وخیزاں براہ شہرزور بغداد روانہ ہوا، شہرزور پر والی موصل کا قبضہ تھا زین الدین علی کی طرف سے امیر بوزان اس شہر کا حاکم تھا، زین الدین علی اور امیر بوزان نے سلیمان شاہ کو گرفتار کر لیا اور بحراست تمام موصل میں بھجا کر قید کر دیا، سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور آئندہ بھی ہر کام میں ہمدردی واعانت کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس سے مسرت ظاہر کی اور شکر گذار ہوا۔

سلطان سنجر کا ترکوں کی قید سے نکل جانا

سلطان سنجر کی گرفتاری، اراکین دولت سلجوقیہ کا افتراق وانتشار، پھر انکا نیشاپور میں مجتمع ہونے اور خان محمود بن محمد کو حکمران بنانے کے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو قصہ مختصر ادھر خان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی اُدھر اتسز بن محمد بن انوشتکین نے خوارزم میں انکی مدافعت پر کمر باندھی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار ہر ایک فریق نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیا۔ اسی اثناء میں یا بعد اسکے سلطان سنجر کو موقع مل گیا ترکوں کی قید سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ میں بھاگ نکلا۔ اسکے ساتھ وہ امراء بھی بھاگ گئے جو اسکے ساتھ قید تھے۔ افتاں وخیزاں ترمذ ہوتا ہوا دریائے جیحون کو عبور کر کے مرو میں داخل ہوا جو اسکا دارالحکومت تھا۔ جمادی الاول ۵۴۸ھ سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ تک قید رہا اس حساب سے تین برس چار مہینہ ہوئے۔

علی بک سردار ترکان قارغلیہ نہایت سخت اور تند مزاج تھا جو سلطان سنجر کی حراست کرتا تھا، اتفاق سے یہ مرگیا، ترکان قارغلیہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس سے سلطان سنجر اور اس کے سرداران کو بھاگنے کا موقع مل گیا واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید

سلطان محمد کا محاصرہ بغداد

سلطان محمد بن محمود نے بعد اپنے چچا مسعود کے اپنی تخت نشینی کے شروع زمانہ میں خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا، حسب دستور

سلاطین سلجوقیہ عراق و بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی تھی، چونکہ خلافت مآب کو سلاطین سلجوقیہ کی ابتدا اور انقطاع حکومت و سلطنت کی امید و توقع ہوگئی تھی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ سلطان محمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی، ہمدان سے فوجیں لیکر بقصد عراق روانہ ہوا، قطب الدین والی موصل اور اسکے نائب زین الدین نے محاصرہ بغداد میں امداد کا وعدہ کیا، چنانچہ سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہونچا۔ خلیفہ مقتفی عباسی نے بھی لشکر فراہم کرنے کا حکم صادر فرمایا، خطلو برس لشکر واسط لیکر پہونچ گیا، مہلہل اس سے علیحدہ ہو کر حلہ چلا گیا اور قبضہ کر لیا خلیفہ مقتفی عباسی اور عون الدین ابن ہبیرہ نے قلعہ بندی شروع کی، پل توڑ ڈالا، کشتیاں ہٹادیں، اور ۲۰ محرم ۵۵۲ھ میں یہ منادی کرائی کہ کوئی شخص غربی بغداد میں نہ رہے۔ اس حکم کے مطابق باشندگان غربی بغداد اپنا مال و اسباب حریم خلافت میں اٹھالائے اور غربی بغداد کو خالی کر دیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے مصلحت جنگ کے لحاظ سے ماورا خرسہ کو ویران کرا دیا اسی طرح سلطان محمد نے جس جانب خیمہ زن تھا اسکو چٹیل میدان بنادیا، منجنیقیں نصب کرائیں، فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ خلیفہ مقتفی بھی اپنی فوج اور باشندگان بغداد کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا۔ اتنے میں زین الدین کوچک بسر کردگی لشکر موصل سے سلطان محمد کے پاس آگیا، لڑائی کا سلسلہ شروع ہوگیا، محاصرہ میں سختی ہوئی بغداد میں غلہ کی آمد و رفت بند ہوگئی گرانی بڑھ گئی زین الدین کوچک اور اسکا لشکر جنگ میں بنظر ادب خلیفہ مقتفی کوتاہی کرتا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین والی موصل کو خلیفہ مقتفی عباسی کے مقابلہ میں جنگ کی ممانعت کی تھی، اس وجہ سے زین الدین کوچک جو قطب الدین کا نائب تھا جنگ میں پیشقدمی نہیں کرتا تھا۔ غرض اسی اثنا میں سلطان محمد تک یہ خبر پہونچی کہ اسکا بھائی ملک شاہ، ایلدکز والی اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن محمد ہمدان کے قصد سے روانہ ہوگیا ہے، سنتے ہی ہوش و حواس جاتے رہے بغداد کا محاصرہ اٹھا کر نہایت تیزی سے ۲۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف کوچ

گیا اور زین الدین کوچک موصل واپس آیا۔

ملک شاہ، ایلدگز اور ملک ارسلان نے ہمدان کا محاصرہ کرلیا تھا۔ زیادہ دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر مشہور ہوئی، محاصرہ اُٹھا کر رے کا راستہ لیا، ایتانج افسر پولیس رے نے مدافعت کی، کامیاب نہ ہوا، محاصروں نے ایتانج کو فاش ہزیمت دی اور رے کا پورے طور سے محاصرہ کرلیا۔ سلطان محمد نے امیر سقمس بن قماز کو بسرکردگی فوج عظیم ایتانج کی کمک پر روانہ کیا۔ لیکن امیر سقمس رے میں اسوقت پہونچا جبکہ ملک شاہ اور اسکے ہمراہی سردار رے سے محاصرہ اُٹھا کے بغداد جارہے تھے۔ امیر سقمس کا اثنا راہ میں مڈبھیڑ ہوگیا۔ ملک شاہ نے امیر سقمس کو ہزیمت دی۔ اسکے لشکر کو لوٹ لیا، سلطان محمد کو اسکی خبر لگی، فوراً بغداد کی طرف روانہ ہوگیا، حلوان پہونچا تو یہ خبر مسموع ہوئی کہ ایلدگز دینور چلا گیا اتنے میں ایتانج افسر پولیس رے کا پیام بر پہونچا، عرض کیا کہ ہمدان پر سلطنت پناہ کا قبضہ ہوگیا، سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، شملہ والی خراسان اپنے مقر حکومت بھاگ گیا، ایلدگز اور ملک شاہ کی فوج تتر بتر ہوگئی۔ اور یہ دونوں اپنے اپنے شہر واپس گئے۔ سلطان محمد نے بغداد کا جانا ملتوی کیا، بقصد تسخیر آران مقبوضہ ایلدگز ہمدان کی طرف معاودت کی۔

وفات سلطان سنجر بعد اسکے سلطان[1] سنجر حکمران خراسان نے ماہ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں سفر آخرت اختیار کیا، اپنے بھائی برکیارق کے زمانہ سے خراسان کا حکمران ہوا۔ اسکے بھائی سلطان محمد نے اسکو ولیعہد مقرر کیا، سلطان محمد کے مرنے کے بعد سریر سلطنت پر رونق افروز ہوا۔

[1] سلطان سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان کا بعارضہ قولنج انتقال ہوا۔ ماہ رجب ۴۷۹ھ میں بمقام سنجار (دیار جزیرہ) میں پیدا ہوا خراسان میں سکونت اختیار کی، مرو کو دارالسلطنت بنایا، سخی، رقیق القلب، عالی ہمت اور رعب داب والا تھا، اسکے زمانہ حکومت میں بدامنی نہیں ہوئی، ایک قبہ میں مدفون ہوا جسکو اس نے اسی غرض کے لئے بنوایا تھا، اور دارالاخرہ نام رکھا تھا تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ لیدن

کل سلاطین نے اسکی اطاعت کو ذریعہ عزت سمجھا، ممالک اسلامیہ کے منبروں پر اسکے نام کا خطبہ چالیس سال تک سلطان کے لقب سے پڑھا گیا۔ اسکے پہلے بیس برس تک خطبوں میں "ملک" کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا تیں سال جار[redacted] ترکوں کی قید میں ر[redacted]۔ قید سے خلاصی کے بعد وفات پائی، بغداد اور عراق سے اسکے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا، بوقت مقتضائے حکومت خراسان پر اپنے ہمشیرہ زادہ محمود بن محمد بن بقراخان کو تاج و تخت کا مالک اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ چنانچہ محمود نے جرجان میں طرح اقامت ڈالی، ترکوں نے مرو اور خراسان کو دبا لیا اور موید، نیشاپور اور خراسان کے اس حصہ پر جو نیشاپور سے متصل تھا قابض ہو گیا، اسی صورت سے ۵۵۱ھ تک حکومت کا سلسلہ قائم رہا۔ بعد اس کے ترکوں نے سلطان محمود کی خدمت میں قاصد بھیجا، با صرار تمام بادشاہ بنانے کے لئے بلایا، سلطان محمود ترکوں سے مطمئن نہ ہوا اور بجائے خود اپنے بیٹے کو ترکوں کے پاس بھیجدیا۔ ایک مدت تک ترکوں نے اسکی اطاعت کی پھر خود سلطان محمود ترکوں کے پاس چلا گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

جنگ ایتاخ و موید ایتاخ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو سلطان سنجر کا خادم تھا، پس جب ترکوں کا فتنہ و فساد برپا ہوا، ارکین دولت سلجوقیہ متفرق ہو گئے اور سلطان سنجر نے وفات پائی، موید نے نیشاپور وغیرہ پہلے ہی سے دبا لیا تھا، اسوجہ سے لشکر خراسان پر اسکا ایک اثر خاص پیدا ہو گیا۔ سرداران لشکر سنجریہ کو حسد پیدا ہوا اور امراء کی ایک جماعت، موید سے منحرف ہو گئی، از انجملہ امیر ایتاخ بھی تھا۔

امیر ایتاخ کبھی موید کا ہم آہنگ اور رفیق بن جاتا۔ گاہے مازندران کا اور گاہے خوارزم شا[redacted] کے پاس جانے کا قصد کرتا تھا لیکن بظاہر موید ہی کے راگ میں راگ ملاتا تھا ۵۵۲ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے مازندران سے موید کی مخالفت کو نکلا۔ نساء اور ابیورد پر قبضہ کرنے کو بڑھا[1] ...... [redacted] موید کو اسکی خبر لگی۔ روک تھام کو روانہ ہوا، پہونچتے ہی

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

ایتاخ پر حملہ کیا۔ایتاخ مقابلہ نہ کر سکا۔شکست کھا کر مازندران چلا گیا مازندران کا حکمران رستم نامی ایک شخص تھا۔اس سے اور اسکے بھائی علی سے کچھ جھگڑا تھا۔ایتاخ نے رستم سے رسوخ پیدا کرنے کے خیال سے علی کا سر اوتار کر رستم کے سامنے پیش کیا۔رستم کو بیحد رنج اور غصہ پیدا ہوا۔اپنے یہاں سے ایتاخ کو نکال دیا۔اب کہیں ٹھکانا نہ رہا۔اطراف خراسان میں غارتگری شروع کر دی۔اسفراین کو ویران کر دیا، سلطان محمود اور موید نے اطاعت کا پیام بھیجا، غارتگری کو چھوڑنے اور سلامت روی سے رہنے کی ہدایت کی۔ایتاخ نے ذرا بھی سماعت نہ کی، اسی بے ڈھنگی رفتار پر قائم رہا۔سلطان محمود اور موید ماہ صفر ۵۵۲ھ میں سرکوبی کو روانہ ہوا، ایتاخ یہ خبر پاکر بھاگ گیا، سلطان محمود اور ایتاخ نے تعاقب کیا، رستم شاہ مازندران نے سلطان محمود اور موید کی خدمت میں نیازمندی کا عریضہ بھیجا، ہدایا و تحائف پیش کئے، سلطان محمود اور موید نے اسکو قبول کیا۔ایتاخ نے یہ رنگ دیکھکر اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے لڑکے کو بطور ضمانت سلطان محمود کی خدمت میں بھیجدیا۔سلطان محمود کا غصہ فرو ہو گیا، پھر پیشقدمی نہ کی، موید واپس آیا۔ایتاخ جرجان، دہستان اور اسکے صوبہ پر قابض ہو گیا۔

جنگ موید و سنقر عزیزی

سنقر عزیزی، سلطان سنجر کے ارکین دولت سے تھا۔اسکا دل بھی موید سے صاف نہ تھا۔پس جسوقت موید جنگ ایتاخ میں مشغول و مصروف ہوا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ہرات چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے ملجانے اور اسکے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کی رائے دی چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی اور گورنران صوبہ جات ملک کو دباتے جاتے تھے، سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی، خودسری حکومت کی ہوا سما گئی۔موید کو اسکی اطلاع ہوئی فوجیں آراستہ کر کے ہرات پر یلغار کیا۔پہونچتے ہی محاصرہ ڈالا۔سنقر کے ہمراہی ترک موید

سے مل گئے، اطاعت قبول کر لی اور سنقر کو دھوکے سے مار ڈالا۔ سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہوگیا۔ سنقر کے لشکر کا باقی ماندہ حصہ اینانج کے پاس چلا گیا طوس اور اسکے نواح میں غارتگری کا بازار پھر گرم ہوگیا، ویرانی، تباہی اور بربادی کی حد نہ رہی۔ واللہ تعالیٰ علم۔

خراسان پر ترکوں کی دوبارہ دست درازی نیشاپور کی مویدکے ہاتھوں خرابی

ترکوں نے پہلے ہنگامہ کے بعد جبکو تم اوپر پڑھ آئے ہو بلخ میں قیام اختیار کیا خراسان کی غارتگری اور قتل سے دست کش ہوگئے اور گل گروہ نے سلطان محمود بن خان محمد کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ موید اسکی دولت و حکومت کا مدبر اور قاید تھا۔

شعبان ۵۵۳ھ میں ترکوں کے ہاتھ میں پھر کھجلی پیدا ہوئی بلخ سے مرو کی طرف بغرض غارتگری بڑھے، سلطان محمود اسوقت سرخس میں تھا۔ موید تھوڑی سی فوج لیکر ترکوں کی روک تھام کو روانہ ہوا ایک مقام پر مڈبھیر ہوگئی، جسمیں موید کو کامیابی ہوئی، تعاقب کناں مرو پہونچا۔ ترکوں کا گروہ کثیر کام آگیا، بہت سا مال و اسباب موید کے ہاتھ لگا، مظفر و منصور سرخس واپس آیا۔

بعد اسکے موید اور سلطان محمود نے ترکوں کی گوشمالی پر کمر باندھی، فوجیں مرتب کرکے سرخس سے نکلا ۵۔ شوال سنہ مذکور میں ترکوں سے مقابلہ ہوا، تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہوا، سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی ایک گروہ کثیر کام آگیا، ترک مرو میں داخل ہوئے۔ اہل مرو کے ساتھ ملاطفت و نرمی سے پیش آئے، علماء اور ایمہ وقت کی تعظیم و تکریم کی، بعد اسکے سرخس اور طوس کی طرف بڑھے، لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کیا دیہات قصبات اور شہر ویران ہوگئے (اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی تھی) غارتگری اور قتل سے فارغ ہوکر مرو واپس آئے۔

سلطان محمود بن محمد شکست کے بعد جرجان چلا گیا تھا مقاومت کی قوت نہ تھی ترکوں کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا۔ ۵۵۴ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کی غرض سے طلبی کی عرضداشت بھیجی، سلطان محمود نے بخوف جان حیلہ کر دیا تب ترکوں نے اسکے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لئے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد، اقرار اور حلف لیکر جلال الدین عمر کو بھیجدیا، ترکوں نے بڑی آؤ بھگت کی، عزت و احترام سے اپنا بادشاہ بنایا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۵۵۴ھ کا ہے۔

بعد روانگی جلال الدین عمر سلطان محمود جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ کل امراء ہمراہ رکاب میں تھے۔ موید نہیں گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نسا اور ابیورد پہونچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کو نساء کی حکومت پر متعین کیا، امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا نساء کی حفاظت و حمایت کی۔ لوٹ مار دھاڑ کا انسداد کیا۔ سلطان محمود نساء کے باہر قیام پذیر ہوا۔

چونکہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اسوجہ سے ترکوں نے آخری ماہ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں نیشاپور سے طوس کا قصد کیا، اہل طوس نے بقدر قوت و ہمت مقاومت کی کامیاب نہوئے، ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل و غارتگری کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ تاراج کر کے نیشاپور واپس آئے اور جلال الدین عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بیہق کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۷۔ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں سبزوار کا محاصرہ کیا نقیب عماد الدین محمد بن یحییٰ علوی حسینی نے مدافعت پر کمر باندھی، اہل سبزوار نے عماد الدین محمد کے اشارہ و حکم پر کام کیا نہایت جدوجہد اور مستعدی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے آخر کار ترکوں نے خائب و خاسر ہو کر ۲۷ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں نساء اور ابیورد کی جانب سلطان محمود کی خدمت میں باریاب ہونے کو مراجعت کی۔

تمکو یاد ہو گا کہ جرجان سے جسوقت سلطان محمود خراسان روانہ ہو رہا تھا موید اس کے

ہمراہ نہیں گیا تھا۔ جرجان ہی میں رہ گیا تھا۔ سلطان محمود کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا اثنار راہ میں ترکوں سے کسی گانوں میں موید کا مقابلہ ہوگیا۔ موید سرپر پاؤں رکھکر بھاگا۔ ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کرلیا، موید دہوکا دیکر اسکے قبضہ سے نکل بھاگا افتاں وخیزاں نیشاپور پہونچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان سنہ مذکور میں نیشاپور پہونچا تو موید نیشاپور چھوڑکر چلاگیا ترکوں نے نیشاپور میں داخل ہوکر اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے سلوک کیئے چندے قیام کرکے سرخس اور مرو کی طرف کوچ کیا، موید اپنا لشکر لئے ہوئے پھر نیشاپور آپہونچا۔ اہل نیشاپور مدافعت پرآمادہ ہوئے، موید نے محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ لڑکر مفتوح کیا۔ شہر لوٹ لیا۔ بہت لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم و ستم کرسکا کرکے ۱ شوال ۵۵۴ھ میں بیہق لوٹ آیا۔

ملک شاہ بن محمود کا خوزستان پر قبضہ

جسوقت سلطان محمد بن سلطان محمود محاصرہ بغداد سے واپس ہوا۔ خلیفہ عباسی نے اسکے نام کا خطبہ موقوف کردیا سلطان محمد ہمدان پہونچکر علیل ہوگیا اور اسکا بھائی ملک شاہ قم اور قاشان کی طرف بڑھا۔ نہایت بُری طور سے لوٹا۔ قم اور قاشان والوں سے تاوان وصول کیا، فتنہ غارتگری، مار دھاڑ کا ہنگامہ برپا کردیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان بیجا افعال اور ظالمانہ حرکات سے بازآنے کو لکھا۔ ملک شاہ نے سماعت نہ کی، قتل وغارت کرتا ہوا اصفہان پہونچا ابن خجندی اور رؤساء شہر کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا پیام بھیجا خجندی اور نیز رؤساء شہر نے معذرت کی، جواب دیا "ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ ہم اس عہد، اقرار اور قسم سے علیحدہ نہیں ہوسکتے جوآپ کے بھائی سے کرچکے ہیں"۔ ملک شاہ یہ سنکر برہم ہوا، غارتگری اور قتل شروع کردیا۔ سلطان محمد کو اسکی اطلاع ہوئی۔ ہمدان سے ملک شاہ کی گوشمالی کو روانہ ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش (ہراول) کا سردار کرجان خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی

آمد کی خبر پاکر متفرق و منتشر ہو گئی، ملک شاہ بغداد کی جانب روانہ ہوا، مقام قوسس (یا قرسیسین) میں موبدان اور سنقر ہمدانی مل گیا، ان دونوں نے غربی بغداد سے خوزستان جانے کی رائے دی چنانچہ ملک شاہ نے واسط کا قصد کیا۔ شرقی بغداد میں اوتر پڑا، اسکے ہمراہیوں نے قرب و جوار کے دیہات کو تاراج کیا، عوام الناس کو برہمی پیدا ہوئی، باندھ توڑ دیئے جس سے بہتر ے ڈوب گئے، ملک شاہ کوچ و قیام کرتا خوزستان پہونچا، شملہ نے جبور سے روکا، ملک شاہ نے کہلا بھیجا "مجھکو سوائے اسکے اور کوئی غرض نہیں ہے کہ میں اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں جاتا ہوں" شملہ نے اس مراسلہ پر بھی توجہ نہ کی، مزاحمت پر آمادہ رہا پس ملک شاہ نے اُن کردوں میں قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے ملک شاہ نے ان لوگوں کی پیٹھ ٹھونکی، رفتہ رفتہ کردوں کا ایک گروہ مجتمع ہو گیا جو پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔ ملک شاہ نے انکو مرتب و مسلح کرکے شملہ پر یلغار کیا۔ سنقر ہمدانی اور موبدان وغیرہما امرائے لشکر ہمراہ تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو ہزیمت ہوئی۔ اسکے ہمراہیوں کا حصہ کثیر کام آگیا ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کرکے فارس کی طرف قدم بڑھایا واللہ ہو المؤید بنصرہ من یشاء۔

سلطان محمد کی وفات سلیمان شاہ کی حکومت

سلطان محمد[1] بن محمود بن محمد بن ملک شاہ نے آخری ۵۵۴ھ میں وفات پائی۔ سلطان محمد وہی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا، خلیفہ مقتفی

[1] سلطان محمد کی ولادت ماہ ربیع الآخر ۵۲۲ھ میں ہوئی اس حساب سے تینتیس ۳۳ سال کی عمر پائی۔ عارضہ سل میں انتقال ہوا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب چُنے گئے۔ شاہی خدام پیش ہوئے۔ طیارہ میں بیٹھکر ان سب کو دیکھا، رو پڑا، کہنے لگا "یہ فوجیں، یہ خدام، یہ مال و زر، یہ جواہرات اور یہ قیمتی قیمتی اسباب میری تکلیفوں کو ذرہ برابر کم نہیں کر سکتے اور نہ میری مقررہ موت کے وقت کو ایک لحظہ ٹال سکتے ہیں"۔ عاقل، کریم اور رعب و داب والا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لیدن۔

عباسی سے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام دیا تھا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے اسکو منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آرہا تھا۔ اثنار راہ میں بیمار ہوا ساڑھے سات سال حکومت کر کے سنہ مذکور میں سفر آخرت اختیار کیا۔

مرنے کے وقت سلطان محمد نے اپنے لڑکے کو جو نہایت کم سن تھا سنقر احمدیلی کو سپرد کیا اور کہا "اس بچے کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اسکو تم اپنے مقبوضہ شہر لیجاؤ، پرورش و پرواخت کرو مجھے یہ امید نہیں ہے کہ میری فوج اس بچے کی اطاعت کریگی" اس وصیت کی بنار پر سنقر احمدیلی سلطان محمد کے لڑکے کو مراغہ لے گیا۔ لشکر شاہی کے حصہ کثیر نے سلیمان شاہ (مرحوم سلطان محمد کا چچا) کو سریر حکومت پر بیٹھایا اور اسکے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی بعد وفات سلطان محمد اکابر امرار ہمدان نے اتابک ...... زین الدین مودود اور وزیر مودود کے پاس سلیمان شاہ کی طلبی کا پیام بھیجا۔ سبھوں نے تخت نشینی کی غرض سے اس پر اتفاق کیا، قسمیں کھائیں چنانچہ شاہی شان و شوکت سے سلیمان شاہ روانہ کیا گیا۔ زین الدین علی کوچک رکاب میں تھا۔ بلاد جبل کے قریب پہونچا، شاہی فوج نے بڑے تپاک سے استقبال کیا، ہر روز ایک نہ ایک امیر باریاب ہونے کو حاضر ہونے لگا رفتہ رفتہ بہت بڑی جمعیت ہوگئی، زین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہوا موصل واپس آیا۔ اور سلیمان شاہ

لہ سلطان محمد کے مرنے کے بعد ارکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ برادر سلطان محمد مرحوم کو تخت نشین کرنا چاہا۔ دوسرا گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد مرحوم کا چچا تھا) کے ساتھ ہو گیا ان امرار کی تعداد زیادہ تھی تیسرا گروہ ارسلان شاہ کا ہواخواہ ہو گیا جو ایلدکز کے ساتھ تھا ملک شاہ بدعواے سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا، دکلا، والی فارس اور شملہ ترکمانی ہمراہ تھے۔ اصفہان پہونچا ابن خجندی والی اصفہان نے اطاعت کی گردن جھکادی، زر کثیر بطور نذر پیش کیا، عساکر شاہی مقیم ہمدان کو اپنی اطاعت کا پیام بھیجا، سرداران لشکر نے چونکہ سلیمان شاہ کے ہواخواہ تھے۔ انکار کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ لیدن

مع خدم وحشم ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔ حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔

وفات خلیفہ مقتفی وخلافت مستنجد

خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں چوبیس ۲۴ سال خلافت کرکے سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکو امر خلافت میں خود اختیاری کی قوت حاصل ہوگئی تھی، جسوقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفاق اور افتراق کی تخم ریزی ہوئی اسوقت خلیفہ مقتفی عباسی سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہوگیا۔ اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا یوسف مستنجد باللہ عباسی سریر خلافت پر رونق افروز ہوا، استبداد اور حکومت میں اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلا، بلاد واہلی پر قبضہ کیا لحف کو لے لیا اور اپنی طرف سے اسپر حاکم مقرر کیا جیسا کہ اسکے باپ کے زمانہ میں تھا۔ ان واقعات کو ہم ان دونوں کے حالات میں لکھ آئے ہیں

موید اور محمود کی مصالحت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جب ترکان غز (تاتار) کو غلبہ اور استیلاء حاصل ہوگیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بادشاہ بنانے کے لئے بلا بھیجا خان محمود تو بخوف جان نہ آیا اپنے بیٹے جلال الدین عمر کو ترکوں کے پاس بھیجدیا چنانچہ ترکوں نے جلال الدین عمر کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا بعد اسکے محمود جرجان سے نسا روانہ ہوا اور ترکوں کا لشکر بھی آکر مل گیا۔ موید مقابلہ نہ کرسکا شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی لشکر نسا میں داخل ہوا۔ چندے قیام کرکے محمود سرخس واپس گیا۔ موید پھر آپہونچا، محاصرہ کرلیا، ترکی لشکر کو بزور تیغ نکال کر قبضہ کرلیا، اور ویران وخراب کیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ پھر جب محمود نے سرخس سے مراجعت کی تو موید نے سرخس کا قصد کیا۔ محاصرہ ڈالا۔ اہل سرخس سے تیغ وسپر ہوا اور لڑکر مفتوح کیا۔ سرخس کو سرکرکے بیہق کی طرف گیا۔ ۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی جانب مراجعت کی، شہر پناہ کو درست اور تعمیر کرایا اہل سرخس کے ساتھ اچھے سلوک کیئے۔

قصہ مختصر موید ان شہروں پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ان کے قرب و جوار کے مفسدوں اور لٹیروں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ قلعہ اشقیل کو مفتوح کیا، ستمردان زیدیہ کی سرکوبی کی، انکے قلعہ کو مسمار و منہدم کر کے قلعہ خسروجرد پر دھاوا کیا۔ قلعہ خسروجرد، بیہق کے صوبہ میں تھا اس قلعہ کو کیخسرو بادشاہ فارس نے بزمانہ جنگ افراسیاب تعمیر کرایا تھا نہایت مستحکم اور مضبوط تھا۔ اہل قلعہ مقابلہ پر آئے پسپا ہوئے موید نے قبضہ کر لیا، ایک دستہ فوج اسکی حفاظت پر مامور کر کے بتاریخ ۲۵ جمادی الاولی سنہ مذکور نیشاپور لوٹ آیا۔ بعد چندے شہر کندر متعلقات طوس (یا طریثیث) پر چڑھائی کی۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی قابض تھا۔ رہزنی، قتل اور غارتگری اسکا کام تھا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتا، قرب و جوار کے شہروں کو تاراج کرتا اور جو مقابل یا مزاحم ہوتا اس کو مار ڈالتا تھا۔ غرض خراسان والے اس سے ایک مصیبت عظیم اور بلائے بے درماں میں مبتلا تھے۔ موید نے نہایت مستعدی سے محاصرہ ڈالا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرکار موید نے بزور تیغ قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ خربندہ اور اسکے ہمراہیوں کو قتل کر کے اہل خراسان کو اس مصیبت سے بعونہ تعالیٰ نجات دی۔ چونکہ اہل بیہق نے موید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اسوجہ سے ماہ رمضان سنہ مذکور میں بیہق کا قصد کیا۔ اہل بیہق نے معذرت کی اور مطیع ہو گئے

خان محمود بن سلطان محمد اسوقت تک ترکوں کے ساتھ تھا۔ ان واقعات کو سنکر متاثر ہوا موید کے پاس پیام صلح بھیجا، نیشاپور اور طوس کی سند گورنری عطا کی اسوجہ سے مابین خان محمود، ترکان غز اور موید مصالحت ہو گئی، لڑائی اور جھگڑے کا خاتمہ ہو گیا +

. . . .

. . . .

. . . .

+ بیاض بالاصل

ترکوں کا بزریہ جرگہ خراسانی ترکوں کا ایک گروہ ہے اسکا سردار بقراخاں بن داود تھا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر یلغار کیا، تیغ وسپر ہوئے، ترک ہزیمت اُٹھا کر بھاگے، گروہ کثیر کام آگیا۔ بقراخاں معدودے چند ترکوں کے ساتھ جاں بر ہوکر سلطان محمود کی خدمت میں خراسان پہونچا، خوارزم شاہ کی شکایت کی، امداد کا خواستگار رہا۔ سلطان محمود کے ہمراہی ترکوں کو ایتاخ سے بدظنی پیدا ہوئی کہ ہونہو ایتاخ ہی نے خوارزم شاہ کو ان ترکوں کے مقابلہ وجنگ پر ابھارا ہے۔ تیار ہوکر بقراخاں کے ساتھ نسا اور ابیورد روانہ ہوئے ایتاخ پر حملہ کا تہیہ کیا۔ ایتاخ میں انکے مقابلہ کی قوت نہ تھی[1] ...... شاہ مازندران سے امداد کی درخواست کی، شاہ مازندران دیلم، کرد اور ترکمانوں کا لشکر لیکر ترکان غز اور بزریہ کے مقابلہ پر آیا، نواح دہستان میں گھمسان لڑائی ہوئی پانچ مرتبہ ان کو شاہ مازندران سے شکست ملی۔ ایتاخ شاہ مازندران کے میمنہ میں تھا، ترکان غز اور بزریہ نے اپنی کامیابی سے ناامید ہوکر بے جگری سے شاہ مازندران کے قلب لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں شاہ مازندران کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی۔ ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ نہایت بُری طور سے ترکان غز اور بزریہ نے منہزم گروہ کو پامال کیا۔ شاہ مازندران نے ساریہ میں جاکر دم لیا، ایتاخ خوارزم چلا گیا ترکان غز اور بزریہ نے دہستان میں گھس کر لوٹ لیا۔ غارتگری اور قتل کی بھرمار کی، اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی ظلم وجور سے پیش آئے۔ اسکو بھی ویران کر دیا۔ اہل جرجان ودہستان اپنی عزت وجان بچاکر دوسرے مقامات اور شہروں میں چلے گئے۔ یہ واقعات ۵۵۶ھ کے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد ایتاخ کو جب ذرا جمعیت خاطر ہوئی تو بقراتکین پر چڑھائی کردی

---

[1] بیاض بالاصل

جو صوبہ قزوین پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ بقراتکین کو ایتاخ کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی سوید کے پاس بھاگ گیا اور اسکے حاشیہ نشینوں میں داخل ہوگیا۔ ایتاخ نے بقراتکین کے مال ■ خزانہ کو لوٹ لیا جس سے ایتاخ کی قوت بڑھ گئی۔

خط

....

....

ملک شاہ کی وفات ملک شاہ بن محمود اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کے بعد خوزستان سے اصفہان گیا۔ شملہ ترکمانی اور وکلا والی فارس ہمراہ تھا۔ ابن خجندی رئیس اصفہان نے اطاعت کی گردن جھکادی، اظہار اطاعت کی غرض سے زرکثیر نذر کیا، بعد اس کے ملک شاہ نے اراکین دولت ہمدان کو اپنی فرمانبرداری اور اطاعت کا پیام بھیجا، چونکہ اہل ہمدان کا رجحان اور میلان سلیمان شاہ (ملک شاہ کا چچا تھا) کی طرف تھا انکار کردیا اور سلیمان شاہ کو موصل سے طلب کرکے اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ ملک شاہ، اصفہان کا تنہا مالک ہوگیا۔ فوجیں فراہم کرلیں، مال و زر اور آلات حرب اکٹھا کرلیا۔ خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی بجائے سلیمان شاہ اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانیکی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ "اگر میری درخواست مقرون اجابت ہوگی تو میں حسب دستور سابق کل خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر جناب عالی نے منظور نہ فرمایا تو پھر میں آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو جاؤنگا"، وزیر السلطنت عمید الدین ابن ہبیرہ کو یہ دھمکی ناگوار گزری ایک لونڈی کے ذریعہ سے ملک شاہ کو زہر دلادیا، ملک شاہ مرگیا، طبیب کو یہ معلوم ہوگیا، شملہ اور وکلا کو اس واقعہ سے مطلع کیا، لونڈی گرفتار ہوکر پیش کی گئی، زہر دینے کا اقرار کیا

ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین دولت اور فوج

■ بیاض بالاصل

کو شہر سے نکال دیا، سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا، خطبہ میں اسکا نام داخل کیا، شملہ اپنا سامنہ لیکر خوزستان لوٹ آیا جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا ان پر قابض ہو گیا[1] . . . .

سلیمان شاہ کا قتل سلیمان شاہ تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد لہو ولعب میں معروف ہو گیا، شب و روز شراب پیئے مست پڑا رہتا تھا، رمضان المبارک کی بھی حرمت نہ کی، مسخرے، گوئے اور رند مشرب دربار میں بھرے رہتے تھے، مردانگی اور جرات ان افعال سے کافور ہو گئی، امرا، ارا کین دولت حاضری دربار سے رک گئے، شرف الدین کُرد باز خادم سے شکایت کی، شرف الدین کرد باز نہایت سنجیدہ متین، عقلمند، مذہبی خدام سلجوقیہ میں سربراوردہ اور سلیمان شاہ کی حکومت و دولت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے ارا کین دولت کو تشفی دی، موقع کا منتظر رہا۔ ایک روز سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محلسرا ے میں معمول سے زاید پیکر بدمست ہو گیا تھا۔ اسکے ہمنشین پاس بیٹھے ہوئے گپیں مار رہے تھے اور قہقہے لگاتے تھے، اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کرد باز حاضر ہوا۔ یہ رنگ دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی، سلیمان شاہ نشہ میں چور تھا، ہمنشینوں کو اشارہ کر دیا۔ وہ لوگ اس سے مذاق اور تمسخر کرنے لگے، تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو گئے، شرف الدین کرد باز ناراض ہو کر چلا آیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اوترا، خود کردہ پر پشیمان ہوا۔ شرف الدین کرد باز سے معذرت کی، شرف الدین کرد باز نے معذرت قبول کر لی مگر دربار میں آنا جانا بند کر دیا، سلیمان شاہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، اینانج والی رے کو بمقابلہ شرف الدین کرد باز امداد کی غرض سے طلبی کا پیام بھیجا، اینانج اسوقت بیمار تھا، حاضری کی معذرت

---

[1] بیاض بالاصل

کی اور بعد صحت امداد اور حاضری کا وعدہ کیا، شرف الدین کردباز کو اسکی خبر لگ گئی، رنج اور غصہ بڑھ گیا، اراکین دولت کو بلایا، سلیمان شاہ کی معزولی کا مشورہ کیا، سبھوں نے بالاتفاق سلیمان شاہ کو معزول کرنے کی قسمیں کھائیں، شرف الدین کردباز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ کے ہمنشینوں کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا، سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے تمہاری حکومت قائم رہنے کی غرض سے یہ فعل کیا ہے انہیں میری کوئی غرض نہیں ہے، بعد اسکے سلیمان شاہ کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر بلایا، امراء اور اراکین دولت کو بھی دعوت دی، جوں ہی سلیمان شاہ اور وزیر السلطنت ابو القاسم محمود بن عبد العزیز عاقدی داخل ہوا، دونوں معہ خواص گرفتار کر لئے گئے یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت اور خواص اسی وقت بار حیات سے سبکدوش کر دیئے گئے سلیمان شاہ بھی چند دنوں قید رہکر قید حیات سے آزاد کر دیا گیا۔

اسکے بعد شرف الدین کردباز نے ایلدگز والی اران و آذربیجان کو خط لکھا۔ مضمون یہ تھا کہ "سلیمان شاہ کے وجود نامسعود سے دنیا پاک ہوگئی ہے، جہاں تک ممکن ہو تم ملک ارسلان شاہ بن طغرل کو لیکر ہمدان آجاؤ، تخت سلطنت خالی ہے اراکین دولت سلجوقیہ بیعت کرنے کو تیار ہیں،، رفتہ رفتہ ان واقعات کی اینانج کو اطلاع ہوئی، فوج لیکر ہمدان پر چڑھ آیا، شرف الدین کردباز کو لڑائی کا الٹیمیٹم دیا، شرف الدین کردباز نے حیلہ و حوالہ سے ٹالا۔ اتنے میں ایلدگز پہونچ گیا، بیس ہزار فوج رکاب میں تھی ملک ارسلان شاہ بھی ہمراہ تھا۔ شرف الدین کردباز نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا، ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی اراکین دولت نے بیعت کی،

ایلدگز اتابک نے ملک ارسلان شاہ کی ماں سے عقد کر لیا تھا۔ پہلوان محمد اور

قزل ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے، ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی سے بعد ایلدکز عہدہ اتابک سے سرفراز ہوا، اسکا بیٹا پہلوان محمد جو ملک ارسلان شاہ کا اخیافی بھائی تھا حاجب بنایا گیا

ایلدکز، سلطان مسعود کا غلام تھا۔ سلطان مسعود نے سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اران اور کچھ حصہ آذربایجان کی حکومت عنایت کی جس وقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدکز نے سبھوں سے علیحدگی اختیار کی، سلطان سلجوقیہ میں سے کسی ایک کا ساتھ نہیں دیا۔ اپنے مقبوضہ بلاد میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانہ میں ارسلان شاہ پہونچ گیا، ایلدکز نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، یہاں تک کہ سلیمان شاہ کے انتقال کے بعد سریر حکومت پر متمکن کیا گیا۔ ہمدان میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

بعد اسکے ایلدکز نے اینانج والی رے سے نامہ و پیام کرکے مصالحت کرلی اتفاق اور اتحاد کا معاہدہ ہوگیا۔ اسی سلسلہ میں پہلوان ابن ایلدکز کا عقد اینانج کی لڑکی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مستحکم و مضبوط ہوگیا، مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی، جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور کل امور کو جاری رکھنے کا اقرار کیا۔ مستنجد باللہ نے ایلچی کو ذلیل کرکے دربار سے نکلوا دیا۔

جنگ آقسنقر و ایلدکز

ایلدکز اور اینانج میں مصالحت ہونے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمدیلی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا، آقسنقر نے انکار کردیا اور یہ کہلا بھیجا اگر تم مجھے اپنی حالت پر نہ چھوڑ دو گے تو یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شاہزادہ موجود ہے میں اسکی بیعت کرکے

تخت نشین کر دونگا۔ (آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن سلطان محمود کا لڑکا تھا جسکو سلطان محمد نے بوقت وفات آقسنقر کو سپرد کیا تھا) چونکہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ بھی دار الخلافت بغداد سے آقسنقر کو اس لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا اسوجہ سے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ جرات ہوئی ایلدکز اس جواب سے برافروختہ ہوگیا۔ ایک فوج بسرکردگی پہلوان، آقسنقر کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ کی، آقسنقر نے شاہرمن سقمان والی خلاط سے ایلدکز کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی، اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی، چنانچہ شاہرمن نے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں، آقسنقر، ایلدکز کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، آقسنقر کامیاب ہوا، پہلوان ہزیمت اٹھا کر ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

....

....

جنگ ایلدکز وایتانج

اصفہان میں ملک شاہ ابن محمود کی وفات کے بعد لشکر وارکین دولت سلجوقیہ کا ایک گروہ محمود ابن ملک شاہ کو لئے ہوئے فارس پہونچا۔ زنگی ابن دکلا سلغری والی فارس نے محمود ابن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور قلعہ اصطخر میں لیجا کر ٹھہرا دیا۔ پس جب ایلدکز نے ارسلان کو تخت نشین کیا اور دربار خلافت میں اسکے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی درخواست کی، تو وزیر السلطنت ابن ہبیرہ، ایلدکز کے خلاف گورنران صوبجات کو ابھارنے لگا چنانچہ ادہر آقسنقر کو سلطان محمد کے اُس کم سن بچہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آقسنقر کے پاس تھا اور اُدھر زنگی بن دکلا والی فارس کو لکھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو تخت حکومت پر متمکن کردو میں دار الخلافت کے جامع مسجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے

۱۔ بیاض بالاصل

کی اجازت دیدونگا لیکن شرط یہ ہے کہ تمکو ایلدکز کے مقابلہ میں فتح حاصل ہوجائے اس بنا پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو تخت نشین کیا، بیعت کی، فارس میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محلسرا کے دروازہ پر پنجوقتہ نوبت بجنے لگی، فوجیں مرتب کیں۔

ایلدکز کو اس واقعہ کی خبر لگی، غصہ سے کانپ اُٹھا۔ چالیس ہزار فوج لیکر بقصد فارس اصفہان روانہ ہوا، زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ زنگی نے صاف انکار کردیا ایلدکز نے کہلا بھیجا "مجھے خلیفہ مستنجد باللہ عباسی نے تمہارے مقبوضات کی حکومت عطا کی ہے میں اُن پر قبضہ کرنے کو جاتا ہوں۔ مزاحمت کرنا ہو تو مقابلہ پر آجاؤ" اور ایک دستہ فوج کو ارجان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، ارسلان بوقا والی ارجان (زنگی والی فارس کا ایک امیر تھا) نے مقابلہ کیا، ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ آخر کار ایلدکز کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ ارسلان بوقا نے عریضہ بشارت فتح زنگی کی خدمت میں روانہ کیا زنگی نے دربار خلافت میں اسکی اطلاع دی، امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے گوزان صوبہ جات کو زنگی کی امداد واعانت کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ ایتاخ رے سے دس ہزار فوج لیکر آپہونچا۔ آقسنقر نے پانچ ہزار سوار کمک پر بھیجے۔ ابن بازدار والی قزوین اور ابن طغایرک (جو کہ ایلدکز کے امراء اور اراکین تھے) ایتاخ کے پاس چلے آئے۔ زنگی نے سہرم کو تاراج کیا، ایلدکز نے زنگی کی مدافعت پر فوج روانہ کی، زنگی نے انکو نیچا دکھا دیا۔ ایلدکز کے پاس شکست اُٹھا کر واپس آئے۔ ایلدکز نے آذربائیجان سے امدادی فوج طلب کی، چنانچہ ہبیس بن قزوارسلان فوج عظیم لیکر آگیا، ایلدکز نے ایتانج کی کمک پر فوجیں روانہ کیں دونو حریف کا ۹۔ شعبان سنہ مذکور میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ آخر کار ایتاج کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی، ہزیمت فاش اُٹھا کر بھاگا۔ فوج کا کثیر حصہ کام آگیا، نامی نامی سردار مارے گئے، فتحمند گروہ نے ایتانج کا لشکر گاہ لوٹ لیا۔ ایتانج

کی طرح اپنی جان بچاکر رے میں داخل ہوکر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہوگیا۔ ایلد کز نے پہونچکر محاصرہ کرلیا۔ ایلد کز اور ایتاخ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ آخر دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ ایلد کز نے ایتاخ کو حربادقان دیدیا۔ صلح ہوگئی۔ ایلد کز ہمدان واپس آیا۔

[1] . . . .

. . . .

موید کے کارنامے ماہ ربیع الآخر ۵۵۶ھ میں موید نے نیشاپور کے چند سرداروں کو اسوجہ سے گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا کہ اُن کے مورثوں اور آباء و اجداد نے اہل نیشاپور کو غارت اور تباہ کیا تھا جسمیں نقیب علویہ ابو القاسم زید بن حسن حسینی تھا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ انکو قتل و غارتگری سے روکتے تو ضرور وہ رُک جاتے۔ گویا تم ہی لوگوں نے اُن افعال کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو غرض اس الزام میں مفسدہ پردازوں کی ایک جماعت کو سزائے موت دی ان مفسدہ پردازوں نے مساجد، مدارس اور کتب خانہ کو بھی غارتگری کا آماجگاہ بنایا تھا انکی غارتگری اور تاراج کے یہ سب مقامات بھی نذر ہوگئے کسی کو جلادیا کسی کو زمین دوز کردیا، علماء اور رؤساء کو قتل کیا۔ جسکا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قید کئے گئے۔ قتل کئے گئے

بعد اسکے موید شاد باخ چلا آیا۔ اسکا شہر پناہ درست کرآیا۔ اردگرد کی خندقوں کی مرمت کرائی، محافظت کی غرض سے دُھس بند ہوائے۔ اور [illegible] ہیں قیام اختیار کیا۔ نیشاپور چٹیل میدان ہوگیا۔

شاد باخ کو عبداللہ بن طاہر نے اپنے زمانہ گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ

[1] بیاض بالاصل

بن طاہر اور اسکے خدم وحشم شاد باخ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شاد باخ ویران ہو گیا۔ الپ ارسلان نے پھر اسکو آباد کیا۔ پھر دوبارہ مفسدہ پردازان مذکور نے ویران و برباد کیا۔ تب موید نے آباد کیا۔ اور از سر نو شہر کی عمارات کو تعمیر کرایا۔ نیشاپور بالکل ویران ہو گیا۔ پھر تاتاریوں نے اس پر حملہ کیا۔ خان محمود خراسان کا بادشاہ ان لوٹیرے تاتاریوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو مہینہ تک موید کا شاد باخ میں محاصرہ کئے رہا۔ بعدہ کسی وجہ سے خان محمود حمام کے بہانہ سے تاتاریوں سے علیحدہ ہو کر شہرستان چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ آخر شوال سنہ مذکور تک شاد باخ کا تاتاری محاصرہ کئے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ دیہات، قصبات اور شہر طوس کو لوٹ لیا۔

پھر جب خان محمود نیشاپور میں داخل ہوا تو موید نے رمضان ۵۵۶ھ تک عزت و احترام سے رکھا بعد اسکے گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں، مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اسکے ساتھ سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود کیساتھ جلال محمد بھی گرفتار کر لیا گیا تھا، چنانچہ دونوں بحالت قید حیات سے سبکدوش ہو گئے۔ موید نے خطبہ میں مستنجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کرایا۔ شاہی کا اعلان کیا۔

ماہ شعبان ۵۵۹ھ[1] میں موید نے شہرستان اور نواح نیشاپور کے سر کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ پہونچکر شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہو کر ہتھیار ڈالدیا۔ موید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا۔ غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ لیکن بہت جلد موید نے اپنی فوج کو غارتگری سے روک دیا۔ شہرستان اسکے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا۔ واللہ اعلم

[2] . . . .

---

[1] بجائے ۵۵۹ھ کے ۵۵۶ھ پڑھو۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ لیدن [2] بیاض بالاصل

مہم شہرستان سے فارغ ہو کر موید نے قلعہ دسکرہ (طوس) کا قصد کیا۔ ابو بکر جاندار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے قلعہ بندی کر لی۔ موید ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس، ابو بکر کی بد اخلاقی اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے۔ محاصرہ اور جنگ میں موید کا ہاتھ بٹایا۔ ابو بکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیا، قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں، موید نے ابو بکر کو جیل میں ڈال دیا۔ کرمان کی طرف بڑھا۔ اہل کرمان نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ اسفراین کے سر کرنے کو فوج روانہ کی۔ والی اسفراین عبدالرحمٰن بن محمد قلعہ بند ہو گیا، موید کی فوج نے محاصرہ ڈال دیا۔ آخر کار عبدالرحمٰن نے بھی ہتھیار ڈال دیا اور اپنے کو حوالہ کر دیا۔ موید نے اسکو پا بزنجیر شاد باخ بھیجدیا، جیل میں ڈالدیا گیا۔ ماہ ربیع الآخر ۵۵۵ھ میں مار ڈالا گیا۔ فتح اسفراین کے بعد موید نے قہندز اور نیشاپور کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا حکومت وسلطنت مستقل ہو گئی۔ جیسا کہ اس سے پہلے امن وامان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہو گیا۔ شہر قدیم کو ویران کر کے شاد باخ کا جدید شہر آباد کیا

بعد اسکے موید کو بوشنج اور ہرات کے مفتوح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے۔ چنانچہ ملک محمد نے موید کی مدافعت پر فوجیں روانہ کیں موید نے یہ خبر پا کر محاصرہ اٹھا لیا۔ بوشنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھا اسکے قبضہ میں رہا۔ [1]

. . . .

کرج کی پیشقدمی کرج نے ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں شہرانی (صوبہ اران) پر پیشقدمی کی اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے پامال کیا۔ بہتر سے مارے گئے اور اکثر قید کر لئے گئے۔ شیاه ارن

[1] بیاض بالاصل۔

ابن ابراہیم بن سکمان والی خلاط نے فوج عظیم مجتمع کی جس میں مجاہدین بھی تھے او. فوج نظام بھی تھی، کوچ و قیام کرتا کرج کے سر پہ پہونچا۔ جنگ چھڑ گئی، شاہ ارمن ابن ابراہیم کو ہزیمت ہوئی مسلمانوں کا گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا اور بہتیرے اثنار جنگ میں مارے گئے۔

بعد اسکے ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں تیس ہزار فوج سے کرج نے بلاد اسلامیہ پر یلغار کیا، شہر دوین (صوبہ آذربائیجان) اور کچھ حصہ بلاد جبل اور اصفہان کا دبالیا، ایلدکز کو اسکی اطلاع ہوئی، فوجیں مرتب کیں اور کرج سے بدلہ لینے کو کوچ کیا، شاہ ارمن ابن ابراہیم ابن سکمان والی خلاط اور آقسنقر والی مراغہ بھی ایلدکز کے ساتھ تھا۔ پچاس ہزار جنگ اور رکاب میں تھے۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ میں کرج کے شہروں میں داخل ہو کر بازار کارزار گرم کر دیا۔ کرج سینہ سپر ہو کر لڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے، فتحمندی کا سہرہ لشکر اسلام کے سر پر بندھا بیشمار مرد، عورت اور لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ امراء کرج میں سے ایک امیرزادہ مشرف بہ اسلام ہو گیا، ایک دستہ لشکر اسلام لیکر کمین گاہ میں بیٹھ رہا۔ کرج نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور فتحمندی کے زعم میں لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ جوں ہی کرج کمین گاہ سے بڑھے۔ امیرزادہ کرج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج ہزیمت اٹھا کر بھاگے، لشکر اسلام نے تلواروں پر رکھ لیا۔ دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ بہتیرے کرج مارے گئے اور بیشمار قید کر لئے گئے، لشکر اسلام مظفر و منصور مال غنیمت لے واپس ہوا۔

……………………[1]

……………………

قومس پر مؤید کا قبضہ ۵۵۸ھ میں مؤید والی نیشاپور نے صوبہ قومس کی طرف قدم بڑھایا، بسطام اور دامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطام کی حکومت پر اپنے غلام تنکز کو مقرر کیا، تنکز اور شاہ مازندران سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ نوبت جنگ کی پہونچی، چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۹ھ

[1] بیاض بالاصل

میں دونوں فریق لڑ پڑے۔ شاہ مازندران کو ہزیمت ملی۔ تنکز نے اسکے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ موید اور ایلدکز میں مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے قومس پر موید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے موید کو خلعت فاخرہ، پھریرے اور بہت سے تحایف بھیجے، اور ملک خراسان کے جن شہروں کو فتح کر چکا تھا اور نیز آئندہ جن شہروں کو فتح کرے اُنکی حکومت وگورنری مرحمت فرمائی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی موید نے اسپر بیحد مسرت ظاہر کی، خلعت کو زیب بدن کیا۔ صوبہ قومس طوس اور کل صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا، جرجان اور دہستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن اتسز کا اور اسکے بعد امیر ایتاخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مرو، بلخ اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ۔ ہرات پر امیر ایتکین زیر اثر علم حکومت تاتاری حکمرانی کر رہا تھا، ان مقامات میں سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ الفاظ یہ تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلسُّلْطَانِ السَّعِيْدِ سَنْجَرَ وَبَعْدَهٗ لِاَمِيْرِ تِلْكَ الْمَدِيْنَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ ٥

. . . .[1]

. . . .

ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی

خاقان چین نے سمرقند وبخارا کی حکومت پر خان جعفر ابن حسین تکین کو مامور کیا، خان جعفر قدیم خاندان شاہی کا ممبر تھا۔ ۵۵۹ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ "ترکان قارغلیہ کو اپنے ممالک محروسہ سے کاشغر کی طرف جلاوطن کردو۔ وہاں جا کر مقیم ہوں ہتھیار نہ باندھیں کاشتکاری کریں، معاش بہم کرنے کی غرض سے دوسرے پیشے کریں"، خان جعفر نے ترکان قارغلیہ کے اخراج پر کمر باندھی، قارغلیہ نے ترک وطن سے انکار کیا۔ مخالفت پر تل گئے۔ مجتمع ہوکر بخارا کی جانب بڑھے

[1] بیاض بالاصل

اہل بخارا خان جغر سے مل گئے، یہ اسوقت سمر قند میں تھا اور بظاہر قارغلیہ کے شر سے بچنے کے لئے قارغلیہ سے ملے رہے تا انکہ خان جغر اپنی فوج لیکر پہنچ گیا اور قارغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو نہایت فاش ہزیمت ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اہل بخارا و سمر قند کو ان کے شر سے نجات دی[1]۔ . . . .

سنقر کا طالقان اور غرشستان پر قبضہ

۵۵۹ھ میں امیر صلاح الدین سنقر (سلطان سنجر کا خادم) بلاد طالقان پر قابض ہوا۔ غرشستان پر فوج لیکر چڑھ گیا متعدد حملے کئے آخر کار اہل غرشستان نے اطاعت کی گردن جھکادی، مطیع ہو گئے۔ طالقان اور غرشستان کے قلعات پر اسکی حکومت کا پرچم اوڑنے لگا امراء غز (تاتار) کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ رکھا۔ ہر سال انکو خراج ادا کرتا تھا۔

والی ہرات کا قتل اور موید کا قبضہ

امیر اتیکین والی ہرات اور ترکان غز میں مصالحت تھی۔ زمانہ مصالحت میں ترکان غز نے بادشاہ غور محمد ابن حسین کو مار ڈالا جیسا کہ سلاطین غوریہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ امیر اتیکین کو مملکت غور کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے ماہ رمضان ۵۵۹ھ میں بلاد غوریہ پر چڑھائی کر دی۔ اہل غور مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں، آخر کار انہیں لڑائیوں میں امیر اتیکین مارا گیا۔

امیر اتیکین کے مارے جانے سے ترکان غز کو ہرات پر قبضہ کی سوجھی مجتمع ہو کے ہرات پر چڑھ آئے۔ اہل ہرات نے اثیر الدین نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ لیکن اس پر یہ الزام لگا کے کہ یہ ترکان غز سے مل گیا ہے مار ڈالا۔ ابو الفتوح بن علی بن فضل اللہ طغرائی کو ہرات کی امارت پر مامور کیا اور موید کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجکر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا ثبوت دیا۔ موید نے اپنے خادم سیف الدین تنکز کو ہرات کا حاکم مقرر کیا، اور ہرات کو ترکوں کے دستبرد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ایک فوج بھیجدی۔ سنہ

---

[1] بیاض بالاصل

اور مرو کی جانب دوسرا لشکر روانہ کیا ترکوں پر زمین باوجود وسعت تنگ ہوگئی، مجبور ہو کر ہرات سے محاصرہ اُٹھا لیا اور موید کے علم حکومت کے سامنے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ چنانچہ ہرات وغیرہ پر موید کا قبضہ ہوگیا۔

شاہ مازندران اور تنکز

تم اوپر پڑھ آئے کہ موید والی نیشاپور نے قومس اور بسطام پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے اپنے خادم تنکز کو مامور کیا تھا، ۵۵۹ھ میں شاہ مازندران رستم بن علی بن شہریار بن قارن نے ایک فوج بسر کردگی سابق الدین قزوینی ان مقامات کی تسخیر کو روانہ کی قزوینی نے پہلے دامغان پر یلغار کیا اور اسپر قابض ہوگیا۔ تنکز کو اسکی خبر لگی۔ خم ٹھونک کے مقابلہ پر آیا، قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکز کو شکست فاش دیکر ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ تنکز شکست کھا کر موید کے پاس نیشاپور واپس آیا لیکن نچلا نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور قومس پر چھاپا مارتا رہا۔

شاہ مازندران کی وفات

ماہ ربیع الاول ۵۶۰ھ میں شاہ مازندران نے وفات پائی، علار الدین بن شاہ مازندران نے اپنے باپ کی موت کو چھپایا کسی کو اس واقعہ سے مطلع ہونے دیا۔ جب کل قلعات اور شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا تو اس واقعہ کو ظاہر کر کے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایتاق (اتیاخ) والی جرجان اور دہستان شاہ مازندران کی موت سے مطلع ہو کر علار الدین سے لڑنے کو اُٹھا اور ان حقوق واحسان کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو شاہ مازندران کے ایتاق پر تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایتاق کو اس لڑائی وجھگڑا سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم

موید کا محاصرہ نسا بعد ناکامی

ماہ جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ میں موید نے شہر نسا کے محاصرہ اور سر کرنے کو ایک فوج روانہ کی۔ خوارزم شاہ بک ارسلان بن اتسز نے بھی نسا کی حمایت پر اپنا لشکر بھیجدیا، جوں ہی خوارزم شاہ کا لشکر نسا کے قریب پہونچا، موید کی فوج محاصرہ اُٹھا کر نیشاپور واپس آئی۔ اہل نسا نے خوارزم شاہ کا

لشکر یہ اداکیا، مطیع ہو گئے اور اسکے نام خطبہ وسکہ نسا، میں جاری ہو گیا۔

پھر نسا، پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ کا لشکر دہستان کی طرف بڑھا اور قبضہ کر لیا۔ اہل دہستان نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ امیر لشکر خوارزم شاہ نے اپنی طرف سے شحنہ مقرر کیا۔

جنگ اقسنقر و ایلدکز اقسنقر احدیلی والی مراغہ نے ۵۶۳ھ میں دارالخلافت بغداد میں عرضداشت بھیجی، سلطان محمد شاہ کے لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی جو اسکی کفالت اور نگرانی میں تھا۔ اور یہ لکھا کہ "سوائے اسکے میری اور کوئی غرض نہیں ہے اگر یہ درخواست مقرون اجابت ہو گی تو میں عراق سے ذرا بھی متعرض نہ ہونگا بلکہ مال وزر کثیر نذر کرونگا"، خلافت مآب نے نہایت خوشی سے درخواست منظور فرمائی۔ ایلدکز والی ...... کو اسکی اطلاع ہوئی۔ اپنے بیٹے بہلوان کو بسر کردگی فوج کثیر اقسنقر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ شدید جنگ کے بعد اقسنقر کو ہزیمت ہوئی، مراغہ میں قلعہ بند ہو گیا بہلوان نے مراغہ کا محاصرہ کر کے روزانہ جنگ سے اقسنقر کو تنگ کرنے لگا۔ اقسنقر نے مجبور ہو کر صلح کا پیام بھیجا، فریقین میں نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی، بہلوان اپنے باپ ایلدکز کے پاس ہمدان واپس آیا۔

جنگ زنگی و شملہ چونکہ زنگی بن دکلا والی فارس نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ شروع کیا تھا۔ جا و بیجا انکو دباتا تھا اسوجہ سے فوج کے حصہ کثیر نے شملہ والی خوزستان سے خط و کتابت کر کے امیر بنانے کو بلایا۔ چنانچہ شملہ اپنی فوج لیکر فارس کی طرف روانہ ہوا۔ زنگی اس سے مطلع ہو کر لڑنے کو نکلا۔ دونوں نے خوب خوب زور آزمائی کی باہم تیغ و سپر ہوئے، آخر زنگی کو ہزیمت ہوئی، اکراد شوانکار کے پاس جا کر پناہ لی شملہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

قبضہ فارس کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا، اہل فارس پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ اسکا بھتیجا ترسنکا لوٹ مار کرنے لگا۔ دیہات اور قصبات کو ویران کر دیا۔ کوئی فریادرس

تھا اور نہ حامی۔ اہل فارس کو اس سے منافرت پیدا ہوئی، کچھ حصہ لشکر فارس کا زنگی کے پاس پہونچا۔ شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ تھوڑی سی فوج فراہم کرکے فارس پر چڑھ آیا، شملہ فارس چھوڑ کر خوزستان چلا گیا۔ یہ واقعات ۵۶۱ھ کے ہیں

جنگ ایلدکز وایتانج

ایتانج متعدد لڑائیوں اور جھگڑوں کے بعد رے پر اس شرط پر قابض ہوا کہ ایلدکز فریق غالب کو سالانہ خراج جو باہم مقرر ہوا تھا ادا کرتا رہے۔ بعد چند دنوں کے جب ایتانج کی قوت ذرا بڑھ گئی تو فوجی مصارف کا بہانہ کرکے خراج دینا بند کر دیا۔ ایلدکز نے ایتانج پر چڑھائی کر دی۔ ایتانج مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی ایتانج شکست کھا کر بھاگا۔ قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے محاصرہ ڈالدیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا کامیابی کی صورت نظر نہ آئی، ایلدکز نے ایتانج کے غلاموں کو ملانے کی فکر کی۔ سمجھا بوجھا کر جاگیر دینے کی طمع دیکر ایتانج کے قتل پر تیار کر دیا، چنانچہ ان نمک حراموں نے ایک روز موقع پاکر ایتانج کا کام تمام کر دیا، پھر کیا تھا ایلدکز نے رے اور طبرک پر قبضہ کر لیا علی بن عمر و باغی کو گورنری عطا کی اور ان نمک حراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا، یہ انعام دیا اور یہ جاگیر دی۔ زور ہی کیا تھا۔ متفرق اور منتشر ہو گئے۔ جو غلام قتل ایلدکز کا بانی مبانی تھا وہ خستہ و پریشان خوارزم شاہ کے پاس پہونچا۔ چونکہ خوارزم شاہ اور ایلدکز میں اتحاد تھا اس وجہ سے اس نمک حرامی کے پاداش میں اس غلام کو سولی دیدی۔ ع نتیجہ کار بد کا کار بد ہی۔

ملک طغرل کی وفات اسمیں اختلاف

۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بک والی کرمان نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمران ہوا ملک طغرل کا چھوٹا لڑکا بہرام شاہ جھگڑ پڑا سلطنت و حکومت کا دعویٰ کیا۔ ارسلان شاہ نے جنگ کی اور ہزیمت دی، بہرام شاہ بحال پریشان موید کے پاس نیشاپور پہونچا، موید نے مال و زر اور فوج سے اسکی مدد کی چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ملی، بہرام شاہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور

ارسلان شاہ بغرض امداد ایلدکز کے پاس اصفہان پہونچا۔ ایلدکز نے ایک فوج اسکی امداد پر متعین کی۔ ارسلان شاہ کرمان کی جانب لوٹا، ایلدکز کی فوج نے پہونچتے ہی لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور کرمان کو بہرام شاہ کے قبضہ سے نکال کر ارسلان شاہ کو سپرد کر دیا۔ بہرام شاہ فریادی صورت بنائے مرتا کھپتا نیشاپور میں موید کے پاس پہونچا۔ اور وہیں ٹھہر گیا، اتفاق یہ کہ اس واقعہ کے بعد ارسلان شاہ کا انتقال ہو گیا، بہرام شاہ، کرمان واپس آیا اور قابض ہو گیا۔

بعد اسکے مستنجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد نے وفات پائی اسکا بیٹا مستضی بامر اللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا چونکہ ہم خلفاء عباسیہ کے حالات بالتفصیل اوپر لکھ آئے ہیں اس وجہ سے یہاں پر ان خلفاء کے اور حالات نہیں لکھا چاہتے۔ مستنجد اور مستضی کے پیشرو خلفاء کے حالات اس وجہ سے تحریر کئے گئے کہ وہ سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کے اثر اور قبضہ میں تھے۔ انکے وفات و خلافت کے تذکرات سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کی حکومتوں کے گویا ایک جزو تھے۔ اور وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقتضی عباسی سے سریر خلافت پر متمکن ہوئے شاہ سطرنج نہ تھے، خود مختار تھے، ان پر کسی سلطان کا اثر اور دباؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کی وفات کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے، ان کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، شرق اور مغرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں اس سے خلفاء عباسی کو بغداد اور اسکے ممالک متصلہ میں استبدادی حکومت حاصل ہو گئی۔ اس سے پیشتر خلفاء عباسیہ کے مقبوضات میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں باہم نفاق و جھگڑا پیدا ہونے کا باعث ہوا، حکومت حاصل کرنے کی غرض سے باہم تیغ و سپر ہوئے۔ چنانچہ خلفاء عباسی نابغد نے انکے ممالک پر قبضہ کر لیا اور تنہا اسکے مالک ہو گئے۔ خلافت کے علاوہ حکومت کی عنان بھی انہیں کے قبضہ اقتدار میں رہی تا آنکہ خلیفہ مستعصم عباسی کی حکومت و خلافت

کا ہلاکو کے ہاتھ خاتمہ ہو گیا۔ بلند ر القایل وتلک الایام نداولہا بین الناس۔

خوارزم شاہ کی وفات اور بنی موید کی حکومت کا خاتمہ

جس وقت خوارزم شاہ (ارسلان) بن اتسز ترکوں سے شکست کھا کر خوارزم واپس آیا مریض تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو ۵۶۸ھ میں اس نے وفات پائی، اسکا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ نے قبائے حکمرانی زیب بدن کیا، اسکا بڑا بھائی علاء الدین تکش خوارزم میں موجود نہ تھا۔ یہ خبر پا کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ امداد کی درخواست کی، ترکان خطا نے اسکی امداد پر کمر باندھی، خوارزم آئے اور قبضہ دلا دیا۔ سلطان شاہ افتاں خیزاں موید کے پاس نیشاپور پہونچا، علاء الدین تکش کے مقابلہ میں امداد چاہی، موید اپنا لشکر اراستہ کر کے خوارزم روانہ ہوا علاء الدین تکش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق جی کھول کر لڑے، موید کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں موید گرفتار ہو گیا۔ پا بزنجیر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا، علاء الدین تکش کے سامنے قتل کر دیا گیا۔

ہزیمت کے بعد موید کا لشکر نیشاپور واپس آیا اور اسکے بیٹے طغان شاہ ابوبکر بن موید کو حکمراں بنایا۔ طغان شاہ اور علاء الدین تکش میں جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم انکی حکومتوں کے تذکرہ میں تحریر کرینگے موید کے قتل کا واقعہ اور طریقے سے بیان کیا گیا ہے اسکو بھی ہم اسی مقام پر لکھیں گے۔

بعد اسکے خوارزم شاہ (تکش) نے ۵۶۹ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی دو مرتبہ محاصرہ کیا، دوسرے مرتبہ طغان شاہ بن موید کو ہزیمت ہوئی، خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کر کے خوارزم بھیجدیا، نیشاپور اور ان شہروں پر جو بنی موید کے قبضہ میں خراسان میں تھے قبضہ کر لیا۔ بنی موید کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا والبقاء للہ وحدہ۔

ایلدکز کی وفات بہلوان کی جانشینی

اتابک شمس الدین ایلدکز (اتابک ارسلان شاہ بن ملک طغرل والی ہمدان، اصفہان، رے اور آذربائیجان نے (۵۶۸ھ میں)

وفات پائی، وزیرالسلطنت کمال شہیر(یا سمیری سلطان محمود کا وزیر تھا) کا غلام تھا، وزیرالسلطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا ترقی کر کے عہدہ کتابت سے ممتاز ہوا پھر جب سلطان مسعود سریر آرائے حکومت ہوا تو ارانیہ کی گورنری پر مامور کیا گیا، باوجودیکہ مقر حکومت سے دور تھا لیکن سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ رفتہ رفتہ آذربائیجان، ہمدان، اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا، اپنے ربیب ارسلان شاہ بن طغرل کو سریر حکومت پر بٹھایا، اسکے نام کا خطبہ پڑھا اور بدستور اسکا اتابک بنا رہا۔ اسکی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہونچ گئی تھی۔ اسکا دائرہ حکومت تفلیس سے کمران تک وسیع ہو گیا تھا، ارسلان شاہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ و سفید کرنے کا مالک یہ تھا۔

ابن سنکی کا نہاوند پر قبضہ | ایلدکز کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا محمد پہلوان حکمران ہوا یہ سلطان ارسلان شاہ کا مادری بھائی تھا۔ پہلوان نے حکمران ہو کر جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم و نسق کی غرض آذربائیجان کا سفر کیا ابن سنکی برادر زادہ شملہ والی خوزستان کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر نہاوند پر چڑھ آیا، محاصرہ کر لیا۔ اہل نہاوند نے مقاومت کی، ترکی بہ ترکی جواب دیا، ابن سنکی اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر تشتر لوٹ آیا، دو ایک دن کا مغالطہ دیکر اس راستہ سے جو آذربائیجان سے نہاوند آیا تھا نہاوند کی طرف چلا، اہل نہاوند یہ سمجھکر کہ پہلوان کی امدادی فوج آ رہی ہے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا، ابن سنکی بلا تعرض شہر میں داخل ہوا قاضی اور روساء شہر کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ والی نہاوند کی ناک کاٹ لی، شہر نہاوند کو تاراج کر کے بقصد عراق ماسبدان کی طرف قدم بڑھایا اور خوزستان لوٹ آیا۔

شملہ کی وفات | ۵۷۰ھ میں شملہ والی خوزستان نے بعض ترکمان پر حملہ کی تیاری کی ترکمانوں نے پہلوان بن ایلدکز سے امداد کی درخواست کی، پہلوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر بھیجدی، شملہ اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی۔ شملہ ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اثناء

دار و گیر میں ترکمانوں نے شملہ کو اور نیز اسکے بیٹے اور بھتیجے کو گرفتار کر لیا شملہ کو زخم کاری پہونچا تھا وہ اس کے بعد مر گیا۔ شملہ ترکمان افسریہ سے تھا۔ اسکے مرنے کے بعد اس کا بیٹا خوزستان کا حکمران ہوا۔

بہلوان کا تبریز پر قبضہ اسی سنہ میں بہلوان نے شہر تبریز پر یلغار کیا۔ شہر تبریز پر قسنقر احمدیلی کی حکومت تھی، اقسنقر احمدیلی مر گیا تھا، اسکی ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اسکا بیٹا ملک الدین حکمران ہوا، بہلوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی، چنانچہ مراغہ پر محاصرہ ڈالا اور اپنے بھائی قزل ارسلان کو شہر تبریز کے سر کرنے پر مامور کیا، بہلوان نے مراغہ کو مفتوح کر کے اہل مراغہ سے اچھے برتاؤ کئے قاضی مراغہ کو انعام اور صلے دیئے قاضی مراغہ نے اہل تبریز سے خط و کتابت کر کے دونوں فریق میں صلح کرا دی باہم عہد و پیمان ہو گیا۔ بہلوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی قزل ارسلان کو مقرر کر کے مراغہ سے ہمدان واپس آیا۔

ارسلان شاہ کی وفات طغرل کی تخت نشینی ۵۷۳ھ میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ بہادان بن ایلدکز کی کفالت و نگرانی میں تھا اور اسکا مادری بھائی تھا مقام ہمدان میں انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا سلطان طغرل سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

بہلوان کی وفات قزل ارسلان کی حکومت بعد اسکے محمد بن بہلوان بن ایلدکز نے ۵۸۲ھ میں وفات پائی اسکا بھائی قزل ارسلان حکمران ہوا۔ عثمان اسکا نام تھا اسکے زمانہ حکومت میں رعایا نہایت مرفہ الحال تھی، تمام ممالک محروسہ میں امن و امان کا دورہ تھا۔ اسکے مرنے کے بعد ہی اصفہان میں مابین حنفیہ اور شافعیہ اور رے میں مابین اہل سنت وجماعت اور شیعہ جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی کی نوبت پہونچ گئی، لوٹ، قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہوا۔ شہر کے اکثر مقامات جلا دیئے گئے۔

بہلوان کا سلطان طغرل پر کافی اثر تھا۔ سکہ اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا لیکن عنان

حکومت پہلوان کے قبضہ میں تھی یہی سیاہ و سفید کرنے کا مالک و مختار تھا۔ پہلوان کے بعد قزل ارسلان نے بھی سلطان طغرل کو اپنے اثر میں لینے کا قصد کیا۔ لیکن قزل میں پہلوان کا سا دم خم نہ تھا اور نہ اسکی طرح اسکے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا اسوجہ سے سلطان طغرل اسکے قبضہ واثر سے نکل گیا۔ اسکے تحکم کو برداشت نہ کرسکا۔ ہمدان چھوڑ دیا۔ بعض اراکین دولت اور فوج کا کچھ حصہ آملا جس سے سلطان طغرل کی ہمت بلند ہوگئی خراسان کے بعض مقامات پر قبضہ کرلیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک دوسرے کو مغلوب نہ کرسکا۔ اِدھر قزل ارسلان نے دربار خلافت بغداد میں عرض داشت بھیجی، خلافت پناہ کا میں بدل جان مطیع ہوں، حسب دستور خدمت کے لئے موجود ہوں، حضور والا سلطان طغرل سے پُرحذر رہیں یہ نہایت چلتا پرزہ ہے آپ میری امداد پر فوجیں بھیجیں میں سلطان طغرل سے فارغ ہوکر حاضر ہوکر شرط خدمت بجالاؤں گا اُدھر سلطان طغرل نے بھی اپنا ایلچی روانہ کیا خلافت مآب نے قزل ارسلان کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا، دار الامارت کی تعمیر کا حکم دیا اور سلطان طغرل کے ایلچی کو دربار سے نکلوادیا۔ بلا جواب واپس کیا اورشاہی دار الحکومت کو زمین دوز کرادیا[1] . . . .

۵۸۴ھ میں خلیفہ ناصر لدین اللہ عباسی نے ایک فوج قزل ارسلان کی امداد پر بسر کردگی وزیر السلطنت جلال الدین عبید اللہ بن یونس بمقابلہ سلطان طغرل روانہ کی، ماہ صفر میں یہ فوج کوچ وقیام کرتی قریب ہمدان پہونچی، اتفاق سے قزل ارسلان وقت پر نہ پہونچ سکا اور سلطان طغرل نے جنگ چھیڑ دی، وزیر السلطنت کو شکست ملی، سلطان طغرل نے لشکر بغداد کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور وزیر السلطنت کو گرفتار کرلیا لشکر بغداد بحال پریشان بغداد واپس آیا[2] . . . .

تم اوپر پڑھ آئے ہوکہ مابین سلطان طغرل اور قزل ارسلان بن ایلدکز لڑائیاں ہورہی

[1] [2] بیاض بالاصل۔

تھیں، آخر کار ان لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی، سلطان طغرل گرفتار ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا) کل شہروں پر قزل ارسلان کا قبضہ ہو گیا، ابن وکلا، والی فارس و خوزستان نے بھی اطاعت کی گردن جھکا دی، قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس آیا۔ اسوقت تک اصفہان میں جھگڑا و فساد کا سلسلہ جاری تھا، علما شافعیہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے صلیب دیدی، فتنہ و فساد فرو ہو گیا، ہمدان لوٹ آیا۔ ۵۸۷ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا، شاہی کا اعلان کیا، دروازہ پر نوبت بجوائی۔

قتل قزل ارسلان اور قتلغ کی حکومت

بعد اسکے ایک روز شب کے وقت بحالت خواب کسی نے قزل ارسلان کا کام تمام کر دیا، بہت جستجو کی گئی قاتل کا پتہ نہ چلا، اسکے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں گرفتار کر لیا۔

قزل ارسلان، کریم، حلیم، عادل، نیک سیرت اور خوش خلق تھا، برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ دوست رکھتا تھا۔ اسکے مرنے کے بعد قتلغ بن بہلوان (قزل ارسلان کا بھتیجہ) حکمران ہوا۔ کل شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے قابض ہو گیا۔

ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ

قزل ارسلان کے قتل ہونے کے بعد سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلان نے اسکو قید کیا تھا نکل آیا۔ شاہی فوجیں مجتمع ہو گئیں، ہمدان پر قبضہ کرنے کو بڑھا، قتلغ بن بہلوان نے مدافعت پر کمر باندھی، ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوا قتلغ ہزیمت اٹھا کر رے چلا گیا اور سلطان طغرل نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ

قتلغ نے رے میں پہونچکر قلعہ بندی کر لی، خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اپنی امداد پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ۵۸۸ھ میں خوارزم شاہ رے کی جانب روانہ ہوا، رفتہ رفتہ قریب رے پہونچا، قتلغ کو خوارزم شاہ کی طرف سے شبہ پیدا ہوا، خود کردہ پر ندامت ہوئی۔ مگر چارہ کار گیا تھا۔ رے کے کسی قلعہ میں

بیٹھ رہا۔ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل سے مصالحت کر لی اسی اثناء میں سلطان شاہ برادر خوارزم شاہ کی نقل و حرکت کی خبر لگی جسکو انکے واقعات کے سلسلہ میں بیان کرینگے۔ پس خوارزم شاہ رے پر اپنی جانب سے ایک حاکم مقرر کر کے ۵۹۰ھ میں خوارزم واپس آیا۔

سلطان طغرل اور خوارزم شاہ

خوارزم شاہ کی مراجعت کے بعد سلطان طغرل نے رے کی جانب پیش قدمی شروع کی، خوارزم شاہ کی فوج پر جو رے میں مقیم تھی شبخون مارا۔ قتلغ پریشان ہو کر بھاگ نکلا، خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دوبارہ پیام بھیجا، معذرت کی، اتفاق سے جسوقت قتلغ کا قاصد خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایلچی بھی فرمان لئے ہوئے پہونچ گیا۔ خلافت مآب نے سلطان طغرل کی زیادتیوں کی شکایت تحریر کی تھی اور یہ لکھا تھا کہ تم ان بلاد پر قبضہ کر لو تاکہ امن و امان قائم ہو جائے۔ خوارزم شاہ نے خلافت مآب کے فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھا اور نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قتلغ نے اسکی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ساتھ ہو لیا، سلطان طغرل کو اسکی خبر لگی بلا انتظار اجتماع لشکر مقابلہ پر تل گیا۔ ماہ ربیع الاول ۵۹۰ھ میں قریب رے دونوں فریق کا مڈبھیڑ ہوا، سلطان طغرل نے بنفسہ خوارزم شاہ پر حملہ کیا لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہونچ گیا، خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ زخمی ہو گیا تھا۔ گھوڑے سے زمین پر آرہا۔ کسی سپاہی نے سر اوتار لیا۔ خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور کل شہروں پر قبضہ کر لیا، ہمدان اور اسکے صوبہ پر قتلغ بن بہلوان کو مامور کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دیں، مساجق کو ان کا سردار بنایا، سلطان طغرل کے مارے جانے سے بنو ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

خوارزم شاہ اور

بعد اسکے خلیفہ ناصرالدین اللہ عباسی کا وزیر ابن عطاف، ہمدان،

ل ماہ شعبان ۵۹۰ھ میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطاف نائب وزیر کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ [بقیہ صفحہ ۲۴۱]

خلیفہ ناصر اصفہان اور رے کو خوارزم شاہ کے غلاموں سے چھین لیا۔ بعد چند دنوں کے خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لیا جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔ خلیفہ ناصر عباسی کی طرف سے امراء ایوبیہ میں سے ابو الہیجاء سمین نے ۵۹۳ھ میں ہمدان کی جانب پیشقدمی کی، ازبک بن بہلوان نے ہمدان سے نکل کر باظہار اطاعت نیاز حاصل کیا، ابو الہیجاء نے گرفتار کر لیا۔ خلیفہ ناصر عباسی کو ناگوار گزرا، ازبک کو قید سے رہا کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت بھیجے۔

امیر ابو الہیجاء سمین، بیت المقدس کا حاکم تھا۔ امراء مصر کا سربرآوردہ اور ممتاز فرد تھا۔ بیت المقدس اور اسکے نواح کے بلاد اسکے زیر حکومت تھے۔ جب الملک العادل نے الملک الافضل سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت سے امیر ابو الہیجاء سمین کو معزول کر دیا، بغداد چلا آیا۔ خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین دولت میں داخل کر لیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی تسخیر کو روانہ کیا۔

ازبک کی حکومت ازبک بن بہلوان اپنے باپ کے مرنے کے بعد بلاد آذربائیجان پر مستولی ہوا۔ حکومت پر قدم رکھتے ہی عیش و عشرت میں منہمک ہو گیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہو کر رنگ رلیاں میں ڈوب گیا، کرج نے شہر دویر پر حملہ کیا اور محاصرہ ڈالا اہل دویر نے ازبک بن بہلوان کے پاس وفد بھیجا۔ امداد کی درخواست کی، ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ کرج نے بزور تیغ مفتوح کر لیا اور جی کھول کر پائمال کیا۔

کوکجہ کا رے و ہمدان پر قبضہ اور قتل کوکجہ، بہلوان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری سے رے، ہمدان اور بلاد جبل پر قابض ہو گیا، اپنے رفیق ایدغمش (یہ بھی بہلوان کا غلام

بقیہ صفحہ ۲۴۰] اسکا نام موید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی مودن ابن قصاب تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۰ مطبوعہ لیدن
۔ خوارزم شاہ کی معاودت خراسان کے بعد امراء و مقدام بہلوان نے متفق ہو کر کوکجہ کو جو کہ بہلوان کے غلاموں میں ایک سربرآوردہ اور صاحب الرائے شخص تھا اپنا امیر بنایا۔ رے اور اسکے کل بلاد قربیہ پر قابض کرا دیا۔ (بقیہ صفحہ ۲۴۲

تھا) کو اپنا معتمد علیہ اور دایاں بازو بنایا، ایدغمش کو جب قوت حاصل ہوگئی تو حکومت کی طمع میں کوکجہ سے لڑ گیا، اور اسکو قتل کرکے کل شہروں پر جو زیر حکومت کوکجہ تھے مستولی ہوگیا ازبک بن بہلوان دبا دبایا پڑا رہا۔ سیاہ و سفید کرنے کا اسکو اختیار نہ تھا۔

ازبک اور والی اربل تم نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ ازبک سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی لذات اور لہو لعب میں مصروف ہوگیا انتظام و سیاست سے ایک قلم ہاتھ کھینچ لیا۔ والی اربل مظفر الدین کوکبری اور ازبک میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ جسکی وجہ سے والی اربل نے ازبک کے مقبوضات کا قصد کیا، علاء الدین بن قراسنقر احمد یلی والی مراغہ کے پاس گیا۔ امداد طلب کی ازبک کے کل حالات بتلائے۔ والی مراغہ نے والی اربل کی رائے سے اتفاق کیا اور اسکے ساتھ محاصرہ تبریز کو روانہ ہوا۔ ازبک نے ایدغمش کو ان حالات سے مطلع کیا اسوقت ہمدان، اصفہان، رے اور کل بلاد جبلیہ ایدغمش ہی کے قبضہ اقتدار میں تھے، ایدغمش فوجیں لیکر غنیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور والی اربل کے پاس تہدید آمود خط لکھا، والی اربل کے

بقیہ صفحہ (۲۴۲) کوکجہ نے اصفہان سے خوارزمی عمال کو نکال باہر کرنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ قریب اصفہان پہونچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلافت مآب کا لشکر قریب اصفہان پڑاؤ ڈالے ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا عریضہ بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ خدام دولت نے خوارزمیوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا قصد کیا ہے اور کوئی غرض نہیں ہے۔ سیف الدین نے معذرت کو قبول کیا۔ کوکجہ خوارزمیوں کے تلاش و جستجو میں طبس (بلاد مقبوضہ اسماعیلیہ) تک بڑھ گیا لوٹ کر پھر اصفہان آیا اور قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں اظہار عبودیت کی غرض سے عریضہ بھیجا۔ رے، ساوہ، قم اور قاشان کی سند حکومت کی درخواست کی، اصفہان، ہمدان، زنجان اور قزوین علم خلافت کی حکومت کو تسلیم کرنے کو لکھا۔ خلافت مآب نے درخواست کو مقرون اجابت فرمایا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی اور منشور برطبق درخواست روانہ کیا۔ اس سے کوکجہ کی شان شوکت کے چار چاند لگ گئے۔ فوج کثیر بھرتی کر لی، مستقل حکمران ہوگیا، ہم چشموں میں عظیم الشان اور صاحب قوت تسلیم کیا گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ ۷۶، ۷۷، مطبوعہ لیدن

حواس باختہ ہو گئے۔ بلا جدال و قتال اپنے مقر حکومت واپس گیا، علاء الدین بن قراسنقر والی مراغہ بھی لوٹ گیا۔ لیکن ایدغمش کا غصہ اس سے فرو نہ ہوا۔ ازبک کو ہمراہ لئے مراغہ پہونچا۔ محاصرہ کر لیا۔ والی مراغہ نے اپنے مقبوضات قلعات میں سے ایک قلعہ دیکر مصالحت کر لی ایدغمش اور ازبک محاصرہ اُٹھا کر واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ

حسام الدین اردشیر والی مازندران کے مرنے کے بعد بڑا لڑکا حکمران ہوا۔ اپنے منجھلے بھائی کو اپنے محروسہ بلاد سے نکال دیا۔ بحال پریشان جرجان پہونچا، شاہ برکش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اُس نے امداد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے بشرط اطاعت امداد پر کمر باندھی اپنے بھائی برکش کو امداد پر متعین کیا۔ چنانچہ برکش جرجان سے مازندران روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں یہ خبر موصول ہوئی کہ والی مازندران جو اپنے باپ کے بعد حکمران ہوا تھا مر گیا ہے اور اسکا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا ہے۔ لیکن برکش نے عزیمت فسخ نہ کی، طے مسافت کر کے مازندران پہونچا، اور ساریہ و آمد کی طرح مازندران پر غارتگری کر کے قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والی مازندران کا منجھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی تھی مازندران پر حکومت کرنے لگا۔ سابق والی مازندران کا چھوٹا لڑکا قلعہ کوری میں قلعہ بند ہو گیا۔ سارا مال و اسباب اور خزانہ اسی کے قبضہ میں تھا۔ منجھلے بھائی سے نامہ و پیام شروع کیا، عنایت و الطاف کا خواستگار ہوا۔ منجھلے بھائی نے کل شہروں پر قبضہ کر لیا۔

ازبک کا مراغہ پر قبضہ

۶۰۴ھ میں علاء الدین قراسنقر احمدیلی والی مراغہ کی موت آگئی، کوئی بڑا لڑکا نہ تھا۔ اسکے خادم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اسکے ایک کم سن بچہ کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ بعض امراء دولت نے اس سے سرکشی کی بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس نے اُنکی گوشمالی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، باغیوں کو ہزیمت ہوئی۔ علاء الدین قراسنقر

کا کم سن بچہ مستقل طور سے حکمران ہوگیا۔ ایک برس کے بعد ۶۰۵ھ میں اسکا بھی پیام موت آگیا اسکے مرنے سے خاندان قراسنقر احمدیلی کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ازبک بن پہلوان ان واقعات سے مطلع ہوکر تبریز سے مراغہ آیا، اور کل بلاد مقبوضہ ال قراسنقر پر قابض ہوگیا، صرف وہ قلعہ باقی رہ گیا جسمیں قراسنقر کا خادم قلعہ بند تھا۔ خزانہ اور مال واسباب اسی خادم کے پاس تھا۔

ایدغمش اور سنکلی ایدغمش کے ابتدائی حالات اور حکومت حاصل کرنے کے واقعات تم اوپر پڑھ آئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے پس جسوقت اسکا قدم استقلال کے ساتھ حکومت کے زینہ پر جم گیا، ہمدان، اصفہان اور رے بلاد جبلیہ پر متصرف وقابض ہوگیا، کثیر التعداد فوج بھی جمع ہوگئی، شان وشوکت بھی بڑھ گئی، حکومت خوداختیاری کا مدعی ہوا۔ حوصلہ اسقدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت پہلوان (جس نے اس کو باطن کو حکومت عطا کی تھی) کے لڑکے ازبک پر چڑھائی کردی ازبک اسوقت آذربایجان میں تھا۔ پہلوان کے خادموں سے ایک شخص سنکلی نامی ایدغمش کے روک تھام کو اٹھا۔ ممالیک پہلوانیہ کا ایک گروہ کثیر ساتھ ہوگیا۔ بات کی بات میں فوج کثیر فراہم ہوگئی اس واقعہ میں ایدغمش کو ہزیمت ہوئی، سنکلی نے کل شہروں پر قبضہ کرلیا۔

ایدغمش شکست کھاکر بغداد پہونچا۔ خلافت مآب نے اسکی آمد پر مسرت کا اظہار کیا، عزت واحترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ...ھ کا ہے۔ ایدغمش نے بغداد میں قیام اختیار کیا[1]....

قتل ایدغمش خلافت مآب نے ایدغمش کو خلعت دی، اور حکومت عطا کیا، جسقدر بلاد اسکے قبضہ میں تھے۔ انکی سند حکومت مرحمت فرمائی، فوجی امداد دینے کا وعدہ کرکے ۶۱۰ھ میں رخصت کیا۔ ایدغمش نے بغداد سے ہمدان کی جانب مراجعت کی، بانتظار افواج بغداد سلیمان بن برجم امیر ایوانیہ ترکمان کے پاس قیام کیا۔ سلیمان نے خفیہ طور سے سنکلی کو ایدغمش

[1] بیاض بالاصل

کے حالات لکھ بھیجے اور ایک روز موقع پا کے ایدغمش کا کام تمام کر دیا، سر اُتار کر سنکلی کے پاس بھیج دیا، ایدغمش کے کل ہمراہی متفرق و منتشر ہو گئے۔ سنکلی نے ایدغمش کے کل مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔

خلافت مآب کو اس واقعہ سے سخت ناراضی پیدا ہوئی، سنکلی کو تہدید اور ناخوشنودی کا خط لکھا۔ سنکلی نے کچھ بھی سماعت نہ کی، خلافت مآب نے اسکے آقا ازبک بن پہلوان والی اذربایجان کو اسکی شکایت لکھی، فوج کشی کی ترغیب دی، امداد کا وعدہ کیا۔ جلال الدین اسماعیلی والی قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اسکے ساتھ ہو کر سنکلی سے لڑنے کا پیام بھیجا، اور باہم یہ قرار پایا کہ کامیابی کے بعد بحصہ مساوی ہر سہ فریق کو ممالک مقبوضہ دیئے جائینگے، پس خلافت مآب نے فوج کی روانگی کا حکم دیا۔ اپنے خادم سنقر معروف بہ وجہ السبع کو سپہ سالار مقرر کیا، مظفر الدین کو کبری بن زین الدین علی کوچک والی اربل و شہرزور کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم صادر کیا۔ اور میدان جنگ کا سپہ سالار اعظم اسی کو مقرر فرمایا چنانچہ یہ فوجیں دل بادل کی طرح ہمدان کی طرف بڑھیں، سنکلی میں تاب مقاومت کہاں تھی ہمدان چھوڑ کر بھاگ نکلا، پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا، دامن کوہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنکلی تھا اور نیچے حملہ آور فوج تھی۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ ازبک کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا، رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آیا صبح کو پھر دونوں حریف باہم تیغ دو سپر ہوئے۔ اس جنگ میں سنکلی کو ہزیمت ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ اگر سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چند سے ٹھہرا رہتا تو غنیم کی فوج بوجہ کمی علوفہ بھاگ جاتی۔ لیکن اسکی قسمت میں ہزیمت لکھ گئی تھی۔ جوں ہی رات نے اپنے سیاہ دامن فضائے عالم میں پھیلائے سنکلی بلندی کوہ سے اوتر کر بھاگ گیا۔ کل ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے پھر کیا تھا میدان خالی ہو گیا۔ فتحمند گروہ نے سنکلی کے مقبوضہ بلاد پر قبضہ کر کے حسب قرار داد باہم حصہ بخرہ کر لیا۔

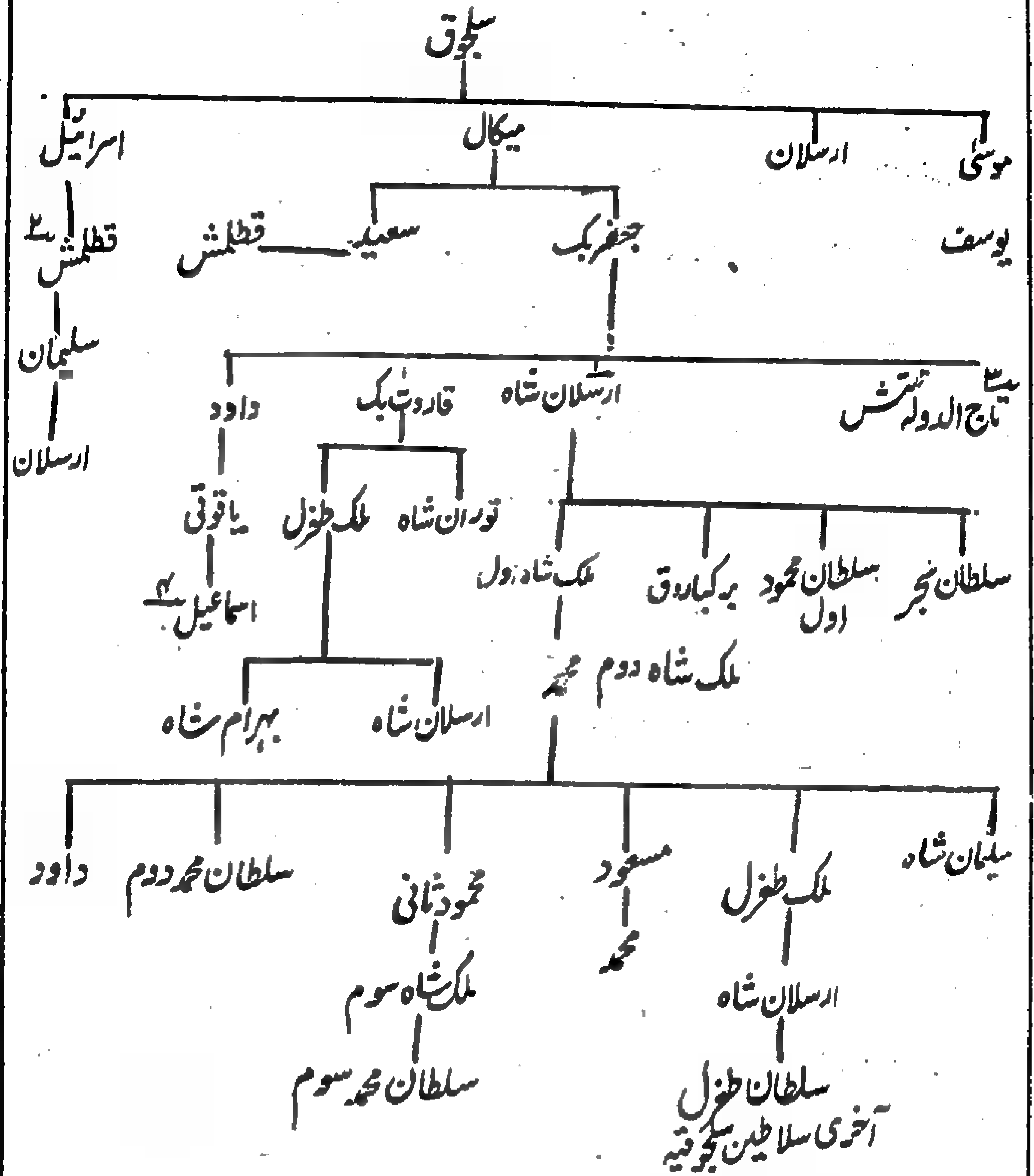
ازبک کے حصہ میں جو بلاد ملے تھے ان پر اپنے بھائی کے مملوک اغلمش کو مقرر کیا اغلمش نے قبضہ کر کے نظم ونسق کی طرف توجہ کی، سنکلی اقتاں خیزان ساوہ پہونچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنکلی کو گرفتار کر لیا اور سر اوتار کر ازبک کے پاس بھیج دیا۔ اور بلاد جبل میں [1] . . . . . . حکومت قائم ہوگئی تا آنکہ ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اسکی زندگی کے دن پورے ہوگئے خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ خوارزم شاہ کے حالات میں تم پڑھو گے، ازبک بن پہلوان والی آذربایجان واران نے خوارزم شاہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کی، اپنے مقبوضہ بلاد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا ملک شاہ کے خاندان اور اسکے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عراقین، خراسان، فارس اور کل ممالک مشرق سے منقطع ہوگیا، صرف ازبک بلاد آذربایجان پر مستولی رہا۔

بعد اسکے ۶۱۶ھ میں تاتاری طوفان اٹھا محمد تکش کے کل مقبوضات ماوراء النہر، خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان تک انکا اثر پہونچا ۶۲۱ھ میں ازبک بن پہلوان، چنگیز خاں کا مطیع ہوگیا اور چنگیز خاں کے حکم سے خوارزمیوں کو مار ڈالا، لوٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن تکش ۶۲۲ھ میں ہندوستان سے واپس آیا عراق عجم اور فارس پر مستولی ہوا، اور بایجان پر قبضہ کرنے کو بڑھا ازبک آذربایجان اور اران چھوڑ کر گنجہ چلا گیا، جلال الدین نے قبضہ کر کے گنجہ پر دھاوا کیا ازبک نے گنجہ بھی چھوڑ دیا اور کسی قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ جلال الدین نے گنجہ پر بھی قبضہ کر لیا اسی پریشانی اور بے سر و سامانی کی حالت میں ازبک کی موت آگئی، ایلدکز کی خاندان کی حکومت منقرض ہوگئی تاتاریوں نے کل ملک پر قبضہ کر لیا۔ ۶۲۸ھ میں جلال الدین محمد تکش کو بھی مار ڈالا۔ جیسا کہ انکے حالات کو تم آئندہ پڑھو گے۔

سلاطین سلجوقیہ کے حالات ختم ہوگئے اور تم نے تمام وکمال پڑھ لیا۔ اب ہم اسکے بعد دیگرے ان حکومتوں کے حالات لکھنے کی جانب توجہ کرتے ہیں جو سلاطین سلجوقیہ کی دولت وحکومت سے پیدا ہوئی تھیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

[1] بیاض بالاصل

شجرہ سلاطین سلجوقیہ



؎۱ ارسلان یا الپ ارسلان مورث اعلیٰ سلاطین سلجوقیہ والی رے۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔ ؎۲ قطلمش والی قونیہ و بلاد روم

؎۳ تاج الدولہ تتش والی بلاد شام

؎۴ والی آذر بائیجان

؎۵ توران شاہ والی فارس

اخبار ملوک خوارزم

محمد ابن انوشتکین حکمرانان خوارزم کا مورث اعلیٰ اور جد اکبر "انوشتکین" ترکی الاصل اور غرستان کے ایک رہنے والے کا غلام تھا، اسی مناسبت سے انوشتکین غرشی کہلاتا ہے، امرا سلجوقیہ میں سے ملکابک نامی ایک سردار نے خرید لیا، چونکہ انوشتکین میں غیر معمولی شجاعت اور عقل و فراست تھی اس وجہ سے امیر ملکابک زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشتکین کا بیٹا محمد اپنے باپ کی طرح شجاعت اور دانائی میں یکتا نکلا، انوشتکین نے نہایت عمدہ تعلیم دلائی چنانچہ اداب اور معارف کے زیور سے مزین و آراستہ ہو کر سن شعور کو پہنچا، امرار سلجوقیہ میں مل جل گیا، بعض صوبجات کی حکومت پر متعین ہوا، کفایت شعار اور منتظم تھا تھوڑے ہی دنوں میں شہرہ آفاق ہو گیا۔

جب سلطان برکیاروق ابن سلطان ملک شاہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ارسلان ارغون (برکیاروق کا چچا) مخالفت پر اٹھا، اور خراسان پر قبضہ کر لیا تو ۴۹۰ھ میں برکیاروق نے فوجیں اپنے بھائی سنجر کی سرکردگی میں ارسلان ارغو کے سرکرنے کو روانہ کیں۔ روانگی فوج کے بعد ہی خود بھی روانہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں ارسلان ارغو کے مارے جانے کی خبر ملی، ارسلان ارغو کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہو کر مار ڈالا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ برکیاروق نے اس خبر سے مطلع ہو کر فسخ عزیمت نہ کی اطراف خراسان اور ماوراء النہر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا، ارسلان ارغو کے نائبوں سے حکومت چھین لی۔ اپنے بھائی سنجر کو مامور کیا۔

محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیاروق کا قرابت مند تھا بغاوت و مخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ سنجر نے مقاومت پر کمر باندھی، کامیاب ہوا۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کر کے آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں، برکیاروق، خوارزم پر اکنجی شاہ کو والی مقرر کر کے خراسان سے عراق

واپس آیا (زبان فارسی میں "شاہ" سلطان کو کہتے ہیں خوارزم کو شاہ کی جانب مضاف کر کے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دیا اکنجی شاہ ہو گیا)
برکیاروق کی واپسی کے بعد سرداران لشکر سے امیر قودز اور امیر بارقطاش جو کسی وجہ سے موکب شاہی کے خراسان میں رہ گیا تھا بغاوت اور مخالفت پر تیار ہو گیا۔ اور اکنجی شاہ والی خوارزم پر جبکہ وہ سلطان برکیاروق کی خدمت میں باریاب ہونے جا رہا تھا مقام مرو میں حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق کو اسکی اطلاع ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیر انز اور موید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پر کمر باندھ لی تھی، برکیاروق، امیر انز اور سوید الملک کی گوشمالی اور سر کرنے کو روانہ ہوا اور امیر داؤد حبشی بن ایتاق کو فوج کا سپہ سالار بنا کر بغرض جنگ قودزو بارقطاش خراسان واپس کیا۔ امیر داؤد ہرات کی طرف روانہ ہوا، امیر داؤد حبشی کی فوج مجتمع نہیں ہونے پائی تھی کہ قودز اور بارقطاش نے پیشقدمی کر دی، امیر داؤد حبشی نے جیوں تیوں دریائے جیحون عبور کیا۔ بارقطاش نے بڑھ کر آگا روکا۔ ایک دوسرے سے تیغ وسپر ہوا، بارقطاش کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار وگیر میں امیر داود نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر قودز تک پہونچی، فوج نے بلوہ کر دیا، قودز بخارا بھاگ گیا، والی بخارا نے گرفتار کر لیا۔ بعد چندے رہا کر دیا۔ اُفتاں خیزاں سلطان سنجر کی خدمت میں پہونچا۔ سلطان سنجر نے بجرم بغاوت بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔ باقی رہا بارقطاش، وہ امیر داؤد کے پاس قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔
بارقطاش اور قودز کی ہزیمت سے خراسان میں امن قائم ہو گیا، فتنہ وفساد کا بازار سرد پڑ گیا۔ امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا، امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لئے محمد ابن انوشتکیں کو منتخب کیا، محمد انوشتکین نے نہایت خوبی سے خوارزم کا

۱؎ اتیاق کو اتیاخ پڑھو

نظم ونسق درست کیا، مصارف میں کفایت دکھلائی، آئے دن کے فساد اور بدامنی کو روک دیا، اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ علماء اور فضلاء سے اسکی مجلس بھری رہتی تھی، عادل تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اِن وجوہ سے اسکا ذکر خیر عالم میں پھیل گیا اور شان وشوکت بڑھ گئی۔

سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن انوشتکین کو خوارزم کی حکومت پر بحال وقائم ہی نہیں رکھا بلکہ اور زیادہ قدر افزائی کی، مراتب ومدارج علیا عطا کئے۔

جن دنوں محمد ابن انوشتکین خوارزم میں موجود نہ تھا، کسی مہم میں گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد بن اکنجی کے اُبھارنے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ اکنجی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا جسکو امیر قودزا اور امیر یار قطاش نے مار ڈالا تھا) محمد ابن انوشتکین کو اسکی اطلاع ہوئی، سلطان سنجر کی خدمت میں پیشاپور اطلاعی عرضداشت بھیجی، امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کر کے خوارزم کو چھوڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طغرل تکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلتا نظر آیا۔ ایک دوسرے سے جدا ہو کر ایک ایک سمت کا راستہ لیا، محمد ابن انوشتکین بلامزاحمت خوارزم میں داخل ہوا۔ اس سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں محمد ابن انوشتکین کی قدر ومنزلت اور بڑھ گئی۔

اتسز بن محمد بعد اسکے محمد ابن انوشتکین والی خوارزم کا زمانہ وفات آگیا۔ اسکا لڑکا اتسز جانشین ہوا۔ اپنے باپ کے قدم بقدم چلا، اتسز زمانہ حکومت محمد ابن انوشتکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران ہوتے ہی اسکی مردانگی، شجاعت اور سیاست کا ڈنکہ بج گیا، شہر منقشلاغ کی فتح نے اسکی شہرت وناموری کے چار چاند لگا دیئے۔ ہر کہ ومہ کی زبان پر اسکی کفایت شعاری اور واقف کاری جنگ کا چرچا رہنے لگا، شان وشوکت دوبالا ہوگئی، سلطان سنجر نے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ہر سفر میں اپنے

ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سپہ سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بجھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا، غمازی شروع کر دی، وقت بیوقت جڑنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خودسری حکومت کی ہوا سما گئی ہے، اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر لی ہے، سلطان سنجر کو اس سے برافروختگی ہوئی، بلاتحقیق فوجیں لیکر خوارزم پر چڑھ گیا، اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا، لڑائی ہوئی، کھیت سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ اتسز کو ہزیمت ملی۔ اتسز کا بیٹا اور اسکے بہت سے سردار و مصاحب، سلطان سنجر کے حکم سے مار ڈالے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجہ) کو حکومت عنایت کی، اتابک، وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ مرو واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم، اتسز سے بیحد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اس وجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد ہی اتسز نے بہ تحریک اہل خوارزم چڑھائی کر دی۔ اہل خوارزم نے نہایت خوشی سے قبضہ دیدیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا۔ اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمراں ہو گیا۔

۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے معرکہ آرائی ہوئی۔ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلطان سنجر نے اتسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس سے اتسز کو غصہ و رنج پیدا ہوا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اسکے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف مبذول ہو جائے اور اتسز کے مقبوضہ بلاد سے متعرض نہ ہو۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے ممالک محروسہ کی طرف پیش قدمی کی۔ بعض مورخ کا یہ خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داود بغراخاں بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر (جو کہ ہمشیرہ زادہ سلطان سنجر تھا) ترکان خطا نے بغرض ملک گیری حملہ

کیا، محمود نے مدافعت پر کمر باندھی، ترکان خطا نے محمود کو بُری طرح سے ہزیمت دی محمودؔ شکست کھاکر سمرقند واپس آیا اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے، ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی، امداد و اعانت کی درخواست کی، سلطان سنجر عساکر سلجوقی اور خراسانی لیکر ترکان خطا سے تیغ وسپر ہونے کو چلا۔ دریا کو عبور کرکے یکم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے بھڑ گیا، گھمسان لڑائی، سلطان سنجر کو ہزیمت ہوئی۔ بیشمار مسلمان مارے گئے، لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورت بیان کی جاتی ہے اسی واقعہ میں سلطان سنجر کی بیگم قید ہوگئی۔ سلطان سنجر شکست کھاکر خراسان کی جانب واپس ہوا اور بادشاہ خطا نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔ ممالک محروسہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

سرخس، مرو اور نیشاپور پر اتسنر کا قبضہ

سلطان سنجر کی ہزیمت کے بعد اتسز بادشاہ خوارزم نے خراسان کا قصد کیا، سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھاکر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا۔ اتسز نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ امام محمد زیادی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کا جامع تھا اتسز سے ملنے آیا، اتسز نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اُسکے پند اور نصائح کو گوش دل سے سُنا اور منظور و قبول کیا۔ بعد اسکے اتسز نے مرو شاہجان کی طرف قدم بڑھایا امام احمد باخوری نے حاضر ہوکر گذارش کی "آپ معہ اپنی فوج کے مرو کے باہر قیام فرمائیں، اہل مرو آپ کے مطیع و فرمابردار ہیں، آپ پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہوگی" اتسز نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی ہلڑ مچاکر خوارزمی فوج کے سپاہیوں سے بھڑ گئے، کسی کو قتل کیا، کسی کو گرفتار کرکے قید کر دیا۔ اتسز کے مصاحبوں کو جو بضرورت شہر میں گئے تھے کشاں کشاں نکال باہر کیا۔ اتسز کو اس سے اشتعال پیدا ہوا حملہ کا حکم دیدیا۔ چنانچہ پہلی ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے

لڑائی ہوئی، بہتیرے مارے گئے جنمیں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت تھی، کئی روز تک قتل عام کا بازار گرم رہا۔ علماء اور فقہاء کا گروہ کثیر برہنہ سر و پا اتسز کی خدمت میں اہل مرو کی عفو تقصیر کی غرض سے باریاب ہوا، اتسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے منع کر دیا، اور انکی خطائیں معاف کر دیں، لیکن سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جس وقت خطیب کی زبان سے اتسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا۔ اہل نیشاپور کا دل بھر آیا، انتقام اور مزاحمت کا جوش پیدا ہوا۔ لیکن آخری نتیجہ نے روک دیا۔ خاموش ہو گئے۔

مرو پر قبضہ کے بعد اتسز نے صوبہ بیہق کے سر کرنے کو ایک فوج روانہ کی پانچ یوم کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہو گیا، کل صوبہ کو قتل و غارتگری کا نشانہ بنا لیا، گانوں، دیہات اور شہر تاراج کر دیئے گئے۔ چونکہ ترکان خطا اتسز کی پشت پناہی پر تھے اور درپردہ یہ انہیں کا کرتوت تھا اسوجہ سے سلطان سنجر ان افعال سے جو اتسز بلاد خراسان میں کرتا تھا متعرض نہوتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے قلب پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور بلاد اسلامیہ کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

بعد اسکے ۵۴۸ھ میں ترکان غز جو دعویدار اسلام تھے اُٹھے اور سلطان سنجر سے لڑ کر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے، ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر میں آکر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا، پس جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط اور مستولی ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا۔ اطراف بلخ میں جا کر قیام اختیار کیا، لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا، دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے تھے۔ دیہات اور قصبات کو تاراج کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے انکی استیصال پر کمر باندھی، فوجیں فراہم کیں، معرکہ آرا ہوا، لیکن تاب مقاومت نہ لا سکا شکست کھا کر بھاگا، گرفتار کر لیا گیا، اسکی گرفتاری سے اور شکست سے اسکی حکومت و دولت کا شیرازہ بکھر گیا، جو کسی طرح سے پھر درست نہ ہو سکا گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دبا لیا، مستقل اور خود سر حکمراں بن گئے، ان کی

دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، جسکی جہاں سینگ سمائی چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کے حصہ بخرے کرلئے، اتسز بھی خوارزم اور اسکے صوبہ کو دبا بیٹھا، خودمختاری کا اعلان کیا۔ جسپر اسکی اولاد وراثۃً آیندہ حکمراں ہوئی، پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا اور زیادہ بگڑی اور فضاء حکومت پر ادبار کی گھٹائیں چھا گئیں تو اتسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کرلیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسکو ہم مفصل وشرح انکی دولت وحکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق بمنہ وکرمہ۔

ارسلان بن اتسز اتسز بن محمد بن انوشتکین والی خوارزم نے نصف ۵۵۱ھ میں ساٹھ سال حکومت کرکے سفر آخرت اختیار کیا عادل تھا، نیک سیرت تھا، رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ ارسلان بن اتسز خوارزم کا حکمراں ہوا، کرسی حکومت پر متمکن ہوکر اپنے اعمام کو سزائے موت دی اپنے بھائی کے آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھرادیں، پھر جب سلطان سنجر تاتاریوں کی قید سے نکل کر چلا آیا تو ارسلان نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا، سلطان سنجر نے خوارزم کی سند حکومت عطا کی۔ بعد اسکے ترکان خطا نے تسخیر خوارزم کی غرض سے خروج کیا، ارسلان مقابلہ کو نکلا، تھوڑی سی مسافت طے کی ہوگی کہ ایک مہلک مرض سامنے آکر کھڑا ہوگیا، خوارزم واپس آیا، سرداران لشکر میں سے لنظر امیر کو قاید اعظم مقرر کرکے فوج کو روانگی کا حکم دیا، ترکان خطا اور خوارزمی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی، ترکوں نے اسکو ہزیمت دی، گرفتار کرلیا اور ماوراء النہر واپس گئے۔

سلطان شاہ اور علاء الدین تکش اس واقعہ کے بعد ارسلان بن اتسز بادشاہ خوارزم کا اسی علالت میں جسکی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جاسکا تھا انتقال ہوگیا اسکا چھوٹا بیٹا محمود سریر حکومت خوارزم پر متمکن ہوا، اسکی ماں سلطنت وحکومت کا انتظام

کرنے لگی، ارسلان کا بڑا لڑکا علاء الدین تکش اسوقت خوارزم میں موجود نہ تھا اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا، چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری، بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا، امداد کی درخواست کی، خوارزم کی سرسبزی، مال و دولت کی طمع دی، بادشاہ خطا کے منہ میں پانی بھر آیا، خوارزم کی زرخیزی سنکر رال ٹپک پڑی، باہم عہد و پیمان کیا اور عظیم فوج لیکر علاء الدین تکش کی امداد کی غرض سے خوارزم کی طرف کوچ کیا۔

سلطان شاہ اور اسکی ماں، موید ای یہ والی نیشاپور کے پاس چلی آئی تھی (موید ای یہ سلطان سنجر کے بعد نیشاپور پر قابض ہوگیا تھا) ہدایا اور تحایف دیئے، خوارزم کے مال و خزانہ کی طمع دی، موید ای یہ فوجیں فراہم کرکے خوارزم کو علاء الدین تکش اور ترکان خطا کے دست برد سے بچانے کو سلطان شاہ کے ساتھ روانہ ہوا، بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ علاء الدین تکش اسکی آمد سے مطلع ہوکر میدان میں اگیا، گھمسان لڑائی ہوئی، آخرکار موید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا، بھاگ نکلی، موید گرفتار ہوکر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا علاء الدین تکش نے قتل کا حکم صادر کیا جسکی تعمیل فوراً کی گئی، سلطان شاہ افتاں وخیزاں دہستان میں جاکر دم لیا، علاء الدین تکش نے تعاقب کیا، دہستان کو پہونچکر گھیر لیا، سلطان شاہ چھپکر دہستان سے بھاگ گیا اسکی ماں گرفتار ہوگئی، علاء الدین تکش نے قتل کردیا اور دہستان پر قبضہ کرکے خوارزم واپس آیا۔

سلطان شاہ دہستان سے نکلکر نیشاپور پہونچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابو بکر ابن موید نیشاپور میں حکومت کر رہا تھا، چندے قیام کرکے سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا

بادشاہ خطا اور علاء الدین تکش

ترکان خطا نے علاء الدین تکش سے ایفاء وعدہ کا تقاضا شروع کیا حسب قرار مال و زر لینے کو ایلچی بھیجے علاء الدین تکش نے ترکان خطا کے ایلچیوں کو اہل خوارزم کے مکانات میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرایا۔ دو ایک روز حیلہ حوالہ

سے کام لیا، ایک روز چند آدمیوں کو انکے قتل پر مامور کر دیا۔ ایک بھی جانبر نہوا عہد و اقرار کو جو ترکان خطا سے کیا تھا، نسیاً منسیاً کر دیا، سلطان شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، فرط مسرت سے اچھل پڑا، غیاث الدین غوری سے رخصت ہو کر بادشاہ خطا کے پاس پہونچا، علاء الدین تکش (اپنے بھائی) کی زیادتیوں کی شکایت کی امداد کا خواہاں ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ مالوف اور مانوس ہیں، میری صورت کو دیکھ کر علاء الدین تکش کا ساتھ چھوڑ دیں گے علاء الدین تکش سے بدعہدی کے بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے، اس نے آپ کے ساتھ بھی دغا کی ہے، بادشاہ خطا پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا، فوراً تیار ہو گیا، عظیم فوج لیکر خوارزم پر چڑھ آیا، محاصرہ کر لیا۔ علاء الدین تکش قلعہ بند ہو گیا، مدافعت کی تدبیریں کرنے لگا، فوج نے علاء الدین تکش کے حکم سے نہروں میں پانی جاری کر دیا، جیحون کے باندھ کھولدیئے گئے، سیلاب عظیم برپا ہو گیا، لینے کے دینے پڑ گئے بادشاہ خطا کا لشکر ڈوبتے ڈوبتے بچا، محاصرہ اٹھا کر خائب و خاسر مراجعت کی، بادشاہ خطا نے سلطان شاہ کو اس دھوکہ دینے پر بیحد ملامت کی سلطان شاہ نے ندامت سے سر جھکا لیا۔

سلطان شاہ کا سرخس اور مرو پر قبضہ

بعد اسکے سلطان شاہ نے بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا آپ میری معیت میں ایک فوج مرو کے قبضہ کے لئے روانہ کیجئے میں قبضہ کا ذمہ دار ہوں، دینار غزی اس زمانہ سے مرو پر قابض ہے جن دنوں تاتاریوں اور سلطان سنجر میں جھگڑا ہو رہا تھا دینار غزی ایک کمزور آدمی ہے، سپہ سالار نے فوج کو روانگی کا حکم دیا، سلطان شاہ نے سرخس کی طرف قدم بڑھایا، اور ان تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے تیغ و سپر ہوا نہایت بیرحمی سے قتل و پامال کیا۔ دینار غزی نے سرخس چھوڑ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ سلطان شاہ نے مرو کا قصد کیا، والی مرو نے مدافعت پر کمر باندھی لڑائی ہوئی، آخر کار سلطان شاہ نے بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا، اور وہیں قیام اختیار کیا، بادشاہ خطا کی فوج ماوراء النہر واپس آئی، لیکن سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں (ترکان غز)

سے برابر لڑتا رہا، اکثر مقامات پر مستولی و متصرف ہو گیا۔ دینار غزی کے آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ آکر سرخس، طغان شاہ ابن موید والی نیشاپور کو حوالہ کر دیا، طغان شاہ نے اپنی طرف سے قراقوش نامی ایک امیر کو سرخس کی حکومت عطا کی، طغان شاہ نیشاپور چلا گیا، سلطان شاہ اس سے مطلع ہو کر سرخس پر چڑھ آیا۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا، طغان شاہ کو اسکی خبر لگی، فوج مرتب کر کے محاصرہ اٹھانے کو سرخس آپہونچا، جوں ہی دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، طغان شاہ جنگ سے جی چرا کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۷۶ھ کا ہے، قراقوش نے ہتھیار ڈال دیئے، قلعہ خالی کر کے اپنے آقا طغان شاہ کے پاس نیشاپور چلا آیا سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے طوس کو بھی لے لیا، نیشاپور کی زمین بھی طغان شاہ پر سلطان شاہ کی آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ ہو گئی، تا آنکہ ۵۸۱ھ میں مر گیا۔

طغان شاہ کے مرنے پر اسکا بیٹا سنجر شاہ حکمراں ہوا، منکلی تکین (سنجر کے دادا کا مملوک) کو حکومت سنجر پر استبداد حاصل ہو گیا، سیاہ و سفید کرنے کا مالک و مختار بن گیا، یہ امر امراء و اراکین دولت کو ناگوار گزرا، اکثر امراء ترک رفاقت کر کے سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے، دینار غزی، ترکان غز کا ایک گروہ لیکر کرمان چلا گیا اور قبضہ کر لیا، منکلی تکین حکومت و دولت پر قابو پا کر کھل کھیلا، نیشاپور کے عام باشندوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا، اراکین دولت کو بلا کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ایک واویلا مچ گیا، خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اسکی خبر لگی ماہ ربیع الاول ۵۸۲ھ میں نیشاپور پر فوج کشی کی، دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ اہل نیشاپور مدافعت پر اڑے رہے محاصرہ اٹھا کر خوارزم واپس آیا۔ پھر ۵۸۳ھ میں نیشاپور کے سر کرنے کو نکلا۔ پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور نے امن حاصل کر کے قبضہ دیدیا۔ خوارزم شاہ نے منکلی تکین کو مار ڈالا اور سنجر شاہ کو احترام و عزت سے خوارزم لے آیا۔ مہمان کی طرح

ٹھہرایا، بعد چند دنوں کے یہ خبر مسموع ہوئی کہ سنجر شاہ اہل نیشاپور سے خط وکتابت کرتا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے ریشہ دوانی کر رہا ہے، اس بنا پر خوارزم شاہ نے سنجر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ اسی حالت سے خوارزم میں نظر بند رہا تا ۵۹۵ھ میں مر گیا

ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابوالحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے کتاب مشارب التجارب میں ایسا ہی لکھا ہے۔ علاوہ اسکے اور علماء تاریخ نے یہ تحریر کیا ہے کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اسکے دونوں لڑکوں علاء الدین تکش اور سلطان شاہ میں حکومت وریاست حاصل کرنے کی بابت جھگڑا ہوا، علاء الدین تکش نے سلطان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا اور ترکان غز سے چھین لیا بعد چند دنوں کے ترکان غز نے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قابض ہو گئے اسکے خزانہ کو لوٹ لیا۔ اکثر اراکین سلطنت کو قتل کیا، سلطان شاہ افتاں وخیزاں بادشاہ خطا (جو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا، امداد کی درخواست کی، مصارف جنگ کے علاوہ بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا عظیم فوج لیکر مرو پر چڑھ آیا، مرو، سرخس، نسا، اور ابیورد سے ترکان غز کو نکال کر سلطان شاہ کو قبضہ دلا دیا اور اپنے مقر حکومت واپس گیا۔

سلطان شاہ وغیاث الدین سلطان غیاث الدین غوری حکمران ہرات، بوشنج اور بادغیس وغیرہ صوبہ خراسان اور سلطان شاہ والی مرو، سرخس اور ابیورد سے خط وکتابت شروع ہوئی، ایک نے دوسرے کو اسکے ممالک محروسہ میں خطبہ پڑھنے کو لکھا، بصورت عدم تعمیل دھمکی دی، ہنوز خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیشقدمی شروع کر دی، غیاث الدین کے مقبوضہ شہروں پر شبخون مارنے لگا، تاوان جرمانہ جبراً وصول کرنے لگا۔ سلطان غیاث الدین ان واقعات سے مطلع ہو کر آگ بگولا ہو گیا، سلطان شاہ

کی سرکوبی اور مدافعت کو والی سجستان کی سرکردگی میں فوجیں روانہ کیں، اپنے ہمشیرہ زادہ بہاء الدین سام والی بامیان کو بطور کمک والی سجستان کے ساتھ روانہ ہونے کو لکھا، والی سجستان اور بہاء الدین سام کوچ وقیام کرتا ہرات پہونچا، سلطان شاہ میں تاب مقاومت کہاں تھی بخوف مقابلہ وجنگ ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا جنگ کی نوبت نہ آئی۔ اتنے میں جاڑے کا موسم ختم ہوگیا، سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو پھر حسب معمول سابق خط لکھا، غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے مطلع کیا، سلطان شہاب الدین غوری اسوقت ہندوستان میں تھا مطلع ہوتے ہی مشتعل ہوگیا۔ فوج کو واپسی کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے خراسان پہونچا۔ خراسان میں سلطان غیاث الدین غوری اور والی سجستان کی فوجیں پہلے سے موجود تھیں، سلطان شہاب الدین غوری کے آجانے سے بہت بڑی فوج مجتمع ہوگئی، طالقان میں سبھوں نے پڑاؤ کیا۔ سلطان شاہ نے ترکان غز، مفسدوں، لٹیروں اور اوباشوں کو مجتمع کرکے فوج کی صورت میں بنالیا اور طالقان میں غوری لشکر کے مقابلہ میں آ اترا۔ دو مہینہ تک ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑاؤ ڈالے رہا۔ فریقین خم ٹھونک کر میدان میں آتے تھے مگر لڑتے نہ تھے۔ سلطان شاہ اور سلطان غیاث الدین میں مصالحت کی خط وکتابت ہورہی تھی، آخر کار غیاث الدین بوشنج اور بادغیس اور قلعات بورا سلطان شاہ کو دیکر صلح کرنے پر آمادہ ہوا بہاء الدین سام والی بامیان اور والی سجستان نے اس سے مخالفت کی، جنگ پر آمادہ ہوئے، غیاث الدین ان لوگوں کو جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں معاہدہ صلح لکھانے کو حاضر ہوا، امراء غوریہ اور سرداران لشکر موجود تھے۔ اگرچہ یہ سب معاہدہ صلح کے مخالف تھے لیکن غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی دم نہیں مارتا تھا دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہے تھے۔ مجد الدین[1]

[1] اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے ایک اینچ جگہ چھوڑ کر حرف علوی ہروی لکھا ہے۔ میں نے تاریخ کامل میں سے مجد الدین لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰ مطبوعہ لیدن (مترجم)

علوی ہروی جو غیاث الدین کی ناک کا بال ہو رہا تھا اور اسکا اثر اسقدر تھا کہ بلا اجازت جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا غیاث الدین دم نہ مارتا اُٹھ کر طیش و غضب کے لہجہ میں بولا "اس طور سے صلح ہرگز ہرگز نہ کی جائیگی میں ایک چپہ زمین۔ سلطان شاہ کو نہ دوں گا۔ ایسا چیخا چلایا کہ گلا پڑ گیا، کپڑے پھاڑ ڈالے سر پر مٹی ڈالی، بال نوچ ڈالے ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جا اپنے بادشاہ سلطان شاہ سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کر لی ہے لیکن علوی ہروی تجھ سے تیغ و سپر ہونے کو تیار ہے" علاوہ اسکے اور جو کچھ منہ میں آیا سخت و سست لکھہ کر غیاث الدین کی طرف مخاطب ہوا "حضور والا جن ملکوں کو ہم نے تلوار کے زور سے اپنا خون بہا کر ترکان غز، سلجوقیہ اور سنجریہ سے حاصل کیا ہے اسکو ہم اس شخص کو دیدینگے جسکو اسکے بھائی نے نکال دیا ہے۔ تن تنہا اِدھر اُدھر مارا پھرتا ہے۔ اور جب ہم اسکو اپنے مقبوضہ بلاد دیدینگے تو اسکا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی اور ہندوستان کا طالب اور خواہاں ہو گا۔ علوی سے یہ نہو گا، غیاث الدین نے سکوت اختیار کیا، ہاں بولا اور نہ نہیں، شہاب الدین نے فوج کو تیاری کا حکم دیا، ایلچی واپس آیا، سلطان شاہ کو کل واقعات سے مطلع کیا، غوری لشکر نے پیش قدمی کی، مروالرود میں پہونچکر جنگ چھیڑ دی، سلطان شاہ کا لشکر سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا، ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا، سلطان شاہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، کثیر التعداد گرفتار کر لی گئی، سلطان شاہ بیس سواروں کے ساتھ جان بچا کر مرو پہونچا۔ بعد اسکے بقیۃ السیف فوج بھی مرو آگئی، غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

اس واقعہ کی خبر علاء الدین تکش تک پہونچی، فرط مسرت سے اچھل پڑا، سلطان شاہ سے بدلہ لینے پر تیار ہو گیا، فوراً ایک فوج جیحوں کی طرف روانہ کی تاکہ سلطان شاہ دریا عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جا سکے اور خود ایک فوج لیکر سلطان شاہ کی گرفتاری و جنگ کی غرض سے روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اسکی خبر لگ گئی، ہاتھ کا طوطی

اوڑ گیا، سیدھا غیاث الدین غوری کی طرف روانہ ہوا، غیاث الدین غوری نے بڑی آؤ بھگت سے لیا۔ عزت و احترام سے اپنے محلسرا میں اوتارا، اور اسکے امراء و اراکین دولت کو جو جس مرتبہ کا تھا اسی کے ہم چشم کے یہاں ٹھہرایا۔

جنگ علاء الدین تکش و غیاث الدین غوری

موسم سرما ختم ہونے کے بعد علاء الدین تکش نے غیاث الدین غوری کو ایک مراسلہ بھیجا "جسمیں سلطان شاہ کی زیادتیوں کو جو اس نے بمقابلہ حکومت غوری کی تھیں تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسکو قید کرکے میرے پاس بھیجدیجئے" دوسرا مراسلہ غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا، لکھا تھا کہ "اگر سلطان غیاث الدین میرے مراسلہ کا خیال نہ کرے گا اور سلطان شاہ کو گرفتار کرکے میرے پاس نہ بھیجے گا تو میں بلاکسی خیال کے عرصہ زمیں کو غیاث الدین پر تنگ کردوں گا" اتفاق سے جسوقت علاء الدین تکش کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں پہونچا، اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی معہ اوس خط کے جو علاء الدین تکش نے اسکو لکھا تھا حاضر ہوا غیاث الدین نے دونوں مراسلات کو بغور پڑھکر علاء الدین تکش کو جواباً تحریر کیا "یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کرکے تمہارے پاس بھیجدوں، وہ میرا مہمان ہے اس نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے، بہتر یہ ہے کہ مملکت خوارزم کا نصف حصہ سلطان شاہ کو دیدو، خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا نکاح کردو"، خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) خط کو پڑھکر بہت دیر تک سکوت میں رہا، پھر اپنے امراء و اراکین دولت سے مشورہ کرکے تہدید کا خط لکھا، فوج کشی کی دھمکی دی، غیاث الدین نے بجائے جواب اپنے ہمشیرہ زادہ ابو غازی (الب غازی) اور بہاء الدین والی سجستان کی سرکردگی میں غوری فوج کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، ان دونوں سپہ سالاروں کے ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا، اور موید والی نیشاپور کو لکھا کہ انکی حمایت و امداد اپنا فرض اولیں سمجھو ہر وقت تیار رہو، (موید کی لڑکی غیاث الدین کی زوجہ

ستھی) موید نے فوجیں مرتب وسلح کرکے نیشاپور کے باہر خوارزم کے راستہ پر پڑاؤ ڈالا، خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) بقصد مقابلہ لشکر غوری، خوارزم سے روانہ ہو گیا تھا اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ موید، نیشاپور سے روانہ ہو کر خوارزم کے راستہ پر قیام پذیر ہے، دل میں خطرہ پیدا ہوا خوارزم واپس گیا، مال و اسباب اور خزانہ لیکر دریائے جیحون عبور کرکے بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا۔ خوارزم کو خالی کر دیا۔

اہل خوارزم کو اس سے سخت تردد کا سامنا ہوا، رؤسا شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابو غازی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا، گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی اتنے میں آخری ماہ رمضان ۵۸۹ھ کا وقت آ گیا، سلطان شاہ کی موت سامنے آکر کھڑی ہو گئی، دل کی دل ہی میں رہ گئی اور آخرت کا سفر اختیار کیا ابو غازی معہ ہمراہیان و مصاحبین سلطان شاہ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔ غیاث الدین نے سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جاگیریں مرحمت فرمائیں۔

علاء الدین تکش اور غیاث الدین علاء الدین تکش تو اپنے بھائی سلطان شاہ کی خبر موت سنکر خوارزم واپس آیا، سرخس اور مرو پر اپنا شحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) مقرر کیا، عمر غنی امیر ہرات نے ایک دستہ فوج بھیجدیا۔ جس نے علاء الدین تکش کے شحنہ کو سرخس اور مرو میں گھسنے نہ دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہ ہوگی سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم نہ رکھنے پاؤ گے،، خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے غیاث الدین کی خدمت میں پیام صلح بھیجا، رشتہ مصاہرت قائم کرنے کی درخواست کی، ایلچی کے ساتھ بطور وفد فقہا خراسان اور رؤسا علویہ کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا،، اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے مصالحت کرنا اس وجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے بلاد اسلامیہ کو محفوظ رکھتا ہے اور اگر بادشاہ سلامت مصالحت خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو مرو کو مقر حکومت بنائیں تاکہ کفار اتراک وخطا سے

بلاد اسلامیہ محفوظ و مامون رہیں، چنانچہ غیاث نے علاء الدین تکش سے مصالحت کرلی اور اسکے بھائی کے کل مقبوضہ بلاد اسکو حوالہ کر دیا۔

ترکان غز کو اسکی خبر لگی، منہ میں پانی بھر آیا، لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ دن دہاڑے لوٹنے لگے، دیہات، قصبات اور شہروں کی تاراج پر کمر باندھ لی، علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے فوجیں فراہم کیں، سرخس، مرو، نساء اور ابیورد کا شیرازہ نظم ونسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو متعین کیا، ترکان غز کا دندان حرص کند ہوگیا۔

علاء الدین تکش اور موید ترکوں کے فسادات کا سد باب کر کے طوس کو سر کرنے کا خیال پیدا کیا، طوس پر موید کا قبضہ تھا۔ علاء الدین تکش کے حملہ کی خبر پاکر طوس کے بچانے کو فوج لیکر روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش نے اس سے مطلع ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مصلحتاً خوارزم کی طرف معاودت کی۔ راستہ میں جسقدر کنوئیں اور چشمے ملے سبھوں کا پانی خراب کرتا گیا۔ موید تعاقب میں چلا۔ پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا، جسوقت کف دست میدان میں پہونچا اور فوج شدت تشنگی سے بیتاب ہوئی، علاء الدین تکش نے پلٹ کر حملہ کر دیا، موید کی فوج مقاومت نہ کرسکی، شکست کھائی، موید گرفتار ہوگیا، علاء الدین تکش کے سامنے پیش ہوا علاء الدین تکش نے فوراً گردن ماردی، مظفر ومنصور خوارزم واپس آیا۔

نیشاپور میں موید کے قتل کے بعد اسکا بیٹا طغان شاہ حکمراں ہوا، آیندہ سال علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے نیشاپور پر چڑھائی کی، محاصرہ ڈالا، طغان شاہ نے نیشاپور سے نکلکر مقابلہ کیا۔ قسمت میں شکست لکھی تھی گرفتار ہوگیا، علاء الدین تکش نے نیشاپور اور کل مقبوضہ بلاد طغان شاہ پر قبضہ کر لیا۔ طغان شاہ اور اسکے اہل وعیال واعزہ کو خوارزم سے آیا اور وہیں ٹھہرایا، علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے جسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو میں ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روایتوں کو اسوجہ سے لکھدیا ہے کہ ناظرین

پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کرلیں کہ کون روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ مسافت بعید کی وجہ سے میں نہیں طے کرسکا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہم اوپر سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل، ایلدکز اور اسکے بیٹے بہلوان کی کفالت میں تھا۔ سلطنت کا کاروبار، ملک کا نظم ونسق ایلدکز اور اسکے بیٹے بہلوان کے قبضہ میں تھا بہلوان کے بعد اسکا بھائی ازبک بن ایلدکز حکمران ہوا۔ اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈالدیا۔ ازبک کے مرنے پر اسکا بھتیجہ قطلغ بن بہلوان حکمران ہوا۔ قطلغ نہایت کمزور طبیعت تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا۔ جیل سے نکل بھاگا ۵۸۸ھ میں فوجیں فراہم کرکے قطلغ پر چڑھائی کردی، قطلغ کو ہزیمت ہوئی، رے میں جاکر دم لیا۔ خوارزم شاہ علاء الدین تکش سے امداد کی درخواست کی، علاء الدین تکش خوارزم شاہ فوجیں لیکر امداد پر آیا، قطلغ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی، ایک قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا، خوارزم شاہ نے رے پر قبضہ کرلیا، قلعہ طبرک کو بھی دبا لیا، جب اسکو یہ خبر پہونچی کہ اس کا بھائی سلطان شاہ خوارزم کی طرف پیشقدمی کررہا ہے رے اور قلعہ طبرک پر والی اور محافظ مقرر کرکے خوارزم واپس ہوا۔ راستہ میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ اہل خوارزم نے مدافعت پر کمر باندھی اور سلطان شاہ کو بے نیل مرام واپس کردیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی، خوارزم پہونچکر تا انقضاء موسم سرما ٹھہرا رہا بعد اسکے ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کو مروروانہ ہوا۔ صلح کا نامہ وپیام ہونے لگا، والی قلعہ سرخس نے جو سلطان شاہ کی طرف سے تھا امن حاصل کرکے قلعہ سپرد کردیا خوارزم شاہ نے قبضہ کرلیا، اور سلطان شاہ نے اسی سنہ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ میدان خالی ہوگیا کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا خوارزم شاہ نے مرو، ابیورد، نسا، طوس اور کل مقبوضات سلطان شاہ پر قبضہ کرلیا، مال اور خزانہ پر بھی قابض ہوگیا اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے طلب کرکے مرو کی حکومت دی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعات ۵۸۹ھ

گئے ہیں۔

سنہ ۵۹۰ھ میں سلطان طغرل سلجوقی نے رے پر چڑھائی کی قطلغ ایتانج حاکم رے جو خوارزم شاہ کی طرف سے تھا رے چھوڑ کر بھاگ نکلا، خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عذر پیش کرنے کی غرض سے اپنے لڑکے کو بھیجا۔ اتفاق سے جس وقت قطلغ ایتانج کا بیٹا خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلچی بمعہ فرمان خلافت مشعر شکایت سلطان طغرل سلجوقی پہونچ گیا۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ خلافت پناہی تمکو سلطان طغرل کے محروسہ ممالک کی سند حکومت بھی عطا فرماتے ہیں اس سرکش کو نکال کر قبضہ کر لو، چنانچہ خوارزم شاہ نیشاپور سے رے روانہ ہوا، قطلغ ایتانج مع اپنے ہمراہیوں کے نیازمندانہ حاضر ہوا اور اسکے رکاب میں رے کی طرف چلا خوارزم شاہ نے پہونچتے ہی سلطان طغرل پر قبل اسکے کہ [illegible] اپنی فوج کو مجتمع و مرتب کرکے میدان جنگ میں آتا حملہ کر دیا۔ تاجدار سلجوقی تلوار کھینچکر خوارزمی فوج میں گھس پڑا، خوارزمیوں نے چاروں طرف سے گھیر کے مار ڈالا یہ واقعہ ۲۴۔ ربیع الاول سنہ ۵۹۰ھ کا ہے خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سر دارالخلافت بغداد روانہ کیا اور ہمدان و بلاد جبل پر قابض ہو گیا۔

وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر آکر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے موید الدین کی طرف کوچ کیا، موید الدین کو خطرہ پیدا ہوا، کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا، خوارزم شاہ سے ملاقات تک نہ کی، خوارزم شاہ ہمدان واپس آیا، ہمدان اور اسکے کل ملحقات کی حکومت قطلغ ایتانج کو عنایت کی، اپنے غلاموں کو خادموں کو جاگیریں دیں، میاجق کو ان سبھوں کا سردار مقرر کیا اور خوارزم واپس آیا۔

خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میاجق اور قطلغ ایتانج میں آن بن ہو گئی۔ سنہ ۵۹۱ھ میں

دونوں گتھ گئے قطلغ اینانج کو ہزیمت ہوئی وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا، خوزستان پر پہونچکر قبضہ کرلیا، علاوہ خوزستان اکثر بلاد فارس پر جو بنی شملہ اور اسکے امراء کے قبضہ میں تھے قابض ہوگیا۔ بنی شملہ اور انکے امراء کو دارالخلافت بغداد روانہ کردیا، جمعیت خاطر کے ساتھ ملک کا نظم و نسق کرنے لگا۔

قطلغ اینانج شکست کھاکر بحال پریشان وزیر السلطنت کی خدمت میں پہونچا، امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت نے اسکی اشک شوئی کی۔ تسلی و تشفی دی فوج لیکر اسکے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا، میاجق اور خوارزم شاہ کا لڑکا مقابلہ کے قصد سے نکلا لیکن جوں ہی ہساکر وزیر سے مقابلہ ہوا، میاجق اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیر آباد کہکر رے کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت نے ہمدان پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ شوال ۵۹۱ھ کا ہے۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قطلغ اینانج نے رے کا قصد کیا خوارزمی لشکر نے رے بھی چھوڑ دیا دامغان کی طرف روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا، بسطام اور جرجان تک تعاقب کرکے واپس آئی وزیر السلطنت نے رے اور اسکے قرب و جوار کے کل شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

ان واقعات کے بعد قطلغ اینانج نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ رے میں قلعہ بند ہوگیا وزیر السلطنت نے سرکوبی پر کمر باندھی، رے پر محاصرہ ڈالا، بعد چند دنوں کے قطلغ اینانج مغلوب اور زیر ہوا رے چھوڑ کر ساوہ چلا گیا وزیر السلطنت نے تعاقب کیا مقام دربند کرخ میں مقابلہ ہوگیا، ایک دوسرے سے گتھ گیا، قطلغ اینانج بہزار خرابی اپنی جان بچاکر معرکہ کارزار سے بھاگ نکلا، ساری فوج کٹ گئی، وزیر السلطنت نے ہمدان کی طرف کوچ کیا، تین مہینہ تک ہمدان کے باہر پڑاؤ ڈالے رہا۔

خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے وزیر السلطنت کی دست درازیوں سے متاثر

ہوکر وزیر السلطنت کے ان افعال پر ناراضی کا اظہار کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کرلیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ وزیر السلطنت نے کچھ جواب نہ دیا، خوارزم شاہ سخت برہم ہوا، فوج مرتب کرکے ہمدان کی طرف بڑھا، اتفاق یہ کہ خوارزم شاہ کے پہونچنے سے پیشتر وزیر السلطنت اس عالم سے کوچ کرگیا تھا۔ ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں وزیر کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی، خوارزم شاہ نے اسکو ہزیمت دی اور نہایت سختی سے پامال کیا، وزیر السلطنت کی نعش کو قبر سے نکالا، سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے معرکہ کارزار میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الغرض ہمدان پر مستولی ہوکر اصفہان کو سر کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی اصفہان پر قبضہ ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہرا کر خوارزم واپس آیا۔

خوارزم شاہ کے واپس ہوتے ہی خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی سرکردگی میں اصفہان آپہونچا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلاد بحث کو عراق سے علیحدہ کیا تھا) اہل اصفہان نے خوارزمی سپاہ اور اسکے حکمراں کے مظالم سے تنگ آکر دربار خلافت میں یہ تحریک کی تھی کہ "خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان بھیجدیں ہم لوگ نہایت خوشی اور مستعدی سے قبضہ دلائیں گے، خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہوگئے ہیں"، پس جب بغدادی لشکر اصفہان کے قریب پہونچا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا، اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی، سیف الدین طغرل نے قبضہ کرلیا۔

بعد اسکے پہلوان کے غلاموں نے مجتمع ہوکر اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک سردار کو اپنا امیر بنایا اور رے کی طرف قبضہ کرنے کو بڑھے، رے پر قبضہ کرکے اصفہان پر دھاوا کیا اور اسکو بھی لے لیا۔ اس سے کوکجہ کے حوصلے بڑھے، بادشاہی کی سوجھی، دارالخلافت بغداد میں نیازمندی کا عریضہ بھیجا، رے، جوار رے، ساوہ، قم، قاشان اور

اسکے ملحقات کی سند حکومت طلب کی، اصفہان، ہمدان، زنجان اور مرد دیوان خلافت کو حوالہ کرنے کو لکھا، خلافت مآب نے اس تقسیم و مفاہمت کو منظور فرما کر منشور گرامی روانہ فرمایا۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو ۵۸۹ھ میں نیشاپور کی حکومت عطا کی تھی خراسان کو بھی اسکی گورنری میں شامل کیا تھا، اور اپنے بعد تخت و تاج کا اسکو وارث قرار دیا تھا۔ چنانچہ ۵۹۳ھ تک ملک شاہ نیشاپور پر حکومت کرتا رہا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الآخر میں مرگیا، ایک لڑکا جسکا نام ہندو خان تھا چھوڑ گیا، خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کی گورنری دی تھی۔

جس وقت خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا، ابن قصاب اور عساکر بغداد کو ہزیمت دی خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنے کی درخواست کی، خلیفہ ناصر عباسی کو پس و پیش ہوا، غیاث الدین غوری بادشاہ غزنی کو لکھ بھیجا کہ "ما بدولت واقبال کا منشا یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کرکے اسکے مقبوضات پر قبضہ کرلو تاکہ خوارزم شاہ عراق کی عزیمت فسخ کردے"، غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی، خوارزم شاہ متردد ہوا، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا نہ تاب مقاومت تھی اور نہ ملک چھوڑتے بنتا تھا غور و فکر کرکے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی، بمقابلہ غیاث الدین غوری امداد چاہی اور اس امر کو اسکے دماغ میں مرتسم کردیا کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلوتہی کی جائیگی تو غیاث الدین غوری بلاد خوارزم پر جیسا کہ بلخ پر قبضہ کرلیا ہے قابض ہو جائے گا اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے۔ ماوراء النہر پر قبضہ رکھنا دشوار ہو جائیگا"، ادھر اس بناء پر بادشاہ خطا نے مملکت غوری پر چڑھائی کردی۔ بہاء الدین سام والی

بامیان کو جو اندنوں بلخ میں تھا بلخ چھوڑ دینے کو لکھا، دیہاتوں، قصبات اور شہروں پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا، ادھر خود خوارزم شاہ نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کی رفتہ رفتہ طوس تک پہونچ گیا، امراء غوریہ محمد بن جربک حاکم طالقان، حسین بن خرمیل اور خسروش وغیرہم اس رنگ کو دیکھکر خراسان میں مجتمع ہوئے، فوجیں فراہم کیں اور متفق ہوکر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا گھمسان لڑائی ہوئی، آخر کار فتح امراء غوریہ کے ہاتھ رہا، بادشاہ خطا کو ہزیمت ہوئی مارتے مارتے جیحون تک پہونچا دیا، بہتیرے قتل کئے گئے اور بیشمار دریا میں ڈوب مرے۔

بادشاہ خطا نے تاوان جنگ، مقتولوں کی دیت (خونبہا) خوارزم شاہ کی قوم سے مطالبہ کیا اور اس ہزیمت و نقصان کا خوارزم کو ذمہ دار قرار دیا، اسوقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی، غیاث الدین غوری سے بگاڑ پہلے ہی سے تھا۔ بادشاہ خطا علیحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بہت غور کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت کی۔ سلطان غیاث الدین نے مکرر اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کی، خلیفہ عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا جنکو بادشاہ خطا نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔ پس جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی جانب سے اطمینان ہوگیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ "تمہاری قوم و تمہاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی، تمکو ملک گیری کی ہوس تھی، بلخ کو غوریوں کے قبضہ سے نکالنے میں یہ زحمتیں رونما ہوئیں، میں سلطان غیاث الدین کے علم حکومت کا مطیع ہوگیا ہوں مجھ سے کچھ امید نہ رکھو"، بادشاہ خطا اس جواب سے برہم ہوا خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے فوج عظیم روانہ کی، خوارزم پر محاصرہ ڈالا خوارزم شاہ نے مدافعانہ جنگ شروع کی، لشکر خطا جان اور مال کا نقصان عظیم اٹھا کر واپس ہوا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس گیا اور ایک حصہ نے بخارا میں جاکر پناہ لی۔ خوارزم

شاہ نے تعاقب کیا بخارا پر پہونچکر محاصرہ ڈالا، اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ ہو کر خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے، آخر خوارزم شاہ نے ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد بزور تیغ ۵۹۴ھ میں مفتوح کر لیا۔ چندے قیام کر کے خوارزم واپس آیا۔

ماہ ربیع الاول ۵۹۵ھ میں خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے رے اور بلاد جبل کی طرف کوچ کیا، گورنر میاجق اور امراء بہلوانیہ باغی نے بغاوت و مخالفت کا جھنڈا بلند کیا تھا، خوارزم شاہ کی آمد کی خبر پا کر میاجق رے چھوڑ کر بھاگ گیا، خوارزم شاہ نے میاجق کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا، میاجق نے تعمیل نہ کی، خوارزم شاہ نے تعاقب پر کمر باندھی۔ میاجق ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا کر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میاجق کے بہت سے ہمراہیوں نے خوارزم شاہ سے امن حاصل کر کے میاجق کی رفاقت ترک کر دی میاجق نے نواح مازندراں کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی قلعہ بند ہو گیا، خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرہ اور تعاقب کا حکم دیا۔ چنانچہ میاجق پا بزنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا خوارزم شاہ نے جیل میں ڈالدیا

خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی، خلیفہ ناصر عباسی بیحد محظوظ ہوا اسکو اور اسکے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت عنایت کی اور ان صوبجات کی سند حکومت مرحمت فرمائی، خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت کو زیب بدن کیا، کمال مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔

بعد اسکے خوارزم شاہ نے ملحدوں[۱] کے سر کرنے کی طرف توجہ کی، قزوین کے قریب ان کا ایک قلعہ تھا اسکو سر کیا ملحدوں نے قلعہ موت میں جا کر پناہ لی، خوارزم شاہ نے اسپر بھی محاصرہ ڈالا، صدر الدین محمد بن وازن رئیس شافعیہ رے اس محاصرہ میں شہید ہوا۔

نوٹ ۱؎ غالباً مورخ نے ملحد سے فرقہ باطنیہ کو تعبیر کیا ہے کیونکہ قلعہ موت ان کا مقر و مسکن تھا جس کا خوارزم شاہ نے ایندہ محاصرہ کیا تھا۔ مترجم

خوارزم شاہ اسکو بیحد دوست رکھتا تھا، دربار شاہی میں اسکی بیحد قدر و منزلت تھی چند دن محاصرہ کر کے خوارزم کی جانب مراجعت کی اثناء راہ میں ملحدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو بحالت غفلت مار ڈالا، خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو ملحدوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا، قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش پر محاصرہ ڈالا۔ ملحدوں نے جنگ سے تنگ آکر صلح کا پیام دیا۔ ایک لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا اقرار کیا۔ قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کیا، لڑائی جاری رکھی اتنے میں اسکے باپ (خوارزم شاہ) کی علالت کی خبر پہونچی۔ مصالحت کرلی اور زر تاوان (ایک لاکھ دینار) وصول کر کے خوارزم واپس آیا۔

علاء الدین تکش کی وفات قطب الدین محمد کی تخت نشینی

ماہ رمضان ۵۹۶ھ میں خوارزم شاہ نیشاپور جارہا تھا۔ اثناء راہ میں علیل ہوگیا۔ مرض کی شدت بڑھی اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا، قطب الدین محمد آنے نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ (علاء الدین بن ایل ارسلان بن اتسز بن محمد انوشتگین) کی موت سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔

اسوقت خوارزم شاہ کے قبضہ میں خوارزم، رے، ہمدان، بلاد جبلیہ اور زیادہ حصہ خراسان کا تھا اسکے مرنے کے بعد قطب الدین محمد پہونچا، اراکین دولت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی، علاء الدین کا لقب دیا (یہی لقب اسکے باپ کا تھا)۔ علاء الدین ثانی نے اپنے باپ کا جنازہ خوارزم میں پہونچا کر اس مدرسہ میں زمین کو سپرد کیا جسکو علاء الدین خوارزم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔

خوارزم شاہ (علاء الدین تکش عادل، نیک سیرت، فنون جنگ کا ماہر، سیاسات سے واقف، اور اصول فقہ و علم فقہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری، بادشاہ غزنی اور خوارزم شاہ میں عداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی لیکن خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اسکی موت

کی خبر غزنی پہونچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کا دربار کیا تین روز غزنی کا بازار بند رہا۔

خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے سریر حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائی علی شاہ جو کہ بوقت وفات اپنے باپ علاء الدین تکش، اصفہان میں تھا طلبی کا خط لکھا۔ اس بناء پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہوا، اہل اصفہان نے اسکا مال و اسباب لوٹ لیا، کوچ و قیام کرتا ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہونچا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے خراسان کی حکومت دی، علی شاہ نے نیشاپور کا قصد کیا، نیشاپور میں ہندو خان بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ ▪ علاء الدین تکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندو خان کو اس کے دادا (علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے مرنے کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا تھا، چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد پسران علاء الدین تکش میں عداوت کا سلسلہ چلا آرہا تھا اس وجہ سے ہندو خان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خائف اور پُر حذر رہتا تھا۔ علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم کے مرنے پر مال و اسباب اور خزانہ شاہی لوٹ کر مرو چلا گیا۔

بعد اسکے ہندو خاں نے فوج فراہم کرکے خراسان پر دھاوا کیا، خوارزم شاہ علاء الدین ثانی نے جنقر ترکی کی سرکردگی میں ہندو خاں کی مدافعت کو فوجیں روانہ کیں، ہندو خاں کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی، پست ہمتی اور بزدلی سے بھاگ گیا غیاث الدین غوری کے پاس پہونچا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، امداد و اعانت کا وعدہ کیا، جنقر ترکی نے مرو میں داخل ہو کر ہندو خاں کی ماں اور اسکے لڑکوں کو بعزت و احترام خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا،

غیاث الدین غوری نے محمد بن جربک والی طالقان کو لکھا کہ جنقر ترکی کو مرو سے نکالکر قبضہ کر لو، چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا قصد کیا، جنقر ترکی کے پاس خط بھیجا،

مرو میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی اور بصورت عدم تعمیل مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی، جنقر ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کی غرض سے ترکی بہ ترکی جواب دیا لیکن در پردہ امن کی درخواست کی، شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا، یہی باعث تھا کہ غیاث الدین غوری کی طمع ملک گیری بڑھ گئی، خوارزم شاہ کے ممالک محروسہ پر قبضہ کرنے کی ہوس ہوئی، اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر فوج کشی کا حکم دیا واللہ اعلم

سلاطین غوریہ کا خوارزم شاہ علاء الدین ثانی کے ممالک مقبوضہ خراسان پر قبضہ

خوارزم شاہ کا ان کو واپس لینا اور ہرات کا محاصرہ

جسوقت جنقر ترکی گورنر مرو نے غیاث الدین غوری سے امن حاصل کرکے مرو حوالہ کردیا، غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضات خراسان پر قبضہ کی طمع دامنگیر ہوئی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا، غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر ہرات سے خراسان پر چڑھائی کرنے کی بابت مشورہ کیا، عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین غزنی، غور اور سجستان کی فوجیں لئے ہوئے آگیا، ماہ جمادی الاولی ۵۹۷ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ بلاد کے سر کرنے کو بڑھا، طالقان کے قریب جنقر ترکی والی مرو کا خط موصول ہوا، لکھا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو مرو پر آکر قبضہ کرلیجئے خوارزم شاہ میں اسقدر طاقت نہیں ہے کہ وہ مقاومت کرسکے" شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لیکر مرو پر دھاوا کیا، خوارزمی سپاہ جو اسوقت مرو میں تھی مقابلہ پر آئی اہل مرو بھی خوارزمی فوج کے ساتھ لڑنے کو نکلے، لڑائی ہوئی شہاب الدین غوری نے انکو مغلوب کرکے اپنی فوج کو شہر میں داخل کردیا، ہاتھیوں

کا جھنڈا لیکر شہر پناہ کے ڈھانے کو بڑھا۔ اہل شہر نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت کی گردن جھکا دی، شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا، جنقر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرو کے مفتوح کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا جنقر ترکی کو ہرات بھیج دیا اور مرو ہندوخاں بن ملک شاہ کو حوالہ کردیا جیساکہ وعدہ کیا تھا۔

مرو کو سر کر کے غیاث الدین غوری نے سرخس کا قصد کیا۔ صلح وامان سے مفتوح ہوا۔ اپنے بنو اعمام سے زنگی بن مسعود کو سرخس کی حکومت دی، نسا، اور ابیورد کو بھی ملحق کردیا، طوس کی طرف قدم بڑھایا، تین دن کے محاصرہ وجنگ کے بعد اہل طوس نے امن کی درخواست کی، شہاب الدین نے ان کو امن دی اور طوس پر قبضہ کرلیا۔ بعد اسکے علی شاہ بن خوارزم شاہ تکش (علاء الدین محمد کا نائب) والی نیشاپور کے پاس شہر حوالہ کرنے اور اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا، علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت وفرمانبرداری سے انکار کیا۔ غیاث الدین نے یلغار کا حکم دیدیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا بیڑہ گر گیا۔ ایک طرف سے غیاث الدین نے حملہ کیا دوسری جانب سے اسکا بھائی شہاب الدین اپنے رکاب کی فوج لیکر بڑھا۔[1] . . . .

باغات کاٹ ڈالے، کھیتیاں برباد کردیں، دیہات اور قصبات کو اوجاڑ دیا قتل وغارت کا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ بزور تیغ نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہوگئیں۔ الامان الامان کا شور برپا ہوا۔ امن دیگئی، علی شاہ گرفتار ہو کر غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا، غیاث الدین غوری نے نہایت تپاک سے لیا۔ عزت واحترام سے پیش آیا اور امراء خوارزمیہ کا سردار بنا کر ہرات کی طرف روانہ کیا۔ خراسان کی حکومت پر اپنے ابن عم اور داماد "ضیاء الدین محمد بن علی غوری" کو مامور کیا۔ نیشاپور کو مقر حکومت بنانے کا حکم دیا، علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ سرداران غوریہ کی ایک جماعت

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے

کو علاء الدین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشا پور کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ جسکا جو مال یا اسباب لوٹ لیا گیا تھا اسکا کافی معاوضہ دیا، انعامات دیئے، جائزے دیئے، ان کاموں سے فارغ ہو کر ہرات گیا اور علی شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو سپرد کیا۔ شہاب الدین غوری نے ہرات سے قہستان کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ایک گانوں میں پہونچا۔ جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے یہ خبر دی کہ اس گانوں کے رہنے والے اسماعیلیہ فرقہ کے ہیں، شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دیدیا پھر کیا تھا جتنے لڑنے والے تھے مارڈالے گئے۔ لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات منہدم کر دیئے گئے، گانوں ویران ہو گیا۔ بعد اسکے ایک دوسرے قلعہ کی طرف قدم بڑھایا جو قہستان کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسماعیلیہ کا تھا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ مفتوح ہوا۔ سرداران غوریہ میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ بدعات دور ہو گئیں، شعائر اسلام قائم ہو گئے۔ اسی اثناء میں والی قہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں موصول ہوا، لکھا تھا "آپکے بھائی شہاب الدین نے ہمارے مقبوضات میں دست درازی شروع کردی ہے متعدد مقامات کو سر کرلیا ہے۔ کوئی بدعہدی ہم نے نہیں کی، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھی ہے" سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک معتمد علیہ امیر کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ فرقہ اسماعیلیہ کے مقبوضات میں دست اندازی نہ کرو محاصرہ اٹھا کر میرے پاس چلے آؤ" اسوقت شہاب الدین فرقہ اسماعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ بھائی کا پیام پاکر پیچ وتاب کھانے لگا، بالآخر تعمیل حکم سے انکار کردیا۔ غیاث الدین کے فرستادہ امیر نے کہا "آپکو سلطانی حکم کی تعمیل کرنا ہوگی اگر آپ تعمیل نکریں گے تو میں آپ کو تعمیل حکم پر مجبور کرونگا، امیر نے یہ کہکر شہاب الدین کے

خیمہ کی طنابیں کاٹ دیں، شہاب الدین کو اس سے حد درجہ کا غصہ پیدا ہوا۔ مگر بھائی کا حکم تھا، خاموش ہو گیا۔ محاصرہ اٹھا کر ہندوستان کا راستہ لیا۔

جسوقت علاء الدین محمد بن تکش معروف بہ خوارزم شاہ تک یہ خبر پہونچی کہ غیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی فوجیں خراسان سے واپس گئیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے اسوقت غیاث الدین کے پاس خط روانہ کیا، جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا انکی واپسی کا مطالبہ کیا۔ بصورت واپس نہ کرنے کی یہ دھمکی دی کہ میں ترکان خطا سے امداد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آونگا، اسوقت آپ پر عرصہ زمین تنگ ہو جائے گا، چونکہ سلطان غیاث الدین عارضہ نقرس میں مبتلا تھا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا، جواب کے بھیجنے میں با انتظار واپسی شہاب الدین تاخیر کی۔ خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری نائب سلطان غیاث الدین کو جو نیشاپور میں تھا شہر خالی کر دینے کو لکھا اور بصورت شہر خالی نکرنے کے لڑائی کی دھمکی دی، علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے مطلع کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا۔ تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں قدم جمائے رکھو میں تمکو کافی طور پر مدد دونگا، خوارزم شاہ نے آخری (۵ اذی الحجہ) ۵۹۶ھ میں فوجیں فراہم کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ابیورد کے قریب پہونچا، ہندو خان (غیاث الدین کا آزاد غلام) ابیورد چھوڑ کر (فیروز کوہ غیاث الدین کے پاس) بھاگ گیا، خوارزم شاہ نے مرو، نسا، اور ابیورد پر قبضہ کر لیا۔ نیشاپور پر یلغار کیا۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ محاصرہ ڈالکر لڑائی چھیڑ دی مدتوں جنگ کا سلسلہ قائم رہا۔ آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید ہو کر بوجہ طول جنگ و محاصرہ امن کی درخواست کی۔ اپنی اور نیز غوریوں کو کسی قسم کی ایذا نہ دینے کی خوارزم شاہ سے قسم لی اور شہر حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے۔ کسی قسم کی ایذا و تکلیف نہ دی

خوارزم شاہ نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین غوری سے کہا "بہتر ہوتا کہ تم درمیان میں پڑ کر سلطان غیاث الدین سے میری صفائی کرا دیتے"۔ علاء الدین غوری نے سینہ ٹھونک کر کہا "میں اس خدمت کو انجام دوں گا آپ مطمئن رہئے"۔ لیکن علاء الدین غوری، غیاث الدین کے پاس فیروزکوہ نہ گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کو غیاث الدین کی جانب سے وعدہ کر کے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے ملال پیدا ہو گیا تھا ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور املاک تھے۔

حسن بن خرمیل جو کہ امراء غوریہ کا ایک سردار اور وہ شخص تھا نیشاپور ہی میں رہ گیا خوارزم شاہ نے اسکی بیحد عزت افزائی کی اور اپنا ممنون احسان بنا لیا۔

مہم نیشاپور سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے سرخس کا قصد کیا۔ امیر زنگی، سرخس کا گورنر تھا اور غیاث الدین کے قرابت مندوں سے تھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ شدت محاصرہ سے رسد کی آمد بند ہو گئی، اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کو محتاج ہو گئے۔ امیر زنگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلا بھیجا "آپ شہر پناہ کا دروازہ چھوڑ دیجئے تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم شہر کو خالی کر کے نکل جاویں"۔ خوارزم شاہ اس پٹی میں آگیا۔ شہر پناہ کے دروازہ سے محاصرہ اٹھا لیا، امیر زنگی نے رسد، غلہ اور روزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں بھر لیا، کمزور اور ناتوان کو جو محاصرہ سے تنگ آگئے تھے شہر باہر کر دیا۔ خوارزم شاہ سے کہلا بھیجا "اب آپ تشریف لائیے ہمارا اور آپکا فیصلہ جنگ سے ہو گا"۔ خوارزم شاہ کو بیحد ندامت ہوئی، محاصرہ اٹھا کر چلتا نظر آیا لیکن بوقت روانگی چند سرداران لشکر کو محاصرہ پر چھوڑ گیا۔

خوارزم شاہ کی روانگی کے بعد محمد بن خربک گورنر طالقان، امیر زنگی کی کمک پر روانہ ہوا[1] .... خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر پا کر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیر

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

زنگی اور محمد بن خربک مرو رود پہونچا مرو رود اور اسکے نواح کا خراج وصول کیا خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے ماموں کی سرکردگی میں روانہ کی۔ محمد بن خربک نوسو سواروں کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی بہت بری طور سے پامال ہوئی۔ بہتیرے قید کر لئے گئے۔ مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ ساری اُمنگ خاک میں مل گئی با دل ناخواستہ خوارزم واپس ہوا۔

خوارزم شاہ نے خوارزم میں پہونچکر غیاث الدین کی خدمت میں صلح کرنے کا مراسلہ بھیجا، غیاث الدین نے امیر کبیر حسن بن محمد مرغنی[1] کی معرفت جواب روانہ کیا، بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا لیکن درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالا تھا، خوارزم شاہ اس فریب دہی کو تاڑ گیا حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بقصد محاصرہ ہرات روانہ ہوا حسن بن محمد مرغنی نے پوشیدہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ عمر بن محمد مرغنی، خوارزم شاہ کی مدافعت پر تیار و آمادہ ہو گیا۔

ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ سلطان شاہ نے (محمد بن تکش کا چچا تھا) سرخس میں وفات پائی اسکے حاشیہ نشین امیروں میں سے دو بھائی جسمیں ایک کا نام امیر حاجی تھا غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، غیاث الدین عزت و احترام سے پیش آیا، ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا، ان دونوں بھائیوں نے محمد بن تکش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کر لینے کا پیام بھیجا اور قبضہ کرانے کے ذمہ دار ہو گئے، خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اُس فریب و دھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ فوجیں مرتب کر کے ہرات پر یلغار کر دیا۔

[1] مرغن، ملک غور کا ایک قصبہ ہے جہاں کا حسن رہنے والا تھا۔

عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دروازوں کی کنجیاں انہیں دونوں بھائیوں کو حوالہ کردی تھیں اور یہ خیال کرکے کہ خوارزم شاہ کے یہ مخالف ہیں جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انہیں کو مقرر کیا تھا۔ کسی نے خوارزم شاہ سے انکی ساز و باز کا حال بحالت قید حسین مرغنی سے کہدیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی والی ہرات کو لکھ بھیجا، عمر مرغنی کو یقین نہوا۔ حسن مرغنی نے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھا تھا بھیجدیا۔ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئیں، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی فوراً امیر حاجی اور اسکے بھائی اور اسکے کل ساتھیوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا، خوارزم شاہ کی مدافعت پر خود کمربستہ ہوا (اس اثناء میں الپ غازی ہمشیرہ زادہ غیاث الدین غوری لشکر لیکر آگیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر لیا، رسد و غلہ کی آمد بند کردی)، خوارزم شاہ نے اس خیال سے کہ حریف کی توجہ منقسم ہوجائے اپنی فوج کے ایک حصہ کو طالقان پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ حسن بن خربک نے مدافعت کی لڑائی ہوئی، خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ملی۔ ساری فوج کٹ گئی ایک شخص بھی جانبر نہوا بعد اسکے غیاث الدین نے اپنے بھانجہ بوغانی کو غوری فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کرکے اہل ہرات کی کمک پر روانہ کیا، خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر کے قریب بوغانی نے مورچہ قائم کیا۔ جو راستہ رسد و غلہ کی آمد کے کھلے تھے انکو بھی بند کردیا۔ خوارزم شاہ پر اب عرصہ زمین تنگ ہوا چاہتا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لیکر آپہونچا، چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہند میں اسکے بھائی شہاب الدین کے ساتھ تھا اور کچھ حصہ فوج کا غزنی کی محافظت پر تھا۔ اسوجہ سے خوارزم شاہ کی فوج پر پیشقدمی نہ کی، چالیس روز محاصرہ کو گذر چکے تھے، خوارزم شاہ کو یہ خبر مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے، کوئی بھی جانبر نہیں ہوا۔ شہاب الدین بھی ہندوستان سے غزنی آرہا ہے، گھبرا گیا، لینے کے دینے پڑگئے اس خوف سے کہ مبادا میں ایسے محاصرہ میں نہ ہو

جاؤں کہ جس سے خلاصی غیر ممکن ہو۔ ہرات کا محاصرہ اٹھا لیا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مرو چلا آیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۹۸ھ کا ہے۔

بعد اسکے شہاب الدین ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی پہونچا۔ خوارزم شاہ نے جو کچھ دست درازی خراسان میں کی تھی اس سے مطلع ہوا، فوجیں آراستہ کر کے غزنی سے بلخ آیا، بلخ سے بقصد جنگ خوارزم شاہ بامیان پہونچا، اسکے ہیرول سے خوارزم شاہ کا مرو میں مڈبھیڑ ہوگیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے، جانبین کے بہت سے آدمی کام آگئے، خوارزم شاہ نے مرو چھوڑ دیا، خوارزم کا راستہ اختیار کیا، امیر سنجر والی نیشاپور کو اس الزام میں کہ اس نے غیاث الدین سے سازش کر لی ہے قتل کر ڈالا۔

خوارزم شاہ کی ہزیمت کے بعد شہاب الدین طوس چلا آیا اور اس قصد سے کہ ایام سرما گزر جانے پر خوارزم پر یلغار کیا جاے کا قیام کر دیا۔ اس اثنار میں یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ غیاث الدین (اسکے بھائی) کا انتقال ہوگیا ہے طوس سے ہرات واپس آیا، خوارزم پر حملہ کی عزیمت فسخ کر دی، مرو کی حکومت پر محمد بن خریک کو مامور کیا۔ خوارزمی سرداروں کی ایک جماعت ۵۹۹ھ میں مرو پر حملہ آور ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محمد بن خریک نے ان پر شبخوں مارا، معدودے چند جاں بر ہوئے، خوارزم شاہ کو اسکی خبر لگی غصہ سے کانپ اٹھا، منصور ترکی کو ایک عظیم فوج کے ساتھ محمد بن خریک کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا، مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریف نے صف آرائی کی، نہایت سخت لڑائی ہوئی، خوارزمیوں نے غوری فوج کو شکست دی پسپا ہو کر مرو میں داخل ہوگئی۔ شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے۔ خوارزمی لشکر نے محاصرہ ڈالدیا۔ پندرہ روز کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصور غوریوں نے امن کی درخواست کی خوارزمیوں نے امن دینے اور قتل نہ کرنے کا حلف اٹھایا۔ محصور غوریوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دے۔ خوارزمیوں نے سبھوں کو مار ڈالا۔

ـ بیاض باالاصل

شہاب الدین کو اس خبر سے نہایت صدمہ ہوا مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ خوارزم شاہ سے صلح کا نامہ و پیام کیا لیکن انجام پذیر نہ ہوا، ہرات کی حکومت پر اپنے ہمشیر زادہ بوغانی کو فیروز کوہ، بلاد غور اور صوبجات خراسان کی حکومت پر ملک علاء الدین بن ابی علی غوری کو مامور کر کے ۵۹۹ھ میں غزنی واپس آیا۔ اور غزنی سے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے لاہور روانہ ہوا

شہاب الدین کی واپسی کے بعد خوارزم شاہ نے ۶۰۰ھ کے نصف میں ہرات پر پھر فوج کشی کی۔ بوغانی ہمشیرہ زادہ شہاب الدین نے مدافعت پر کمر باندھی آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم اور جاری رہا۔ ایک گروہ کثیر دونوں جانب کا، کام آگیا۔ نامی نامی سرداروں کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا لیکن لڑائی کا سلسلہ کسی طرح ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ حسن بن حرمیل، خوزستان میں تھا جہاں پر اسکی جاگیر تھی خوارزم شاہ کو دھوکہ اور فریب دہی کی غرض سے پیام دیا کہ "آپ ایک فوج خراسان بھیج دیجئے میں شہاب الدین کا خزانہ اور ہاتھی ان کو حوالہ کر دوں" خوارزم شاہ کو طمع دامنگیر ہوئی، ایک ہزار سوار جسمیں نامی نامی سردار تھے خوزستان روانہ کیا، حسن بن حرمیل اور حسین بن محمد مرغنی نے غفلت کی حالت میں خوارزم شاہ کی بھیجی ہوئی فوج پر حملہ کر دیا۔ معدودے چند جانبر ہوئے، خوارزم شاہ کو اسکی خبر لگی خود کردہ پر بیحد پشیمان ہوا، لیکن پشیمانی سے کچھ نفع نہ ہوا، بوغانی والی ہرات کے پاس پیام بھیجا "اگر تم میری شاہی تسلیم کرلو تو میں تمکو اور کل اہل ہرات کو امان دیتا ہوں اور ابھی محاصرہ اُٹھا کر چلا جاتا ہوں"، بوغانی نے کچھ جواب نہ دیا، بعد اسکے اتفاق سے بوغانی علیل ہو گیا، اس خوف سے کہ مبادا شدت مرض کی وجہ سے حریف کی مدافعت نہ کر سکے اور حریف شہر پر قبضہ کر لے خوارزم شاہ کی خدمت میں شرائط مذکورہ کی منظوری کا پیام بھیجا اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لیکر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔

ہدایا، وتحائف روانہ کئے اور خود نیاز مندی واطاعت کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کو سوار ہو کر چلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں نہ پہونچنے پایا تھا کہ داعی اجل پہونچ گیا، جان بحق تسلیم کر دی، خوارزم شاہ نے محاصرہ اٹھا لیا منجنیقوں کو جلا کر سرخس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

شہاب الدین کی ہندوستان سے واپسی، خوارزم شاہ کا محاصرہ، ترکان خطاء سے ہزیمت

جسوقت شہاب الدین کو اس امر کی اطلاع پہونچی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کر لیا ہے، اسکا گورنر ہرات امیر بوغانی جو اسکا بھانجہ تھا مر گیا ہے ہندوستان سے مراجعت کر دی، کوچ و قیام کرتا خوارزم کی طرف روانہ ہوا۔ خوارزم شاہ، سرخس سے مرو چلا آیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی خبر پا کر نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے شہاب الدین کے پہونچنے سے پہلے خوارزم پہونچ گیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی خندقوں کو پانی سے بھر دیا، اتنے میں شہاب الدین پہونچا، ہر طرف سے راستہ بند تھا شہر کے ارد گرد کی خندقوں میں پانی بھرا تھا، خوارزم تک پہونچنا دشوار ہو گیا۔ راستہ کی درستی میں مصروف ہوا۔ چالیس دن ٹھہرا ہوا راستہ درست کرتا رہا۔ بہزار خرابی و وقت بسیار خوارزم پہونچا، ایک دوسرے سے بھڑ گیا، سخت لڑائی ہوئی، دونوں طرف سے ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ نامی نامی سردار مارے گئے حسن مرغنی غوری بھی اسی لڑائی مارا گیا، سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی، جس کو شہاب الدین نے قتل کرا دیا۔

خوارزم شاہ نے ترکان خطاء سے جو اسوقت ماوراء النہر کے حکمران تھے شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ ترکان خطا نے غوری شہروں پر یلغار کر دیا۔ شہاب الدین کو اسکی خبر لگی۔ خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکان خطا کے روک تھام کو چلا۔ اندخوئی کے صحرا میں مڈبھیڑ ہو گئی (یہ واقعہ اوائل ماہ صفر ۶۰۱ھ کا ہے) پہلی لڑائی

میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی، بیشمار کفار مارے گئے۔ اور بہتیرے قید کر لئے گئے۔ دوسرے دن کی لڑائی میں شہاب الدین کا لشکر ترکان خطا سے مرعوب ہو کر بھاگ نکلا، شہاب الدین معدودے چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہو کر اندخوئی میں داخل ہو گیا، ترکان خطا نے چاروں طرف سے گھیر لیا، شہاب نے نامہ و پیام بھیجکر مصالحت کر لی، اور طالقان چلا گیا، اس وقت اسکے ساتھ صرف سات آدمی تھے۔ خزانہ، مال اور اسباب لٹ گیا تھا۔

اس واقعے سے سارے ملک میں شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی، حسن بن خرمیل والی طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اسکے شایان شان تھی اور اسی نیازمندی سے ملا جیسا کہ اسکو ملنا چاہئے تھا۔ سار تکلیفیں دور کر کے کل ضروریات مہیا کر دیں، شہاب الدین چندے آرام کر کے غزنی روانہ ہوا، بوقت روانگی حسن بن خرمیل کو اس خیال سے کہ مبادا خوارزم شاہ سے نہ ملجائے اور اسکا مطیع ہو جائے اپنے ساتھ لیا اور امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا۔

شہاب الدین کے مرنے کی خبر سے امراء اور سرداران غوریہ میں بیحد اختلاف پیدا ہو گیا مفسدہ پردازوں کی بن آئی ہر چہار طرف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر ملوک غوریہ کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کر آئے ہیں۔ شہات الدین نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے غزنی اور ہندوستان کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو فرو کیا اور خوارزم شاہ کی گوشمالی کو دوبارہ متوجہ ہوا +

+ منجملہ ان ہنگاموں کے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے ایک یہ تھا کہ تاج الدین دز (شہاب الدین کا زرخرید غلام) نے قلعہ غزنی کی طرف قدم بڑھایا، قلعہ دار نے مدافعت کی، پسپا ہو کر اپنے جائے قیام پر واپس آیا لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دی، شہاب الدین کو غزنی میں پہونچکر تاج الدین دز کی دست درازی کی خبر ملی۔ آگ بگولا ہو گیا۔ گرفتار [بقیہ صفحہ ۲۸۴

ترکان خطا کے مقابلہ میں شہاب الدین کی ہزیمت کا ایک سبب اور بھی تھا جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین خوارزم سے ترکوں کی سرکوبی کو چلا۔ اثناء راہ میں ایک ایسا درّہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا کیا تو نام و نشان نہ تھا یا کہیں کہیں پر پانی تھا تو نہایت قلیل تھا۔ اس وجہ سے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درّہ سے روانہ کیا۔ ترکان خطا راستہ کی اہمیت سے واقف تھے درہ کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو گئے جیوں جیوں شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا موت کے گھاٹ اوتارتے گئے، اور جو جانبر ہو جاتا تھا۔ وہ غزنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہ آسکتا تھا لہٰذا ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوئی آخر میں شہاب الدین ساقہ کے ساتھ اس درّہ سے ہو کر گزرا، ترکان خطا بلاء ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ چار روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی، شہاب الدین نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ پانچویں روز والی سمرقند نے جو مسلمان تھا لیکن ترکان خطا کا مطیع تھا اور انہیں کے لشکر میں تھا پوشیدہ طور پر شہاب الدین کو پیام دیا کہ "جب تک ترکان خطا آپ سے مرعوب نہ ہوں گے جنگ سے باز نہ آئنگے انکے

بقیہ صفحہ ۲۹۳] کر کے قتل کا قصد کیا، کل خادموں نے سفارش کی، بچ گیا، لیکن اور مفسدوں کو چن چن کر قتل کیا۔ دوسرا ہنگامہ قابل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام ایبک بال ترنامی، معرکہ جنگ سے بچکر ہندوستان پہونچا، ملتان میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو بحالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا، اور یہ ظاہر کیا کہ "سلطان شہاب الدین معرکہ میں کام آگیا اب میں بادشاہ ہوں" چنانچہ شاہی مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا، رعایا کے ساتھ بیحد مظالم کئے۔ عمر بن یزان نامی ایک ملحد شخص اسکا مشیر تھا وہی کل بد افعالیوں اور مظالم کا محرک ہوتا تھا۔ شہاب الدین نے ہندوستان میں پہونچکر ان لوگوں کا بھی استیصال کیا۔ یہ واقعہ جمادی الاخرہ سنہ ۶۰۱ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن

مرعوب کرنے کی یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج شب میں کسی طرف بھیجدیجئے، صبح کو سواران لشکر گھوڑے اوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متعدد ٹکڑیوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آجادیں، پس ان دشمنان اسلام کو یہ پٹی دونگا کہ شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آگئی ہے۔ اب تمہاری خیر نہیں ہے مناسب ہے کہ صلح کرلو"، چنانچہ شہاب الدین نے ایسا ہی کیا اور والی سمرقند نے ترکان خطا کو دھمکایا، ڈرایا، ترکان خطا مصالحت پر راضی ہوگئے۔ باہم صلح ہوگئی شہاب الدین کو اس ہوش رُبا جانگداز واقعہ سے نجات مل گئی۔ یہ واقعہ ۶۰۱ھ کا ہے اسکے بعد ہی شہاب الدین نے وفات پائی۔

خوارزم شاہ کا بلاد غوریہ خراسان پر قبضہ

ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری کی طرف سے حسن بن خرمیل تھا۔ جب شہاب الدین غوری ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں شہید ہوگیا اور عنان حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین (برادر شہاب الدین) نے اپنے ہاتھ میں لی، بلاد غوریہ کو علاء الدین محمد بن ابو علی کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن خرمیل ان واقعات سے مطلع ہوا۔ سرداران اور رؤسا ہرات کا جنمیں قاضی شہر بھی تھا ایک جلسہ کیا۔ بظاہر ان لوگوں سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور پوشیدہ طور سے خوارزم شاہ سے سازش کرلی، غوریوں کی روک تھام کی غرض سے خوارزمی لشکر کو بھیجنے کی درخواست کی، اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے نیشاپور سے فوجیں ہرات روانہ کیں اور امیر لشکر کو ہدایت کی کہ حسن بن خرمیل کے اشارہ و حکم پر عمل پیرا ہونا۔ غیاث الدین محمود ان واقعات کے اثنا میں حسن ابن خرمیل کو اپنے علم حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کو لکھ رہا تھا۔ چونکہ حسن بن خرمیل نے خوارزم شاہ سے سازش کرلی تھی حیلہ و حوالہ ٹال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس سازش کی اطلاع غیاث الدین

محمود کو ہوگئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا حسن ابن حرمیل کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوج کشی کردی۔ حسن ابن حرمیل کو اسکی خبر لگی سرداران لشکر اور رؤسا شہر سے مشورہ کیا علی ابن عبدالخالق مدرس نظامیہ ناظر اوقاف نے رائے دی "مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دیجئے، دھوکہ فریب چھوڑ دیجئے" حسن بن حرمیل نے جواب دیا مجھے اندیشہ ہے کہ غیاث الدین محمود کوئی کارروائی میرے خلاف نہ کردے لہذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہوکر میری طرف سے بادشاہ سلامت کو اطمینان دیدیجئے" علی ابن عبدالخالق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح ہرات سے نکل کر غیاث الدین محمد کے پاس چلا جائے، فوراً سامان سفر درست کرکے روانہ ہوگیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل واقعہ سے مطلع کردیا۔

غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر مرو کو بلا بھیجا، گورنر نے حاضری میں توقف کیا، اہل مرو بگڑ گئے، علانیہ کہہ بیٹھے کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہوتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں، تمکو غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے، گورنر مرو بادل ناخواستہ دربار شاہی میں حاضر ہوا، غیاث الدین محمود نے خلعت عنایت کی، جاگیر دی، بعد اسکے گورنر طالقان "امیران بن قیصر" کو طلبی کا فرمان روانہ کیا، اس نے بھی حاضری سے انکار کیا، غیاث الدین نے طالقان کی حکومت اپنے باپ کے غلام "سونج" معروف بہ امیر شکار کو عنایت کی، حسن ابن حرمیل کو قطع حجت کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کی۔ حکومت ہرات کی سند بھیجی، اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، حسن بن حرمیل لطائف الحیل سے با انتظار لشکر خوارزم شاہ ایام گزاری کرنے لگا۔ تا اینکہ خوارزم شاہ کا لشکر نیشاپور سے آگیا۔ اسکے بعد ہی خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ وحشم کے ساتھ آپہنچا، بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال کر جنگ شروع کردی، حسن بن حرمیل کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی، سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت بخیر نہیں ہے، حسن

بن حرمیل بڑا چالاک اور سیاست داں تھا۔ کسی ذریعہ سے خوارزمی لشکر کو یہ باور کرایا کہ "حسن بن حرمیل نے غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی ہے، مطیع ہو گیا ہے اور غیاث الدین محمود نے اسکو ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے" لشکر خوارزم اپنا ڈیرہ خیمہ اُٹھا کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ حسن بن حرمیل نے بہت سے ہدایا اور تحائف انہیں لشکریوں کی معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیے۔

غیاث الدین محمود یہ خبر پا کر کہ خوارزم شاہ کا لشکر ہرات آ گیا ہے حسن ابن حرمیل کی جاگیریں، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اسکے ہوا خواہوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ حسن ابن حرمیل نے بھی اس امر کو محسوس کر کے کہ اہل ہرات کا میلان غیاث الدین محمود کی جانب ہے بخوف بلوہ غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا مگر با ایں ہمہ جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ غیاث الدین، حسن ابن حرمیل سے ناراض ہے اور اس نے اسکی جاگیر، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا ہے متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیجی، شہر حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ حسن ابن حرمیل اس سے اور نیز اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے مطلع ہو کر روساء شہر کو جمع کیا، خود کردہ پر پشیمانی ظاہر کی معافی چاہی اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں، تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک عرضیہ بھیجدو" روساء شہر نے اس رائے کو پسند کیا۔ جیسا کہ حسن ابن حرمیل نے کہا اور چاہا، عرضداشت لکھ کر حسن ابن حرمیل کے قاصد کی معرفت روانہ کیا۔ حسن ابن حرمیل نے قاصد کو در پردہ ہدایت کر دی تھی کہ تم فیروزکوہ کی جانب روانہ ہو لیکن جب شب کی سیاہ چادر سے دن کی روشنی چھپ جائے تو دوسری راہ سے نیشاپور چلا جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لانا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی عمل درآمد کیا۔ چوتھے دن قاصد اور

خوارزم شاہ کا لشکر واپس آیا۔ حسن ابن خرمیل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزم شاہ کا لشکر نقارہ بجاتا شہر میں داخل ہو گیا حسن ابن خرمیل نے ابن زیاد فقیہ کو جو غیاث الدین محمود کی ہواخواہی میں زیادہ حصہ لے رہا تھا۔ گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں، قاضی صاعد کو شہر بدر کر دیا۔ حکومت غوری کے ہواخواہوں کو جلا وطنی کی سزا دی، بحال پریشان افتاں وخیزاں غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروزکوہ چلے گئے۔ شہر ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

غیاث الدین محمود کو ان واقعات کی خبر لگی۔ فوراً ایک فوج بسرکردگی علی ابن ابو علی، حسن ابن خرمیل کی گوشمالی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی، امیر امیران والی طالقان بھی اس مہم میں تھا اور ہراول کا کمان افسر تھا۔ چونکہ غیاث الدین محمود نے اسکو معزول کر دیا تھا اسوجہ سے ناراض تھا، حسن ابن خرمیل سے سازش کر لی اور بوقت مقابلہ میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھائی۔ چنانچہ حسن ابن خرمیل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دو چار ہاتھ لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ اسکا فرار ہونا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے سرداران لشکر گرفتار کر لئے گئے۔

اس سازش کی کامیابی کے بعد حسن بن خرمیل نے بادغیس وغیرہ مقبوضات غوریہ پر دست درازی شروع کی لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود بنفس نفیس ہرات کے سر کرنے پر تیار ہوا۔ لیکن غزنی کے مہم اور علاء الدین والی بامیان کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلخ تک قبضہ کر لیا

خوارزم شاہ نے شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد کل سرداران غوریہ کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے رہا کر دیا اور انکو اختیار دیدیا، چاہیں تو

خوارزم میں ٹھہریں اور اگر اپنی قوم و ملک میں جانا چاہیں تو چلے جائیں، محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا سر برآوردہ شخص تھا خلعت دی، جاگیر دی۔ علاوہ اسکے اور غوریوں کو کافی زاد راہ اور مال و اسباب عنایت کیا۔

بعد اسکے بلخ کی تسخیر پر اپنے بھائی علی شاہ کو مامور کیا، عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا۔ مدافعت پر کمر باندھی، علی شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اسکی اطلاع کی، امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ خوارزم شاہ ماہ ذی قعدہ ۶۰۱ھ میں بلخ کے سر کرنے کو روانہ ہوا بلخ پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور لڑائی شروع کر دی۔ والی بلخ، بہاء الدین والی بامیاں کی اولاد کی امداد کے بھروسہ اور انتظار میں اپنے حریف سے تیغ و سپر ہوتا رہا۔ چونکہ والی بامیاں مہم غزنی میں مصروف تھا والی بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس دن تک خوارزم شاہ محاصرہ ڈالے رہا لیکن ذرہ بھر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری والی بلخ کے پاس پیام صلح لیکر بھیجا۔ مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا شرط یہ لگائی کہ "ہماری شاہی کا اقتدار تسلیم کر لو" والی بلخ بڑے کلے ٹھلے کا تھا ٹکا سا جواب دیدیا خوارزم شاہ نے ہرات واپس جانے کا عزم کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ بہاء الدین والی بامیاں کی اولاد کو جو غزنی کو سر کرنے گئی تھی تاج الدین یلدوز نے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والی بلخ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جس کے بھروسہ پر تم پھولے تھے وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ تم میری شاہی کا اقتدار تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ، والی بلخ نے بادل ناخواستہ خوارزم شاہ کے علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دی، خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا اقرار کیا۔ خوارزمی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیاز مندانہ حاضر ہوا، خوارزم شاہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت دیکر بلخ کی حکومت پر بحال رکھا۔

یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۰۳ھ کا ہے۔

بعد اسکے خوارزم شاہ نے جورجان پر یلغار کیا۔ علی ابن ابو علی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جورجان، ابن حرمیل کی جاگیر میں تھا اسوجہ سے خوارزم شاہ نے اسکی عنان حکومت ابن حرمیل کو عنایت کی۔

علی ابن ابو علی شہر حوالہ کرنے کے بعد فیروز کوہ چلا گیا۔ غیاث الدین والی فیروزکوہ نے اس بزدلی اور پست ہمتی پر کہ علی ابن ابو علی نے بلا کسی مزاحمت کے غنیم کو شہر حوالہ کر دیا قتل کا حکم دیا۔ لیکن امراء و اراکین دولت کی سفارش سے علی ابن ابو علی کی جان بچ گئی۔

خوارزم شاہ نے جورجان پر قبضہ کرکے عمر بن حسین والی بلخ کو بلخ سے بلا بھیجا اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو گرفتار کرکے پابزنجیر خوارزم روانہ کر دیا اور خود بلخ پر پہونچکر قابض ہوگیا اور جعفر ترکی کو اپنا نائب مقرر کیا۔

خوارزم کا ترمذ پر قبضہ اور ترکان خطا کو حوالہ کرنا

خوارزم شاہ نے بلخ پر قبضہ کرکے ترمذ کی طرف عنان عزیمت اٹھائی۔ ان دنوں عماد الدین (عمر بن حسین والی بلخ کا لڑکا) ترمذ پر حکمرانی کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا "تمہارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص الخاص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اسکا شمار میرے اکابرین دولت میں ہے اس نے لطیب خاطر مجھے بلخ سپرد کیا ہے، میں نے اسکو خوارزم کسی اور وجہ سے نہیں روانہ کیا۔ بلکہ اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اسکی عزت و توقیر کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترمذ کی کیا حقیقت ہے میں تمکو بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دونگا۔ تم مرے پاس نیاز مندانہ حاضر ہو جاؤ"۔ والی ترمذ نے اس امر کو محسوس کرکے کہ ایک طرف سے خوارزم شاہ محاصرہ ڈالے ہے، دوسری جانب ترکان خطا کا ٹڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار (ملوک بامیان) تھے وہ غزنی میں قید ہو گئے ہیں امن کی درخواست کی

اور خوارزم شاہ سے امن دینے کا حلف لیکر ترمذ حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو دیدیا یہ سب اسوقت تک حالت کفر میں تھے۔

خوارزم شاہ نے بظاہر یہ فعل نہایت قبیح کیا لیکن اسکے پردہ میں یہ راز مستور تھا کہ ترمذ پر ترکان خطا کو قبضہ دیدینے سے ملک خراسان کا سر کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان کو سر کرنے کے بعد ترکان خطا کو انکے ملک سے نکال باہر کرنا آسان ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اسوقت لوگوں پر یہ عیاں ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترمذ براہ مکر و فریب حوالہ کیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ

خوارزم شاہ نے ترمذ پر قبضہ حاصل کر کے طالقان کا قصد کیا۔ طالقان کی عنان حکومت سونج امیر اشکار کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ غیاث الدین محمود کا یہ گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنے علم حکومت کا مطیع ہونے کا پیام بھیجا سونج نے انکاری جواب دیا، فوجیں مرتب کر کے میدان جنگ میں آگیا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا سونج گھوڑے سے اتر پڑا، آلات حرب پھینک دیئے، زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی، خوارزم شاہ یہ خیال کر کے کہ شاید سونج مخمور ہے ذرہ بھر متوجہ نہوا، طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ مال واسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو طالقان کا حکمران بنایا۔

بعد اسکے خوارزم شاہ نے قلعہ جات کالوین اور مہوار پر دھاوا کیا۔ حسام الدین علی بن علی حاکم قلعہ جات مذکورہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ خوارزم شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا۔ اور اس مہم سے دست کش ہو کر ہرات چلا گیا۔

خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ غیاث الدین کا ایلچی قیمتی قیمتی ہدایا اور تحائف لیکر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو سخت تعجب ہوا

ابن حرمیل خوارزمی لشکر لئے اسفراین پہونچا۔ ماہ صفر ۶۰۳ھ میں امان و صلح کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ حرب بن محمد بن ابراہیم والی سجستان کو خوارزم شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا (حرب بن محمد خلف کی اولاد سے تھا، جو ابن سبکتگین کے زمانہ حکومت میں سجستان کی عنان حکومت اسکے قبضہ میں آئی تھی) حرب نے حیلہ حوالہ سے ٹالنا شروع کیا۔ صاف جواب نہ دیا۔

خوارزم شاہ کے زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا اسکو ابن حرمیل نے سال گذشتہ میں ہرات سے نکال دیا تھا غیاث الدین کی خدمت میں چلا گیا تھا۔ ایک سال بعد واپس آیا۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ سے جڑ دیا کہ یہ غوریوں سے ملا ہوا ہے اور رجعت پسندوں کا سرگروہ ہے، خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زوزن میں قید کر دیا۔ صفی ابوبکر بن محمد سرخسی کو عہدۂ قضا پر مقرر کیا، صفی ابوبکر بن محمد سرخسی ہرات کے عہدۂ قضا پر قاضی صاعد اور اس کے لڑکوں کی طرف سے بطور نایب کے مامور تھا۔

مازندران اور اسکے صوبہ پر خوارزم شاہ کا قبضہ حسام الدین اردشیر والی مازندران کے انتقال پر اسکا بڑا لڑکا کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا۔ اسکو کچھ سوجھ نہ پڑی سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن تکش کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ امداد کی درخواست کی، اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی، ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو کل واقعات لکھ بھیجے خوارزم شاہ نے مازندران پر فوج کشی کی اجازت دیدی۔ چنانچہ ملک علی شاہ ۶۰۳ھ میں جرجان سے بغرض تسخیر مازندران روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام الدین اردشیر کا بڑا لڑکا جس نے اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا تھا مر گیا تھا اور اسکا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا

تھا۔ ملک علی شاہ کوچ و قیام کرتا مازندران پہونچا۔ والی مازندران کا منجھلا بھائی بھی ساتھ تھا غارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ قصبات، دیہات اور شہر تاراج ہوگئے۔ موجودہ والی مازندران قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہوگیا ملک علی شاہ نے کل شہروں مثلاً ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ملک علی شاہ، جرجان واپس آیا اور والی مازندران کا منجھلا لڑکا باستثناء قلعہ کورہ کل صوبہ مازندران پر زیر سایہ علم حکومت خوارزم شاہ حکومت کرنے لگا

خوارزم شاہ کا ماوراءالنہر پر قبضہ ترکان خطا سے جنگ، گرفتاری اور رہائی

ہم ان واقعات کو کہ جس وقت سلطان سنجر بن ملک شاہ کو ہزیمت ہوئی تھی اور تاتاریوں نے ماوراءالنہر پر قبضہ کرلیا تھا اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ترکان خطا جنکو اب ہم تاتاری کے نام سے موسوم کرینگے ایک بادیہ نشین، خانہ بدوش گروہ تھا جو شہروں میں سکونت اختیار نہیں کرتا تھا، بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا! خیموں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے۔ آتش پرستی انکا مذہب تھا۔ یہ زیادہ تر اطراف اوزکند، بلاد ساغون اور کاشغر میں رہتے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا، ملوک خانیہ سے تھا۔ جنکے آباد اجداد مذہب اسلام سے مشرف ہوچکے تھے اور قدیم خاندان شاہی سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا "خان خاناں"، کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جسکے معنی "سلطان السلاطین" کے ہیں۔

تاتاریوں نے ماوراءالنہر اور اکثر بلاد اسلامیہ پر خراج مقرر کرلیا تھا، آئے دن ایک نہ ایک مصیبت مسلمانوں پر تاتاریوں کے ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گزرا، مسلمانوں کی ذلت اور بلاد اسلامیہ

پر تاتاری کافروں کا غلبہ و تصرف ناپسند ہوا خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ تاتاریوں کے مظالم کی فریاد کی اور اس امر کا اقرار کیا کہ جسقدر خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے اسیقدر آپ کو دیا جائے گا۔ مزید براں آپ ہی کا نام کا خطبہ پڑھا جاوے اور سکہ مسکوک ہو گا۔ اس امر کے اطمینان کے لئے کہ آئندہ کسی قسم کا دھوکا نہ دیا جائے گا سمرقند اور بخارا کے مشہور امراء اور روساء کو خوارزم شاہ کی خدمت میں خلعت لینے اور بطور ضمانت اسکی خدمت میں رہنے کو بھیجدیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے اطمینان ہو گیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے ممالک مقبوضہ کا اس طور پر انتظام کیا۔

اپنے بھائی علی شاہ کو علاوہ جرجان کے طبرستان پر مامور کیا۔ امیر کزلک خان کو جو اسکا ماموں اور دولت خوارزمی کا ایک سربرآوردہ ممبر تھا نیشاپور کی حکومت عطا کی اور ایک بہت بڑی فوج اسکے رکاب میں متعین کی۔ امیر امین الدین ابوبکر کو شہر زوزن کی حفاظت پر مامور کیا (امیر امین الدین، مزدوری کا پیشہ کرتا تھا چلتا پرزہ ہوشیار تھا۔ ترقی کرتے کرتے گورنری کے عہدہ تک پہونچ گیا۔ ایسا وقار بڑھا کہ کرمان کا حکمران ہو گیا تھا) امیر جلدک کو شہر جام کی حفاظت سپرد کی۔ ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمیل کو بدستور رکھا۔ ایک ہزار جنگ آوروں کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرو اور سرخس وغیرہا پر بھی ایک نائب مقرر کیا۔ غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی جسقدر بلاد غور اور گرمسیر اسکے قبضہ میں تھے ان پر اسکے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

بعد اسکے اپنی فوج کو مجتمع کر کے خوارزم بھیجا۔ یہاں سے بھی ایک عظیم لشکر مرتب کر کے جیحون کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے ملا اور اپنے ساتھ لیکر تاتاریوں پر دھاوا کر دیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری و قائم رہا۔

کبھی تاتاری غالب آجاتے تھے اور گاہے خوارزم شاہ کو کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی، خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کر لیا لشکر اسلام بحال پریشان خوارزم واپس آیا۔ اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں کام آگیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ سارے ملک خراسان میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ ہر ایک گورنر کو حکومت خود سری کا سودا ہو گیا۔

کزلک خاں والی نیشاپور، ہرات کا محاصرہ کئے تھا والی زوزن بھی شریک محاصرہ تھا۔ اس خبر بد کو سنکر محاصرہ اوٹھا لیا اور اپنے اپنے مقبوضہ بلاد واپس آئے کزلک خاں والی نیشاپور نے نیشاپور میں پہونچکر نیشاپور کا شہر پناہ درست کرایا، کثرت سے فوجیں فراہم کیں، غلہ، سامان خور و نوش اور آلات حرب بھی مجتمع کر کے حکومت خود سری کا اعلان کر دیا۔

ملک علی شاہ برادر خوارزم شاہ طبرستان میں تھا۔ اسکا دماغ بھی آسمان پر چڑھ گیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کو خطبہ میں داخل کر لیا اور بادشاہ بن بیٹھا۔

جسوقت تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو گرفتار کیا تھا اسکے ساتھ ایک امیر کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہو گیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قید خانہ سے خلاصی کی یہ صورت نکالی کہ اس نے اپنے کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ کو اپنا خادم۔ تاتاری جس نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا اس دھوکا میں آگیا۔ چنانچہ ابن مسعود کو سلطان خوارزم شاہ سمجھ کر شاہی اعزاز سے پیش آنے لگا بعد چند دنوں کے ابن مسعود نے جو سلطان خوارزم شاہ بنا ہوا تھا تاتاری سے کہا "خرچ کی تنگی ہے تمہارا ہاتھ بھی خالی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے خادم کو خوارزم بھیجوں، اپنی خیرت سے اپنے اہل و

عیال کو مطلع کردوں اور روپیہ منگوا کر تمکو بھی دوں اور خود بھی روزانہ کی فاقہ مستی سے نجات پاؤں" تاتاری اس چکمہ میں آگیا اجازت دیدی، ابن مسعود نے ایک خط لکھکر خوارزم شاہ کو دیا جو خادم بنا ہوا تھا اور خوارزم روانہ کردیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا خوارزم شاہ، خوارزم پہونچا۔ اہل خوارزم نے بیحد خوشی منائی سارے ملک میں خوارزم شاہ کے آنے کا ڈھنڈھورا پٹ گیا۔

ارکین دولت نے خوارزم شاہ کو جو کچھ اسکے بھائی علی شاہ نے طبرستان میں اور کزلک خاں نے نیشا پور میں کیا تھا اس سے مطلع کیا، اُن دونوں کو بھی خوارزم شاہ کی قید تاتار سے نجات پالنے اور بخیریت خوارزم آنے کی خبر ہوگئی پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ کزلک خاں عراق چلا گیا اور علی شاہ نے غیاث الدین محمود کی خدمت میں جاکر پناہ لی غیاث الدین محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

خوارزم شاہ نے نیشا پور کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ خوارزم سے نیشا پور پہونچا شہر کی حالت پر نظر کرکے اپنی طرف سے ایک گورنر مقرر کیا۔ بعد اسکے ہرات گیا۔ اسوقت تک اسکا لشکر ہرات کا محاصرہ کئے تھا سرداران لشکر کو اس حسن خدمت پر کہ وہ گذشتہ واقعات سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ انھیں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی انعامات دیئے۔ یہ واقعات ۶۰۰ھ کے ہیں۔

ابن حرمیل کا قتل، ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ

خوارزم شاہ کا لشکر (جو ہرات میں ابن حرمیل کے پاس تھا طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگا ابن حرمیل کو ان کے یہ افعال پسند نہ آئے۔ پس جسوقت خوارزم شاہ دریائے جیحوں عبور کرکے تاتاریوں سے تیغ وسپر ہوا، ابن حرمیل نے خوارزم شاہ کے سارے لشکر کو گرفتار کرکے قید کردیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں ان کے افعال و کردار ناشایستہ کی شکایت لکھ بھیجی اور معذرت کی، خوارزم شاہ کو ابن حرمیل کا یہ فعل ناگوار گذرا مصلحت وقت

کے خیال سے ابن حرمیل کو لکھ بھیجا، "جو کچھ تم نے کیا مناسب کیا اب تم میرے لشکر کو میرے پاس بھیجدو مجکو تاتاریوں کے مقابلہ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ بجائے اسکے میں امیر جلدک بن طغرل والی جام کو تمہاری امداد پر جانے کو لکھتا ہوں امید ہے کہ عنقریب وہ تمہارے پاس پہونچ جائے،، پوشیدہ طور سے امیر جلدک کو ہدایت کی کہ جس طرح سے ممکن ہو ابن حرمیل نمک حرام کو گرفتار کر کے ہرات پر قبضہ کر لو۔ چنانچہ امیر جلدک دو ہزار سواروں کی جمعیت سے ہرات روانہ ہوا ہرات کی امارت پر امیر جلدک کے دانت پہلے سے لگے تھے۔ اسکا نائب سلطان سنجر کے عہد حکومت میں ہرات کا حاکم رہ چکا تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہرات کے قریب پہونچا۔ ابن حرمیل نے روساء اور امراء ہرات کو استقبال کا حکم دیا۔ اور خود ان کے پیچھے بقصد استقبال روانہ ہوا وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے ابن حرمیل کے اس فعل سے مخالفت کی۔ ابن حرمیل نے کچھ سماعت نہ کی۔ جوں ہی ابن حرمیل اور جلدک کا مقابلہ ہوا۔ ابن حرمیل آداب بجالانے کو گھوڑے سے اوتر پڑا امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گھیر لیا۔ ابن حرمیل کا لشکر بھاگ نکلا۔ امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔

ابن حرمیل کا لشکر شہر میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا دیئے اور غیاث الدین محمود کی شاہی علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ امیر جلدک نے محاصرہ ڈالدیا اور وزیر السلطنت کو شہر حوالہ نکرنے کی صورت میں ابن حرمیل کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ وزیر نے شہر حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ امیر جلدک نے ابن حرمیل کو پیش کیا۔ ابن حرمیل نے وزیر سے شہر حوالہ کرنے کو کہا۔ وزیر نے ابن حرمیل اور نیز امیر جلدک کو گالیاں دیں۔ بھلا برا کہا امیر جلدک نے جھلا کر ابن حرمیل کو اسکے سامنے ذبح کر ڈالا۔

خوارزم شاہ کی خدمت میں اسکی اطلاع دی خوارزم شاہ نے کزلک خان نائب السلطنت نیشاپور اور امین الدین ابو بکر نائب حکومت زوزن کو امیر جلدک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ دس ہزار فوج کی جمعیت سے کزلک خاں اور امین الدین ابو بکر روانہ ہوا اور ہرات کا محاصرہ کیا۔ اسی اثناء میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی گرفتار کر لیا گیا۔ چندے تاتاریوں کی قید میں رہا۔ پھر اس سے کسی طرح نجات پاکر خوارزم پہونچا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہونچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہونچا جو ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ سرداران لشکر کو انعام دیئے۔ انکی ثابت قدمی کی قدر کی۔

وزیر خواجہ اسوقت تک ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خواجہ، خوارزم شاہ کے سرداران لشکر سے برابر یہ کہتا آتا تھا کہ جسوقت خوارزم شاہ آجائینگے میں بلا تامل شہر خالی کر دوں گا۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے وزیر کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا۔ وزیر خواجہ نے سختی سے انکاری جواب دیا خوارزم شاہ نے محاصرہ میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طول محاصرہ سے تنگ آگئے تھے۔ آپس میں اس مصیبت سے نجات پانے کی بابت گفت وشنود کرنے لگے۔ اسکی خبر وزیر خواجہ کو ہو گئی ایک دستہ فوج بھیجدیا جس نے جماعت کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ تمام شہر میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا، وزیر خواجہ فتنہ وفساد فرد کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا خوارزمی لشکر شہر میں گھس پڑا۔ جنگ وجدال کا بازار گرم ہو گیا۔ بزور تیغ شہر پر قبضہ کر لیا۔ وزیر خواجہ پابزنجیر خوارزم شاہ کی خدمت پیش کیا گیا۔ خوارزم

شاہ نے قتل کا حکم دیدیا۔ مار ڈالا گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔ ہرات کی حکومت پر اپنے ماموں امیر ملک کو مقرر کر کے خوارزم واپس آیا، ہرات کے مفتوح ہونے سے سارا خراسان قبضہ میں آگیا۔

خوارزم شاہ کا فیروز کوہ اور بلاد خراسان پر قبضہ

خوارزم شاہ نے خوارزم میں پہونچکر اپنے ماموں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروز کوہ دارالحکومت سلاطین غوریہ کے سر کرنے کا فرمان بھیجا۔ اسوقت فیروز کوہ کے تخت حکومت پر غیاث الدین محمود بن غیاث الدین رونق افروز تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی علی شاہ بھی فیروز کوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزیں اور مقیم تھا۔ چنانچہ امیر ملک فوج عظیم لیکر فیروز کوہ روانہ ہوا۔ غیاث الدین محمود اسکی آمد کی خبر پاکر گھبرا گیا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ امان کی درخواست کی۔ امیر ملک نے درخواست منظور کر لی غیاث الدین محمود اور علی شاہ برادر خوارزم شاہ امیر ملک سے ملنے آئے۔ امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کر کے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔

فیروز کوہ کے مفتوح ہو جانے سے خوارزم شاہ محمد بن تکش کا پورے ملک خراسان پر قبضہ ہو گیا اور سلطنت و حکومت غوریہ کا سلسلہ حکومت منقطع ہو گیا سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا۔ واللہ تعالی ولی التوفیق

تاتاریوں کی ہزیمت

خراسان کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ فوجیں جمع کیں۔ اپنے ہمدرد اور معاونوں والیان سمرقند و بخارا کو ساتھ لیکر دریائے جیحول عبور کیا۔ تاتاریوں کا ٹڈی دل بھی مقابلہ پر آیا۔ اسوقت تاتاریوں کا بادشاہ طانیکوہ نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا اس سے کم و زاید اسکی عمر تھی۔ نہایت تجربہ کار، جنگ آزمودہ نرم و گرم

زمانہ دیکھے اور ہر لڑائی میں مظفر و منصور تھا۔ ۶۰۶ھ میں دونوں حریف کا ڈبھیڑ ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جسکی نظیر صفحہ تواریخ میں نظر نہیں آتی۔ بالآخر تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر میدان جنگ میں کام آگیا، بیشمار گرفتار کر لئے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی پکڑ لیا گیا۔ خوارزم شاہ نے اسکی بیحد عزت کی۔ اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔

چنانچہ جنگ کے بعد خوارزم شاہ نے طاینکوہ تاتاری بادشاہ کو خوارزم روانہ کردیا اور خود بدولت ماوراءالنہر کی طرف دریا کی طرح بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو مفتوح کرتا اوزکند تک پہونچ گیا اوزکند میں اپنی طرف سے ایک شخص کو حکمراں مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔

خوارزم میں پہونچکر والی سمرقند سے اپنی بہن کا عقد کردیا اور اسکو بعزت واحترام سمرقند واپس جانے کی اجازت دی۔ اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی طرف سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا اوسی طرح سے اپنی طرف سے ایک افسر کو مامور کیا واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

والی سمرقند کی بغاوت والی سمرقند نے اپنے مقر حکومت میں واپس آکر ایک برس تک نہایت وفاشعاری سے زندگی بسر کی۔ خوارزم شاہ کا سیاسی افسر معہ اپنی فوج کے سمرقند میں آزادگی سے رہا۔ ایک برس بعد والی سمرقند کو خوارزمیوں کی ہر ادا ناپسند ہونے لگی۔ انکی ہر بات ناگوار گذرنے لگی۔ اپنے نوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ ہر چہار طرف سے مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ نہایت کم مدت میں خوارزمیوں کے وجود سے سمرقند پاک و صاف ہوگیا۔ والی سمرقند کو اسی پر اکتفا نہیں ہوا کمبخت اپنی بیوی (خوارزم شاہ کی بہن) کے قتل کے ارادہ سے محلسرا میں گھس پڑا۔ اس غریب نے دروازہ بند کرلیا۔ خوشا

کی، رحم اور جاں بخشی کی درخواست کی۔ بارے والی سمرقند کو رحم آگیا۔ چھوڑ دیا۔ ان زیادتیوں سے فارغ ہو کر بادشاہ تاتار کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اور اعانت و امداد کا خواستگار رہا۔

ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ کو ہوئی۔ آگ بگولا ہو گیا۔ حکم دیدیا کہ جسقدر سمرقند والے حکومت خوارزم کے حدود میں ہیں قتل کر ڈالے جائیں۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس حکم کو منسوخ کیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب کے آخر میں خود روانہ ہوا۔ دریائے جیحوں کو عبور کر کے سمرقند پر جا اترا ہر چہار طرف سے گھیر کر جنگ شروع کر دی۔ والی سمرقند شہر چھوڑ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ شہر پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ تین روز تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً دو لاکھ تہِ تیغ ہوئے۔ بعد اسکے خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اسکو بھی بزور تیغ مفتوح کر لیا۔ والی سمرقند معہ اپنے چند اعزہ و اقارب قتل کر دیا گیا۔ اسکے مارے جانے سے ملوک خانیہ کے آثار صفحہ دنیا سے نیست و نابود ہو گئے واللہ ولی النصر بمنہ و فضلہ

خوارزم شاہ نے سمرقند اور اسکے قلعہ کے سر ہونے کے بعد اپنے گورنروں کو کل صوبہ ورارالنہر کے شہروں پر مامور کیا اور مظفر و منصور خوارزم واپس آیا۔

تاتاریوں کی پائمالی | ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ترکوں کا ایک گروہ بلاد ترکستان اور کاشغر چلا گیا تھا اور وہ لوگ ماورارالنہر میں پھیل گئے تھے۔ ملوک خانیہ والیان ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خاں محمد بن سلیمان بادشاہ ترکستان نے اونکو اپنے سرحدی بلاد متصلہ ملک چین کی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا انہیں مقامات پر انکی جاگیریں تھیں علاوہ برایں انکے وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی، فروگذاشت یا اس

عامہ میں خلل واقع ہو جاتا تھا تو ارسلان خان انکو مورد عتاب بناتا، سزائیں دیتا اور لڑاکران کو زیر کرتا تھا۔ لیکن بعد چند دنوں کے ترکوں نے ملوک خانیہ کے حدود مملکت میں رہنا پسند نہ کیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہوئی۔ اس کے ملک کو چھوڑکر دوسرے ملک کے تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلاد ساغون میں جاکر قیام اختیار کیا۔

کوخاں بادشاہ اعظم ترک نے چین سے ۵۲۲ھ میں خروج کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اسکے ساتھ ہوا۔ خان محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقراخاں (ہمشیرہ زادہ سلطان سنجر) مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ کوخان نے اس کو ہزیمت دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان سنجر سے کوخاں کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ امداد کا خواستگار ہوا۔ سلطان سنجر نے ملوک خراسان اور عساکر اسلامیہ کو لیکر دریائے جیحوں عبور کیا، ماہ صفر ۵۳۳ھ میں بادشاہ چین کوخاں اور اسکے ہمراہی تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ جسمیں ان لوگوں نے سلطان سنجر کو ہزیمت دی۔ سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہوگئی۔ کوخان نے اسکو بعزت و احترام سلطان سنجر کے پاس بھیجدیا، چینی ترکوں نے اس جنگ کے بعد بلاد ماوراءالنہر پر قبضہ کرلیا۔

بعد اسکے کوخاں بادشاہ چین مرگیا۔ اسکی لڑکی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ مرگئی، اسکی ماں (زوجہ کوخاں) اور اسکا بیٹا محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس وقت سے ماوراءالنہر انہیں ترکوں کے قبضہ میں رہا تاآنکہ خوارزم شاہ علاءالدین محمد بن تکش نے ان سے چھین لیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کرآئے ہیں

قبل اس واقعہ کے ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جسمیں تاتاریوں کی قوت اور جماعت فنا ہوگئی اور وہ یہ ہے کہ انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ ترکستان کے پرلے حدود چین میں جاکر آباد ہوگیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشلی خاں نامی ایک شخص تھا

اس گروہ سے اور ان تاتاریوں سے جسکو بمقابلہ خوارزم شاہ ہزیمت ہوئی تھی بوجہ مجاورت جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی۔ جب کشلی خاں اور اسکے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی خبر ملی۔ اپنی عداوت قدیمہ کے نکالنے اور اپنے دشمن قدیم کی کمزوری سے فایدہ اوٹھانے کو اوٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں فراہم کیں اور طوفان کی طرح سے بدبخت تاتاریوں کو زیر کرنے کو بڑھا۔ ادھر تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عفو تقصیر کی درخواست کی اور یہ پیام بھیجا کہ "اگر آپ ہماری اعانت سے ذرا بھی پہلو تہی کرینگے تو ہم لوگ کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ لہذا قبل اسکے کہ وہ ہمارے سروں پر پہونچکر ہمکو زیروزبر کریں آپ ہماری امداد پر تیار ہو جائیں" اُدھر کشلی خاں بادشاہ ترک نے بھی مراسلہ بھیجا کہ "آپ ہم دونوں میں سے کسی ایک کی مدد نکریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آیندہ ہمارے اور آپ کی مصالحت رہے گی آپ ہم کو اور تاتاریوں کو نبٹ لینے دیں" خوارزم شاہ نے ہردو فریق کو ایسا جواب دیا کہ ہردو فریق کو خوارزم شاہ کی طرف سے اطمینان ہوگیا خوارزم شاہ اپنی فوجیں لئے رزمگاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے رہا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق اخیر تک یہی سمجھے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں چھڑ گئی۔ تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلے ترکوں نے قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منتظر تھا ترکوں کے ساتھ ہو کر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ جماعت کی جماعت کام آگئی۔ معدودے چند جاں بر ہوئے۔

فتحیابی کے بعد خوارزم شاہ نے کشلی خاں بادشاہ ترک کے پاس سفارت بھیجی اور اس امر کو ظاہر کیا کہ میری ہی امداد سے تاتاریوں کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی

ہے کشلی خاں نے اسکا اعتراف کیا اور شکر گذار ہوا، مدتوں دونوں میں مراسم اتحاد قائم رہے۔ ایک مدت کے بعد خوارزم شاہ اور کشلی خاں سے تاتاریوں کے شہروں اور مال واسباب کی تقسیم میں جھگڑا ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے جنگ سے پہلو تہی کرتا تھا مگر موقع پا کر چوکتا نہ تھا اور کشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے۔ چوروں اور بزدلوں کا کام ہے، بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پر آؤ،، خوارزم شاہ اس تاؤ میں نہیں آتا اور موقع کو ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ اسی اثناء میں کشلی خاں نے کاشغر، بلاد ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہوا اس خیال سے کہ ساش، فرغانہ، کاشان اور اسفیجاب پر بھی کشلی خاں قابض نہ ہو جائے ویران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو بلاد اسلام میں لا کر آباد کیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین مقامات میں شمار کئے جاتے تھے۔ آباد تھے۔ سرسبز تھے۔ خوش منظر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

بعد اسکے ترکوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کشلی خاں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا۔ جو مغل کے نام سے موسوم تھا۔ اس گروہ کا سردار چنگیز خاں تھا۔ کشلی خاں انکی لڑائیوں میں مصروف ہو گیا نہر کو عبور کر کے خراسان چلا گیا اور خوارزم شاہ کو اوسکے حال پر چھوڑ گیا تا آنکہ اسکے واقعات جو کچھ ہوئے ان کو ہم آیندہ بیان کرینگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خوارزم شاہ کا کرمان مکران اور سندھ پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تکش کے باپ کے امراء میں سے ایک امیر ابو بکر نامی تھا جسکو تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ابتداً یہ بہت غریب آدمی تھا، اونٹوں کی محافظت او

چرانے پر مامور تھا۔ قسمت نے یاوری کی خوارزم شاہ کی خدمت تک پہونچ گیا چلتا پرزہ اور ہوشیار تھا۔ ترقی کرکے سروان ہوگیا (سروان اس زمانہ میں پیشوائے مجاہدین کو کہتے تھے) کفایت شعار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارت کے عہدہ سے ممتاز کرکے قلعہ زوزن کا حاکم بنادیا ایک مرتبہ خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی "بلاد کرمان میرے مقبوضہ قلعہ سے ملا ہوا ہے اگر حضور والا میری اعانت پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرمادیں تو یہ خانہ زاد نہایت قلیل مدت میں کرمان پر قبضہ کرلے" خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ایک فوج اسکے ساتھ ۶۱۲ھ میں کرمان روانہ کی۔

ان دنوں کرمان کا والی محمد بن حرب ابوالفضل تھا جو عہد حکومت سنجری میں سجستان کا گورنر رہا تھا۔ ابو بکر تاج الدین نے پہونچتے ہی نہایت کم مدت میں کرمان کو مفتوح کرلیا۔ بعد اسکے کرمان کے اطراف کو رفتہ رفتہ سر کرکے اپنے دائرۂ حکومت کو سندھ تک بڑھالیا۔ سندھ کے مفتوح ہونے کے بعد ملک فارس کے شہروں میں سے شہر ہرمز پر جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقع ہے دھاوا کیا۔ شہر ہرمز کے والی کا نام ملنک تھا۔ ملنک نے اطاعت کی گردن جھکادی خوارزم شاہ کی شاہی اقتدار کو تسلیم کرلیا۔ ابو بکر تاج الدین نے بہت سا مال واسباب اس سے حاصل کرکے خوارزم شاہ کے دربار میں روانہ کیا۔

چونکہ ہرمز بہت بڑا بندرگاہ تھا۔ تجارتی جہاز کا مرکز تھا۔ اقصائے ہند، چین، یمن اور عمان وغیرہا کی کشتیاں یہاں آکر لنگر زن ہوتی تھیں اس وجہ سے بلاد مذکورہ کے حکمراں، والی ہرمز کے مطیع رہتے اور اسکی دوستی کو باعث فلاح وبہبودی سمجھتے تھے والی ہرمز کے مطیع ہوجانے سے ان بلاد کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے

نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن حکمراں کیش اور والی ہرمز سے مخاصمت اور عداوت کا سلسلہ جیسا کہ اس سے پیشتر تھا ویسا ہی قائم رہا دونوں والیان ملک میں مدت دراز سے اَن بن چلی آرہی تھی۔ دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی حریف کے ساحل پر نہیں جاتی تھی، اور خوارزم شاہ، سمرقند کے اطراف میں اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کشلی خاں بادشاہ ترک مبادا قبضہ نہ کرلے

خوارزم شاہ کا غزنی اور اسکے صوبہ پر قبضہ

خوارزم شاہ نے بلاد خراسان اور بامیان وغیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تاج الدین اور والی غزنی کو اپنے علم حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا۔

تاج الدین دز بعد سلاطین غوریہ غزنی پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ تم سلاطین غوریہ کے حالات میں پڑھ آئے ہو۔ تاج الدین نے اپنے اراکین دولت کو مجتمع کر کے خوارزم شاہ کے پیام کو سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قطلغ تکین (سلطان شہاب الدین غوری کا غلام) اور اسکے کل ہمراہی ایک زبان ہو کر بولے "مناسب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کیجئے۔ اس سے مقابلہ کی قوت ہم میں نہیں ہے۔ اسکے نام کا خطبہ پڑھئے اور سکہ مسکوک کرائے"، چنانچہ تاج الدین دز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیجدیا۔ اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا

بعد اسکے تاج الدین دز قطلغ تکین کو اپنا نائب بنا کر شکار کھیلنے چلا گیا قطلغ تکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا "میدان خالی ہے۔ جلد تشریف لائے، اور غزنی پر قبضہ کر لیجئے" چنانچہ خوارزم شاہ نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے غزنی پہونچ گیا۔ غزنی اور اسکے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ جسقدر غوری اور بالخصوص ترک ملے مار ڈالے گئے، تاج الدین دز کو اسکی اطلاع ہوئی۔ لاہور بھاگ گیا۔

خوارزم شاہ نے غزنی پر قابض ہو کر قطلغ تگین کو حاضری کا حکم دیا۔ سخت و سست کہا اور اپنے آقا و رفیق کے ساتھ بیوفائی کرنے پر گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا۔ چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب جزانہ میں وصول کر کے بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۳ھ یا بروائت بعض ۶۱۲ھ کا ہے۔ اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ

۵۹۰ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش نے الریا، ہمدان اور کل بلاد جبل کو قطلغ ایتانج بقیہ امراء سلجوقیہ سے لے لیا تھا۔ موید الدین ابن قصاب وزیر السلطنت خلیفہ ناصر لدین اللہ عباسی اس سے جھگڑ پڑا خوارزم شاہ نے اسکو دبا لیا اور قتل کر ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

بعد اسکے خوارزم شاہ محمد بن تکش دوسری مہم میں مشغول ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب سے پیش آگئے تھے غافل ہو گیا۔ تا آنکہ ۵۹۶ھ میں انتقال کر گیا بعد اسکے علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کا لڑکا سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ سلاطین سلجوقیہ کے موالی میں سے بہلوان یکے بعد دیگرے کل بلاد جبل پر قابض ہوتا گیا۔ ازبک بن بہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بدعہدی کی اور خوارزم شاہ کے علم حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں سے سب کے بعد جو حکمراں ہوا وہ اغمش (اغلمش) تھا۔ یہ ایک مدت تک علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا بعد اسکے ایک باطنی نے اسکو مار ڈالا۔ ازبک بن محمد بن بہلوان کو ملک گیری کی طمع دامنگیر ہوئی اصفہان، رے، ہمدان اور کل جبل پر دانت لگایا، سعد بن زنگی والی فارس کو بھی جسکو سعد بن دکلا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اپنے مقبوضہ ممالک پر حکومت خود سری کے اعلان کا شوق

چڑھ آیا۔ چنانچہ ازبک فوجیں مرتب کرکے صوبہ اصفہان کی جانب بڑھا اور اہل اصفہان کی موالات اور سازش سے قابض ہو گیا۔ رے، قزوین اور سمنان کو سعد زنگی نے دبا لیا اس طوایف الملوکی کی خبر خوارزم شاہ کو سمرقند میں ملی۔ ملک گیری کی ہوس بڑھی فوجیں فراہم کرکے ۶۱۴ھ میں دھاوا کر دیا اور ایک فوج ماوراء النہر اور ترکوں کی سرحد کی طرف روانہ کی۔ قومس میں پہونچکر بارہ ہزار سواروں کو لیکر فوج سے علیحدہ ہو گیا۔ اسکا مقدمۃ الجیش رے کے قریب پہونچ گیا۔ سعد زنگی رے کے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کرکے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے جو میری روک تھام کو آیا ہے سوار ہو کر لڑنے کو نکلا اور لڑائی چھیڑ دی لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ کی یہ فوج ہے میدان جنگ خالی کر دیا۔ خوارزمی لشکر نے گرفتار کر لیا۔

اس واقعہ کی خبر ازبک کو اصفہان میں پہونچی۔ خوارزم شاہ کے خوف سے تھرا گیا اصفہان کو خیرباد کہکر ہمدان کا راستہ لیا شارع عام کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑی دروں کو طے کرتا ہوا آذربایجان پہونچا۔ اپنے وزیر ابو القاسم بن علی کو معذرت نامہ لیکر اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا خوارزم شاہ نے اسکی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ازبک نے خراج سالانہ خوارزم شاہ کے خزانہ میں داخل کر دیا۔

ادھر نصرت الدین ابو بکر (سعد زنگی کا بیٹا) اپنے باپ کی گرفتاری کا حال سنکر کھل کھیلا۔ اپنے باپ کی معزولی کا اعلان کرکے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ادھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ قلعہ اصطخر خوارزم کو حوالہ کر دے اور باقی بلاد کا تیسرا حصہ مالیہ کا بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کی ایفا کی غرض سے سرداران دولت خوارزمیہ کو

قلعہ اصطخر پر قبضہ لینے کو سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہونچنے پر یہ معلوم ہوا کہ نصرت الدین ابوبکر اپنے باپ کے خلاف حکومت فارس پر قابض ہوگیا ہے اور وہ شہر حوالہ کرنے کے خلاف ہے سعد زنگی کے بعض امراء نے نصرت الدین ابوبکر کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا۔ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا شیراز میں لے گیا اور عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیکر حکمرانی کرنے لگا۔ خوارزم شاہ کو عباسی خلیفہ تسلیم کرکے اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔ گویا اس طرح پر ساوہ، قزوین، جرجان، ابہر، ہمدان، اصفہان قم، قاشان اور کل بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہوگیا۔ اسکے مصاحب اور امراء کل شہروں پر متصرف و مستولی ہوگئے۔ امیر طابین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا اور اپنے بیٹے رکن الدولہ نادر شاہ کو سبھوں کا افسر اعلیٰ بنایا۔ جمال الدین محمد بن سائق شادی کو اسکی وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

خوارزم شاہ کا خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست خلافت مآب کا انکار

جس وقت خوارزم شاہ محمد بن تکش کا قدم، حکومت و سلطنت پر جیسا کہ چاہیئے استقلال کے ساتھ جم گیا اور دائرہ حکومت وسیع ہوگیا ۶۱۴ھ میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جسطرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسیطرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جاوے خلافت مآب نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ فرمایا معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدینؒ سہروردی کو خوارزم شاہ کے پاس روانہ کیا۔

خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سہروردی کی بیحد عزت کی۔ نہایت تپاک سے استقبال کیا شیخ شہاب الدین نے تکلم کی ابتدا اس حدیث سے کی [1]...... خوارزم شاہ دو زانو بیٹھ کر کمال ادب سے سنتا رہا۔ جو کچھ عرض و معروض کیا ادب

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ شیخ بہت دیر تک وعظ و پند کرتا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جو بنو عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارہ میں تھے کمال خوبی سے بیان کئے۔ خوارزم شاہ نے گذارش کی حاشا للہ میں نے کبھی کسی بنی عباس کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی۔ شیخ کے وعظ سننے کا مجھ سے زیادہ استحقاق خلافت مآب کو ہے۔ مجھے ذریعہ معتبرہ سے یہ خبر ملی ہے کہ خلافت مآب کے حکم سے بنی عباس کا ایک گروہ مدت دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا ہے،، شیخ نے جواب دیا ،، خلافت مآب جب کسی شخص کو بنظر اصلاح اور تادیب قید کی سزا دیتے ہیں تو مورد الزام نہیں ہو سکتے۔ اسی اصلاح کی غرض سے عنان خلافت انکو دی گئی ہے ،، قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا۔ شیخ بغداد واپس آیا

بعض کا بیان ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا قصد کیا۔ کوچ و قیام کرتا عقبہ سراباد پہونچا۔ بیحد برف پڑا۔ حیوانات مر گئے۔ آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی، خلافت مآب کی طرف سے پیام لئے اس مقام پر خوارزم شاہ کے پاس پہونچا۔ وعظ و پند کیا۔ خوارزم شاہ کو خود کردہ پر ندامت ہوئی۔ عزیمت فسخ کر دی چنانچہ ۶۱۵ھ میں خوارزم واپس آیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

خوارزم شاہ کا اپنے لڑکوں پر ملک کا تقسیم کرنا

رے اور بلاد جبل وغیرہا پر فتوحات کاملہ حاصل کر لینے کے بعد اپنے ممالک مقبوضہ کو اپنے لڑکوں پر خوارزم شاہ نے یوں تقسیم کیا۔ خوارزم، خراسان اور مازندران ولیعہد قطب الدین ازلاغ شاہ کو دیا، غزنی، بامیان، غور، بست اور ہندوستان کے مقبوضات جلال الدین منکبرس کو مرحمت کیا، کرمان، کیس، مکران کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حاکم بنایا۔

جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا۔ لیکن یہ ولی عہد نہیں بنایا گیا اسوجہ سے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی ماں اور سلطان خوارزم شاہ کی ماں ترکمان خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں بیاروت کا قبیلہ ترکمان خطا کے قبیلہ یمک کی ایک شاخ ہے ترکمان خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش پر پورا پورا اثر تھا یہی وجہ تھی کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے قطب الدین اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولیعہد مقرر کیا۔

وزیر السلطنت محمد ابن احمد سنوی منشی کاتب جلال الدین منکبرس نے اسکے اور اسکے باپ علاء الدین محمد بن تکش کے حالات میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولیعہد کے دروازہ پر بعد صلوٰۃ پنجگانہ پنجوقتہ نوبت بجوانے کی اجازت دی تھی جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی، اس نوبت کو ذوالقرنین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ نقارے تعداد میں ستائیس تھے۔ سونا اور چاندی کے بنے تھے، جواہرات کی پچی کاری تھی۔ میں نے اسکی روایت کو دوسروں کی روایت پر اسوجہ سے ترجیح دی ہے کہ یہ اُن دونوں کے حالات سے بہ نسبت اوروں کے زیادہ واقف ہے۔

کرمان، مکران اور کیش پر موید الملک قوام الدین کا قبضہ تھا اور وہی ان مقامات کا واحد مستقل حکمراں تصور کیا جاتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے بعد موید الملک قوام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا، خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین پیر شاہ کو بجائے اسکے مقرر کیا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

موید الملک قوام الدین ایک معمولی بازاری آدمی تھا، قسمت نے یاوری کی بادشاہت کے درجہ تک پہونچ گیا اسکی ماں، نصرت الدین محمد بن ایذ والی زوزن کے محلسرا میں دایہ کی خدمت پر مامور تھی، موید الملک وہیں پیدا ہوا، وہیں نشوونما پائی، سن شعور کو پہونچا، نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند دنوں کے بعد نصرت الدین سے

سے نظام الملک کی شکایت کی "کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تاوان لیا ہے" سلطان نے اپنے ایک خواص کو اسکے قتل کا حکم دیدیا، ترکمان خاتون کو اسکی خبر لگ گئی، خواص کو اس فعل سے روک دیا۔ نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا اور سلطان اپنے حکم کو نافذ نہ کر سکا واللہ یؤید بنصرہ من یشاء۔

چنگیز خاں کا خروج ماوراء النہر پر قبضہ سلطان کی ہزیمت

واپسی عراق کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بمقام نیشاپور ۶۱۵ھ میں چنگیز خان کی سفارت، معاہدہ تجارت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے باریاب ہوئی چنگیز خاں نے سفیروں کی معرفت قیمتی قیمتی جواہرات، مشک کے نافے، عنبر اور ریشمی کپڑے بطور تحفہ بھیجے تھے، ملک چین اور اسکے متصلہ بلاد ترک کے مفتوح کر لینے کی اطلاع دی تھی اور معاہدہ تجارت و اتحاد لکھنے کی استدعا کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بیباکانہ تھا، سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خاں نے دھوکا اور فریب دینے کی غرض سے سفارت بھیجی ہے، اس وجہ سے نہ تو صاف طور سے معاہدہ کا اقرار کیا اور نہ انکار۔ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر مامور کر کے چنگیز خاں کے یہاں بھیجدیا۔ محمود خوارزمی نے واپس ہو کر چنگیز خاں کی تحریر کی تصدیق کی اور یہ خبر دی کہ چنگیز خان نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے شہر طوغاج پر بھی متصرف ہو گیا ہے، سلطان نے دریافت کیا" اسکے لشکر کی تعداد کیا ہے؟" جواب دیا "کچھ زیادہ نہیں ہے" سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خاں کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت و اتحاد لکھکر سفیروں کو واپس کر دیا۔

بعد اسکے چنگیز خان کے ملک کے چند تاجر تجارتی مال لیکر انزار آئے۔ ینال خاں (سلطان کا ماموں زاد بھائی) گورنر تھا، بیس ہزار فوج رکاب میں رہتی تھی۔ مال و اسباب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا دست درازی کی طمع دامنگیر ہوئی۔ شاہی دربار میں رپورٹ کر دی کہ یہ تاجر نہیں ہیں بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں، سلطنت کی طرف سے

انکی نگرانی کا حکم صادر ہوگیا، نیال خاں کو موقع مل گیا، بجائے نگرانی ان لوگوں کو پوشیدہ طور سے قتل کرکے مال و اسباب ضبط کر لیا۔

چنگیز خاں کو اسکی خبر لگی۔ سلطان کو ناراضی اور تہدید کا خط لکھا، بدعہدی پر نفرین کا اظہار کیا سلطان نے چنگیز خان کے ایلچی کو بجائے جواب دینے کے مارڈالا۔ اور اس خیال سے کہ مبادا چنگیز خان اس خبر کو سنکے خوارزم پر چڑھ نہ آئے سمرقند کی قلعہ بندی کی اور فوجیں مرتب کرکے چنگیز خاں کے ملک پر چڑھ گیا۔ رعایا سے تین برس کا خراج پیشگی وصول کیا دو برس کا خراج مصارف جنگ کے لئے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے برس کا خراج سمرقند کے محافظوں کو عنایت کیا۔ چنگیز خان اندنوں اپنے ملک میں موجود نہ تھا۔ کشلی خاں بادشاہ ترک سے جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا۔ سوائے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے کوئی نہ تھا خوارزم شاہ نے ان پر چھاپا مارا۔ قتل و غارت کرکے جو کچھ ہاتھ لگا لیکر واپس ہوا۔ ہنوز خوارزم شاہ اپنی سرحد میں داخل نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خاں کو اسکی اطلاع ہوگئی۔ فوراً تعاقب پر روانہ ہوگیا، خوارزم شاہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ سخت معرکہ پیش آیا۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ کٹ گیا۔ تین دن تک مسلسل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا، جیحوں پر پہونچکر تاتاریوں کے نتیجہ کے انتظار میں قیام کیا۔ چنگیز خاں نے تعاقب کی غرض سے قدم بڑھایا۔ خوارزم شاہ نے جیحوں کا مورچہ بھی خالی کردیا اور اپنی فوج کو ماوراءالنہر، انزار، بخارا، سمرقند، ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خاں کے طوفان بے امتیازی کی روک تھام کی غرض سے پھیلا دیا۔ آہ تابخ کو جو اسکا ایک نامی سردار ہونے کے علاوہ حاجب تھا، بخارا کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنگیز خاں نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار لڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ چنگیز خان نے بزور تیغ لے لیا۔ امیر نیال خاں جسنے چنگیز خاں کے تاجروں کو قتل کرکے مال و اسباب چھین لیا تھا گرفتار ہوکر پیش کیا گیا چنگیز خان نے چاندی پگھلوا کر کانوں اور آنکھوں میں ڈلوادی، مرگیا، بعد اسکے بخارا

کی طرف بڑھا شہر کو امان وصلح سے مفتوح کر کے قلعہ بخارا پر محاصرہ ڈالا۔ اہل قلعہ چند دنوں لڑے۔ بالآخر سبھوں نے ہتھیار ڈال دیئے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اسکی خونریزی کے ہاتھوں سے بچ جائینگے لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس نے انکے ساتھ بدعہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے سبھوں کو گرفتار کر لیا اور قتل کا حکم دیدیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی۔ اہل سمرقند بھی اسی کشتی پر سوار کر کے اُتارے گئے انکے ساتھ بھی اہل بخارا کا سا برتاؤ برتا گیا یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

بعد اسکے سلطان خوارزم شاہ کی ماں کے چند قرابت مندوں نے جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے چنگیز خاں کو خط لکھا۔ خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس خط کو ایک ایسے شخص کی معرفت روانہ کیا کہ اس نے اس خط کو سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا سلطان نے غور سے پڑھا۔ اپنی ماں اور اسکے قرابت مندوں کی طرف سے مشتبہ و بدگمان ہو گیا

خوارزم شاہ کا خراسان بعد ازاں طبرستان کی طرف جانا اور موت

جس وقت سلطان خوارزم شاہ کو انزار، بخارا اور سمرقند پر چنگیز خاں کے قبضہ کر لینے کی خبر موصول ہوئی اور گورنر بخارا معدودے چند اشخاص کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہونچا، اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جیحوں کو عبور کیا۔ تاتاریوں کا گروہ (جو اسکے رکاب میں تھا) اور نیز علاء الدین والی قندہار سلطانی موکب سے علیحدہ ہو کر واپس آیا۔ اس سے لوگوں کے قلوب ہل گئے، خوف اور ہراس کی کوئی انتہا نہ رہ گئی۔

چنگیز خان نے بیس ہزار سواروں کو خوارزم شاہ کے تعاقب پر مامور کیا۔ یہ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انکو چنگیز خاں نے خراسان کے غرب کے تاراج کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مغربی خراسان کو تاخت و تاراج کیا۔ لوٹ مار کرتے بلاد ہیجور تک پہونچ گئے۔ جس طرف سے گزرے کھیتوں اور باغات کو ویران آبادی کو برباد اور پیٹر میدان کر دیا۔ سلطان خوارزم شاہ بحال پریشان نیشاپور پہونچا لیکن مغربی تاتاریوں کے تعاقب

نے نیشاپور میں بھی قیام نہ کرنے دیا۔ عراق کی طرف چلا گیا اور مال و اسباب کو ایک قلعہ میں ودیعت کے طور پر رکھ گیا۔

نسّوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امیر تاج الدین بسطامی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا عراق تک پہونچا مجھے حاضری کی اجازت دی، اسکے روبرو دس بڑے صندوق موتیوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے جسکی قیمت کوئی نہیں لگا سکتا تھا۔ ان میں سے دو صندوق میں قیمتی قیمتی جواہرات بھرے تھے جسکی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہوگی مجھکو سلطان نے قلعہ اردہز میں بطور امانت رکھ آنے کا حکم دیا۔ قلعہ اردہز نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور قلعہ میں پہونچا دینے کی رسید لیکر شاہی دربار میں حاضر کردی۔ بعد اسکے جب چنگیز خاں نے عراق کو فتح کیا تو ان صندوقوں کو بھی لے لیا۔

قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے مازندران کی طرف گیا اور مغربی تاتار اسکے تعاقب میں تھے مجبوراً مازندران کو چھوڑ کر ہمدان کے نواح میں چلا گیا۔ مغربی تاتاریوں نے چھاپا مارا خوارزم شاہ کسی طرح بچ کر بلاد جبل پہونچا۔ اسکا وزیر عماد الملک محمد بن ...[1] اس واقعہ میں مارا گیا۔ ساحل بحر پر ایک گانوں میں قیام پذیر ہوا۔ جیسا کہ اسکی نیک عادت تھی صلوٰۃ تسبیح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہوا۔

چنگیز خانی تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو یہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ دوبارہ چھاپا مارا خوارزم شاہ کشتی پر سوار ہوکر دریا عبور کر گیا اور خونریز تاتاری اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔ خائب و خاسر واپس ہوئے۔ خوارزم شاہ نے دریاے طبرستان کے ایک جزیرہ میں پہونچکر طرح اقامت ڈالی اور وہیں رہنے لگا۔ مرض الموت نے آکر گھیر لیا۔ اعیان مازندران تیمارداری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اگر زمانہ نے پلٹا کھایا تو اس خدمت کے صلے میں خوارزم شاہ ان کو

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے۔

جاگیریں دیگا۔ صوبجات کی گورنری پر مامور کریگا۔ لیکن خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ ۶۱۷ھ میں موت کے آغوش میں ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ اور اسی جزیرہ میں دفن کر دیا گیا۔ اکیس سال حکومت کی۔ جلال الدین منکبرس (خوارزم شاہ کا بیٹا) نے اہل مازندران کی کل امیدوں کو جو خوارزم شاہ سے متعلق تھیں پوری کیں۔

خوارزم شاہ نے بوقت وفات اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین اولاغ شاہ کو ولیعہدی سے برطرف کر دیا۔

ترکمان خاتون (مادر خوارزم شاہ) کو خوارزم میں ان واقعات کی خبر موصول ہوئی۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ چنگیز خانیوں کے خوف سے خوارزم کو چھوڑ دینے کا قصد کیا۔ تقریباً بیس سرداران لشکر اور اُن بادشاہوں کو جو اسوقت خوارزم میں قید تھے قتل کر کے بھاگ نکلے مازندران کے قلعات میں سے قلعہ ایلان میں پہونچکر قیام اختیار کیا۔

مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے دریا سطرستان کو خوارزم شاہ کے عبور کر جانیکے بعد واپس ہوئے مازندران پر یلغار کیا۔ چنانچہ مازندران کے کل قلعات کو سر کر لیا۔ جو کچھ مال اسباب ومال تھا لوٹ لیا۔ مازندران کے قلعات نہایت مضبوط و مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانہ میں مفتوح نہیں ہوئے تھے۔ جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ بلاد کو مفتوح کیا تھا اور انکی حکومت کا پھریرا عراق سے اقصائے خراسان تک کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا اسوقت بھی یہ قلعات مسخر نہیں ہوئے تھے مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ ۹۰ھ میں بزمانہ حکومت سلیمان بن عبدالملک (بنو امیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا) یہ قلعات مفتوح ہوئے تھے بعد اسکے چنگیز خانی ترکوں نے یکے بعد دیگرے کل قلعات کو سر کیا۔ قلعہ ایلان میں ترکمان خاتون پر محاصرہ ڈالا تا آنکہ اس قلعہ کو بھی صلح کے ساتھ مفتوح کر لیا اور ترکمان خاتون کو گرفتار کر لیا۔

فاضل ابن اثیر کا بیان ہے کہ مغربی تاتاریوں نے اور ترکمان خاتون سے جبکہ وہ خوارزم

سے مازندران کی طرف بھاگ کر آرہی تھی اثنار راہ میں مڈبھیڑ ہوگئی چاروں طرف سے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا۔ ترکمان خاتون کے علاوہ اور شاہزادیاں بھی جو اسکے ہمراہ تھیں گرفتار کر لی گئیں۔ تاتاریوں نے اُن کو اپنے گھروں میں ڈال لیا۔ دوش خاں ولد چنگیز خان نے بھی ان میں سے ایک شاہزادی سے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون نہایت ذلت اور مسکنت سے تاتاریوں کے قید میں رہی۔ چنگیز خان کی طرف سے اسکو بھی ایک خوان کھانا ملتا تھا جیساکہ اور شاہزادیوں کو ملتا تھا نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خاں کے قبضہ میں پڑ گیا۔ چونکہ چنگیز خاں کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اسوجہ سے اس کی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ پھر جب دوش خاں نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا۔ جنمیں گانے والی چند عورتیں بھی تھیں انمیں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹکرا دیا اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ اور نظام الملک کے یہاں جاکر پناہ لی۔ اس خادم نے چنگیز خاں سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک کو اس عورت کی آشنائی سے متہم کیا۔ چنگیز خاں نے وزیر نظام الملک کو سر دربار طلب کر کے اس جرم کا مجرم قرار دیکر مار ڈالا۔

خوارزم شاہ کی وفات کے بعد تاتاریوں کا عراق سے آذربایجان وغیرہ کی طرف قتل و غارت کرتے ہوئے جانا

مغربی تاتاری ۶۱۸ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش کے تعاقب میں رے پہونچے اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف لوٹے۔ اثنار راہ میں جو دیہات، قصبات اور شہر ملے تاراج کر ڈالے۔ اہل ہمدان نے اس طوفان بے امتیازی کی کی آمد کی خبر پاکر مال و اسباب، قیمتی قیمتی کپڑے اور مویشیاں جسقدر فراہم کر سکے فراہم کر کے بحکم ع دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ + تو ٹیرے تاتاریوں کے پاس حاضر کر دیا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ سے انکی عزت و آبرو اور جان بچ گئی۔ زنجان کی طرف بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کیا۔ یہ بھی بال بال بچ گئے۔ قزوین پر دھاوا کیا اہل قزوین خم ٹھوک کر مقابلہ پر

آئے۔ لڑے، مغربی تاتاریوں نے ان پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ لڑکر ان کو سر کیا بےحد خونریزی ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قزوین میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ بعد اسکے جاڑے کا موسم آگیا۔ برف گرنا شروع ہوگئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ انکی عادت تھی آذربایجان کی طرف روانہ ہوئے۔ اسوقت ازبک بن بہلوان والی اذربایجان تبریز میں مقیم تھا۔ لہو ولعب میں مصروف، خواہشات نفسانی میں منہمک انتظام ملک سے غافل رنگ رلیاں میں پڑا ہوا تھا۔ اسکو یہی سوجھ پڑا کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط وکتابت کرکے کچھ دے کر اپنے کو انکے شر سے بچالیا، سیلاب کی طرح موقان کی طرف واپس ہوئے تاکہ جاڑے کا موسم کسی ساحل پر قیام کرکے گذاریں۔

بعد اسکے بلاد کرج پر چڑھائی کی۔ کرج نے مقابلہ کیا۔ سینہ سپر ہوکر لڑے لیکن تاتاری طوفان کو روک نہ سکے میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے نہایت بیرحمی سے پامال کیا۔ ادھر کرج نے ازبک والی آذربایجان اور اشرف بن عادل بن ایوب والی خلاط کی خدمت میں ایلچی بھیجے تاتاریوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی اُدھر اقرش (ازبک کا ازاد غلام) تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکمان اور اکراد کی فوج کثیر اسکے رکاب میں تھی تاتاریوں کے ساتھ کرج پر چڑھ گیا قتل و غارت کرتے ہوئے بلقین (بلقان) تک پہونچ گئے کرج خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے اقرش سے مقابلہ ہوا بعد اسکے تاتاریوں نے یلغار کیا کرج کو ہزیمت ہوئی کرج کی بیشمار فوج کٹ گئی۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۶۱۷ھ کا ہے۔

مغربی تاتاری مہم کرج سے فارغ ہوکر مراغہ کی جانب لوٹے۔ تبریز ہوکر گزرے۔ والی تبریز نے جیسا کہ اسکی عادت تھی اسی طرح پیش آیا۔ تحایف اور ہدایا پیش کئے۔ جو کچھ ہوسکا نقد وجنس جمع کرکے نذر کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے مراغہ پہونچے۔ مراغہ کی والیہ ایک عورت تھی۔ چند دن تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر ماہ صفر ۶۱۸ھ میں تاتاریوں نے دبا لیا۔ اور جی کھول کر پامال کیا۔

مراغہ سے فارغ ہو کر اربل پر یلغار کیا مظفر الدین بن ...... اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے بدر الدین والی موصل سے امداد طلب کی۔ بدر الدین نے مظفر الدین کی کمک پر فوجیں بھیجیں اور خود سرحدی بلاد کی حفاظت کی غرض سے تیار ہوا۔ اتنے میں خلیفہ ناصر کا فرمان آپہونچا۔ لکھا تھا کہ "تم معہ اپنی فوج دقوقا میں جاکر قیام کرو اور عراق میں تاتاریوں کو گھسنے نہ دو" چنانچہ اسلامی فوجیں دقوقا میں مجتمع ہوئیں، خلیفہ ناصر نے اپنے مملوک لشتمر (قشتمر) کو آٹھ سو نامی نامی سرداران کی جمعیت سے مظفر الدین کی کمک کو روانہ کیا اور کل لشکر کی قیادت مظفر الدین کو مرحمت فرمائی۔ لیکن دونوں حریف ایک دوسرے سے خائف و مرعوب ہو کر باہم تیغ و سپر نہ ہوئے۔

اسلامی لشکر کے متفرق ہونے کے بعد تاتاری طوفان ہمدان کی طرف بڑھا۔ ہمدان میں ان لوٹیروں کی طرف سے ایک شحنہ اسی زمانہ سے رہتا تھا جبکہ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ شحنہ کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مال اسباب اور زر نقد وصول کر کے حاضر کر دے ہمدان کا رئیس ایک نہایت شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روتے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے۔ کل حالات بتلائے شحنہ کے جبر و تعدی کی شکایت کی، رئیس علوی نے جواب دیا "سوائے اسکے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے کوئی چارہ کار نہیں ہے" اہل ہمدان بگڑ گئے، سخت و سست کہا اور تاتاریوں کے شحنہ کو ہمدان سے نکال دیا تاتاریوں سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی، ہمدان کے قریب ایک قلعہ میں جاکر قلعہ بند ہو گیا۔ تاتاریوں نے شہر پر یلغار کیا اور بزور تیغ شہر پر قبضہ کر کے خون کا دریا بہا دیا، کئی دن قتل عام ہوتا رہا۔

ہمدان سے فارغ ہو کر تاتاریوں نے آذربائیجان کی جانب معاودت کی، اردبیل پر قبضہ کر کے اہل اردبیل کو قتل، انکے مکانات کو ویران کھیتوں اور باغات کو برباد و تباہ کر دیا۔ بعد اسکے تبریز کی باری آئی، ہنوز تاتاری تبریز تک نہیں پہونچے تھے کہ اوزبک بن پہلوان والی

آذربایجان وآران نے تاتاریوں کے خوف سے تبریز چھوڑ دیا۔ نقجوان کی طرف چلا اور اپنے اہل وعیال کو خوی بھیجدیا۔ شمس الدین طغرامی تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر اُٹھ کھڑا ہوا شہر کی عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ اہل شہر کو مجتمع کر کے تسلی وتشفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گر تاتاری پہونچ گئے۔ اہل شہر کی مستعدی اور حفاظت کا حال سنکر حملہ سے رکے اور اہل شہر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین ومقرر مال دیکر انکے ظلم وستم سے اپنے کو بچالیا۔

تاتاری لوٹیرے تبریز کو چھوڑ کر شہر سراد پر چڑھ گئے اہل شہر کو اپنی غارتگری اور لوٹ کا نشانہ بنایا تباہ وبرباد کر کے بلقان کی جانب بڑھے۔ ہر چہار طرف سے محاصرہ کر لیا ہنوز جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور ایلچی شرائط صلح طے کرنے کو اہل شہر کے پاس بھیجا۔ اہل شہر کی شامت آئی۔ تاتاری سردار کو مار ڈالا پھر کیا تھا۔ ماہ رمضان ۶۱۸ھ میں بزور تیغ شہر پر قبضہ کر لیا، ایک قیامت برپا ہوگئی۔ قتل وغارتگری کے دروازے کھل گئے، مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ بلا امتیاز مرد، عورت، جوان اور بوڑھے قتل کئے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کیا۔ عورتوں کی بے آبروئی کرتے اور پھر انکو قتل کر ڈالتے تھے۔ غرض کہ کوئی قبیح فعل ایسا نہ تھا کہ جسکو ان لوٹیرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب وجوار کے دیہات اور قصبات ویران وبرباد ہوگئے۔ آبادی اور انسانوں کا کہیں نشان باقی نہ رہا

بیلقان کو برباد کر کے اران کے پایہ تخت گنجہ پر چڑھائی کی۔ اہل گنجہ نے معقول طور پر قلعہ بندی کر لی تھی۔ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار پر مہیا کر لیا تھا۔ تاتاریوں نے یہ رنگ دیکھ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی، چنانچہ اہل گنجہ نے جو کچھ تاتاریوں نے مطالبہ کیا دیکر مصالحت کر لی۔

مصالحت گنجہ کے بعد آذربایجان اور آران کے صوبہ میں کوئی شہر انکے دستبرد

سے باقی نہ رہا کسی کو مصالحت سے اور کسی کو لڑ کر سر کیا۔ اس صوبہ میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا جس پر کرج کا قبضہ تھا پس تاتاریوں نے کرج کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ کرج انکی آمد سے بہت پہلے مطلع ہو گئے تھے، فوجیں، غلہ کے ذخیرے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ فراہم کر رکھا تھا۔ سینہ سپر ہو کر اپنی سرحد سے نکل کر تیغ دسپر ہوئے کرج کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ تاتاریوں نے کرج کو مار کر پیچھے ہٹادیا تقریباً تیس ہزار کرج میدان میں کام آ گئے۔ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقین میں جا کر دم لیا۔ کرج کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور انکو مرتب کر کے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا لیکن کرج ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چرا کر اولٹے پاؤں بلقین واپس آئے۔ تاتاریوں نے کرج کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا جس طرح سے چاہا برباد کیا۔ لیکن ملک کے اندرونی حصہ کو اس وجہ سے تاراج نہ کر سکے کہ راستہ نہایت دشوار گزار اور تنگ تھا کثرت سے درے اور سر بفلک پہاڑ کھڑے تھے۔

بلاد کرج سے واپس ہو کر دربند شروان کی طرف قدم بڑھایا۔ شہر شماخی پر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ تاتاری لڑتے بھڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہونچ گئے۔ سیڑھیاں نہ تھیں شہر پناہ پر کس طرح چڑھتے۔ مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ٹیلہ سا بنا لیا اور اسکے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ جو سامنے پڑا مار ڈالا گیا جو مال نظر آیا لوٹ لیا گیا۔ کوئی بھی انکے ظلم و ستم سے نہ بچا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔

شماخی کی تاراج سے فارغ ہو کر دربند کو عبور کرنے کا قصد کیا لیکن عبور نہ کر سکے شروان بادشاہ دربند شروان کے پاس پیام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ہمارے پاس بھیجدو، شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیجدیا۔ تاتاریوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا باقی ماندگان کو گرفتار کر لیا دھمکی دی "کہ اگر تم ہمکو دربند کے عبور

کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمکو بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح مار ڈالیں گے"، چنانچہ ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے دربند کو عبور کرنے کا راستہ بتا دیا بلکہ انہیں لوگوں کی رہبری کی وجہ سے دربند کو عبور کرکے دربند شروان کی کشادہ زمیں اور ہموار ملک میں پہونچ گئے

اس صوبہ میں قفچاق، لان، لکنر اور بہت سے جرگے ترکوں کے آباد تھے جسمیں سلمان بھی تھے اور کفار بھی۔ تاتاریوں نے ان لوگوں پر یلغار کیا، عام طور سے کل باشندوں پر بلا امتیاز قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ قفچاق اور لان نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لوٹیرے تاتاری انکو مغلوب نہ کر سکے۔ میدان سے واپس ہو کر قفچاق کو پیام دیا کہ آؤ ہم اور تم صلح کر لیں ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں۔ لان سے ہمکو بنٹ لینے دو۔ تم لوگ لان کو بلا وجہ امداد دیتے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہو اور نہ ایک مذہب کے"، قفچاق اس دم پٹی میں آگئے۔ لان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے انکے شہروں پر قبضہ کرکے قفچاق پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ جو قفچاق والے دور و دراز مقامات پر رہتے تھے ان میں سے بہتیرے بلاد روس میں چلے گئے، بہتیروں نے پہاڑوں اور جنگل میں جاکر پناہ لی۔ قفچاق صلح کا خواب دیکھتے ہی رہے اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ انکے شہروں کو بھی سر کر لیا۔ قفچاق کا بیحد زرخیز اور سب سے بڑا شہر سراے (سوداق) کو بھی لے لیا جو دریائے نیطش متصل خلیج قسطنطنیہ پر واقع تھا اور جنکو قفچاق کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندگان نے بھی بخوف جان و آبرو پہاڑوں میں جاکر بسیرا لیا اور بعض نے بلاد روم قلیج ارسلان کی حکومت میں جاکر سکونت اختیار کی۔

بعد اسکے تاتاریوں نے ۶۲۰ھ میں بلاد قفچاق سے روس کی مملکت کا قصد کیا۔ روس کا ملک، قفچاق کے ملک سے ملا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی۔ یہاں کے رہنے والے مذہب عیسائی کے پابند تھے روسیوں نے انکی آمد کی خبر پاکر فوجیں مرتب اور مہیا کیں اور اس قصد سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہیئے، نکل پڑے، قفچاق کی بھی فوجیں

روسیوں کے ساتھ تھیں تاتاریوں نے یہ سنکر کہ روس جنگ کو آرہا ہے پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کر کے کہ تاتاری جنگ و مقابلہ سے جی چرا رہے ہیں بڑھے۔ کئی منزل تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے تھے دوسرے دن روسی اُس پر قابض ہو جاتے تھے بالآخر تاتاریوں نے پلٹ کر حملہ کیا۔ روسی اور قفچاقی مقابلہ نہ کر سکے پسپا ہوئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارتگری شروع کر دی بیحد خونریزی ہوئی۔ ہزاروں قید کر لئے گئے باقی ماندگان اپنے ملک سے دست کش ہو کر کشتیوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے تاتاریوں نے انکے ملک پر قبضہ کر لیا۔

روس اور قفچاق کو سر کر کے ان لوٹیروں نے آخری ۶۲۰ھ میں بلغار پر دھاوا کیا اہل بلغار نے انکی آمد کی خبر پاکر مقابلہ کی تیاری کی۔ چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھایا اور باقی ماندہ فوج مقابلہ کی غرض سے میدان میں آئی۔ تاتاریوں سے تیغ و سپر ہوئی۔ بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی۔ تاتاری جوش مردانگی میں بڑھنے لگے تا آنکہ کمینگاہ سے نکل آئے بلغاری فوج نے کمینگاہ سے نکل کر تاتاریوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور بلغار کی وہ فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی تلواریں کھینچ کر پلٹ پڑی تاتاریوں کو دو طرف کی مار نے پریشان کر دیا۔ گھبرا گئے کچھ بنائے نہ بنی سب کے سب کام آگئے، معدودے چند کسی طرح جان بچا کر بھاگے اور چنگیز خاں سے طالقان میں جا کر ملے۔ قفچاق اپنے ملک واپس آئے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔ یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے غربی شہروں کے تاراج کرنے کو گئے تھے۔

اخبار خراسان بعد وفات خوارزم شاہ	تم اوپر خوارزم شاہ کی وفات اور مغربی تاتاریوں کا اسکے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملکوں کو تاراج کرنے کے واقعات

پڑھ آئے ہو۔

چنگیز خاں نے خوارزم شاہ کی ہزیمت اور فرار کے بعد جس وقت کہ وہ سمرقند میں تھا اپنی فوج کو چند حصوں پر منقسم کیا۔ ایک حصہ کو ترمذ کی طرف روانہ کیا جس نے کلات پر دھاوا کیا جو جیحوں کی جانب نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ بنا تھا۔ اس قلعہ کو اور نیز اسکے گرد ونواح کے مقامات کو ان لوگوں نے سر کر لیا نہایت بے رحمی سے تاخت تاراج کیا دوسرے حصہ کو فرغانہ کو پامال کرنے پر مامور کیا۔ تیسرے حصہ کو خوارزم کی طرف چوتھے حصہ کو خوزستان اور پانچویں کو خراسان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان کے سر کرنے پر مامور ہوا تھا اس نے بلخ پر یلغار کیا ۶۱۷ھ میں صلح اور امان سے فتح کیا۔ نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارتگری سے اپنے ہاتھ کو رنگا۔ اپنے شحنہ (پولیٹیکل افسر) کو بلخ میں ٹھہرا کر زوزن، میمند، اندخوی اور فاریاب کی طرف روانہ ہوا صلح اور آشتی سے ان شہروں پر قبضہ حاصل کیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ صرف یہ خدمت ان لوگوں سے لیجاتی تھی کہ انکے ساتھ ہو کر انکے مخالفوں سے لڑنا پڑتا تھا۔ بعد اسکے طالقان پر پہونچے۔ طالقان ایک وسیع صوبہ چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اسمیں ایک قلعہ منصور کو نامی تھا۔ جسکی مضبوطی اور استحکام کو دوسرے قلعہ نہیں پہونچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ پر محاصرہ ڈالا۔ چھ ماہ کامل محاصرہ کئے رہے کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تھی نہ آئی۔ چنگیز خاں یہ سنکر خود اس قلعہ کے محاصرہ پر آیا علاوہ چھ ماہ سابق کے چار ماہ اور محاصرہ ڈالے رہا۔ لیکن سر نہ ہوا۔ روزانہ لڑائی ہوتی تھی نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خاں نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائے اور اسکو قلعہ کے مقابل جمع کر کے اسپر مٹی ڈالنے پھر اسپر لکڑیاں رکھے اور مٹی ڈالے تاآنکہ قلعہ کی بلندی کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ بن جائے۔ فوج نے نہایت تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی، اہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے مفتوح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ دفعۃً حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ مارنے دھاڑتے نکل گیا۔ پہاڑوں اور جنگلوں کو طے کرتا ہوا بچ گیا باقی رہے

پیادے۔ وہ مار ڈالے گئے۔ تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہوکر قتل عام شروع کر دیا جسکو دیکھا مار ڈالا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔

بعد اسکے چنگیز خان نے اپنے داماد قفجاق تویں کو خراسان، مرو اور ساوا کی جانب روانہ کیا اگرچہ قفجاق انہیں لڑائیوں میں کام آگیا لیکن تاتاریوں نے محاصرہ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ برابر حصار کئے ہوئے لڑتے رہے تاآنکہ کامیاب ہوگئے۔ خون کی ندیاں بہادیں۔ دیہات قصبات اور شہر ویران ہوگئے۔ ہو کا عالم ہوگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی قتل کئے گئے۔ مُردوں کی ہڈیوں کے بڑے بڑے ٹیلے بن گئے۔

سرداران بنو حمزہ جس زمانہ میں خوارزم شاہ تکش نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ سے خوارزم میں تھے تاتاریوں کے مظالم سنکے اختیار الدین جنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لئے واپس کیا۔ چنانچہ اس نے خوارزم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نظم و نسق و درستی شہر پناہ میں مصروف ہوا۔

خراسان کے سر ہونے کے بعد چنگیز خاں نے اپنے بیٹے کو شہر مرو کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ اور اُن مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے کا حکم دیا جن کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ باول ناخواستہ بخوف جان و آبرو تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اسوقت اُن باقی ماندگان کا ایک جم غفیر مجتمع تھا جو گذشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جنکی تعداد دو لاکھ سے زاید تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی اور اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نکرتے تھے۔ تاتاریوں نے پہونچکر جنگ چھیڑ دی۔ معرکہ کارزار شروع ہوگیا جس قدر ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ بالآخر چوتھے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا تاتاری نہایت بیرحمی سے قتل کرنے لگے پانچ دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہے۔ حاکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امن دینے کا

وعدہ کیا، حاکم مرو نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا تاتاری دربار میں حاضر ہوا۔ چنگیز خان کے بیٹے نے اولاً نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خلعت دی بعد اسکے حاکم مرو کو حکم دیا کہ جائزہ کی غرض سے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جوں ہی کل لشکر آگیا گرفتار کر لیا لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے رؤسا شہر، تجار، کاریگران اور مہاجنوں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں مرتب کرائیں اور اُن سب کو معہ اہل وعیال حاضری کا حکم دیا، چنگیز خان سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اُس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اسکے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنگیز خان نے بلا پس وپیش ان لوگوں کی گردن زنی کا حکم صادر کیا۔ بات کی بات میں قتل کر دیئے گئے۔ امراء، رؤساء، تجار اور مہاجنوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کئے گئے۔ بعض تو زدوکوب کے صدمہ سے مر گئے اور بعض مال نہ دینے کی وجہ سے زندہ درگور قبروں میں دفن کر دیئے گئے، حصول زر کی آرزو میں مردوں کی قبریں کھود ڈالیں غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے جو جو مظالم کر سکتے تھے کئے۔ عوام الناس کو جنمیں مرد بھی تھے۔ عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس قتل عام اور غارتگری سے فارغ ہو کر شہر میں آگ لگا دی جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ مال ہی کی تلاش اور جستجو میں سلطان سنجر کی قبر کو کھود ڈالا۔ اس واقعہ کے چوتھے دن باقی ماندگان اہل شہر پیش ہوئے جو اسوقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنگیز خان نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دیدیا جنکی تعداد سات ہزار سے کم نہ تھی۔

مرو کو تاراج کر کے نیشاپور کی طرف بڑھے۔ پانچ روز تک محاصرہ کئے رہے۔ چھٹے روز تلوار کے زور سے شہر فتح کر لیا۔ نیشاپور والوں کے ساتھ وہی سلوک کئے جو انہوں نے اہل مرو کے ساتھ کئے تھے۔ بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں اور اضافہ ہوا۔ پندرہ روز نیشاپور میں ٹھہرے رہے قتل وغارتگری کا بازار گرم رہا۔

نیشاپور سے فارغ ہو کر چنگیز خاں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ طوس کی طرف روانہ کیا۔ طوس میں بھی وہی مظالم کئے جسکے وہ عادی ہو رہے تھے۔ شہر کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا کے مشہد کو منہدم کر ڈالا۔ خلیفہ رشید کے مقبرہ کو زمیں دوز کر دیا۔ قتل و غارتگری کرتے ہوئے ہرات کی جانب بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ دس دن تک محاصرہ ڈالے رہے۔ آخر کار یہ بھی سر ہو گیا۔ بہتیروں کو قتل کیا، جو باقی رہ گئے انکو امن دی اور ان پر ایک شحنہ مقرر کر کے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوئے جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

تاتاریوں کی روانگی کے بعد اہل ہرات نے انکے شحنہ کو مار ڈالا۔ پس جسوقت تاتاری جلال الدین سے شکست کھا کر واپس ہوئے اور شحنہ کے قتل کا واقعہ سنا بھرا گئے۔ ہرات میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ مکانوں میں آگ لگا دی۔ شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔ ہرات کے نواح میں غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ المختصر ہرات اور اسکے نواح کو تاراج کر کے چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے آئے۔ چنگیز خان طالقان میں خاموش نہیں بیٹھا تھا بلکہ صوبہ خراسان کے بقیہ شہروں کے تاراج کو فوجیں بھیج رہا تھا۔ جو یکے بعد دیگرے شہروں کو تاراج کر رہی تھی۔ تا آنکہ کل صوبہ خراسان برباد و تباہ ہو گیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کئے ۶۱۷ھ میں کئے۔ اہل خراسان بہتیرے فنا ہو گئے جو باقی رہ گئے وہ دوسرے شہروں میں جا کر قیام پذیر ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کرینگے۔

سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاری: ادھکا غزنی میں قیام جسوقت سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرہ میں جان بحق تسلیم کی۔ اسکی اولاد دلبر کردگی جلال الدین منکبرس، جو کہ اسمیں سب سے بڑا تھا۔ خوارزم کی طرف روانہ ہوئی۔

خوارزم پر ترکماں خاتون مادر خوارزم شاہ محمد بن تکش کی واپسی کے بعد ایک شخص عیار دل میں سے قابض ہو گیا تھا اور اس نے خوارزم پر پوری طور سے تصرف حاصل کر لیا تھا۔ جلال

کے ساتھ بدسلوکی شروع کردی اوباشوں کی بن آئی۔ لوگوں کے مال وزر پر دست درازی کرنے لگے۔ اتنے میں شاہی دیوان کے امراء خوارزم پہونچے اور انہوں نے سلطان کی موت کی خبر مشہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا جلال الدین اور اسکے بھائی خوارزم آرہے ہیں۔ اوباش اور لوٹیرے یہ سنکر بھاگ گئے۔ جلال الدین مع اپنے بھائیوں کے خوارزم پہونچ گیا ہرچہار طرف سے مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ سات ہزار لشکر مجتمع ہوگیا اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو مادر خوارزم شاہ (ترکمان خاتون) کے اعزہ واقارب تھے۔ یہ لوگ اولاغ شاہ کی طرف مائل ہوگئے۔ سبب یہ تھا کہ یہ انکی بہن کا لڑکا تھا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو۔ القصہ ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسکو معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدین کو اسکی خبر لگ گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کا راستہ لیا۔ نسا کے بے آب وگیاہ بیابان کی طرف چلا۔ تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جلال الدین نے انکو ہزیمت دیدی۔ تاتاریوں کا منہزم گروہ نسا میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔ نسا میں اسوقت اختیار الدین زنگی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس ہوکر قیام پذیر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں نسا کا نظم ونسق اختیار الدین کے قبضہ تھا۔ اس نے بقیۃ السیف تاتاریوں کو حملہ کرکے قتل کرڈالا۔ جلال الدین کو اس واقعہ سے مطلع کیا امداد کی درخواست کی، جلال الدین نیشاپور کی طرف روانہ ہوا بعد اسکے تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر جلال الدین کی روانگی کے تیسرے دن خوارزم پہونچا۔ قطب الدین اولاغ شاہ اور اسکے دوسرے بھائی خوارزم سے بھاگ نکلے۔ تاتاریوں نے تعاقب کیا۔ قطب الدین اولاغ شاہ نیشاپور ہوکر گزرے اختیار الدین والی نسا رساتھ ہولیا۔ چنانچہ تاتاریوں نے نواح خراسان میں ان لوگوں کا محاصرہ کرلیا ہنگامہ کارزار شروع ہوگیا اولاغ شاہ مارا گیا۔ تاتاریوں نے اسکے مال ومتاع اور خزانہ پر قبضہ کرلیا، اولاغ شاہ کا مال واسباب

عام فوجیوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ لگا جسکو ان لوگوں نے نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کرڈالا اختیار الدین زنگی نسا واپس آیا اور خود سری حکومت کرنے لگا لیکن شاہ کے لقب سے اپنے کو ملقب نہ کیا جلال الدین نے نسا کی گورنری کی سند حکومت بھیجدی چنانچہ اختیار الدین نے اسکے شاہی اقتدار کو تسلیم کرلیا

بعد اسکے جلال الدین کو یہ خبر پہونچی کہ تاتاریوں نے نیشاپور پر چڑھائی کی ہے اور چنگیز خاں طالقان میں ہے ۔ ...... نائب ہرات رکاب میں روانہ ہوا سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی دس ہزار فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ کر سجستان کی طرف چلا۔ اہل سجستان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا ناچار واپس ہوا۔ جلال الدین نے بلا کر اپنی فوج میں شامل کرلیا اور تاتاریوں پر حملہ کی تیاری کردی اسوقت تاتاری قلعہ قندہار پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھے۔ سخت خونریز جنگ ہوئی ایک شخص بھی انمیں سے جانبر نہ ہوا، جلال الدین نے غزنی کی طرف مراجعت کی۔

غزنی پر قربوشت والی غور اس زمانہ سے قابض ہوگیا تھا جبکہ والی غزنی جلال الدین کے پاس والی سجستان کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کو گیا تھا۔ صلاح الدین نسائی نے اس سے مطلع ہوکر غزنی پر حملہ کردیا، چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ حاصل کرکے قربوشت کو مار ڈالا اور شہر غزنی پر بھی متصرف ہوگیا ۔ ...... رضا الملک شرف الدین بن امور نے اس سے مخالفت کی اور اسکو بھی نیچا دکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ پس جب جلال الدین کو تاتاریوں پر بمقام قندھار کامیابی ہوئی اور مظفر و منصور غزنی واپس آیا تو رضا الملک کو قتل کرکے غزنی پر قبضہ کرلیا اور طرح اقامت ڈال دی۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ کا ہے

تاتاریوں کا خوارزم پر قبضہ اور اسکی بربادی	ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ جیحوں سے خوارزم شاہ کے بھاگ گنے کے بعد چنگیز خاں نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تاراج کرنے

کی غرض سے تمام ملک میں پھیلادیا، چنانچہ ایک فوج عظیم خوارزم کے سر کرنے کو بھی روانہ

تھی۔ خوارزم کو خوارزم شاہ کے پایہ تخت ہونے کی عزت حاصل تھی، فوج بھی کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خاں کے بیٹے جغتائی اور اریطائی کی بسرکردگی میں خوارزم کی طرف بڑھا۔ پانچ ماہ کامل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی۔ منجنیقیں شب و روز چلتی رہیں لیکن کامیابی کی صورت نہ دکھائی دی۔ چنگیز خاں سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خاں نے پے درپے متعدد فوجیں کمک پر بھیجیں۔ سبھوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا اور شہر کے ایک جانب کو فتح کر لیا۔ اس سمت کا سر ہونا تھا کہ یکے بعد دیگرے محلات مفتوح ہوتے گئے، تاآنکہ پورے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا اسوقت ان تاتاریوں نے اُس کھڑکی کو کھول دیا جو جیحوں کے پانی کو شہر میں آنے سے روکتا تھا۔ کھڑکی کا کھولنا تھا کہ دفعۃً سیلاب آگیا سارا شہر غرق ہو گیا۔ پس اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور سیلاب جیحوں پر منقسم ہو گئے کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نسائی کاتب کا بیان ہے" دوش خاں بن چنگیز خاں نے اہل خوارزم کو امان دی تھی۔ اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا، اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ کا ہے

قصہ مختصر تاتاری قزاق خراسان اور خوارزم کے تاراج سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس طالقان واپس آئے۔

آبنایخ گورنر بخارا کے حالات آبنایخ عہد حکومت خوارزم شاہ میں ممتاز امراء اور ارکین دولت سے تھا۔ خوارزم شاہ نے اسکو دوبارہ بخارا کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ پس جب تاتاریوں نے بخارا کو سر کر لیا۔ جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو تو آبنایخ بخارا چھوڑ کر سنسان میدان کی طرف بھاگ گیا۔ بحال پریشان مرتا کھپتا نواح نسا میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین والی نسا نے خط و کتابت شروع کی، نسا میں داخل ہونے کی درخواست کی، آبنایخ نے صاف انکار کر دیا۔ اختیار الدین خود آبنایخ سے ملنے آیا اور ضروری چیزوں سے اسکی امداد کی۔

نسا کے قصبات سے ایک قصبہ بشنحوان تھا جسکا رئیس ابوالفتح نامی ایک شخص تھا۔ اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت گرمی سے خوارزم کے شحنہ کو خط لکھا، آبنایخ کو زیر کرنے کی غرض سے فوجیں بھیجیں آبنایخ نے اسکو ہزیمت دی اور نہایت بری طرح سے پامال کیا۔ بشنحوان پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ مفتوح کر لیا۔ اثنائے محاصرہ میں ابوالفتح مر گیا۔ آبنایخ نے ابیورد کا قصد کیا ابیورد اور مرو کے درمیانی شہروں اور نیز ابیورد پر تاج الدین بن عمر بن مسعود قابض ہو رہا تھا۔ اکابر امراء کی ایک جماعت اسکا دایاں بازو بنی ہوئی تھی۔ حسب ضرورت وقت فوجیں بھی موجود تھیں۔ آبنایخ نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھا نسا واپس آیا اس وقت اسکا گورنر اختیار الدین زنگی جان بحق تسلیم کر چکا تھا اور اسکے چچا کا لڑکا عمدۃ الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ نسا پر حکومت کر رہا تھا۔ آبنایخ نے اس سے ۶۰۰ھ کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہوا۔ شروان میں ایکجی بہلوان حکومت کر رہا تھا۔ آبنایخ نے ایکجی بہلوان کو نیچا دکھا کر شروان پر قبضہ کر لیا۔ ایکجی بہلوان بحال پریشان جلال الدین سنکبرس کے پاس ہندوستان چلا گیا اور آبنایخ خان آہستہ آہستہ خراسان پر مستولی اور قابض ہو گیا۔

تکین بن بہلوان کا مرو پر قبضہ تھا۔ آبنایخ نے جیحوں کو عبور کیا۔ تاتاری شحنہ پر بخارا میں دفعۃً چھاپا مارا۔ تاتاریوں نے ۶۰۰ھ میں بزور تیغ آبنایخ کو پیچھے ہٹا دیا۔ شروان کی طرف مراجعت کی اور تاتاری تعاقب میں تھے چنانچہ جرجان میں پہونچکر آبنایخ کو گھیر لیا۔ لڑائی ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی تاتاریوں کو فتح نصیب ہوئی میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جا کر پناہ لی اور اسکی خدمت میں قیام اختیار کیا تاآنکہ وفات پائی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدین غور شاہ ابن خوارزم شاہ والی عراق کے حالات

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے لڑکوں پر ملک کو تقسیم کیا تھا تو عراق کو رکن الدین غور

شاہ کے حصہ میں دیا تھا۔ پھر جب سلطان خوارزم شاہ رے کی جانب بھاگا تو اسکا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینہ کرمان پر قابض رہا جب اسکو یہ خبر لگی کہ جلال الدین محمد بن آبہ قزوینی جو اسوقت ہمدان میں ہے عراق پر قبضہ کرنے کا قصد رکھتا ہے اور بہت سے امراء و سرداران لشکر اسکے ہم آہنگ ہوگئے ہیں اور مسعود بن صاعد قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے تو اس نے نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے اصفہان پر پہونچکر قبضہ کر لیا۔ قاضی مسعود، اتابک سعد بن زنگی والی فارس کے پاس بھاگ گیا اور اسکے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوا۔ رکن الدین غور شاہ نے ہمدان کو سر کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن یہ فوجیں بلا جنگ و جدال ہمت ہار کر واپس آئیں۔ رکن الدین غور شاہ نے رے کی جانب مراجعت کی۔ یہاں پر اِن گل دیگر شگفت کا مضمون ہو رہا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غور شاہ کو فرقہ اسماعیلیہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر آپہونچا۔ قلعہ راوند میں اسکا محاصرہ کر لیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غور شاہ بھی کمال مردانگی سے تیغ سپر ہوا۔ تاتاریوں کے دانت کھٹے ہوگئے بے نیل مرام واپس آئے۔

ابن آبہ والی ہمدان نے تاتاریوں سے امن کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اسکو امن دی اور ہمدان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ بجائے اسکے علاء الدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا۔

غیاث الدین تیر شاہ ابن سلطان خوارزم شاہ والی کرمان کے حالات

ہم اوپر پڑھ آئے ہو کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان اور کیش کی حکومت عطا کی تھی۔ لیکن کسی وجہ سے اپنے باپ کے عہد حکومت میں کرمان نہ گیا۔ پھر جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نواح اصفہان میں ماروت نامی قلعہ میں جاکر پناہ لی۔ والی قلعہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا بعد چند دنوں کے اصفہان میں واپس

آیا۔ جسوقت لوٹیرے تاتاری اذربایجان کی طرف سیلاب کی طرح بڑھ رہے تھے اصفہان ہوکر گذرے اور اسپر محاصرہ ڈالا۔ اہل اصفہان نے قلعہ بندی کر لی تاتاریوں کی کچھ پیش نہ گئی۔ آخر ۶۲۰ھ تک غیاث الدین تیرشاہ یہاں مقیم رہا۔ پس جب اسکا بھائی رکن الدین غورشاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیرشاہ، رکن الدین غورشاہ سے ملا اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور تحریک کی۔ چنانچہ رکن الدین غورشاہ نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا پھر جب رکن الدین غورشاہ مارڈالا گیا تو غیاث الدین تیرشاہ عراق چلا آیا۔

جسوقت رکن الدین غورشاہ کو اسکے باپ خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عطا کی تھی تو امیر بقا طابستی اتابکین کو رکن الدین غورشاہ کی وزارت کا عہدہ مرحمت فرمایا تھا۔ امیر بقا طابستی نے حکومت پر قابو حاصل کر لیا۔ رکن الدین غورشاہ نے اپنے باپ خوارزم شاہ سے شکایت کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی اجازت طلب کی، چنانچہ رکن الدین غورشاہ نے امیر بقا طابستی کو گرفتار کر کے قلعہ سرجہاں میں قید کر دیا۔ پس جب رکن الدین غورشاہ مارڈالا گیا تو نائب قلعہ اسد الدین حولی نے امیر بقا طابستی کو رہا کر دیا۔ امراء اور فوج کا ایک جم غفیر مجتمع ہوگیا۔ غیاث الدین تیرشاہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ میل جول پیدا کیا اور اپنی بہن سے عقد کر دیا لیکن اپنی بہن کو عروسی میں جانے سے روک لیا۔

رکن الدین غورشاہ کے قتل کے بعد اصفہان کی حکومت پر ازبک خاں نامی ایک شخص قابض ہوگیا تھا ایک فوج اسکے رکاب میں مجتمع ہوگئی تھی۔ امیر بقا طابستی نے ازبک خاں پر حملہ کیا۔ ازبک خاں نے غیاث الدین تیرشاہ سے امداد کی درخواست کی۔ غیاث الدین تیرشاہ نے اپنے ایک امیر دولۃ الملک کی سرکردگی میں ایک فوج ازبک خاں کی کمک پر بھیجدی۔ یہ کمک نہیں پہونچنے پائی تھی کہ امیر بقا طابستی نے ازبک خاں پر حملہ کر کے ہزیمت دیدی اور اتنا دار وگیر میں اصفہان کے باہر میدان جنگ میں مارڈالا۔ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ دولۃ الملک غیاث الدین کے پاس واپس آیا غیاث الدین کو امیر بقا طابستی کا یہ فعل ناگوار گزرا فوجیں آراستہ کر کے

اصفہان چڑھائی کر دی۔ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ امیر بقاطابستی بھی مطیع ہو گیا اور غیاث الدین تیر شاہ کو راضی کر لیا غیاث الدین تیر شاہ نے اپنی بہن کی رسم رخصتی ادا کر دی۔ عراق، مازندران اور خراسان کا واحد حکمراں ہو گیا، مازندران اور اسکے صوبہ پر دولۃ الملک کو متعین کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقاطابستی کو عطا کی۔

بعد اسکے غیاث الدین تیر شاہ نے آذربایجان پر حملہ کیا۔ مراغہ پر متعدد چھاپے مارے، ازبک بن پہلوان والی آذربایجان نے صلح کے مراسلات بھیجے، ردو کد بعد صلح ہو گئی۔

امیر بقاطابستی نے نہایت کم مدت میں غیاث الدین تیر شاہ کی حکومت و سلطنت پر عروج حاصل کر لیا و ماغ پھر گیا۔ حکومت خود سری کی سوجھی۔ مراسم اتحاد کو خیرباد کہہ کر آذربایجان کا قصد کیا۔ آذربایجان میں دو حکمران غلام ازبک بن پہلوان کی مخالفت پر پہلے سے تلے ہوئے تھے۔ یہ دونوں امیر بقاطابستی سے مل گئے اور بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ غیاث الدین تیر شاہ انکی گوشمالی کو نکلا اور لڑکر نیچا دکھا دیا مغلوب ہو کر واپس ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ[1] . . . . خلیفہ بغداد کے اشارہ سے امیر بقاطابستی غیاث الدین تیر شاہ کی مخالفت پر اٹھایا تھا واللہ اعلم بالصواب

مقام جرجان میں آبنایخ نائب بخارا جنگ تاتار سے نجات پاکر غیاث الدین تیر شاہ کی خدمت میں باریاب ہوا غیاث الدین تیر شاہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، سلطان کا ماموں دولت ملک اور اسکے بھائی نے آبنایخ کی جا و بیجا شکایت کی۔ طرح طرح کے الزامات لگائے غیاث الدین تیر شاہ نے التفات نہ کی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کر اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ یہ دونوں ناراض کر چلے آئے دولت ملک تاتاریوں کے لشکر میں جاکر مل گیا اور اسکے ساتھ مرو اور زنجان پر جنگ کرنے کو گیا اسی لڑائی میں کام آگیا اسکا بیٹا برکہ خاں ازبک خاں کے پاس آذربایجان چلا گیا بعد اسکے تاتاری فوج نے امیر بقاطابستی پر حملہ کیا امیر بقاطابستی کو ہزیمت ہوئی۔ کرم جاکر پناہ لی۔ اور اسکے

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

بقیۃ السیف ہمراہی غیاث الدین تیرشاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوجیں لوٹ مار کرتی ماوراءالنہر جیحون کی طرف واپس ہوئیں جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ؎ . . . . . .

والی فارس سعد الدین بن زنگی۔ اور اہل اصفہان نے جس وقت کہ انکو والی فارس سے شکست مل چکی تھی، غیاث الدین تیرشاہ سے خط و کتابت شروع کی چنانچہ غیاث الدین تیرشاہ اہل اصفہان کی تحریک پر سعد الدین بن زنگی کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ قلعہ اصطخر میں اسکو گھیر لیا اور تلوار و نیزہ کے زور سے مفتوح کر کے قبضہ کر لیا اصطخر کو فتح کر کے شیراز کی طرف بڑھا اور اسکو بھی سر کر لیا۔ بعد اسکے قلعہ حرہ کا محاصرہ کیا اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی صلح کے ساتھ مفتوح ہوا۔ آبنابغ خان نے اسی مقام پر انتقال کیا اور وہیں شعب سلیمان میں سپرد زمین ہوا بعد اسکے ایک فوج گازرون کے سر کرنے کو روانہ کی گئی۔ گازرون بھی بزور تیغ مفتوح ہو گیا۔ سخت خونریزی ہوئی۔ نواح بغداد کا قصد کیا۔ اربل اور بلاد جزیرہ سے بیشمار فوجیں مجتمع ہو کر آگئیں۔ غیاث الدین تیرشاہ سے صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی غیاث الدین تیرشاہ عراق واپس آیا۔

جلال الدین منکبرس کے حالات تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہندوستان کی طرف مراجعت

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک جلال الدین منکبرس کے حصہ میں غزنی، بامیان، غور، بُست، کھیاباد اور جو مقامات ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے دیئے تھے، جلال الدین منکبرس نے ان مقامات پر اپنی طرف سے بطور نائب ؎ . . . . . . کو مقرر کیا تھا۔ اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو حربوشہ والی غور نے جلال الدین کے نائب سے غزنی کو چھین لیا۔ پھر جب جلال الدین نیشاپور سے غزنی کی طرف بھاگا اور

؎ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

تاتاری بلاد خراسان پر قابض ہو گئے۔ امراؤ توتمار خراسان بھی بحیال حفظ ناموس بھاگ نکلے۔ جلال الدین کے پاس جاکر پناہ لی۔

نائب ہرات امین الملک نے سلطان کے ہاتھوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گیا۔ اس واقعہ کو ہم محاصرہ سجستان کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں بعد چندے اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی، سیف الدین بغراق خلجی، اعظم ملک بلخی، مظفر ملک اور حسن، سلطان سے آملے ان میں سے ہر ایک کے رکاب میں تیس تیس ہزار نبرد آزما موجود تھے۔ سلطان کے موکب ہمایوں میں بھی اسی قدر فوج تھی۔ سبھوں نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جس وقت کہ وہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کئے تھے حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی۔ بقیۃ السیف بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس پہونچے، چنگیز خان نے ایک عظیم فوج اپنے بیٹے طولی خاں کی سرکردگی میں جلال الدین سے ہم نبرد ہونے کو روانہ کی مقام شہروان میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ طولی خاں بن چنگیز خاں معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ تاتاری فوج بتربتر ہو گئی۔ سلطان جلال الدین کے لشکر میں تقسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بغراق اور امین الملک نائب ہرات سے بھی اسی معاملہ میں نزاع ہو گئی۔ امین الملک نے عراق کا راستہ لیا اعظم ملک اور مظفر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی لڑائی میں بغراق کا بھائی مار ڈالا گیا بغراق ناراض ہو کر ہندوستان کی طرف واپس ہوا۔ اسکے ہمراہی ساتھ ہو لئے۔ جلال الدین نے ہر چند ملانے اور واپس لانے کی کوشش کی کارگر نہ ہوئی۔ ایک بھی واپس نہ ہوا۔

اس شکست کی چنگیز خاں کو اطلاع ہوئی۔ کل تاتاریوں کے گروہ کو مجتمع کیا اور مرتب و مسلح کر کے جلال الدین منکبرس سے لڑنے کو چلا۔ جلال الدین بھی چنگیز خان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر مقابلہ کو نکلا چنگیز خان کے مقدمۃ الجیش (ہراول) سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ سخت خونریز

جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح نصیب ہوئی تاتاریوں میں سے معدودے چند جانبر ہوئے۔

جلال الدین میدان جنگ سے واپس ہو کر نہر سندھ پر مقیم ہوا۔ کل امراء اور سرداران کو جو اس سے منحرف ہو گئے تھے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ہنوز ایلچی واپس نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خاں نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔ تین شب و روز جنگ کے بعد جلال الدین کو ہزیمت ہوئی۔ ابن الملک اپنے باپ کے پاس قتل ہوا سلطانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ تاتاریوں نے نہر سندھ کو عبور کرنے سے روک ٹوک شروع کی۔ بہتیرے ہزیمت خوردہ نہر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہتیروں کو تاتاریوں نے اپنی خون آشام تلوار کے نذر کر دیا۔ سلطان جلال الدین کا بیٹا جسکی عمر صرف سات برس کی تھی تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں نے اس بچہ کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر کنارہ نہر پر پہونچا اور تاتاری تعاقب میں تھے۔ جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ تیر کر دوسرے کنارہ پر جا پہونچا۔ اسکی فوج سے صرف تین سو سوار چار سو پیادے اور چند سردار جانبر ہوئے۔ تین دن کے بعد افتاں وخیزاں سلطان کی خدمت میں پہونچے۔

سلطان کے بعض خاص الخاص امیر نے اس واقعہ جاں گداز سے مطلع ہو کر ایک کشتی جسمیں کھانا، کپڑے اور کل ضروری اشیاء تھیں سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ جس سے ان لوگوں کی حاجت برآری ہوئی۔

اعظم ملک کسی قلعہ میں جا کر روپوش ہوا۔ چنگیز خاں نے مطلع ہو کر محاصرہ ڈالا اور تلوار کے زور سے فتح کر کے اسکو اور کل ان لوگوں کو جو اسکے ساتھ قلعہ میں تھے بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر ڈالا۔

اسکے بعد تاتاری لشکر نے غزنی کا قصد کیا۔ غزنی بھی مفتوح ہو گیا۔ قتل کیا، غارت کیا، برباد کیا، جسکو جہاں پایا مار ڈالا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ غرضکہ غزنی اور کل نواح غزنی ایسا تاراج ہوا کہ گویا اسکا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

ان واقعات کی اطلاع والی جبل جردی (بلاد ہندوستان) کو ہوئی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اور اسکے ہمراہی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے اسوجہ سے جنگ کے موقع پر نہ آئے۔ والی جبل جردی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک مصاحب نے موقع پاکر حملہ کر دیا۔ اور فاش ہزیمت دیکران پر مسلط ہوگیا۔ ہندوستان کا نائب السلطنت بہ نرمی و ملاطفت پیش آیا۔ تحائف اور ہدایا، نذر کئے واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

جلال الدین منکبرس ہندوستان میں

جلال الدین منکبرس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ معہ فوج کے دریائے سندھ کو عبور کرکے ہندوستان میں قباچہ بادشاہ ہندوستان کی خدمت میں باریاب ہوا۔ جنمیں سے ابن الملک کی لڑکی شمس الملک (جو جلال الدین منکبرس کا اسکے باپ کے زمانہ میں وزیر تھا) اور قزل خان ابن ابن الملک ذکر کرنے کے قابل ہیں قزل خاں شہر کلورا میں جاکر پناہ گزیں ہوا تھا۔ کلورا کے گورنر نے اسکو قتل کرڈالا اور قباچہ نے شمس الملک کا کام اسوجہ سے تمام کر دیا کہ اسکو خطرہ پیدا ہوا تھا کہ جلال الدین کو اسکے حرکات وسکنات سے مطلع کردے گا۔ ابن الملک نے جلال الدین کو اسکی اطلاع کردی تھوڑے دنوں کے بعد اسکے بھائی (غیاث الدین) کے سرداران لشکر اسکی خدمت میں آگئے جس کی وجہ سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ شہر کلورا پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور سر کرلیا۔ بعد اسکے شہر ترتوخ کو بھی اسی طرح مفتوح کیا۔ قباچہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کو فوجیں فراہم کیں۔ جلال الدین کو اسکی خبر لگ گئی فوراً دھاوا کر دیا، قباچہ مقابلہ پر نہ آیا۔ مورچہ اور کیمپ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکرگاہ میں تھا لوٹ لیا۔ لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ لاہور میں قباچہ کا لڑکا تھا۔ قلعہ بند ہوگیا۔ پھر اس امر کو محسوس کرکے کہ مقاومت و مقابلہ کی قوت نہیں ہے صلح کا پیام دیا۔ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہوگئی۔ محاصرہ اُٹھا کر قستشان پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ فخر الدین سلاوی قباچہ کا نائب اس شہر کا والی تھا اس نے اطاعت کی گردن جھکادی، شاہی اقتدار کو تسلیم کرلیا، بعد اسکے اوجا پر حملہ کیا۔

محاصرہ ڈالا اہل اوجا نے تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی۔ جالس کا محاصرہ کیا، بادشاہان ہندوستان میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین سے ہم نبرد ہونا مناسب نہ سمجھا علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکادی، اہل شہر بھی مطیع ہو گئے جلال الدین نے چند روز یہاں قیام کیا۔ اتیش نے تیس ہزار سوار، ایک لاکھ پیادے اور تین سو زنجیر فیل سے حملہ کیا۔ جلال الدین بھی اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا مقدمۃ الجیش (ہراول) پر جہاں پہلوان ازبک تھا۔ دونوں فریق کے ہراول غلط راستہ پر چلے گئے۔ ایک کا دوسرے سے مڈبھیڑ نہ ہو سکا۔ اتیش نے صلح کا پیام بھیجا۔ جلال الدین مصالحت پر مائل ہو گیا۔

بعد اس واقعہ کے اتیش، قباچہ اور کل ملوک ہند متفق ہو کر جلال الدین سے لڑنے کو نکلے جلال الدین جنگ سے پہلوتہی کر گیا اور ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر قبضہ کر لیا تھا اپنی طرف سے جہان پہلوان کو مقرر کر کے ہندوستان سے روانہ ہوا۔ نہر عبور کر کے غزنی کی طرف چلا۔ غزنی اور غور پر امیر وفا ملک کو جسکا نام حسن لقب تھا مامور کر کے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۶۲۱ھ کا ہے دو برس ہندوستان سے مراجعت کو ہو گئے تھے

خراسان اور عراق کے حالات غیاث الدین کا عہد حکومت جس وقت جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا غیاث الدین کے پاس کرمان میں بچی بچائی فوج آ کے مجتمع ہوئی غیاث الدین نے انکو مسلح و مرتب کر کے عراق کا قصد کیا۔ چنانچہ خراسان اور مازندران پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ لہو و لعب اور عیش و عشرت میں ڈوب گیا۔ کار و بار سلطنت سے غافل ہو گیا۔ گورنروں نے ملک کو دبا لیا۔ قائم الدین نے نیشاپور پر حکومت استبدادی کی بنیاد ڈالی، یقرز بن ایلچی پہلوان، شروان دبا بیٹھا، نیال نے خطا پر

قبضہ کر لیا، نظام الملک اسفراین کا مستقل حکمراں ہو گیا۔ نصرت الدین بن محمد نے نسا پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ابیورد کا بادشاہ بن گیا۔

غیاث الدین اپنے رنگ رلیوں میں مصروف، دنیا و مافیہا سے غافل لذات دنیاوی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاتاری فوجیں سیلاب کی طرح بڑھیں، غیاث الدین عراق سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا، تاتاریوں نے کل ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا سارے ملک میں ہو کا عالم ہو گیا۔ غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا ہوا۔ امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا رعایا برباد و تباہ ہو گئی ملک ویران ہو گیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا تھا اور عیش و عشرت کے سوا اسکو کوئی کام نہ رہا تھا اسوجہ سے اس کی ماں حکومت و سلطنت پر قابو یافتہ ہو گئی اور ترکمان خاتون مادر سلطان خوارزم شاہ کا رویہ اختیار کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی۔ "خداوند جہاں" کا لقب اختیار کیا۔ تا آنکہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے اسکو مغلوب کیا۔

جلال الدین کی ہندوستان سے مراجعت غیاث الدین کی تیاری اور مصالحت

۶۲۱ھ میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو جلال الدین نے ہندوستان سے مراجعت کی۔ بیحد تکالیف اور بے انتہا مصائب جو بیاں سے باہر ہے، برداشت کرتا ہوا کرمان پہونچا۔ چار ہزار سوار رکاب میں تھے جو خچروں اور بیلوں پر سوار تھے۔ اسوقت کرمان میں براق حاجب (جلال الدین کے بھائی غیاث الدین کا) نائب حکومت کر رہا تھا۔

براق، کوخاں بادشاہ کا حاجب تھا۔ کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے علیحدہ ہو کر خوارزم چلا آیا اور وہیں قیام اختیار کیا بعد اسکے خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا پر فتح نصیب ہوئی براق کو حجابت کے عہدہ پر مامور کیا۔ کچھ دنوں کے بعد غیاث الدین پیرشاہ ابن خوارزم شاہ کے کرمان چلا آیا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور تاتاری اسکے تعاقب و گرفتاری سے ناامید ہو کر واپس ہوئے تو غیاث الدین کو

عراق کے قبضہ کی ہوس پیدا ہوئی چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مقرر کیا۔

جلال الدین نے کرمان میں پہونچکر براق کو گرفتار کرنیکا قصد کیا وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین علی بن ابو القاسم جنیدی معروف بہ خواجہ جہان نے عرض کی "یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے۔ اس سے عوام الناس بھڑک اٹھیں گے۔ کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا۔ جلال الدین اس فعل سے رک گیا شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ والی شیراز بردا تابک نیازمندانہ حاضر ہوا ہدایا اور تحایف پیش کئے، علم حکومت کا مطیع ہوگیا۔ چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت ہوگئی تھی۔ جلال الدین سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا عقد کر دیا۔

بعد اسکے جلال الدین اصفہان گیا قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد حاضر خدمت ہوا اطاعت کی گردن جھکا دی۔ اسکی خبر غیاث الدین تک پہونچی۔ یہ اسوقت رے میں تھا۔ فوجیں مجتمع کرکے جلال الدین سے لڑنے کو چلا۔ جلال الدین کو اسکی اطلاع ہوئی۔ ملاطفت آمیز خط لکھا۔ طولی خان پسر چنگیز خاں کا اسباب، لباس، گھوڑا اور تلوار بطور ہدیہ بھیجا جو جنگ برندان میں مارا گیا تھا۔ ساتھ ہی اسکے اُن امرا کو بھی بلانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکی خبر کسی ذریعہ سے غیاث الدین کو ہوگئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا باقی جلال الدین کے پاس بھاگ گئے۔ چنانچہ جلال الدین مع اُن لوگوں کے غیاث الدین کے لشکر میں آیا غیاث الدین کے کل سرداران لشکر اور ہمنشین جلال الدین کی طرف ہوگئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کے خرگاہ، خیروں اور کل اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اسکی ماں بھی قبضہ میں آگئی غیاث الدین قلعہ سلوقان بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اسکے بھاگ جانے سے اسکی ماں پر بیحد ناراضی ظاہر کی۔ پس اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دونوں میں صلح کرا دی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیساکہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں رہنے لگا خراسان اور عراق کے غاصب امرا جلال الدین کے دربار میں نیازمندی کے ساتھ حاضر ہوئے۔

اور علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی حالانکہ اس کے پہلے غیاث الدین کی کچھ نہیں سنتے تھے اور اسکی حکومت کو شمار رہے تھے۔ سلطان جلال الدین نے اسکی اطاعت و حکم برداری پر خوشنودی ظاہر کی اور جیسا مناسب وقت سمجھا ویسا ہی عمل پیرا ہوا۔

آبنانخ کا نسا پر قبضہ نصرت الدین بن محمد اپنے برادر عم زاد اختیار الدین کے بعد نسا کا حکمراں ہو گیا تھا جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ لیکن امور سلطنت کی عنان محمد بن احمد نسائی منشی مورخ تاریخ بنی خوارزم شاہ کے قبضہ اقتدار میں تھی اور بیس[۱۹] سال تک زیر سایہ علم حکومت غیاث الدین حکومت کرتا رہا بعد اسکے خود سری حکومت کا دعویدار ہوا، غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا غیاث الدین نے طوطی بن آبنانخ کی سرکردگی میں فوجیں دا ایکیں ارسلان کو کمک پر مامور کیا۔ قرب و جوار کے امراء کو امداد و اعانت کا حکم دیا، نصرت الدین کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیام لیکر بھیجا اور وہ مال بھی پیش کر دیا جس پر مصالحت کا انحصار تھا۔

محمد بن احمد منشی ہنوز غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہونچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آنے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اصفہان میں بانتظار درستی راہ و دفع ہنگام برف قیام کر دیا۔ چند دنوں بعد ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ اسوقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا آتابک بغا طائستی کے جنگ پر گیا تھا۔ اسکے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ غیاث الدین نے اس سے اپنی بہن کا عقد کر دیا تھا۔ اور غیاث الدین ولیعہدی سے معزول ہونے کے بعد اذربایجان بھاگ گیا۔ اتابک سعد سے میل جول پیدا کیا۔ جلال الدین کو اسکی خبر لگی فوراً ان لوگوں کی طرف کوچ کر دیا[۱] . . . . . . غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کو چلا جلال الدین نے پہونچکر اس کو گرفتار کیا، امن دی۔ اسکے خیمہ میں واپس ہو کر قیام پذیر ہوا عزت و احترام سے ملاقات کی۔

[۱] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

نصرت الدین نے بلاد نسا میں دُند مچادی، ہنگامہ و فساد کا بازار گرم کر دیا۔ جلال الدین نے آبنا یخ کو اسکی گوشمالی پر متعین کیا۔ دو دن کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہونچی کہ نصرت الدین نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا ہلاک ہو گیا اور ابنایخ کا نسا پر پورے طور سے تسلط اور قبضہ ہو گیا ہے۔

جلال الدین کا خوزستان اور بغداد کی طرف روانہ ہوتا

جسوقت جلال الدین کو اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ملک کا نظم و نسق درست ہو گیا گرمی کا موسم تھا اس موسم کو ختم کرنے کی غرض سے خوزستان کی طرف کوچ کیا۔ اور اسکے دارالحکومت[1] کا پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ مظفر الدین وجہ السبع، خلیفہ ناصر کا غلام اس صوبہ کا حاکم تھا۔ جلال الدین نے زمانہ محاصرہ میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر کے شہروں پر شبخوں مارنے کا حکم دیا۔ خراسان کے اطراف میں لوٹ اور مار پھیل گئی۔ بادرایا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا تکین (ملکتین) پولیس افسر بصرہ مقابلہ پر نکلا، دربار خلافت سے فوجیں بسرکردگی جلال الدین قشتمر (خلیفہ ناصر کا غلام تھا) پہونچ گئیں دونوں حریف لڑائی سے رُک گئے۔

جلال الدین نے ضیاء الملک علاء الدین محمد بن مودود کو دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا اسکے مقدمۃ الجیش پر جہاں پہلوان تھا۔ اثناء راہ میں عرب کا ایک گروہ اور خلافت پناہی کا لشکر سامنے آگیا۔ خوارزمی ٹوٹ پڑے، حملہ کر دیا۔ بہتیرے بغداد واپس گئے اور جنکو خوارزمیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ سلطان جلال الدین کے دربار میں اُن کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کر دیا۔ اور ضیاء الملک بغداد چلا گیا۔

[1] اسوقت خراسان کا دارالحکومت تشتر تھا۔ ماہ محرم ۶۲۱ھ میں جلال الدین نے اسکا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین معروف بہ وجہ السبع نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی جب جلال الدین کو محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کر دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ لیدن

اسکی خبر اہل بغداد تک پہونچی۔ حفاظت پر کمر بستہ ہو گئے۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوبا میں پہونچکر قیام کیا جو بغداد سے دو یا تین منزل پر تھا۔ یعقوبا سے کوچ کرکے دقوقا کا محاصرہ کیا۔ اور بزور تیغ قابض ہو گیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو منہدم کرکے شہر میں آگ لگادی۔

جسوقت جلال الدین دقوقا کے سر کرنے میں مصروف تھا اسکی فوجیں جو متعدد حصوں میں تقسیم ہوکر لوٹ مار کر رہی تھیں تکریت پر بھی پہونچ گئیں۔ اہل تکریت سے سخت جنگ ہوئی جس میں خوارزمیوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی اپنے لشکر میں واپس آئیں۔

ان لڑائیوں کے زمانہ میں جلال الدین اور مظفر الدین والی اربل سے خط وکتابت ہو رہی تھی۔ آخر کار باہم مصالحت ہو گئی۔ لیکن بایں ہمہ ملک میں بیحد بدامنی پھیل گئی۔ ہر چہار طرف قتل اور غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے رہزنی شروع کر دی۔ دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔ ضیاء الملک بغداد ہی میں مقیم رہا تا آنکہ سلطان جلال الدین نے مراغہ پر قبضہ حاصل کیا۔

وزیر شرف الملک وزیر السلطنت شرف الملک کا نام فخر الدین علی بن قاسم خواجہ جہاں تھا[1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابتدا میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا۔ نجیب الدین شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اسکے بیٹے بہاء الملک وزیر حرب کی خدمت میں رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ خدمتگاری سے ترقی کرکے پرچہ نویسی کی خدمت پر مامور ہوا۔ اس طمع سے کہ نجیب الدین شہرستانی عہدہ وزارت سے معزول کر دیا جائے اور قلمدان وزارت پر میرا قبضہ ہو جائے سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی چغلی کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دو لاکھ دینار غبن کیا ہے، سلطان نے اسکی چغلی کی سماعت نہ کی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا بعد اسکے بہاء الملک وزیر حرب پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اس مرتبہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا فوجی وزارت کی خدمت سپرد ہوئی۔ چار برس اس عہدہ پر رہا جب سلطان کا موکب ہمایوں بخارا آیا تو لوگوں نے اسکی شکایت بکثرت کی۔ سلطان

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے

نے گرفتاری کا حکم دیا روپوش ہوگیا۔ طالقان چلا گیا، طالقان سے غزنی پہونچا اور جلال الدین کی بارگاہ میں بعد انتقال سلطان باریاب ہوا جلال الدین نے حاجبوں کے امرہ میں رکھ لیا۔ اسوقت سے برابر حجابت ہی کے عہدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اسکے وزیر السلطنت شہاب الدین ہروی کو قباچہ بادشاہ ہندوستان نے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو تو جلال الدین نے بجائے شہاب الدین کے اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز و ممتاز کیا۔

تاتاریوں کا رے، ہمدان اور جبل کی طرف واپس ہونا

اذر بایجان، بلاد قفچاق اور شروان سے مغربہ تاتاریوں کی واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہو کر چٹیل میدان کی طرح رہ گیا تھا سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ و تصرف حاصل کر لیا تھا، کوئی حاکم نہیں رہا تھا۔ انہیں لوگوں نے بربادی و غارتگری اول کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا۔ چنگیز خاں نے خراسان کے تباہ کرنے کو تاتاریوں کا ایک دوسرا لشکر بھیجدیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ تاراج کیا۔ مکانات منہدم کر دیئے، بازاروں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کا برتاؤ ساوا، قاشان اور قم میں بھی ان ٹوٹیرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے پہلے اس قسم کے افعال ان مقامات پر نہیں کئے تھے۔ ان شہروں کی غارتگری سے فارغ ہوکر ہمدان کی طرف بڑھے۔ اہل ہمدان انکے آمد کی خبر سنکر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے جی کھول کر شہر کو ویران اور تاراج کیا، اہل ہمدان کے تعاقب میں اذربایجان تک گئے اطراف اور نواح اذربایجان میں بھی قتل و غارت کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہمدانیوں نے اذربایجان کو بھی چھوڑ دیا۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ نکلے بعضوں نے تبریز میں جاکر دم لیا۔ تاتاری ٹوٹیرے تعاقب میں تھے یہاں بھی ان غریبوں کو چین نصیب نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن بہلوان والی تبریز کو خط لکھا اور اُن لوگوں کو حوالہ کرنے کو مطالبہ کیا۔ ازبک نے ان لوگوں میں سے

ایک گروہ کو قتل کرکے انکے سروں کو اور نیز باقی ماندگاں کو تاتاریوں کے پاس بھیج۔ یا اوٗ ایسے افعال کئے جس سے تاتاری راضی ہوکر واپس ہوگئے تبریز سے تعرض نہ کیا۔

وقائع اذربایجان قبل ورود جلال الدین جسوقت تاتاری بلاد قفچاق اور روس سے واپس ہوئے اور قفچاق کا ایک گروہ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا بحال پریشان دربند شروان پہونچا۔ دربند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ " ہم لوگ آپکی اطاعت و فرمانبرداری کو باعث فخر و عزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہم کو قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لئے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بدعہدی نہ کرینگے ضمانت دینے کو تیار ہیں " رشید کو کچھ شبہ پیدا ہوا، درخواست منظور نہ کی تب ان لوگوں نے یہ استدعا پیش کی " آپ ہمکو اپنے ملک سے غلہ اور دیگر ضروریات خرید کرنے کی اجازت دیجئے " رشید نے اجازت دیدی۔

بعد اسکے انہیں قفچاقی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ ظاہر کرنے لگے کہ " قفچاقی آپ کے ساتھ بدعہدی کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ہمکو ایک فوج عنایت فرمائیے۔ ہم اونکو لڑکر آپ کے ملک سے نکال دینگے " رشید نے انکو فوجیں دیں سامان جنگ دیا، چنانچہ اس سردار نے قفچاق کے بعض گروہ پر حملہ کیا۔ قفچاق کی ایک جماعت کام آگئی، مال و اسباب لوٹ لیا گیا، لیکن قفچاق نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا " بادشاہ شروان کے ہم فرمانبردار ہیں اگر اس نے ہمکو امن نہ دی ہوتی تو ہم اس سے تیغ و سپر ہوتے "

قفچاقی سردار اس واقعہ سے خوش خوش مال غنیمت لئے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہونچا دو چار روز کے بعد یہ خبر لگی کہ قفچاق اپنی جائے قیام سے کوچ کرکے تین روز کی مسافت پر جاکے مقیم ہوئے ہیں قفچاقی سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم

دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرکے قفچاق کے سر پر پہونچکر حملہ کردیا، ایک گروہ کام آگیا باقی ماندگان کو گرفتار کرلیا جنمیں جوان، بوڑھے، لڑکے، عورت اور مرد ہر طرح کے تھے۔ قفچاقی سرداران قیدیوں کو اور مال غنیمت لئے رشید کی خدمت میں پہونچا فتحیابی کی خوشخبری سنائی قفچاقی گروہ کو ان حرکات سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر روتے پیٹتے۔ سروں پر خاک اوڑاتے شہر کے قریب پہونچے اور یہ ظاہر کیا یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا ولی دوست تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بال بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہونچا دینا اور جہاں وہ فرمائیں وہاں ہمکو سپرد زمین کرنا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں، ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جسکے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اسکی اطلاع ہوئی۔ رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی قفچاقی گروہ کے گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہوگئے۔ جسوقت جماعت مکمل ہوگئی، دفعۃً حملہ کرنے پر تل گئے۔ رشید قلعہ سے چھپکر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جاکر پناہ لی۔ اور قفچاقیوں نے قلعہ اور کل اون چیزوں پر جو رشید چھوڑ گیا تھا قبضہ کرلیا۔

قفچاق کو اس کامیابی سے بیحد مسرت ہوئی۔ اپنے ہمراہیوں کو اس سے مطلع کیا اور بلا بھیجا۔ چنانچہ جسقدر قفچاقی مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے تھے سمٹ کر اپنے ہمراہیوں کے پاس قلعہ شروان میں آگئے، قوت، مال سب کچھ مہیا موجود تھا قلعہ کرج کا قصد کیا، اور پہونچکر اسپر محاصرہ ڈالا۔ رشید کو اسکی خبر لگ گئی فوراً قلعہ شروان کی طرف لوٹ پڑا قبضہ کرلیا اور جس قدر قفچاق قلعہ میں تھے سبھوں کو مار ڈالا۔

بعد اسکے قفچاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہوئے قلعہ تک دسترس نہ ہوسکی خائب وخاسر ہوکر لوٹے۔ شروان کی نواح میں غارتگری شروع کردی، لوٹ مار کرتے گنجہ کی طرف چلے۔ گنجہ بلاد اران کا دار الحکومت تھا اوزبک بن بہلوان والی آذربایجان کا ایک غلام (کوشخرہ نامی) اسکی حکومت پر مامور تھا۔ قفچاقی گروہ نے پیام بھیجا کہ "ہم لوگ اوزبک

کے فرمانبردار و مطیع ہیں ہمکو اپنے ملک میں قیام کی اجازت دو" والی گنجہ نے درخواست منظور نہ کی اور انکی بدعہدیوں، بیوفائیوں، قتل اور غارت [1]....... کو ایک ایک تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا، قفچاقیوں نے معذرت کی "ہم لوگوں نے شروان شاہ کے ساتھ اسوجہ سے غداری کی ہے کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ اذربایجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے اس نے ہمکو اپنے ملک سے راہ نہ دی اسوجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بدعہدی کی اور اوسکے قلعہ کو چھین لیا لیکن پھر بلاکسی خوف و خیال ہم نے قلعہ چھوڑ دیا، قلعہ کرج کا والی آپ کا دشمن ہے اگر اسکو ہم نہ دباتے تو ہمکو آپ تک پہونچنا دشوار ہو جاتا۔ ہم لوگ آپکی خدمت میں ضمانت دینے کو تیار ہیں" والی گنجہ کے خیالات اس پیام سے تبدیل ہو گئے۔ قفچاق کے دو سردار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے جس سے والی گنجہ کا دل ان لوگوں کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ اوزبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری کی رپورٹ اور سفارس کی اور گنجہ میں قیام کرنے کی اجازت دی انکے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے عقد کر لیا۔

اوزبک بن پہلوان والی تبریز کو والی گنجہ کی اس کارگزاری سے مسرت ہوئی۔ خلعت اور جائزہ دیا اور قفچاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔

کرج کو اسکی خبر لگی، فوجیں فراہم کرنے لگے۔ والی گنجہ کو اسکی اطلاع ہو گئی۔ قفچاق کو کرج کے حملہ سے بچانے کو کوہ کیلکون سے گنجہ میں بلا لیا بعد اسکے قفچاق کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لیکر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب واپس ہوا قفچاق پھر کوہ کیلکون واپس گئے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ قفچاق کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کا شوق چرایا والی گنجہ نے مخالفت کی لیکن قفچاق نے ذرا بھی سماعت نہ کی بلا دکرج پر چڑھ گئے۔ قتل و غارت کر کے مال غنیمت لئے واپس ہوئے۔ کرج نے دوسرے

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

رات کو طے کر کے قفچاق کے فتحمند گروہ پر حملہ کر دیا۔ اچانک حملہ سے گھبرا گئے بُری طور پر پامال ہوئے۔ جو کچھ مال غنیمت لائے تھے مع اور دیگر سامان کے چھین لیا۔ بحال پریشان قفچاق کے باقی ماندگان کو کیلکون واپس آئے۔ اور رخت اد بار اٹھا کر بردعہ کی طرف کوچ کیا۔ "والی گنجہ سے کرج کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر گنجہ نے یہ کہکر درخواست منظور نہ کی "تم لے میرے حکم کی مخالفت کی جسکی سزا تمکو ملی اب میں تمکو ایک سوار سے بھی امداد نہ دوں گا" قفچاق صاف جواب پاکر بگڑ گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والی گنجہ کو دیا تھا اونکی واپسی کا معالبہ کیا والی گنجہ نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ قفچاق نے انکے عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا جنکی تعداد اُن سے دو چند تھی۔ اس سے مسلمانوں کو اشتعال پیدا ہوا۔ ہر چہار طرف سے قفچاق پر ٹوٹ پڑے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہونچے، کرج اور مسلمانوں نے اونکے قتل پر کمریں باندھ لیں۔ بہتیرے قتل کر ڈالے گئے اور بہتیرے قید کر لئے گئے۔ غرضکہ اس طور پر یہ جماعت فنا کر دی گئی۔ انکے قیدیوں کی اسقدر کثرت ہوئی کہ دربند شروان میں نہایت کم قیمت پر فروخت کئے گئے۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

شہر بیلقان (صوبہ اراں) کو تاتاری لوٹیروں نے ویران کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ بیلقان کی بربادی کے بعد تاتاری، قفچاق کے ملک کی طرف قتل و غارتگری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل بیلقان جو تاتاریوں کی غارتگری اور قتل سے بچ گئے تھے بیلقان واپس آئے۔ اور اُجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہر پناہ کی عمارت کی مرمت ہنوز تکمیل کو نہیں پہونچی تھی کہ کرج نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی، خونریزی کا بازار گرم ہوا، اہل بیلقان کو شکست ملی کرج نے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کو منہدم کر کے شہر پر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والی خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی غازی نے کرج کو ہزیمت دی اور نہایت سختی سے پامال کیا جیسا کہ ہم حکومت بنی ایوب کے سلسلہ

میں تحریر کریں گے۔

۶۲۲ھ میں شروان شاہ سے اسکا بیٹا باغی ہوگیا اور ملک کو اپنے باپ کے قبضہ سے نکال لیا شروان شاہ کرج کے یہاں چلا گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اسکی حمایت پر اُٹھے فوجیں مرتب کرکے اسکے ساتھ روانہ ہوئے، شروان شاہ کا بیٹا مقابلہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو ہزیمت ہوئی لینے کے دینے پڑ گئے۔ نہایت بری طور سے پسپا ہوئے کرج نے اس ناکامیابی کو شروان شاہ کی شومی کی طرف منسوب کیا اور اسکو اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کے بیٹے کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت پر جم گئے۔ رعایا اور فوج کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے جس سے اسکے معاصروں کو رشک پیدا ہوا۔

بعد اسکے کرج کا ایک گروہ تفلیس سے آذربائیجان کے قصد سے روانہ ہوا، قریب آذربائیجان ایک درہ کوہ پر یہ خیال خام کرکے کہ مسلمانوں کی یہانتک پہونچ نہ ہوسکے گی قیام کیا۔ مسلمانوں کو اسکی خبر ہوگئی، چند نونہالان اسلام مسلح ہوکر گئے اور دفعۃً چھاپا مارا کرج غافل بیٹھے تھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا۔ دو آدمی ایک ساتھ نہیں جاسکتے تھے۔ مسلمانوں نے جس طرح چاہا انکو قتل کیا۔ بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

معدودے چند کرج اس واقعہ سے جانبر ہوکر اپنے شہر میں پہونچے اپنی دکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنایا قوم نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان جلال الدین منکبرس، مراغہ پہونچ گیا ہے، ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اور ریک بن پہلوان والی آذربائیجان کو مصالحت اور اتحاد کا پیام بھیجا، جلال الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی لیکن اتفاق یہ کہ ان دونوں کے متحد اور متفق ہونے کے پہلے جلال الدین مراغہ پہونچ گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

جلال الدین کا آذربائیجان	نواح بغداد میں سلطان جلال الدین کے جانے اور نواح

بغداد کے جن مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا اور والی اربل سے	پر قبضہ اور غزوہ کرج

اسکی صلح و موافقت کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، قصہ مختصر ان مہموں سے فارغ ہو کر ۶۲۲ھ میں اذربائجان کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا قصد کیا اور اس پر قابض ہوا، چندے قیام پذیر رہا۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی، نہایت خوبصورتی سے شہر کو آباد کیا۔

امیر مغان طابی (غیاث الدین کا ماموں زاد بھائی) اذربائجان میں تھا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو اس نے فوجیں مہیا کیں۔ شہر کو تاراج کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اران چلا گیا وہیں موسم سرما کو منقضی کیا۔ پس جسوقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارتگری کا نشانہ بنایا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو خلیفہ ناصر نے دارالخلافت بغداد سے امیر مغان طابی کو پیام بھیجا کہ تم جلال الدین کی روک تھام کرو، ہمدان پر پہونچکر قابض ہو جاؤ ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کرو گے تمکو جاگیر میں دیدیئے جائینگے،، جلال الدین کو اس نامہ و پیام کی خبر لگ گئی۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے نواح ہمدان میں امیر مغان طابی کا محاصرہ کر لیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغان طابی نے اپنے کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا۔ بدحواس ہو گیا۔ کچھ بنائے نہ بنی، اپنی بیوی کو (جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجا۔ امن کی درخواست کی، جلال الدین نے امن دی اور اسکے لشکر کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ امیر مغان طابی تنہا رہ گیا۔

بعد اسکے جلال الدین مراغہ کی جانب واپس ہوا۔ اوزبک بن پہلوان والی اذربائجان نے اپنے دارالحکومت تبریز کو بخوف جلال الدین چھوڑ دیا تھا گنجہ چلا آیا تھا۔ جلال الدین نے اہل تبریز کے پاس رسد اور ضروریات روزمرہ کے بہم پہونچانے کا پیام بھیجا۔ اہل تبریز نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کے خریدنے کو جانے لگے۔ چند دنوں کے بعد اہل تبریز نے فوجیوں کی زیادتی اور چیزوں کو بجبر و کمی قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف و عدل کرنے کی غرض سے تبریز

میں ایک افسر پولیس بھیجدیا۔ جس سے اہل تبریز کی شکایت رفع ہوگئی۔

بیگم اوزبک، سلطان طغرل لبک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی تھی جسکا ذکر اسکے اسلاف کے سلسلہ میں ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ اوزبک لہو ولعب اور عیش وعشرت میں پڑا ہوا تھا اسوجہ سے اوزبک کے مقبوضہ بلاد پر یہی حکمرانی کر رہی تھی۔ اہل تبریز نے چند دنوں کے بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا۔ جلال الدین کو ناگوار گذرا۔ تبریز پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا۔ پانچ دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ "تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے قتل کر کے اونکے سروں کو کفار تاتار کے پاس بھیجا" اہل تبریز نے معذرت کی "یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کا یہ فعل تھا لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اسکا الزام اب ہمپر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امن دیجئے" چنانچہ جلال الدین نے کل اہل تبریز کو امن دی، بیگم اوزبک کو شہر طغرل سے شہر خوی تک کے کل شہر دیدیئے۔ اسکے مال واسباب اور خزانہ سے ذرا بھی تعرض نہ کیا۔ اور نصف رجب ۶۲۲ھ میں تبریز پر قبضہ کر لیا۔

قبضہ تبریز کے بعد جلال الدین نے بیگم اوزبک کو اپنے دو معتمد خادموں قلیج اور بلال کے ہمراہ خوی روانہ کیا۔ تبریز کی حکومت پر اسکے ربیب نظام الدین برادر زادہ شمس الدین طغرائی کو مامور کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ہاتھ بٹایا تھا۔

سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بیحد احسان اور سلوک کئے۔ عدل اور داد دہش سے رعایا کو خوش کردیا۔ ویرانی آبادی سے بدامنی امن سے تبدیل ہوگئی۔

بعد اسکے جلال الدین یہ خبر پاکر کہ کرج نے اذربائیجان، اران، آرمینیہ اور دربند شروان کو تاراج کیا ہے اور مسلمانوں کو حد سے زیادہ تکلیفیں دی ہیں کرج پر جہاد کا اعلان کردیا۔ شاہی فوج اور مجاہدوں کو مرتب کر کے برون کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں پر کرج

کی ٹڈی دل فوج مجتمع ہو رہی تھی۔ جلال الدین کے مقدمۃ الجیش پر جہاں پہلوان کیچی تھا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کرج پہاڑ پر تھے، اسلامی لشکر نے انکو اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اوتر کر تیغ و سپر ہوتے نہایت تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیلوں کو طے کر کے کرج سے مڈبھیڑ ہو گیا۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، چار ہزار یا اس سے زیادہ کام آئے۔ بعض لوگ گرفتار کر لئے گئے بعضوں نے کسی قلعہ میں جاکر پناہ لی۔ جلال الدین نے انکے سر کرنے پر فوجیں روانہ کیں جنہوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا اور جی کھول کر تاراج کیا۔

شہر گنجہ پر جلال الدین کا قبضہ اوزبک کی بیوی سے نکاح

سلطان جلال الدین مہم کرج سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کو بلاد کرج میں قیام کرنے کا حکم دیکر تبریز کی جانب واپس ہوا۔

سلطان جلال الدین تبریز میں وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم و نسق درست کرنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا اور نظام الملک طغرائی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ کی کہ نظام الملک طغرائی اور اسکا چچا شمس الدین بغاوت پر کمربستہ ہو گیا ہے اہل شہر کو بغاوت پر ابھار دیا ہے ان لوگوں کا قصد ہے کہ عنان حکومت اوزبک کے قبضہ میں دیدیجائے چونکہ سلطان اسوقت مہم کرج میں مشغول ہے ہمارا مقابلہ نہ کرسکیگا، سلطان جلال الدین نے اس خبر کو کسی پر ظاہر نہ کیا جب اسکو کرج کی گوشمالی اور پائمالی سے فراغت ہوئی اسوقت تبریز کی خبر کو ظاہر کیا اور اپنے بھائی غیاث الدین کو حکمراں بناکر کرج کے ملک کو تاراج کرنے کا حکم دیکر تبریز کی جانب مراجعت کی

جلال الدین نے تبریز میں پہونچکر نظام الملک طغرائی اور اسکے ساتھیوں اور ہوا خواہوں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کر دیا۔ شمس الدین بہ حکمت عملی مراغہ سے بھاگ نکلا۔ بغداد پہونچا اور ۶۲۵ھ میں حج کرنے

گیا۔ جلال الدین کو کسی ذریعہ یہ خبر پہونچ گئی کہ شمس الدین مطاف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور بیزاری کی اپنے حق میں دعا کر رہا تھا جو اس پر لگائے گئے تھے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ اے الٰہی اگر مجھ سے وہ افعال سرزد ہوئے ہیں جو میرے سر تھوپے جاتے ہیں تو مجھکو وہ سزا دے جو عدیم النظیر ہو، سلطان جلال الدین کا دل یہ سنکر کانپ اُٹھا۔ تبریز میں واپس بلا لیا اور اسکا کل مال و اسباب اور زر جرمانہ واپس کر دیا۔

اوزبک کی بیوی (دختر سلطان طغرل) نے نکاح کا پیام بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ اوزبک نے اپنی قسم توڑ ڈالی جسکی وجہ سے مجھکو طلاق[1] ہو گئی ہے، عزیز الدین قزوینی قاضی تبریز کے روبرو مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور حلت نکاح جائز ہونیکا فتویٰ دیا چنانچہ جلال الدین نے زوجہ اوزبک سے عقد کر لیا۔ اور اسکے پاس گیا۔ خوئی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ اوزبک کو ان واقعات سے ایسا صدمہ ہوا کہ اسی صدمہ سے جان بحق تسلیم کر دی۔

سلطان جلال الدین خوی سے تبریز پھر واپس آیا ایک مدت تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج بسرگردگی ارخاں گنجہ (صوبہ نقجوان) کے سر کرنے کو روانہ کی۔ اسوقت اوزبک گنجہ ہی میں تھا سلطان جلال الدین کی آمد کی خبر پاکر گنجہ چھوڑ دیا جلال الدین قمی کو بطور نائب گنجہ میں متعین کر کے چلتا نظر آیا سپہ سالار ارخاں نے گنجہ پر پہونچکر قبضہ کر لیا اور ان کے کل نواح و شمکور، برذعہ اور شنہ کو دبا لیا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی، اوزبک نے جلال الدین سے اسکی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارخاں کے پاس ممانعت کا فرمان بھیجا، ارخاں کو سلطان کے حکم سے ناراضی پیدا ہوئی۔ سلطان نے معزول کر دیا

[1] تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اوزبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو میں قتل نہ کرونگا اور اگر قتل کروں تو تجھکو طلاق ہے،، اتفاق یہ کہ اوزبک نے قسم توڑ ڈالی، غلام کو مار ڈالا۔ لہذا طلاق ثابت ہو گیا اور نکاح صحیح و درست ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ لیدن۔

کبیدہ خاطر ہو کر سلطان کے کیمپ سے نکل گیا، فرقہ اسمعیلہ کے کسی شخص نے مار ڈالا۔

آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں خلیفہ ناصر لدین اللہ عباسی نے سینتالیس سال خلافت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکا لڑکا خلیفہ ظاہر بامر اللہ ابو نصر محمد ولیعہدی خلیفہ ناصر سریر خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں بیان کر آئے ہیں۔

جلال الدین کا تفلیس پر قبضہ کرج کی ہزیمت

کرج، ارمن کے نسبی بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ دولت سلجوقیہ کے بعد انہیں کی حکومت کا عروج حاصل ہوا، مذہباً عیسائی تھے۔ والی ارمن ان سے خائف و پرحذر رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور ہدایا بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت اور جائزہ دیتا اور بادشاہ ارمن نہایت مسرت سے اسکو پہنتا تھا۔ شروان والی دربند شروان بھی ان سے دبتا تھا۔ ان لوگوں نے ارجیش (بلاد ارمینیہ) اور شہر فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلاط اور اسکے دار الحکومت پر محاصرہ ڈالا۔ اتفاق سے انکا سپہ سالار ایوائی گرفتار ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس شرط سے اسکو رہا کیا کہ کرج اپنا محاصرہ اٹھا کر چلے جائیں، چنانچہ بے نیل و مرام کرج واپس آئے۔

کرج نے رکن الدولہ قلیج ارسلان والی بلاد روم کو بھی ہزیمت دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طغرل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طغرل شاہ نے کرج سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی قوت بیحد بڑھی ہوئی تھی۔ فوج کا انتظام بھی معقول تھا۔ لیکن کرج نے ہزیمت دیدی قصہ مختصر کرج کی غارتگری کا جولانگا آذربائجان کا صوبہ تھا۔ نواح اذربائجان کو ہر وقت انکی غارتگری کا خطرہ رہتا تھا۔

تفلیس کی سرحد نہایت مستحکم تھی۔ ملوک فارس کے زمانہ سے اسکا شمار مہتم بالشان سرحدی مقامات میں تھا۔ ۵۱۵ھ میں بز[redacted]انہ حکومت محمود بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی کرج نے تفلیس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اگرچہ دولت سلجوقی ان دنوں عروج پر تھی، قوت بھی

بڑھی ہوئی تھی فوج بھی کثیر تھی لیکن کرج کے قبضہ سے تفلیس کو نکال نہ سکی۔ ایلدکز اور اسکا بیٹا بہلوان بلاد جبل، اذربایجان، اران، آرمینیہ، خلاط اور اسکے مقر حکومت پر بھی قابض ہوا لیکن بایں ہمہ تفلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اوسکی فتحیابی کا سہرہ سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے اذربایجان کو سر کرلیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر یلغار کیا۔ سلطان نے انکو ۶۲۲ھ میں نیچا دکھا کر مہم تبریز کیجانب توجہ مبذول کی۔ تبریز کی جانب مراجعت کے وقت اپنا لشکر ظفر پیکر بسرکردگی اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر السلطنت شرف الدین بلاد کرج کے زیر و زبر کرنے کو چھوڑ گیا تھا۔ جب اسکو مہم تبریز سے فراغت حاصل ہوئی تو اسکی توجہ بلاد کرج پر جہاد کرنے کی طرف پھر مبذول ہوئی۔ فوجیں آراستہ اور سامان جنگ درست کرکے بلاد کرج کی طرف روانہ ہوا۔

کرج نے بھی فوجیں مہیا کرلی تھیں، ایڑی سے چوٹی کا زور لگایا تھا۔ قفچاق اور لکز کا گروہ بھی امداد و اعانت پر آیا تھا۔ غرضکہ ایک عالم سلطان کے مقابلہ پر آگیا تھا۔ دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ سخت خونریز جنگ شروع ہوئی۔ کھیت لشکر اسلام کے ہاتھ رہا کرج اور اونکے معاون و مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے انکو ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔

کرج کے دارالسلطنت پر جلال الدین کا قبضہ

اس کامیابی کے بعد سلطان جلال الدین ربیع الاول ۶۲۳ھ میں تفلیس (کرج کا دارالسلطنت) کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ قریب تفلیس پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک روز سلطان جلال الدین شہر کے حالات اور موقع جنگ دیکھنے کو تھوڑی سی فوج لیکر روانہ ہوا باقی فوج کو مختلف مقامات پر کمینگاہ میں بٹھا دیا کرج نے اس امر کو احساس کرکے کہ سلطان کے رکاب میں فوج کی نہایت قلیل تعداد ہے شہر سے نکل کر حملہ کردیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ جس وقت کرج کمینگاہ

سے نکل آئے سلطان کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ گرج بے سامانی کے ساتھ شہر کی طرف بھاگے سلطانی لشکر نے تعاقب کیا۔ بھگدڑ میں شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر سکے مسلمان بھی گرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سلطان جلال الدین زندہ باش ! سلطان جلال الدین زندہ باش !! چلا اٹھے !!! گرج کے ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ گرج سے وہی بچے جنہوں نے اسلام کے پھریرہ کے نیچے آکر امن حاصل کی تھی باقی جسقدر گرج تفلیس میں تھے وہ سب تہ تیغ ہوئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالے کی عنایت سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی فاضل ابن اثیر نے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

نسائی کاتب کہتا ہے کہ سلطان جلال الدین نے گرج پر حملہ کی غرض سے کوچ کیا جسوقت نہارس پر پہونچا، شدت سے برف پڑی۔ بیمار ہو گیا۔ اسی حالت میں تفلیس کی طرف ہو کر گزرا۔ اہل تفلیس سلطان کی آمد کی خبر پاکر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے سلطانی لشکر نے انکو شکست دی اور نہایت تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا چونکہ شہر بلا امن بزور تیغ مفتوح ہوا اسوجہ سے خونریزی زیادہ ہوئی۔ گرج اور ارمن جو سامنے پڑا تلوار کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جاکر پناہ لی۔ سلطان نے انکو گھیر لیا۔ مجبور ہو کر مصالحت کا پیام بھیجا اور زر کثیر دیکر مصالحت کر لی جسکو انہوں نے فوراً ادا کر دیا اور سلطان نے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا

والی کرمان کی بغاوت سلطان جلال الدین کی روانگی سلطان جلال کو جنگ گرج اور مہم تفلیس میں مصروف دیکھ کر براق (بلاق) حاجب کرماں پر حکومت خود اختیاری کا خواب دیکھنے لگا۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو بوقت روانگی عراق، کرمان

پر مقرر کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے مراجعت کے وقت براق حاجب سے مشکوک ہو کر گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ لیکن کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال و قائم رکھا۔ پس جسوقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا۔ میدان خالی پا کر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اسکی خبر سلطان جلال الدین کو اسوقت موصول ہوئی جبکہ خلاط کا عزم کر چکا تھا۔ لیکن عزیمت فسخ کر کے کرمان کی طرف نہایت تیزی سے روانہ ہوا بوقت روانگی کیلکوں میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا، وزیر السلطنت شرف الدین کو تفلیس کی حکومت پر مقرر کیا، بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ہمراہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا کرمان کے قریب پہونچا۔ والی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجی۔ دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ والی کرمان تاڑ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ فریب ضرور ہے۔ کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آیا۔

سلطان جلال الدین۔ یہ سمجھ کر کہ وار خالی گیا تدبیر کارگر نہ ہوئی اصفہان میں قیام کر دیا اور اسکو حکومت کرمان پر بحال رکھا اور مراجعت کی۔

وزیر السلطنت شرف الدین تفلیس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ادھر کرج نے اسپر عرصہ زمیں تنگ کر دیا، پریشان کرنے لگے اُدھر وہ امرا بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیلکوں میں تھے۔ مزید براں کرج نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا ارخان فوجیں لیکر تفلیس کی طرف بڑھا۔ اتنے میں قاصد یہ خوشخبری لیکر پہونچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آرہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار ہزار دینار انعام مرحمت کیا۔ بعد اسکے اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوانی سپہ سالار کرج معہ اپنے چند سرداروں کے انہیں شہروں میں تھا۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس کے سر کرنے کو بھیجی (جس نے نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ بعد اسکے کثیر التعداد

اسلامی فوجیں آکر مجتمع ہوگئیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ تفلیس واپس آیا۔

جلال الدین نے خلاط کا محاصرہ کیا

خلاط، اشرف بن عادل بن ایوب کے دائرہ حکومت میں تھا۔ اسکی طرف سے حسام الدین علی موصلی خلاط پر حکومت کر رہا تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام تفلیس میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا چنانچہ اس نے نواح ارزن روم کو تاراج کر کے مال غنیمت لئے واپس ہوا۔ خلاط ہو کر گزرا حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اسکے پاس تھا۔ چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اسکی شکایت لکھی۔ جلال الدین اسوقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی طرف واپس ہوا۔ شہر آنی پر محاصرہ ڈالا۔ حسام الدین علی خلاط کی محافظت پر کمربستہ و تیار ہوا۔ جلال الدین نے اہل خلاط کی مستعدی و آمادگی محسوس کر کے براہ فریب محاصرہ اوٹھا کر بلاد انحاز کی جانب کوچ کر دیا۔ دس روز کے بعد نہایت تیزی سے خلاط کی طرف بڑھا۔ ماہ ذی القعدہ ۶۲۳ھ میں شہر ملازکرد کا محاصرہ کیا۔ نہر ملازکرد سے کوچ کر کے خلاط پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ روزانہ جنگ اور محاصرہ سے اہل خلاط تنگ آگئے کئی مرتبہ جلالی فوجیں شہر پناہ کی دیوار تک پہونچ گئیں ایک یا دو بار شہر میں بھی گھس پڑیں، چونکہ خلاط والے خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے واقف تھے جی پر کھیل گئے اور سرفروشانہ مقابلہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔

زمانہ محاصرہ میں جلال الدین کے پاس اسکے نائب اور اسکی بیگم بنت سلطان طغرل نے یہ خبر بھیجی کہ ترکمان ایوائیہ بلاد آرمینیہ، آذربائیجان پر قابض ہوگئے ہیں۔ اکثر شہروں کو برباد و ویران کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہوگیا ہے اہل خوئی سے تاوان وصول کیا اور اسکے نواح کو تاراج کر کے کف دست میدان بنا دیا ہے۔ چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوائیہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ نہایت تیزی سے منزلوں

کوچ کر کے ترکمان ایوامیہ کے سر پر پہونچ گیا۔ ترکمان ایوامیہ اس غفلت میں پڑے ہوئے تھے کہ جلال الدین خلاط کی مہم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلعات میں جو سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے چلے جاتے جہاں پر پہونچنا دشوار ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوامیہ پر دفعۃً چھاپا مارا۔ نہایت سختی سے پامال ہوئے۔ قتل ہوئے یا قید۔ مال و اسباب لوٹ لیکر تبریز واپس آیا۔

کرج کا تفلیس پر قبضہ اور بربادی

خلاط اور غزوہ ترکمان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے اپنی فوج کو ایام سرما منقضی کرنے کو متفرق کر دیا اور چونکہ خوارزمی امراء نے تفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بد اخلاقیاں شروع کر دی تھیں اس وجہ سے جو فوج ان لوگوں کے رکاب میں تفلیس میں تھی علیحدہ ہو گئی۔ اہل شہر نے کرج کو قبضہ تفلیس کے لئے بلا بھیجا۔ کرج یہ سمجھ کر کہ جلال الدین اسوقت تفلیس کی حمایت سے معذور ہے تفلیس پر چڑھ آئے۔ لوٹ لیا۔ آگ لگا دی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۴ھ کا ہے۔

نسائی کاتب لکھتا ہے کہ جس زمانہ میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کئے تھا اسی زمانہ میں فرانس (عیسائیان کرج) نے تفلیس پر قبضہ حاصل کیا تھا اور جلا کر خاک و سیاہ کیا تھا۔ جب جلال الدین کو اسکی اطلاع ہوئی۔ غضبناک واپس ہوا۔ اثناء سفر میں یہ خبر پا کر کہ ترکمان نے دُند مچا رکھی ہے ہر طرف قتل و غارتگری کا بازار گرم کر رکھا ہے ترکمانوں پر حملہ کیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور بہت سی مویشیوں کو موقان ہانک لایا۔ جس کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال میں۔ کہا جاتا ہے) تیس ہزار ۳۰۰۰۰ تھا بعد اسکے سلطان طغرل کی لڑکی سے (جس سے عقد کیا تھا) ملنے کو خوی گیا۔ خوی سے گنجہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ کرج، تفلیس میں آگ لگا کر واپس گئے۔

نسائی کاتب لکھتا ہے کہ گنجہ میں سلطان جلال الدین کے ورود کے بعد خاموش بن اتابک ازبک بن پہلوان حاضر ہوا۔ ایک پیٹی نذر گزرانی جسمیں بقدر کف دست یاقوت

سُرخ تھا جس پر کیکاؤس اور چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے۔ سلطان جلال الدین نے اسکی شکل تبدیل کر کے اپنا نام کندہ کرایا۔ عیدوں کے موقع پر پہنا کرتا تھا۔ چنگیزخانی غارتگری کے زمانہ میں تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گئی۔ اپنے خان اعظم ابن چنگیز خان بقا کو دیدیا

اس زمانہ سے خاموش، سلطان جلال الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ اخیر عمر میں فقر و فاقہ میں مبتلا ہوا علاء الملک بادشاہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے پاس چلا گیا اور وہیں جان بحق تسلیم کی۔ انتہیٰ کلام النسائی۔

سلطان جلال الدین اور فرقہ اسماعیلیہ

سلطان جلال الدین نے واپسی ہندوستان کے بعد ارخان کو نیشاپور اور اسکے صوبہ کی حکومت پر مامور کیا جیسا کہ زمانہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا۔ پس ارخان نے ایک شخص کو اپنی طرف سے نیشاپور پر بطور نائب مقرر کیا اور خود سلطان کے رکاب میں رہا۔

ارخان کا نائب بنجلا تھا مقبوضات اسماعیلیہ پر جو اسکے صوبہ سے ملحق و متصل تھے اکثر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھاتا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بمقام خوئی وفد (ڈیپوٹیشن) ہو کر آئے اور ارخان کے نائب کی شکایت کی۔

ارخان اس سے زیادہ برافروختہ ہوا اور اسماعیلیہ پر سختی کرنے لگا سلطان جلال الدین نے خوئی سے گنجہ کے طرف مراجعت کی چونکہ گنجہ ارخان کی جاگیر تھی اسوجہ سے ارخان بھی رکاب میں تھا گنجہ کے باہر خیمہ نصب کیا گیا۔ تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔

فرقہ اسماعیلیہ کو فدادیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انکا شیخ جسکے قتل کا حکم دیتا ہے اسکو یہ قتل کر ڈالتے ہیں جان کی ذرہ پرواہ نہیں کرتے۔ اور اسکے عوض میں اپنے شیخ سے جنتی ہونے کی دستاویز لکھاتے ہیں۔

القصہ ارخان کے مقتول ہونے کے بعد دو ایک اشخاص پر باطنیوں نے حملہ کیا آخر میں ارخان کے آدمیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور تکے بوٹی کر ڈالے۔

اسماعیلیہ زمانہ طوائف الملوکی میں دامغان وغیرہ پر قابض ہوگئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ باطنیہ کا ایلچی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بمقام بیلقان حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت نے دامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا اور تیس ہزار دینار تاوان کا طلبگار ہوا۔ فرقہ باطنیہ نے مطالبہ تسلیم کر لیا۔

آذربائیجان کی واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ نفر باطنی گرفتار ہوئے جو غالباً وزیر السلطنت یا کسی اور سردار کے قتل کو آئے ہونگے۔ وزیر السلطنت نے انکی گرفتاری سے سلطان کو مطلع کیا۔ سلطان نے ان کو آگ میں ڈالدینے کا حکم صادر کیا۔ انتہی کلام النسائی۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین بعد واقعہ قتل ارخان فوجیں لیکر بلاد اسماعیلیہ پر چڑھ گیا قلعہ موت سے کردکوہ تک تاراج کرتا چلا گیا۔ ارخاں کے قتل کا پورا پورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسماعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد ارسلاں کی طرف بڑھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انکی قوت ٹوٹ گئی، دندان آز کھٹے ہوگئے۔

سلطان جلال الدین کامیابی کے ساتھ بلاد اسماعیلیہ سے واپس آرہا تھا کہ اثنار راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ لوٹیرے تاتاری قریب رے دامغان تک پہونچ گئے ہیں فوراً تاتاریوں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوگیا اور انکے سر پر پہونچکر نہایت بُری طور سے ہزیمت دی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر پہونچی کہ تاتاریوں کا جم غفیر سلطان سے جنگ کرنے کو آرہا ہے۔ یہ سنکر قیام کر دیا۔ انتہی۔

حسام الدین نائب خلاط کا شہر خوی پر قبضہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جسوقت سلطان جلال الدین نے تبریز کو اوزبک بن بہلوان کے قبضہ سے نکال لیا، اور اسکی بیوی (دختر سلطان طغرل) کو شہر خوی بطور جاگیر عنایت فرماکے اس سے عقد کر لیا۔ اسوقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہمات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس جدید بیگم کو خوی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا سارا اعزاز اور سارا اقتدار فنا ہوگیا۔

نسائی کاتب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اسکی جاگیر میں شہر سلماس اور آرمینیہ کا اور اضافہ فرماکے اپنے ایک معتمد علیہ امیر کو بغرض انتظام جاگیر مقرر کیا۔ یہ امر بیگم صاحبہ کو ناگوار گزرا، ادھر وزیر السلطنت نے بیگم کو دھوکا میں ڈال دیا اُدھر خفیہ طور سے سلطان کو لکھ بھیجا کہ بیگم صاحبہ اتابک اوزبک سے ساز باز رکھتی ہیں اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے، بعد اسکے سلطان کے حکم سے وزیر السلطنت خوی پہونچا اور بیگم صاحبہ کے محلسرا میں قیام پذیر ہوا، جو کچھ مال و اسباب تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دنوں قلعہ طلیم میں مقیم تھیں وزیر السلطنت نے پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ بیگم نے سلطان کی خدمت میں جانے کی درخواست کی وزیر السلطنت نے جواب دیا "آپکی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائیگی۔ خیر اسی میں ہے کہ آپ بلا ہیچک شرط قلعہ رے حوالہ کر دیجئے۔ انتہی۔

چونکہ اہل خوی، سلطان کے مظالم اور نیز اسکے لشکر کے ظلم و ستم سے تنگ آگئے تھے اسوجہ سے بیگم صاحبہ نے باتفاق اہل خوی، حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا۔ خوی پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ حسام الدین نے جن دنوں سلطان جلال الدین عراق میں تھا خوی پر پہونچکر خوی اور اسکے کل نواح پر قبضہ کر لیا[1] . . . . . . انکے دیکھا دیکھی اہل نقچوان نے بھی حسام الدین سے نامہ و پیام کر کے شہر حوالہ کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور بیگم صاحبہ جلال الدین کو اپنے ہمراہ خلاط لے آیا۔ جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرینگے۔

اصفہان میں سلطان اور تاتاریوں کی جنگ سلطان جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر ماوراء النہر اور عراق کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فوراً روک تھام کی غرض سے کمر باندھ کر تبریز سے کوچ کر دیا۔ چار ہزار سواروں کو رے اور دامغان کی جانب تاتاری لوٹیروں کی خبر لانے کو روانہ کیا واپس ہو کر ان لوگوں

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

نے بیان کیا کہ تاتاری طوفان بے امتیازی کی طرح اصفہان تک پہونچ گیا ہے۔ افواج اسلامی سے مرجانے اور مارنے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ عامہ مسلمین کو جہاد پر آمادہ کر کے اصفہان روانہ کرد، اتنے میں یہ خبر لگی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر رے کے تاراج کو آرہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیجدی، جس نے تاتاری لشکر کو ہزیمت ہوئی اور کامیاب ہوا بعد اسکے ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہونچنے کے چوتھے دن دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کا بھائی (غیاث الدین) اور جہان پہلوان ایلجی نے بدعہدی کی اور ایک لشکر لیکر علیحدہ ہوگیا بایں ہمہ تاتاریوں کا میسرہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا سلطان نے تعاقب کیا۔ تاتاریوں نے چند مقامات پر تھوڑی تھوڑی فوج کمینگاہ میں بٹھادی تھی چنانچہ اس نے سلطانی موکب کے گذر جانے کے بعد کمینگاہ سے حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا سرداران لشکر کا ایک گروہ کام آگیا۔ کچھ گرفتار ہوگئے۔ از انجملہ علاء الدولہ والی یزد تھا۔ سلطان جلال الدین نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا۔ تاتاری کائی کی طرح پھٹ گئے اور اپنے لشکر گاہ کا راستہ لیا سلطان گرفتاری سے بال بال بچ گیا۔ لشکر اسلام ہزیمت پا کر فارس و کرمان پہونچا۔ میمنہ لوٹکر قاشان آیا۔ سلطان کو صحیح وسلامت پایا۔ ہزیمت کے بعد سلطان قاشان چلا آیا تھا۔

امیر طالستی ان دنوں اصفہان میں موجود تھا۔ اہل اصفہان نے اسکے ہاتھ پر امارت کی بیعت کا قصد کیا اتنے میں سلطان پہونچ گیا۔ رک گئے۔ کل لشکر سلطان کے ساتھ ہوگیا۔ تاتاری لوٹیروں نے ہزیمت کے بعد اصفہان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ پس جس وقت سلطان کا لشکر اصفہان پہونچا۔ اہل اصفہان بھی سلطان کے ساتھ ہو کر میدان میں آئے تاتاریوں سے تیغ و سپر ہوئے اور انکو ہزیمت دی۔ سلطان، رے تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ نہ آئے تو ایک لشکر خراسان کی جانب ہزیمت یافتہ تاتاری کے تعاقب میں روانہ کیا۔

ابن اثیر کہتا ہے کہ بلاد فارس کا حاکم ابن اتابک سعد تھا۔ اپنے باپ کے بعد فارس کا حکمران

ہوا سلطان کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ تاتاریوں کو پہلے ہزیمت ہوئی والی فارس انکے تعاقب میں دور تک چلا گیا جب واپس ہوا تو سلطان جلال الدین کو اسکے بھائی غیاث الدین اور بعض سرداران لشکر کے انحراف و تعاقب کی وجہ سے ہزیمت ہو چکی تھی ہزیمت کے بعد سلطان شہیرم واپس آیا۔ چندے قیام پذیر رہا بعد ازاں اصفہان کی طرف مراجعت کی۔

سلطان جلال الدین اور اسکے بھائی غیاث الدین میں ناچاقی

سلطان جلال الدین اور اسکے بھائی غیاث الدین میں ناصافی وکشیدگی کی بنیاد اُسوقت سے پڑی ہے جبکہ حسن بن حرمیل گورنر سلاطین غوریہ کو خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر نے مار ڈالا تھا اور اسکے وزیر السلطنت کا جو کسی قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا تھا محاصرہ کر لیا تھا تا آنکہ بزور تیغ مفتوح کیا اور اسکو بھی قتل کر ڈالا [1] . . . .

محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف . . . .

پس جب سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کو اصفہان گیا تو غیاث الدین کے چند غلام سلطان سے منحرف ہو کر نصرت الدین بن حرمیل کے پاس چلے گئے۔ غیاث الدین نے ان کو نصرت الدین کی اجازت سے پوشیدہ طور پر اپنے گھر میں بُلا لیا۔ ان لوگوں نے سلطان جلال الدین کی طرف سے غیاث الدین کے کان بھر دیئے جاو بیجا شکائتیں کیں جس سے غیاث الدین کے سینہ میں اپنے بھائی سلطان جلال الدین کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا۔ پس جسوقت تاتاریوں کا مقابلہ ہوا۔ اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا۔

غیاث الدین نے خوزستان میں پہونچکر دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی۔ امداد کا خواستگار ہوا۔ تیس ہزار ۳۰۰۰۰ دینار مرحمت فرمایا۔ غیاث الدین خراسان سے قلعہ موت چلا گیا جہاں علاء الدین شیخ فرقہ اسماعیلیہ رہتا تھا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا اور بعد اسکے بلے ربط فقرہ جسکا ترجمہ "محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف" ہے تحریر ہے باوجود تلاش کے مجھکو اس کا ربط ماسبق و مالحق سے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ مترجم

پس جب سلطان جنگ تاتار سے فارغ ہو کر رے کی جانب واپس ہوا۔ قلعہ موت کے سر کرنے کو گیا محاصرہ ڈالا۔ علاء الدین نے سلطان سے غیاث الدین کو امن دینے کی استدعا کی۔ سلطان نے امن دیدی اور ایک اپنے معتمد امیر کو غیاث الدین کو لانے کیلئے بھیجا۔ غیاث الدین نے حاضری سے انکار کیا اور قلعہ چھوڑ دیا نواح ہمدان میں شاہی لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ معمولی سی لڑائی کے بعد شاہی لشکر نے غیاث الدین کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا غیاث الدین کسی طرح بچ بچا کر براق حاجب کے پاس کرمان پہونچا۔ اور اسکی ماں سے براق کے خلاف مزاج عقد کر لیا۔ چند دنوں بعد کسی نے براق حاجب سے یہ جڑ دیا کہ "تمہاری ماں تمکو زہر دینے کی فکر میں ہے" براق حاجب نے ذرا بھی تفتیش نہ کی مار ڈالا۔ اسکے ساتھ ہی جہاں پہلوان کچی کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا اور غیاث الدین کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ چند دنوں کے بعد بحالت قید قتل کر ڈالا۔

بعض مورخ کا بیان ہے کہ غیاث الدین قید سے نکل کر اصفہان پہونچا تھا۔ اور سلطان جلال الدین کے حکم سے مارا گیا۔ نسائی کہتا ہے کہ میں نے براق کا ایک خط دیکھا ہے جو اس نے وزیر السلطنت شرف الملک اور سلطان جلال الدین کی خدمت میں بمقام تبریز بھیجا تھا۔ براق نے اسمیں اپنی خدمات کو شمار کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ میں نے ایک بہت بڑی خدمت سلطان کی یہ انجام دی ہے جسکا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا کہ سلطان کے دشمن ترین شخص (غیاث الدین) کو قتل کیا ہے۔

پہلوانیہ کی بغاوت جسوقت سلطان جلال الدین معہ وزیر السلطنت شرف الملک ہمدان پہونچا یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ امراء پہلوانیہ تبریز کے باہر مجتمع ہو رہے ہیں اور علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا چاہتے ہیں۔ خاموش بن اتابک اوزبک بھی قلعہ قوطور سے فوج لیکر آگیا ہے اور امراء پہلوانیہ کا ہم آہنگ ہو گیا ہے۔ سلطان نے موکب ہمایوں کو تبریز کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کو بطور

مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ قریب تبریز باغیان امراء بہلوانیہ سے مقابلہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے ہزیمت دی اور جن سرداروں نے آتش فساد و بغاوت روشن کی تھی گرفتار کر لیا۔ منظفر و منصور شہر تبریز میں داخل ہوا۔ قاضی معزول اور بہت سے اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ قوام الدین حراوی ہمشیرہ زادہ طغرائی سے زرکثیر جرمانہ وصول کیا۔ بعد اسکے سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور وزیر السلطنت نے ممالک محروسہ میں نائب السلطان کی حیثیت سے قیام اختیار کیا۔

نائب خلاط اور وزیر السلطنت تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ حسام الدین گورنر خلاط نے اذربائیجان پر حملہ کیا اور کامیاب و منصور ہو کر بیگم سلطان جلال الدین کو لیکر خلاط واپس گیا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ بلاد اران سے موقان کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمانوں کو ایک وقت مقررہ پر مجتمع ہونے کا حکم صادر کیا، عمال کو پیشگی خراج وصول کرنے کی غرض سے صوبجات کی طرف بھیجا۔ شروان شاہ سے پچاس ہزار دینار طلب کئے۔ شروان شاہ نے دینے میں توقف کیا۔ وزیر السلطنت نے اسکے ملک پر یلغار کر دیا۔ لیکن کچھ ہاتھ نہ لگا بے نیل مرام اذربایجان واپس آیا۔

اتابک بہلوان کی لڑکی (بیگم سلطان) بقچوان میں تھی، ایدغمش اس سے علیحدہ ہو کر وزیر السلطنت کے پاس چلا آیا اور اسکو بقچوان پر قبضہ کرنے کی طمع دی۔ پس وزیر السلطنت بیگم سلطان کو دغا و فریب دہی کی غرض سے بقچوان روانہ ہوا۔ بیگم نے وزیر السلطنت کو داخل ہونے سے روک دیا۔ مرج میں خیمہ ڈال دیا۔ باوجود ممانعت بیگم نے عزت و احترام سے وزیر السلطنت کی میزبانی کی۔

بعد اسکے وزیر السلطنت نے خورس کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ صوبہ زمانہ حکومت اوزبک سے اشرف والی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی بجبر و تشدد رعایا کا مال چھین لینے لگے۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں کی حمایت کی۔ رعایا

بگڑ گئی۔ اتنے میں والی خلاط کا حاجب فوجیں لیکر آگیا اور وزیر السلطنت کو مار بھگایا۔
وزیر السلطنت کمال بے سامانی سے اسباب چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۴ھ کا ہے۔

حاجب کے ساتھ فخر الدین سام والی حلب اور حسام الدین خضر والی تبریز بھی تھا اور وزیر .... اسکے زمانہ غیر حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر، اران بھاگ گیا اور حاجب اسکے تعاقب میں کچھ دور تک گیا پھر تبریز واپس ہوا۔ خوی ہو کر گذرا۔ خوی کو لوٹ لیا۔ بقجوان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا بعد اسکے تبریز کو بھی بزور تیغ لے لیا۔

ان واقعات کے بعد وزیر السلطنت تبریز میں قیام پذیر ہوا۔ اتابک ازبک اس وقت تبریز ہی میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سلطان ہزیمت کے بعد اصفہان کی طرف واپس آرہا ہے وزیر السلطنت تبریز اور اذربایجان کی جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں سلطانی امرا ملے جنکو سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو محاصرہ خوی کا حکم دیا۔ اسوقت خوی میں حاجب حسام الدین والی خلاط کا نائب بدر الدین سرہنگ اور حاجب حسام الدین علی منوچہر موجود تھا۔ وزیر نے مصلحتاً خوی کی عزیمت فسخ کرکے ترکری پر جاکر محاصرہ ڈالا۔ دونوں حریف نے ترکری کے باہر ایک میدان میں صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد حاجب کو ہزیمت ہوئی۔ ترکری میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیام بھیجا۔ وزیر نے انکاری جواب دیا۔ شاہی امرا جو اسکے ساتھ اس مہم میں شریک تھے وہ معہ اپنی فوجوں کے اذربایجان واپس آئے اور وزیر نے ترکری کا محاصرہ اٹھالیا خوی کی طرف روانہ ہوا۔ ابن سرہنگ خوی خالی کرکے قلعہ قوطور چلا آیا تھا اسکے بعد سلطان سے امن حاصل کی۔

وزیر بلا مزاحمت خوی میں داخل ہوا۔ اہل خوی سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا۔

۱؎ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

خوی سے فارغ ہوکر ترمذ اور بقچوان پر یلغار کیا۔ ترمذ اور بقچوان والوں پر بھی وہی مظالم کیے جو اہل خوی کے ساتھ کئے تھے۔ حاجب والی خلاط کی حکومت کا سلسلہ اسی وقت سے منقطع ہوگیا۔ واللہ اعلم۔

فتوحات وزیر جس وقت سلطان جلال الدین اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے ممالک محروسہ میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت اپنی ساری توجہ، پوری ہمت اور کل توت ممالک محروسہ سلطانی کے نظم و نسق درست کرنے، والی خلاط کی مدافعت، آذربایجان اور اران کے شہروں کو واپس لینے اور باغی قلعات کے سر کرنے میں صرف کرنے لگا۔

حاجب حسام الدین والی خلاط اور وزیر السلطنت میں جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں ان واقعات کے اثناء میں وزیر السلطنت باغی قلعات کے والیوں سے ساز باز کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً نقد و جنس بھی دیتا رہا۔ اکثر خلعتیں بھی دیں۔ چند دنوں کے بعد بہتیروں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ بعد اسکے امراء ابخواز میں سے ناصر الدین محمد کو گرفتار کر لیا۔ یہ ایک مدت سے نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک کثیر رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا اسکے نائب سے جو قلعہ اسکے قبضہ میں تھا چھین لیا۔ بعد اسکے آقسنقر اتابکی (سلطان کا گورنر گنجہ) مرگیا۔ وزیر السلطنت نے دھاوا کر دیا اور اسکے نائب شمس الدین کرشاف سے خزانہ کا مطالبہ کیا۔ اور جب اُس نے نہ دیا تو قلعہ ہر دو جار مرد (صوبہ اران) چھین لیا۔

قلعہ زونین پر سلطان خاموش کی بیگم کا قبضہ تھا۔ وزیر السلطنت نے فوجیں مہیا کرکے دھاوا کیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ بیگم نے نکاح کا پیام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دیدیا۔ پھر جب سلطان نے عراق سے مراجعت کی تو وزیر السلطنت نے بیگم سے عقد

کرلیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا سعد الدین نے بیگم کے ساتھ نہایت کج ادائی کی اسکے مال و اسباب کو ضبط کرلیا۔ رعایا کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پر تل گئے۔

پھر جسوقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے نجات ملی تو اران کا قصد کیا۔ خراج وصول کیا، فوجیں جمع کیں اور سامان اکٹھا کر کے قلعہ مردانقین کے سر کرنے کو بڑھا۔ قلعہ مردانقین وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دینار پیش کئے وزیر السلطنت کی باچھیں کھل گئیں قلعہ مردانقین کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر دھاوا کر دیا۔ قلعہ حاجین، جلال الدولہ ہمشیرہ زادہ ابوانی امیر کرج کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بھی میدان نہ لیا۔ بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دیکر مصالحت کر لی ان واقعات کے بعد امراء بیلوانیہ کی بغاوت کا قصہ پیش آیا جسکو وزیر السلطنت نے نہایت خوبی سے فوجیں بھیجکر فرو کیا۔

چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے آذربایجان میں جسوقت کہ تاتاریوں کے مقابلہ میں سلطان کو ہزیمت ہوئی تھی اور ان لوگوں نے خوارزم پر چڑھائی کی تھی نہایت بیدردی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا۔ لہذا جب سلطان جلال الدین نے آذربایجان پر قبضہ حاصل کیا تو بیلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیامیٹ کر دیا۔ امیر مقدی، اشرف بن عادل بن ایوب والی شام کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا پس جب اسکو یہ خبر پہونچی کہ وزیر السلطنت شرف الملک کو حسام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے بمقام خلاط ہزیمت دیدی تو اتابکیوں کے ساتھ رہنے کی غرض سے شام سے آذربایجان کا آ لیا۔ خوی ہو کر گزرا ان دنوں حاجب خوئی میں تھا۔ تعاقب کیا۔ امیر مقدی نہر عبور کر کے بلاد قبار میں داخل ہوا۔ بلاد قبار میں متعدد قلعجات تھے جسپر باغیان دولت اور مخالفین حکومت قابض تھے۔ امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اتابکیہ حکومت کی تبلیغ کرنے لگا، اور ابن خاموش بن ازبک کی امارت کی ترغیب دیتا رہا۔ کہ قلعہ قوطور

سے بلا کر اپنا امیر بنا لو۔ وزیر السلطنت کو اسکی خبر لگی بیحد صدمہ ہوا۔ اسکے بعد ہی سلطان جلال الدین کی ہزیمت کی خبر بھی پہونچ گئی اور زیادہ صدمہ اور رنج بڑھ گیا۔

جب امیر مقدی کو بلاد تبہار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہوئی تو نصرۃ الدین محمد بن سبکتگیں کے پاس چلا گیا اور یہی جال بچھایا۔ نصرۃ الدین نے بظاہر حیلہ و حوالہ میں رکھا اور خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے مطلع کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھا "جسطرح ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے، سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے کر دیجئے" نصرۃ الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا، امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لئے وزیر السلطنت کے پاس پہونچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اسکے کل ہمراہیوں کو جائزے دیئے۔ خلعتیں دیں اور خوارزمیوں کے قتل و خونریزی سے درگذر کرنے کا وعدہ کیا۔ قسم کھائی۔ اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے مراجعت کرنے کی خبر مسموع ہوئی۔ وزیر السلطنت باریاب ہونے کی غرض سے روانہ ہوا امیر مقدی اور نصرۃ الدین محمد بھی ہمرکاب ہوا۔ سلطان بنے ان دونوں کی بیحد عزت کی آؤ بھگت سے ملا۔

وزیر صفی الدین کے حالات | صفی الدین محمد طغرائی وزیر خراسان قریہ کلاجرد کا رہنے والا تھا اسکا باپ اس قریہ کا زمیندار تھا۔ نہایت تربیت یافتہ اور بیحد خوشخط تھا۔ سلطان کی خدمت میں زمانہ قیام ہندوستان میں باریاب ہوا، وزیر السلطنت شرف الملک کے دربار میں ملازمت کی۔ پس جب شاہی موکب نے ہندوستان سے عراق کی جانب معاودت کی تو صفی الدین کو طغرائی کی خدمت عطا کی گئی۔ پھر جب سلطان نے تفلیس کو کرج سے چھین لیا اور اقسنقر (مملوک اتابک ازبک) کو تفلیس کی حکومت پر متعین فرمایا تو صفی الدین طغرائی کو اسکی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ بعد چند دنوں کے کرج نے تفلیس پر محاصرہ ڈالا واپس لینے کی کوشش کی، اقسنقر گورنر تفلیس شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ صفی الدین

طغرائی نے نہایت مردانگی سے مدافعت پر کمر باندھی۔ کرج کے ۔ ندان حرص کند ہو گئے ناکام واپس گئے۔ اس سے سلطان کی آنکھوں میں اسکی عزت دو بالا ہو گئی۔ خوش ہو کر خراسان کی وزارت سے ممتاز کیا۔ چنانچہ ایک سال تک خراسان کے عہدہ وزارت کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ بعد اسکے اہل خراسان کو شکائتیں پیدا ہوئیں۔ اتنے میں سلطان کا موکب ہمایوں رے میں وارد ہوا۔ اہل خراسان نے حاضر ہو کر بیحد شکائتیں کیں۔ عتاب شاہی میں آگیا، مال واسباب ضبط کر لیا۔ اسکے خادموں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ گھوڑوں کو شاہی اصطبل میں لیجا کر باندھ دیا۔ جسکی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اسکے خادموں میں صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچکر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ جسپر اسکا پہلے سے قبضہ تھا۔

سلطان نے بجائے اسکے خراسان کی وزارت پر تاج الدین بلخی کو مقرر کیا اور اسکو جدید وزیر کی نگرانی میں قید کر دیا تاکہ جدید وزیر بجر دھمکی جو کچھ اسکے پاس ہو وصول کر لے اور اسکے خادم سے قلعہ کو بھی لے لے۔ جدید وزیر کو اس سے پورانی عداوت تھی۔ تشدد اور تکلیف دہی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر ذرا بھی کامیاب نہ ہوا۔

صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اسکا خزانچی پیش کیا گیا۔ سلطان نے جواہرات اور اس مال کو پیش کرنے کا حکم دیا جو وزیر کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے گئے تھے خزانچی نے یہ خیال کر کے کہ صفی الدین کو سزائے موت دیدی گئی ہے چار ہزار دینار اور ستر نگینے یاقوت سرخ اور زمرد آبدار کے حاضر کئے۔

بعد اسکے صفی الدین نے اراکین دولت سے خط وکتابت شروع کی، نقد وجنس دینے کا وعدہ کیا۔ اراکین دولت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور بمنت وسماجت اسکو قید سے رہا کرایا۔ سلطان نے دست خاص سے اسکی رہائی کا فرمان تحریر فرمایا۔ صفی الدین قید سے نجات پا کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کل مال واسباب واپس کر دیا۔

جواہرات باقی رہ گئے۔

نسار کی وزارت پر سلطان نے محمد بن مودود نسوی کو مقرر کیا۔ یہ خاندان ریاست سے تھا۔ زمانہ کی گردش نے اسکو کھینچ کر غزنی پہونچایا۔ پس جب سلطان نے ہندوستان سے مراجعت کی تو محمد کو دفتر انشار کا سردفتر مقرر کیا۔ اس سے اسکی شان وشوکت بڑھ گئی وزیر السلطنت شرف الملک کو رشک وحسد پیدا ہوا۔

پھر جب احمد بن محمد منشی کاتب، نصرۃ الدین محمد بن حمزہ والی نسا کی طرف سے سلطان کی خدمت میں قاصد ہوکر حاضر ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو سلطان نے اسکو دفتر انشار کا میر منشی مقرر کیا ضیاء الدین اس رشک وحسد سے جلکر خاک ہو گیا۔ سلطان سے نسار کی وزارت کی درخواست کی۔ سلطان نے نسار کا قلمدان وزارت حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ مرحمت کرنے کا حکم صادر کیا۔ ضیاء الدین شاہی پیشگاہ میں عبد الملک نیشاپوری کو اپنا نایب مقرر کرکے نسار چلا گیا۔ شامت آئی سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے معزول کرکے احمد بن محمد منشی کاتب کو متعین کیا۔ لگانے بجھانے والے لگانے بجھانے لگے۔ کثرت سے شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نسار سے نکال دیا۔ اسی حالت میں مر گیا۔

بلبان والی خلخال کے حالات بلبان، اتابکیہ ازبک کے خادموں سے تھا۔ جس وقت تاتاری فتنہ رونما ہوا اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہو گیا اور سلطان جلال الدین اذربایجان پر قابض ومتصرف ہوا اسوقت بلبان کو موقع مل گیا شہر خلخال چلا گیا۔ اسپر اور نیز اسکے قلعہ جات پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان مہم عراق اور والی خلاط کی لڑائیوں میں مصروف تھا بلبان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ پس جب لشکر اسلام جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروزآباد میں بلبان پر محاصرہ ڈالا۔ بلبان نے زچ ہوکر امن کی درخواست کی۔ سلطان نے امن دی اور فیروزآباد پر قبضہ کرکے حسام الدین بکتاش اسعد اتابک

والی فارس کے غلام اکو مقرر کیا۔
بعد اسکے سلطان نے سامان واسباب کو موقان میں چھوڑ کر خلاط کا قصد کیا۔ لیکن برف وسردی نے ارجیش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے ارجیش کے بعض قلعات سر کر لئے۔ عزالدین خلخالی اسوقت کفرطاب قریب ارجیش میں تھا۔ یہ خبریں سنکر خلاط چلا گیا۔ حاجب نے اسکو سروسامان اور فوجیں دیکر سلطنت کے خلاف مادہ بغاوت وفساد پھیلانے کی غرض سے اذربایجان روانہ کیا۔ لیکن حاجب کا یہ منشا پورا نہ ہوا عزالدین خلخالی ناکام و نامراد کوہ زنجان چلا گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ سلطان نے اسکو خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا، معاملہ ہنوز طے نہیں ہوا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سر اوتار کر سلطان کی خدمت میں بھیجدیا۔
سلطان نے کفرطاب سے مراجعت کی، خرت برت کو ایسا تاراج کیا کہ نام کو آبادی باقی نہ رہ گئی۔ اسی اثناء میں جبکہ ۶۲۳ھ کا نصف گزر چکا تھا خلیفہ ظاہر عباسی بغدادی کی وفات اور اسکے بیٹے المنتصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی خبر موصول ہوئی۔ دربار خلافت سے بیعت لینے کا فرمان صادر ہوا۔ خلعت آئی۔ واللہ ولی التوفیق لاریب غیرہ

وزیر السلطنت شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی

جسوقت سلطان کا موکب ہمایوں موقان کی طرف واپس ہوا اور سلطان نے خوئی میں قیام اختیار کیا۔ اہل خوئی کا ایک وفد دربار شاہی میں باریاب ہوا وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتیوں، مظالم اور بکثرت تاوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ باوجودیکہ ملکہ سلطانہ بنت طغرل اُن الزامات سے بری تھی جو اسپر قائم کیے گئے تھے۔ لیکن وزیر نے پھر بھی اسکا مال واسباب ضبط کر لیا ہے۔
خوئی سے کوچ کر کے سلطانی موکب تبریز پہونچا۔ اہل تبریز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں جسقدر اہل خوئی نے کی تھیں، قریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی

میں حاضر ہوکر وزیر کی شکایت کی کہ میں باوجودیکہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہوتا تھا لیکن وزیر السلطنت نے میرے دو خادموں سے ایک ہزار دینار تاوان وصول کیا ہے۔ سلطان نے بنظر ترحم ہزار دینار واپس کر دیئے اور اہل شہر کو تین سال کا خراج (مالگذاری) معاف فرما دیا۔ بعد اسکے وزیر السلطنت کی شکایات کی بھرمار ہوئی۔ سلطان کی عدم موجودگی کے زمانہ میں وزیر السلطنت نے بڑی بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے قلع قمع میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ انکے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ پس جب سلطان نے اذربایجان کی جانب مراجعت کی تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کا پیام بر دربار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا "وزیر السلطنت نے بدعہدی کی اور ہمارا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے"۔ سلطان کے کان تو پہلے ہی سے بھر گئے تھے۔ اس شکایت نے سونے میں سہاگہ کا کام دیدیا۔ وزیر السلطنت سے ناراض ہو گیا۔ اسی وقت دو سرداروں کو مامور فرما کر حکم دیا کہ جسقدر وزیر نے فرقہ اسماعیلیہ کا مال واسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دیدو۔ (بیان کیا جاتا ہے کہ تیس ہزار دینار نقد اور دس راس گھوڑے تھے)۔ اور وزیر السلطنت سے خط وکتابت اور گفتگو ترک کر دی۔ دربار میں حاضری کی ممانعت ہو گئی، وزیر السلطنت جو عرضداشت بھیجتا تھا، کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا۔ چند دنوں بعد تبریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد و غلہ کا انتظام کیا جائے۔ بعدہ سلطان نے تبریز سے موقان کی جانب معاودت کی۔ موقان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص لینے پر اکتفا کیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

قفچاق سلطان کی خدمت میں زمانہ قدیم سے قفچاق کو سلطان اور اسکی قوم سے محبت اور دوستی تھی۔ بظاہر اسکی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اسکی قوم کی شادیاں

قفچاق کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں غالباً چنگیز خاں نے اسی سبب سے قفچاق کی پائمالی میں حد سے زیادہ توغل کیا تھا اور سلطان اور اسکی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے قفچاق کے پیچھے پڑا تھا پس جب سلطان نے اصفہان سے مراجعت کی اور تاتاریوں کی مہم درپیش ہوئی تو قبایل قفچاق سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سیر جنکش قفچاقی کو قبایل قفچاق کے پاس امداد کا پیام لیکر روانہ کیا قبایل قفچاق نے نہایت کشادہ دلی سے لبیک کہا اور گروہ کے گروہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قفچاق کا بادشاہ کورکان بھی تین ہزار اپنے قرابت مندوں کے ساتھ براہ دریا وزیر السلطنت کے پاس موقان پہونچا موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں بار یاب ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ عنایت کی اور یہ وعدہ فرماکے کہ دربند (باب الابواب) کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ بہترین سلوک برتا جائے گا واپس جانے کا حکم دیا۔

فتح دربند بعد اسکے سلطان نے والی دربند کو جو کہ ایک نوعمر چھوکرا اور نام کا والی تھا بلا بھیجا اسکا اتالیق اسد کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا اور یہی سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا والی دربند بلا کسی عذر کے حاضر دربار ہو گیا لیکن اسد نے مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا سلطان نے والی دربند کو خلعت دی اور دربند فتح ہو جانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان نے فوج اور سرداران لشکر کو دربند کے سر کرنے کا حکم دیا سرداران لشکر نے دربند پہونچکر اسد کو گرفتار کر لیا اور غارتگری کا بازار نواح دربند میں گرم کر دیا۔ اسد کسی حیلہ و فریب سے انکے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہوئے۔

سلطان کا صوبہ کستاسفی پر قبضہ چونکہ وزیر السلطنت کو اپنی بعض نمایاں خدمات کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضی نہوگی اسوجہ سے فوجیں مہیا و مرتب کرکے نہر ارش کو عبور کیا اور صوبہ کستاسفی کو شروان شاہ

کے قبضہ سے نکال لیا۔ پس جب سلطان جلال الدین، موقان واپس آیا تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر عنایت کیا۔

جلال الدین سلطان شاہ، کرج کے پاس قید تھا۔ اسکے باپ نے اسکو اس شرط سے عہد طفلی میں کرج کو سپرد کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شاہزادی رسوان بنت تاماد سے اسکا عقد کر دیا جائے۔ لیکن یہ باتیں صرف خوش کن تھیں جسکا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔ چنانچہ بجائے خانہ دامادی کے جلال الدین سلطان شاہ کو قید کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ اتفاق سے جب سلطان نے بلاد کرج کو سر کیا تو جلال الدین سلطان شاہ کو قید کرج سے نجات ملی۔ سلطان نے اسکی پرورش اور پرداخت کی۔ تعلیم دلائی اور واپسی سوقان پر صوبہ کتاسفی بطور جاگیر عنایت فرمایا۔

کرج کے یہاں والی ارزن روم کا لڑکا بھی تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ کرج نے شاہزادی رسوان بنت تاماد سے بیاہ دیا تھا۔ سلطان بوقت فتح بلاد کرج اسکو بھی نکال لایا تھا لیکن یہ پھر مرتد ہو کر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اسکے زمانہ غیر حاضری میں رسودان شاہزادی کی شادی دوسرے شخص سے کر دی تھی۔

شروان شاہ کی باریابی سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے ملک اران پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد بلاد شروان پر غارتگری شروع کر دی۔ بلاد شروان کا بادشاہ افریدون بن تبریز وفد ہو کر سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، ایک لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ سلطان ملک شاہ نے غارتگری سے ہاتھ روک لیا۔ پس جب سلطان جلال الدین نے ۶۲۲ھ میں ملک اران پر قبضہ حاصل کیا تو بادشاہ شروان سے سالانہ خراج جو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا طلب کیا بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے غلبہ کا عذر کیا۔ سلطان نے نصف خراج معاف فرما دیا۔ پھر جب سلطان نے معاودت کی تو شروان شاہ دربار شاہی میں باریاب ہوا۔ نذر گزرانی پانچسو اس

گھوڑے ہدیۃً پیش کئے اسکے ساتھ ہی پچاس راس گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے وزیر السلطنت نے اس ہدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے شایاں نہ سمجھا، سلطان سے جڑ دیا کہ "یہ نہایت دغا باز اور فریبی ہے گرفتار کر لیا جائے" سلطان نے کچھ سماعت نہ کی بلکہ جائزہ دیا، خلعت دی اور بیس ہزار خراج معاف کر دیا۔ صرف تیس ہزار سالانہ خراج باقی رہ گیا۔ نسائی کاتب کہتا ہے کہ فرمان شاہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار دینار ملے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سلطان کی بلاد کرج کی طرف روانگی اور قلعات بہرام کا محاصرہ

جس زمانہ میں سلطان، آذر بایجان سے واپس ہو کر موقان آیا تھا۔ انہیں دنوں لشکر اسلام کو بسر کردگی ایلک خان بلاد کرج پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ایلک خان نے بلاد کرج پر جہاد کیا۔ زیر و زبر کرتا بحیرہ تیلج ہو کر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا دفعۃً حملہ کر دیا۔ ایلک خان سنبھل نہ سکا۔ ہزیمت اٹھائی۔ اثناء دار وگیر میں اربطانی گم ہو گیا۔

سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ سخت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا کرج بھی سر و سامان سے تیار ہو کر مقابلہ پر آئے۔ سلطانی مقدمہ نے کرج کے مقدمۃ الجیش کو ہزیمت دی اور بہت سے قیدی گرفتار کر لایا۔ سلطان نے سبھوں کو قتل کرا دیا اور کرج کے تعاقب میں روانہ ہوا کوری پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور کرج سے قیدیان بحیرہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے قیدیان بحیرہ کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا اور اریطانی کی نسبت یہ کہا کہ وہ آج ہی شب میں قید سے نکل کر اذر بایجان چلا گیا۔ سلطان محاصرہ اٹھا کر نقجوان پہونچا۔ اریطانی ملا۔ سلطان کو بیحد مسرت ہوئی۔

چونکہ بہران کرجی نے نواح گنجہ پر چھاپا مارا تھا اور اسکو برباد و ویران کیا تھا اسوجہ سے سلطان اسکی سرکوبی اور گوشمالی کو روانہ ہوا۔ قلعہ سکان پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ مفتوح کیا۔ قلعہ علیا اسکے بعد سر کیا گیا۔ قلعہ کاک پر یلغار کیا اسکا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ زمانہ محاصرہ

قلعہ کاک میں وزیر السلطنت کو قلعہ کورانی کے محاصرہ کی خدمت تفویض ہوئی تین مہینہ تک محاصرہ کئے رہا بالآخر اہل قلعہ نے زچ ہو کر صلح کی درخواست کی۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر مصالحت ہوگئی۔ موکب سلطانی نے خلاط کی طرف کوچ کیا۔

محاصرہ خلاط سلطان مہم کرج سے فارغ ہو کر نقجوان کی طرف روانہ ہوا اور اسباب و خزانہ کو براہ قافروان خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرج کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام و چین سے اپنے ملک میں رہنے لگے۔ سلطان نے چندے نقجوان میں خراسان و عراق کے انتظامات اور مہم خلاط کی تیاری کی غرض سے قیام کیا

نسائی کاتب کہتا ہے کہ زمانہ قیام نقجوان میں سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کئے بعد اسکے نقجوان سے کوچ کر کے اپنی فوج سے بمقام خلاط جا ملا۔

ملک الاشرف نے عزالدین ایبک کو حسام الدین علی بن حماد گورنر خلاط کی گرفتاری[1] کو خلاط بھیجا تھا عزالدین نے اس حکم کی تعمیل کی اس پر مستزاد یہ کیا کہ براہ فریب قتل کر ڈالا اور سلطان کی خدمت میں محض خوشنودی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا قاصد نے دربار شاہی میں باریاب ہو کر عزالدین کی طرف سے گذارش کی کہ "ملک الاشرف نے آپ کے علم حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے" سلطان نے اس نے اسپر ذرا بھی خیال نہ کیا اور اپنی عزیمت کو پورا کرنے پر تیار رہا۔ اور قاصد کو یہ جواب دیا کہ عزالدین کا یہ بیان اگر صحیح ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا تھا عزالدین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا اور سلطان نے عید الفطر ۶۲۶ھ میں خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ رکن الدین جہان شاہ ابن طغرل والی ارزن روم بھی اس مہم میں سلطان کے ساتھ تھا ہر چہار

[1] بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد، کفایت شعار اور ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن

طرف سے منجنیقیں نصب کرکے سنگ باری شروع کر دی۔ شدت محاصرہ اور روزانہ جنگ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ فاقہ کشی کی نوبت پہونچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، گدہے، خچر، اونٹ اور مویشیاں ذبح کرکے کھا ڈالا۔ بہتیرے شدت گرسنگی سے مر گئے۔ اور بہتیرے شہر چھوڑ کر ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ بقیہ باشندگان خلاط کے چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ انکو امن دیجائے اور اذربایجان میں جاگیریں عنایت ہوں سازش کر لی چنانچہ سلطان نے حسب اقرار سلماس میں اور چند دوسرے مقامات پران لوگوں کو جاگیریں دیں اور شب کے وقت اپنی فوج کے چند دستہ کو شہر پناہ کی دیوار پر بذریعہ کمند چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی چھڑ گئی بالآخر شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ سکنا خلاط کو ہزیمت ہوئی۔ سلطانی فوج دار و گیر کرنے لگی شہر پر سلطان کا قبضہ ہوگیا۔ موجودہ باشندگان شہر گرفتار کرلئے گئے۔ جسمیں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبداللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عزالدین ایبک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اسکو امن دی اور قلعہ درقان میں قید کر دیا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حسام الدین کے خادموں سے ایک خادم، سلطان کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ پس جب سلطان نے خلاط پر قبضہ حاصل کیا تو اوس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا عوض اس سے لیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے عزالدین ایبک کو خادم کے حوالہ کر دیا خادم نے اسکو مار ڈالا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین بار تاراج کیا، والی ارزن کو نواح خلاط کی غارتگری پر مقرر فرمایا، قمہری قید سے نکل بھاگا، اسد بن عبداللہ مہرانی نے بمقام جزیرہ اسکو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان نے سرداران لشکر اور امراء دولت کو اس لڑائی کی خدمات کے معاوضہ میں جاگیریں دیں اور واپس آیا۔

جنگ سلطان جلال الدین اشرف و کیقباد

خلاط پر سلطان جلال الدین کے قبضہ و غلبہ کے بعد الملک الاشرف والی دمشق کو ہوش ہوا فوجیں مرتب کیں اور بڑے سرو سامان سے ۶۲۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لئے سلطان جلال الدین

سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ علاء الدین اور کیقباد والی بلاد روم سے بمقام سیراس ملاقات ہوئی۔

چونکہ جہان شاہ (علاء الدین کیقباد کا چچا زاد بھائی) ابن طغرل والی ارزن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا۔ اس وجہ سے کیقباد کو بوجہ عداوت دیرینہ جلال الدین کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک الاشرف اور کیقباد غرض مشترک ہونے کی وجہ سے بقصد جنگ سلطان جلال الدین سیراس سے روانہ ہوا ملک الاشرف کا مقدمۃ الجیش اکراد ہنکاریہ امراء حلب کے ایک نامی شجاع اور دلیر عزالدین عمر بن علی کی سرکردگی میں تھا۔ کیقباد بھی اپنی فوجیں لئے دوسری جانب پر دجمائے تھا۔ جوں ہی دونوں حریف کا مقابلہ ہوا عزالدین عمر نے سلطان کے لشکر پر حملہ کیا اور پہلی ہی لڑائی میں سلطانی لشکر کو ہزیمت دیدی۔ سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اسوقت بلاد کرد کا محاصرہ کئے تھا۔ اس خبر بد کو سن کے محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سب کے سب اذربایجان کی جانب روانہ ہوگئے۔

رکن الدین جہان شاہ بن طغرل اس جنگ میں گرفتار ہوگیا بازنجیر اپنے برادر چچا زاد علاء الدین کیقباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیقباد اسکو اپنے ہمراہ لئے ارزن آیا، رکن الدین نے ارزن اور اسکے کل مضافات کو کیقباد کے حوالہ کردیا۔ ملک الاشرف فتحیابی کے بعد خلاط گیا۔ خلاط اجڑا ہوا مثل تودہ خاک پڑا تھا۔ دیکھ کر بیحد رنجیدہ ہوا۔

سلطان نے اذربایجان میں پہونچکر افواج شاہی کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوئی میں جاکر قیام کیا اور ترکوں کی فوج ہزیمت کے بعد موقان چلی گئی۔

اسکے بعد ملک الاشرف کا ایلچی (شمس الدین تکریتی) سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا پیام لایا۔ مصالحت کی گفت وشنود شروع ہوئی۔ علاء الدین کیقباد بھی اس مصالحت میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں مصالحت ہوگئی سلطان

نے خلاط کے ساتھ سرمن راے کو حسب شرائط صلح دوسرے فریق کو دیدیا۔

زمانہ محاصرہ خلاط کے واقعات

منجملہ اُن واقعات کے جوکہ زمانہ محاصرہ خلاط میں رونما ہوئے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہبذ والی جبل، امرار سلطان میں سے ایک امیر ارخانامی کے ساتھ جو اسکے بھائی کا سسرالی قرابت مند ہوتا تھا سلطانی بارگاہ میں وفد ہوکر حاضر ہوا سلطان نے کسی مصلحت سے اسکو گرفتار کرلیا پھر جب سلطان بلاد روم سے منہزم ہوکر واپس ہوا تو نصرت الدین کو قید سے رہا کرکے جاگیر عنایت فرمائی اور اسکے ملک واپس جانے کا حکم دیا۔

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ہمشیرہ سلطان جو دوشی خاں کی زوجیت میں تھی خوارزم سے ترکمان خاتون کے حالات اپنے بھائی (سلطان) کو لکھا کرتی تھی۔ زمانہ محاصرہ خلاط میں خاقان کے ذریعہ سے یہ تحریک پیش کی کہ جیحون کے پرلے طرف کے بلاد دیکر مصالحت کرلیجاے۔ سلطان نے اسکو منظور نہیں کیا۔

تیسرا واقعہ یہ تھا کہ رکن الدین شاہ ابن طغرل والی ارزن روم جو ملک الاشرف کا مطیع تھا اور بوجہ رنجش اپنے برادر عم زاد علاء الدین کیقباد ابن کیخسرو والی روم سلطان سے بھی عداوت رکھتا تھا اور حاجب کا (جو ملک الاشرف کی طرف سے خلاط کا گورنر تھا) معین و مددگار تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو بوقت واپسی روم قتل کرڈالا تھا اور سلطانی فوج کا رسد وغلہ روکدیا تھا محاصرہ خلاط کے طول وشدت سے گھبراکر امن کا خواستگار ہوا نیازمندانہ حاضر دربار ہوا۔ وزیر سلطنت اور اراکین دولت نے نہایت تپاک اور گرم جوشی سے استقبال کیا، سلطان بڑی آؤ بھگت سے ملا۔ خلعت دی، اور اسکی حکومت پر اسکو بحال و برقرار رکھا، آلات حرب کی بہم رسانی کا حکم دیا جسکی تعمیل اس نے نہایت مستعدی سے کی پھر جب ملک الاشرف سے جنگ کی ٹھہری تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا

جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

چوتھا واقعہ یہ تھا کہ دربار خلافت بغداد سے سعد الدین حاجب سلطان کے پاس فرمان خلافت لیکر حاضر ہوا، خلافت مآب نے سلطان کو اسکے مقبوضہ ممالک میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی تھی اور مظفر الدین کو کبرون والی اربل، والی موصل کی اولاد شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ [1]...... اور عماد الدین بہلوان بن ہزار ست بادشاہ جبال سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اور ان لوگوں کو حکومت عباسیہ کے ہواخواہوں میں شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکم کی تعمیل کی

شرف الدین گورنر عراق نے سلطان کے پاس پیام بھیجا کہ بادشاہ جبال عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ ...... سلیمان شاہ کی اطاعت کرنے سے عراق پر حکومت کرنے میں آسانی ہوگی ورنہ ناممکن ہے۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے انکو میٹھی میٹھی باتوں سے ایسا ملا لیا کہ وہ اسکے قبضہ میں ہوگئے بعد اسکے سلطان نے بدر الدین طولو بن اینانج خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار فدویت کی غرض سے روانہ کیا۔ بدر الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحایف لیکر واپس ہوا

دو خلعت سلطان کے لئے تھی۔ ایک خلعت میں جُبہ، عمامہ اور ہندی تلوار مرصع تھی دوسری خلعت میں قبّع، کمہ، فرجیہ، سیف (جسکا قبضہ طلائی تھا) حمیل مرصع دو راس گھوڑے معہ ساز جنکی طلائی نعلین چار چار سو دینار وزن کی تھیں، طلائی سپر (ڈھال) جسپر جواہرات کی نہایت خوبصورت پچی کاری تھی اردگرد اکتالیس نگینہ یاقوت اور لعل بدخشاں کے تھے وسط میں ایک بڑا فیروزہ نیشاپوری جڑا ہوا تھا۔ تیس راس عربی النسل گھوڑے (جنکی زین پوش کا ابرا

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

نوٹ۔ ا و ۲ و ۳۔ یہ سب اُسی زمانہ کے طبعو سات بن تھے جنکے ہندی نام نہیں معلوم ہوسکے۔ مترجم

(اوپر کا کپڑا) اطلس رومی کا تھا اور استر (اندرونی حصہ کا کپڑا) اطلس بغدادی کا تھا طلائی نعلین ساٹھ ساٹھ دینار وزن کی لگی ہوئی تھیں، بیس غلام زرق برق پوشاکیں زیب بدن کئے عمدہ و نفیس گھوڑوں پر سوار، دس عماریاں (جن پر اطلس کے پردے پڑے ہوئے تھے) سونے کی جھولیں، دس ظروف طلائی مرصع معہ سرپوش ڈیڑھ سو بقچے (ہر ایک بقچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ، پانچ پانچ گز عنبر سونے کے ڈبوں میں) ایک درخت عود ہندی (جسکی لمبائی ساڑھے سات گز کی تھی) چودہ خلعتیں زنانی، خادمات کے لئے تین سو خلعت امراء کے لئے (ہر ایک امیر کے لئے ایک ایک قبا، ایک ایک کمہ) وزیر السلطنت کے لئے سیاہ عمامہ، قبا، فرجیہ، سیف ہندی دو گز عنبر پچاس ریشمی تھان اور خچر، اور دفتر والوں کے واسطے ایک ایک خلعت آئی تھی ہر خلعت میں جبہ، عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جسمیں اکثر اطلس رومی اور بغدادی تھا) اور بیس خچر تھے۔

اظہار مسرت کی غرض سے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پر تکلف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلافت مآب کے قاصد نے اہل خلاط کی سفارش کی سلطان نے بطیب خاطر قبول و منظور فرمایا۔

"پانچواں واقعہ یہ تھا" والی روم نے سلطان جلال الدین کی خدمت میں رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور پر تیس ۳۰ خچر (جن پر اطلس خطائی، فرد قندسی اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں) تیس ۳۰ غلام زرق برق پوشاکیں پہنے پورے سرو سامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار، ایک سو اس عمدہ نسل کے گھوڑے اور پچاس خچر روانہ کئے تھے۔ جسوقت وفد معہ اس ہدیہ کے آذربایجان ہو کر گزرا، رکن الدین جہان شاہ بن طغرل والی ارزن کے منہ میں پانی بھر آیا (رکن الدین جہان شاہ ان دنوں ملک الاشرف کے علم حکومت کا مطیع تھا) والی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔ لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے چند دنوں کے بعد خود وفد ہو کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور ہدیہ کو بجنسہ پیش کر دیا

جسکو ضبط کر لیا تھا۔

چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین رئیس فرقہ حشاشین کے پاس پناہ گزیں ہوا تھا اسوجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا وزیر السلطنت نے حسب عادت موقع پا کر قسنردین کے ایک پہاڑ سر بفلک فرقہ حشاشین کے قلعہ پر محاصرہ ڈالا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی علاء الدین کے لشکر کے سردار کو گرفتار کر لیا اور بزمانہ محاصرہ خلاط سلطان کی خدمت میں بھیجدیا سلطان نے اسکو قلعہ زمان میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد مر گیا۔

بعد اسکے سلطان نے اپنے کاتب (سکریٹری) محمد ابن احمد نسائی کو علاء الدین والی قلعہ موت کے پاس بھیجا اور خوارزم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاء الدین نے اولاً انکار کیا۔ سلطان نے یہ حجت پیش کی کہ "آپ کے پدر بزرگوار جلال الدین حسن خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش (سلطان جلال الدین کے باپ) کے نام کا خطبہ پڑھا کرتے تھے، علاء الدین نے اسکو منظور نہ کیا۔ بجائے اسکے ایک لاکھ سالانہ دینا پسند کیا۔

جہان پہلوان کی ہندوستان سے واپسی

جن دنوں سلطان نے ہندوستان سے بقصد عراق مراجعت کا قصد کیا تھا اسوقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر سلطانی حکومت کا پھریرہ اوڑ رہا تھا جہان پہلوان ازبک کو مامور کر آیا تھا۔ چنانچہ جہان پہلوان ازبک ہندوستان کے بلاد مقبوضہ پر حکومت کرتا رہا۔ بعد چندے شمس الدین التمش والی لاہور نے جہان پہلوان پر فوج کشی کی، جہان پہلوان اس سے مطلع ہو کر پیچھے ہٹا اور مقر حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کا راستہ لیا والی کشمیر نے روک ٹوک کی، اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیا اور سرحد کشمیر سے مار بھگایا، مجبوراً عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اور اسکے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس واپس گئے جنہیں برلق ملقب رجا ملک خصوصیت

کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہے۔

جہان پہلوان نے والی عراق سے خط و کتابت شروع کی، سات سو سوار ان کی جمعیت سے ہندوستان سے واپس آنے سے مطلع کیا والی عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لیے بھیجدیا اور سلطان سے اس معاملہ میں استصواب کیا۔ سلطان کا فرمان صادر ہوا کہ بیس ہزار بھیجدیا جائے اور ایام سرما منقضی کرنے اور آرام لینے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے جسوقت سلطان نے بلاد روم سے معاودت کی اور اذربائیجان کے قصد سے روانہ ہوا جہان پہلوان اور اسکے مقاصد کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا حکم آکر حائل ہوگیا اسی مقام پر ۶۲۸ھ میں کسی نامعلوم شخص نے اسکو قتل کردیا

تاتاری لوٹیرے اذربائجان میں جسوقت تاتاریوں نے ماوراالنہر پر قبضہ حاصل کرکے خراسان پر یلغار کیا اسوقت بادشاہ خوارزم انکی مقاومت و مقابلہ سے عاجز ہوگیا اور تاتاری طوفان خراسان کے شہروں میں گھس پڑا جس طرف سے گزرا دیہات قصبات اور شہروں کو برباد و تباہ کرڈالا۔ جس کو جہاں پایا لوٹ لیا، مارڈالا غرضکہ تاتاریوں کی حکومت کا سکہ ماوراالنہر میں جاری ہوگیا اور انہوں نے ان شہروں کی آبادی شروع کردی۔ خوارزم کے قریب ایک بہت بڑا شہر بجاے خوارزم کے آباد کیا لیکن خراسان ویران پڑا رہا۔ ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امرا قابض ہوگئے اور سلطان جلال الدین کی واپسی ہندوستان کے بعد اسکے علم حکومت کے مطیع ہوگئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق، فارس، کرمان، اذربائجان اور اران تک محدود ہوگئی خراسان تاتاریوں کی غارتگری اور جنگ کا جولان گاہ بنا رہا۔

سلطان جلال الدین کی مراجعت ہندوستان کے بعد تاتاریوں کا ایک گروہ مقام اصفہان پر سلطانی فوج سے ہم نبرد ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو بعد اسکے سلطان جلال الدین، ملک الاشرف والی شام اور علاءالدین کیقباد والی روم سے

۶۲۷ھ میں لڑائیاں ہوئیں علاء الدین سردار فرقہ اسماعیلیہ والی قلعہ موت اور جلال الدین سے بھی چل گئی۔ جلال الدین نے اسکے ملک کو نہایت سختی سے پایمال کر کے سالانہ خراج مقرر کیا۔ علاء الدین والی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملا لیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھار دیا چنانچہ ابتداء ۶۲۸ھ میں تاتاریوں نے اذربایجان پر چڑھائی کر دی سلطان جلال الدین کو اسکی خبر لگی۔ امراء دولت سے بوغز نامی ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطور پٹرول تاتاریوں کے حالات دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ تاتاریوں کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیر ہو گئی بوغز کو ہزیمت ہوئی۔ سوائے بوغز کے کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ تبریز سے موقان کی طرف کوچ کیا اور اپنے اہل وعیال کو تبریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہونچا دینا۔ موقان کے راستہ میں ایک خط اہل اذربایجان کا اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے جس مقدمۃ الجیش سے بوغز کا مقابلہ ہوا تھا انکی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے اور وہ خان کے میدان میں قیام پذیر ہیں۔ سلطان نے یہ خیال کر کے کہ تاتاریوں کی تعداد قلیل ہے آگے بڑھنے کا حوصلہ و قصد نہ کر سکے کوچ و قیام کرتا موقان پہونچا اور خیمہ ڈالدیا۔ امیر بن بغان شحنہ خراسان اور اوسمان پہلوان شحنہ مازندران کو فوجوں کے فراہم کرنے پر مامور کر کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا اور خود شکار کھیلنے میں مصروف ہو گیا، تاتاریوں کو موقع مل گیا۔ اسکے فرودگاہ پر چھاپہ مارا۔ کیمپ کو لوٹ لیا۔ سلطان بحال پریشان نہر اوس چلا گیا پھر یہاں سے بقصد گنجہ روانہ ہوا۔ ماہان پہونچا۔ اگرچہ عزالدین والی قلعہ شاہن دو سال سے سلطان سے قطع تعلق کر کے قلعہ کا خود سر حاکم بنا ہوا تھا لیکن ا[illegible]ن میں سلطان کے پہونچنے پر نیازمندانہ خدمت میں حاضر ہوا، رسد کا معقول انتظام کیا۔ تاتاریوں کے حالات سے مطلع کرتا رہا۔ چند دنوں کے بعد سلطان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ "آخری موسم سرما

ہیں تاتاری، ارجان سے آپ پر حملہ آور ہوں گے چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ اران واپس جائیے وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تبریز میں ترکمانوں کا لشکر بکثرت قلعہ نشین ہے''، سلطان نے یہ سن کر ایک آہ سرد بھری اور ماہان سے رخصت ہو گیا

سلطان نے وزیر السلطنت کو جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اپنے حرم اور خزانہ کی محافظت پر تبریز میں مامور کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ میں ان کو پہونچا دینا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے ابتداً امراء ترکمان باران سے ارسلان کبیر کے پاس جا کر قیام کیا۔ بعد اسکے اسی مقام پر ایک نہایت مضبوط قلعہ سنگ سراخ نامی تعمیر کرا کے سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرایا۔

چونکہ ان دنوں سلطان ہر چہار طرف سے مصائب میں گھر گیا تھا۔ وزیر السلطنت کے دماغ میں یہ سودائے خام پیدا ہوا کہ بحالت موجودہ اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے ہندوستان جانے کے سوا کوئی مفر نہیں ہے اس وجہ سے ملک الاشرف والی شام اور کیقباد والی روم سے جو سلطان کے دشمن قدیم تھے سلسلہ مراسلت جاری کیا اور نیازمندی و فرمانبرداری کا عہد و پیمان کیا کسی ذریعہ سے قلیج ارسلان ترکمانی کو اس کی خبر ہو گئی اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ کا خط لکھا، سلطانی حرم اور خزانہ کی حفاظت کی تاکید کی اور سلطان کو اسکے کل حالات لکھ بھیجے۔ پس جب سلطان کا اس قلعہ کی طرف گزر ہوا وزیر السلطنت کو حاضری کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن لئے حاضر ہوا سلطان کے خیالات تبدیل ہو گئے اور اپنا مخلص و جان نثار سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔

تاتاریوں کا تبریز اور گنجہ پر قبضہ

جسوقت سلطان تاتاریوں کے حملے کے بعد موقان سے اران روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تبریز تک پہونچی۔ اہل تبریز خوارزمیوں پر ٹوٹ پڑے اور انکی پامالی اور قتل پر تیار ہو گئے، بہاء الدین محمد بن بشیر فاربک جو

ان دنوں تبریز کا والی تھا، بلوائیوں کا شریک کار ہوگیا طغریانی رئیس نے مخالفت کی لیکن کسی نے سماعت نہ کی، بلوائیوں نے ایک خوارزمی کو گرفتار کرکے مار ڈالا، خوارزمیوں نے اسکے عوض دو آدمی مار ڈالے، شہر میں ہلڑ مچ گیا، بہار الدین نے تبریز کی قلعہ بندی کر لی، پورے طور سے نگرانی کرنے لگا، فوجیں بھرتی کیں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ بہار الدین مرگیا، اہل تبریز نے شہر تاتاریوں کے حوالہ کردیا، بعد اسکے اہل گنجہ میں بھی اسی قسم کا جوش وخروش پیدا ہوا اور انہوں نے اور نیز اہل بیلغارہ نے بھی شہر تاتاریوں کو سپرد کردیا۔ واللہ اعلم

وزیر السلطنت کا ادبار اور قتل قلعہ جار برو پہونچنے کے بعد سلطان کو وزیر السلطنت کی کشیدگی اور منافرت کا علم ہوا لیکن اس خیال سے کہ مبادا وزیر السلطنت روپوش نہوجائے یا بھاگ نہ جائے پیچ وتاب کھاکر خاموش رہا ایک روز معہ وزیر السلطنت سوار ہوکر قلعہ کی طرف گیا، والی قلعہ کو پوشیدہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کرلینے کا اشارہ کردیا چنانچہ والی قلعہ نے نہایت خوبی اور تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔

بعد اسکے سلطان نے اپنے قیام گاہ میں پہونچکر وزیر السلطنت کے خادموں کو مجتمع کیا جن میں انکا سردار ناصر قشتمر تھا سلطان نے ان لوگوں کو اوترخان کے گروہ میں شامل کردیا۔ لگانے بجھانے والوں نے والی قلعہ کے کان میں یہ بھر دیا کہ "سلطان تم سے ناراض ہے" والی قلعہ کو سلطان کی طرف سے بد دلی اور منافرت پیدا ہوئی، وزیر السلطنت کی انگوٹھی قشتمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ "ہم اور تمہارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہے جس شخص کو اسکی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آجائے" اتفاق سے سلطان کو اسکی خبر ہوگئی، ہاتھ کا طوطی اڑ گیا۔ والی قلعہ کا لڑکا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا، سلطان نے اسکو حکم دیا کہ تم اپنے باپ کو یہ واقعات لکھ بھیجو اور اس فعل پر ناراضی ظاہر کرو" والی قلعہ کے پاس اسکے لڑکے کا خط پہونچا تھا کہ اسکے حواس جاتے رہے معذرت کا عریضہ

لکھا سلطان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے قول کے پکے ہو تو وزیر السلطنت کا سر اوتار کر میرے پاس بھیجدو۔ والی قلعہ نے وزیر السلطنت کا سر اوتار کر بھیجدیا۔

وزیر السلطنت، اہل علم وکمال کی بیحد عزت کرتا تھا۔ داد ودہش میں کشادہ دست تھا اگر سلطان اسکی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانہ میں ایک حبہ باقی نہ رہتا نہایت منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ پیشگاہ سلطان سے جو فرمان لکھے جاتے تھے اُس پر الحمد للہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اُس پر ابو المکارم علی ابن ابی القاسم خالصۃ امیر المومنین لکھا کرتا تھا۔

گنجہ پر سلطان کا دوبارہ قبضہ

جس وقت اہل گنجہ نے خوارزمیوں کی مخالفت پر کمریں باندھی اس وقت ان میں سے ایک شخص بندار نامی انکا سردار تھا۔ سلطان کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجہ کے پاس بھیجا اور انکو اپنے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور دربار میں حاضری کا حکم دیا چنانچہ اہل گنجہ شاہی لشکر گاہ کے قریب پہونچکر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین قمی معہ اپنی اولاد سلطانی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ باقی ماندگان مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھے اور جنگ کرنے پر تل گئے۔ شاہی خرگاہ پر حملہ آور ہوئے، سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بنفس نفیس سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ لڑائی ہوئی۔ اہل گنجہ مقاومت نہ کر سکے شکست کھا کر بھاگے شہر پناہ میں داخل ہو گئے لیکن کثرت اژدحام کی وجہ سے دروازہ بند نہ کر سکے سلطانی لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ تیس۳۰ بانیان فساد کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔ بندار بھی گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ یہی مفسدوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا۔ اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جسکو سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجہ میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے روبرو اسکے اعضاء بدن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور مار ڈالا گیا۔ ایک مہینہ سلطان نے گنجہ میں قیام کیا۔

گنجہ کی واپسی کے بعد سلطان نے خلاط کی طرف ملک الاشرف سے تاتاریوں کے مقابلہ پر استمداد لینے کی غرض سے کوچ کیا ملک الاشرف کو اسکی خبر لگ گئی مصر چلا گیا اور بہ لطائف الحیل ٹالتا رہا۔ سلطان کوچ وقیام کرتا قلعہ شمس پہونچا۔ اراک بن ایوان کرخی قلعہ کا حاکم تھا۔ نیاز مندانہ حاضر ہوا۔ دور ہی سے زمین بوسی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی۔ سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہو کر ملوک حلب، آمد اور ماردین سے امداد و اعانت کی درخواست کی، صدائے برخاست کا مضمون ہوا۔ فوج کو خرت برت، ملطیہ اور اذربایجان کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے اُدھم مچا دی۔ غارتگری کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ ان واقعات نے سونے میں سہاگا کا کام دیدیا کیقباد اور ملک الاشرف کو ناراضی پیدا ہو گئی سلطان کی امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

تاتاریوں کا سلطان پر آمد میں حملہ کرنا اور سلطان کی موت

زمانہ قیام خلاط میں سلطان کو یہ خبر لگی تھی کہ تاتاری غارتگری و جنگ کرنے کو بڑھ رہے ہیں۔ سلطان نے اس طوفان بے تمیزی کے روک تھام پر امیر اوترخان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتاریوں کی خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ امیر اوترخان نے واپس ہو کر خبر دی کہ تاتاری طوفان حدود ملازگرد سے واپس ہو گیا۔ اراکین دولت اور سرداران فوج نے سلطان کو ...... دیار بکر جانے کا مشورہ دیا اتنے میں والی آمد کا قاصد پہونچ گیا اور یہ پیام دیا کہ آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے بلاد روم کا قصد کیجئے اور اس پر قبضہ حاصل کر لیجئے تاکہ قفچاق سے آپ قریب ہو جائیں گے اور ان سے مدد حاصل کر کے تاتاریوں سے تیغ و سپر ہو سکیں گے۔ میں چار ہزار سواروں سے مدد دینے کو تیار ہوں"۔

والی آمد اور حکمران روم سے اَن بن چلی آرہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والی آمد کے بعض قلعات کو دبا لیا تھا اسی وجہ سے والی آمد نے سلطان کو والی روم کے خلاف ابھا

کر اپنے دل کے پھپھولے توڑے۔

سلطان پر والی آمد کا پیام کام کر گیا۔ اصفہان سے اعراض کر کے آمد کی جانب کوچ کیا۔ قریب آمد پہونچکر پڑاؤ ڈالا۔ والی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خبر دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ترکمان نے واپس ہو کر یہ خبر دی کہ کلہ تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا اسی مقام پر قیام پذیر ہیں۔ لیکن دوسرے دن صبح نہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پہونچکر سلطانی کیمپ پر محاصرہ ڈالدیا۔ سلطانی لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا لیکن امیر اوترخاں نے نہایت مردانگی سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روکدیا اس اثناء میں سلطان کو موقع مل گیا۔ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کو سپرد کیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں تک لیجا سکو لیجاؤ۔ اوترخان میدان جنگ سے واپس ہوا چار ہزار سوار اسکے رکاب میں تھے سلطان چھپکر آمد کے سنسان بیابان میں جا چھپا۔ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کی۔ ہر چند لشکر کو واپس لانے کی تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی۔ سلطان رفتہ رفتہ در بندات کے سرحد تک پہونچ گیا۔ کل راستہ بلوائیوں اور مفسدوں سے گھرا ہوا تھا۔ اوترخاں نے واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ سلطان آگے نہ بڑھا۔ واپس ہوا۔ میافارقین کے نواح میں ایک گانوں تک پہونچا۔ بیدر میں قیام اختیار کیا۔

امیر اوترخان سلطان کی رفاقت ترک کے شہاب الدین غازی والی حلب کے پاس چلا گیا۔ اس سے اوراوترخاں سے بہت دنوں سے خط و کتابت ہو رہی تھی شہاب الدین غازی نے مراسم سابقہ کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بعد اس کے ملک الکامل نے اسکو والی حلب سے طلب کیا والی حلب نے پابہ زنجیر ملک الکامل کے پاس بھیجدیا۔ چھت سے گر کر مر گیا۔

تاتاریوں کو کسی ذریعہ سے سلطان کی خبر مل گئی۔ دفعۃً بیدر پر یلغار کیا۔ سلطان کسی طرح

لباس تبدیل کرکے بھاگ گیا اور اسکے کل ہمراہی قتل کرڈالے گئے۔ کسی نے تاتاریوں سے یہ کہدیا کہ جوشخص ابھی بھاگا ہے وہی سلطان ہے فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مفروروں میں دو شخص ہاتھ آگئے تاتاریوں نے انکو قتل کرڈالا۔ سلطان کے ملنے سے ناامید ہوکر تاتاری واپس ہوئے اور سلطان کوہ اکراد پر چڑھ گیا۔ وہاں بھی تاتاری لوٹیرے موجود تھے اور ناکہ بندی کئے ہوئے قتل و غارتگری پر آمادہ تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے سلطان کو گرفتار کرلیا اور اسکو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ کسی نے ان کے سردار کے کان میں کہدیا "کہ یہی سلطان ہے" سردار کو رحم آگیا لوگوں کو قتل سے روک دیا چھوڑ دینے کے قصد سے اپنے ساتھ اپنے مکان لایا سردار کی عدم موجودگی میں ایک کینہ تاتاری سردار کے مکان پر آیا۔ ہاتھ میں ایک تیغہ لئے تھا۔ اسکے بھائی کو خلاط میں ایک خوارزمی نے مار ڈالا تھا پس اس نے اپنے بھائی کے بدلے میں سلطان کو مار ڈالا۔ سردار کی ہمدردی نے کچھ کام نہ دیا۔ یہ واقعہ نیمہ ہوئی شوال ۶۲۸ھ کا ہے۔ یہ روایت نسائی کاتب سلطان جلال الدین کی ہے

فاضل ابن اثیر نے واقعہ آمد کو ذکر کرکے لکھا ہے کہ اسکے بعد سلطان مفقودالخبر ہوگیا۔ میں چند دنوں اسکی خبر ملنے کا منتظر رہا" اسکے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے آمد ہی کے واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے ایک حرف اس پر اضافہ نہیں کیا۔

نسائی نے لکھا ہے کہ سلطان پستہ قد، گندمی رنگ، ترکی النسل، شجاع، حلیم اور باوقار رہتا۔ تبسم کے سوا کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسا، کم سخن تھا۔ یاوہ گوئی سے سخت متنفر تھا، عادل تھا۔ لیکن فتنہ و بغاوت کی وجہ سے مغلوب ہوگیا تھا، باوجودیکہ خلافت مآب سے کشیدگی اور رنج کا سلسلہ قائم تھا لیکن جیسا کہ اس کا باپ خلافت پناہ کو لکھا کرتا تھا اسی طرح یہ بھی اپنے کو خادم اور تابعدار لکھا کرتا تھا

جسوقت خلیفہ بغداد نے اسکو بمقام خلاط خلعت بھیجی تھی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو اس نے عریضہ میں اپنے کو عبد فلاں لکھا تھا اور خلافت مآب کو جن القاب و آداب سے لکھتا تھا یہ تھے " مولانا و سیدنا، وامیر المومنین وامام المسلمین و خلیفہ رب العالمین قدوۃ المشارق والمغارب المنیف علی الذروۃ العلیا ابن لوی ابن غالب "، سلاطین روم، مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط و کتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی الفاظ نہیں ہوتے تھے۔ فرامین جو اپنے قلمرو میں حکام کے نام لکھتا تھا اسکی پیشانی پر النصرۃ من اللہ وحدہ لکھا کرتا تھا۔ اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خلافت مآب نے اپنے فرمان عالیشان میں " الجناب الرفیع الخاقانی" کے موقر الفاظ سے مخاطب کیا تھا اسپر سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہونے کی درخواست کی، جواب دیا کہ اکابر ملوک کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں پھر جب دربار خلافت سے خلعت آئی تو سلطان نے حد سے زیادہ الحاح و منت کی تو " الجناب العالی الشاہنشاہی" کے خطاب سے مخاطب کیا گیا۔

قصہ مختصر جنگ آمد کے بعد تاتاری طوفان نواح آمد میں پھیل گیا ارزن، میا فارقین اور کل دیار بکر تاراج اور ویران و برباد کیا۔ پانچ دن کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ شہر اسعرد کو مفتوح کیا۔ کئی دن تک قتل عام کا سلسلہ جاری رہا ماردین پر حملہ کیا۔ اہل ماردین نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لوٹ مار کرتے نصیبین پہونچے۔ اطراف نصیبین کو بھی اپنے تاراج کا جولانگاہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہو کر سنجار، خابور، تدلیس اور صوبہ خلاط کو بھی دغارت کر کے چٹیل میدان بنا دیا انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ آذربایجان سے صوبہ اربل کی طرف قتل و غارت کرتا ہوا بڑھا۔ ترکمان ایوانیہ اور اکراد جوزقان کی طرف ہو کر گزرا۔

ان لوگوں نے تاتاریوں کا تیغ وسنان سے استقبال کیا۔ لوٹ لیا، قتل کیا، مظفر الدین والی اربل بھی والی موصل سے امداد حاصل کرکے تاتاری لوٹیروں کے دار وگیر کو نکلا لیکن وہ زیادہ دور نکل گئے تھے ہاتھ نہ آئے واپس آیا واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اسکا لشکر متفرق ہوگیا افتاں وخیزاں کیقباد بادشاہ روم کے پاس پہونچا۔ کیقباد نے ان کو اپنی فوج میں بھرتی کرلیا۔ ۶۳۴ھ میں کیقباد نے وفات پائی اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اسکو ان کی طرف سے شبہ پیدا ہوا۔ انکے سردار کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ باقی ماندگان بھاگ گئے۔ جس طرف سے گذرے اور جہاں پہونچے لوٹ لیا۔ بستیوں کو اُجاڑ ڈالا اسی حالت پر ایک مدت تک ٹھہرے رہے۔ بعد اس کے الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل نے جو اپنے باپ کی طرف سے بلاد شرقیہ حران، کیفا اور آمد کا حاکم تھا اپنے پدر بزرگ سے اجازت حاصل کرکے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کرلیا جیسا کہ آیندہ بنو ایوب کے حالات میں تحریر کریں گے۔

واللہ سبحانہ تعالے

ولی التوفیق

بمنہ وفضلہ

شجرہ ملوک خوارزم

۱۔ انوشتکین[1] خوارزم شاہ

۲ محمد

۳ اتسنر

۴ الپ ارسلان ــ سلطان محمود ۵

۶ تکش ــ مفرق خاں بن ملک شاہ

۷۔ علاء الدین محمد ــ غیاث الدین تیر شاہ

۸ جلال الدین منکبرس

[1] امیر ملکا بک سلجوقی کا خادم تھا۔ اور یہی جداعلیٰ د مورث ملوک خوارزم کا ہے۔

تم الجزء الرابع عشر من ترجمة تاريخ العلامة ابن خلدون

ويليه الجزء الخامس عشر انشاء الله تعالىٰ و

اوله الخبر عن دولة بني تتش

جلد نہم اس جلد میں خلافت عباسیہ بغداد کے آخری دور کے گیارہ تاجداروں، مقتدی، مستظہر، مسترشد، راشد، مقتفی، مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر اور معتصم کے زمانہ حکومت کے حالات خلفائے عباسیہ مصریہ اور دولت اسمٰعیلیہ اور عبیدیہ کے ابتدائی فرمانرواؤں کے واقعات تحریر ہیں۔ قیمت ہے،

جلد دہم اس جلد میں حاکم بامر اللہ کی خلافت سے بنو امیہ و بنی حمود کی دوبارہ حکومت تک کے تمام حالات اور واقعات کے علاوہ اور بہت سے واقعے مثل شام اور بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ، مصریوں کا مقابلہ، بربر کی بغاوت، مستعین کی بیعت، ہشام کی حکومت، قرطبہ کا محاصرہ، ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ، معتمد اموی کی حکومت وغیرہ وغیرہ اور وجہ تسمیہ، اندلس اوصاف اندلس قرطبہ کی بعض عمارات و جامع مسجد کی مفصل کیفیت ہے،

جلد یازدہم اس جلد میں اندلس کا آخری دور، مسلمانوں کی حکومت: ہسپانیہ عظمیٰ کا خاتمہ اور ان حکمرانان عرب کے حالات درج ہیں جنہوں نے زیر اقتدار علم خلافت عباسیہ قرون وسطیٰ میں حکمرانی کی تھی قیمت ہے،

جلد دوازدہم۔ اس جلد میں علاوہ دیگر حکمرانان اسلام کے امین الدولہ سلطان محمود بن سبکتگین کی ولادت، تربیت، نسب، جوش مذہبی، اخلاق عدل، داد و دہش کے تذکرے، سورما راجایان ہند جیپال، انندپال، بجے راؤ، اکالی چند، رام دیو، نندا اور چندپال وغیرہم کی جان توڑ کوشش مقاومت، بھٹینر، ملتان، گوالیار، کالنجر، نگرکوٹ تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ اور سومنات کی لڑائیاں اور فتوحات اور شاہنامہ فردوسی کی تصنیف کے اصلی واقعات نہایت تصدیق و کمال تحقیق کیساتھ درج ہیں قیمت ہے،

جلد سیزدہم اس جلد میں سلاطین غوریہ کے انساب حالات آچہ (سندھ) دہلی، ہانسی، کہرام، سمانہ، اجمیر، بنارس، گوالیار، میرٹھ، کوئل (علیگڑھ) نہروالہ (پنجاب) کالپی، کالنجر اور بداوں کے فتوحات ڈیڑھ سو سورما راجایان ہند کا مقابلہ، کھانڈے راؤ، بھورا، بھیم دیو (والی سندھ) گجرات، جے چند راجہ بنارس، اور ہیم راج سورما راجاؤں کی جان توڑ کوششوں کے تذکرات، سلطان شہاب الدین غوری کے مجاہدات سپہ سالاران دیلم ملوک بنو بویہ، حکمرانان آذربائیجان، فرمانروایان بطیحہ و شاہان دینور و صامغان کی معاشرت و

حکومت کے سچے اور صحیح واقعات درج ہیں قیمت سے ر

جنگہائے صلیبی کے خونیں واقعات

عیسائیوں کی سلمانونکو تباہ کرنے کی ناکام کوششیں

تقریباً ایک صدی کی اسلامی لڑائیوں کا نقشہ دیکھنا ہو تو

مجاہد اعظم سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس
کی سوانح عمری کا مطالعہ فرمایئے

یہ وہ اسلامی ہیرو ہے جسنے رچرڈ شاہ انگلینڈ اور فلپ شاہ فرانس کے مددگار رہتے ہوئے شام کی بہتر زمین سے عیسائیونکو باہر نکالدیا تھا جو وقت فاطمیوں اور عباسیوں کی خانہ جنگی کیوجہ سے اسلامی حکومتوں میں زوال آگیا تھا اور شاہان یورپ نے موقع کو غنیمت جانکر اسلام کو مٹانے کا قصد کرلیا تھا سارے یورپ کے عیسائی صلیبی جھنڈے کے نیچے مجتمع ہوکر سلمانونکو مٹانے اور بیت المقدس فتح کرنے کی قسم کھا چکے تھے، اسوقت یہ بہادر نکلا اور اپنے سچے مذہبی جوش کیوجہ سے عیسائیوں کے ٹڈی دل لشکروں پر قہر عظیم بنکر ٹوٹا اور اسقدر کار دشمنان اسلام کو شکست فاش دی، یورپ کے بہادر اور شجاع جرنیلوں اور بادشاہوں نے اسکا لوہا مان لیا اور "شیر دل صلاح الدین" کے نام سے موسوم کرنے لگے، اس اولوالعزم ہیرو کی سوانحعمری کا ایک ایک ورق سلمانوں کے دلوں میں زندگی کی نئی روح پیدا کرتا ہے، اس کتاب میں سلطان صلاح الدین کی ولادت تعلیم و تربیت، عادات و خصائل عیسائی دنیا کے مقابلہ میں اس کی فتوحات فتح بیت المقدس کی تفصیلی حالات نہایت تفصیل کیساتھ لکھے گئے ہیں تمام یورپ کا سلطان موصوف سے شکست کھانا، سلطان موصوف کے ہاتھوں یورپ کے عیسائیونکی زبردست سرکوبی وغیرہ ایسے واقعات ہیں جن کے پڑھنے سے آنکھیں کھلتی ہیں، قیمت عہ ر

سلطان نورالدین محمود زنگی

اس نامور فاتح کی سوانحعمری ہے جو چھٹی صدی ہجری میں صلیبی لڑائیونکا فاتح، جزیرہ و شام کا نامور حکمران گذرا ہے اس نے دوبارہ ایک صدی کے بعد فتح بیت المقدس کی مبارک بنیاد ڈالی تھی جسکی تکمیل سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس نے کی۔ یہ اپنی قابلقدر فتوحات کیوجہ سے رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ مانا گیا ہے، عربی و نیز دوسری زبانونکی مستند و معتبر تاریخوں سے اسکی سوانحعمری مرتب کیگئی ہے کاغذ سفید چکنا رائل سائز قیمت علاوہ محصولڈاک ۲ عہ ر

المشتہر مینیجر دفتر الاسلام الہ آباد

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد چہاردہم

جسمین

[سلاط]ین سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کے انساب، حالات، خانہ جنگیوں، عیسائیوں کا مقابلہ، کفار کرج او[ر] [...]ق کی جدوجہد، ترکوں کی یورش، تاجداران سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کی، افغانہ کوششین چنگیزخان [...]ج، تاتاریوں کا عالمگیر طوفان، ممالک اسلامیہ کی بربادی و تباہی کے حالات نہایت تحقیق سے درج کیے گئے ہین۔

مترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

جو

سنہ ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۰ع مین

[با]ہتمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد مین چھپکر دفتر

ایکہزار جلد

خراسان پر قبضہ
سنجر کی حکومت
ن میں مخالفون کا ظہور
حکومت بنو خوارزم شاہ
ائیون کا انطاکیہ وغیرہ سواحل
پر قبضہ

ع اول